اشداء علی الکفار رحماء بینھم

شانِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درخشاں پہلو

تالیف

محمد یٰسین سروہی

Marfat.com

اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

شانِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم

کے درخشاں پہلو

تالیف

محمد یٰسین سروہی

نظرِ ثانی و اضافہ

ڈاکٹر نذیر حماد

مُشتاق بُک کارنر
الکریم مارکیٹ۔ اُردو بازار، لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	شانِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درخشاں پہلو
مصنف	محمد یٰسین سروہی
نظر ثانی واضافہ	ڈاکٹر نذیر حماد
ناشر	مشتاق احمد
با اہتمام	سلمان خالد
پروف ریڈنگ	ابو حسّان
پرنٹرز	اسد نیئر، پرنٹرز لاہور۔
کمپوزنگ	**گُل گرافکس**
قیمت	-/300 روپے

نوٹ: کتاب ہذا میں اگر کہیں کوئی کمپوزنگ کی غلطی ہو تو ادارہ کو اطلاع فرما کر اپنا دینی فرض پورا کریں تاکہ ان شاء اللہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح ہو سکے۔ شکریہ

ادارہ

Marfat.com

انتساب

اللہ رب العزت کے

محبوب رسول سرور کونین سیدنا حضرت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ (رضی اللہ عنہم)

کے نام

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ
وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ
رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا
ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ؕ

ترجمہ

وہ مہاجر اور انصار جنہوں نے سب سے پہلے دعوت ایمان قبول کرنے میں سبقت کی نیز وہ جو راست بازی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ اور ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہی عظیم الشان کامیابی ہے

﴿قرآن مجید۔ سورۃ التوبہ۔ ۱۰۰﴾

Marfat.com

عرضِ ناشر

انوکھی وضع ہے سارے زمانے سے نرالے ہیں
الٰہی یہ عاشق کون سی بستی کے رہنے والے ہیں

یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اس میں ان عظیم المرتبت نفوس قدسیہ کی حیاتِ مبارکہ کا تذکرہ کیا گیا ہے جو آسمان نبوت کے تابندہ اور روشن ستارے ہیں۔ یہی وہ عظیم لوگ ہیں جن کے سامنے قرآن اترا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ کو انہوں نے اپنے کانوں سے سُنا۔ ان لوگوں نے حالتِ ایمان میں آپ کی زیارت کی پھر آپ ؐ کی صحبت اختیار کی اور آپ ؐ کی رفاقت ان کو میسر آئی۔ آپ ؐ ہی ان کے اتالیق، معلم، مزکی اور مربی تھے۔ آپ کی تعلیم و تربیت نے ان کو زمانے کا استاد اور عالم کا سلطان بنا دیا۔ اس وقت کی دو بڑی سُپر طاقتوں روم اور ایران کو انہوں نے اپنے پاؤں تلے روند ڈالا اور اسلام کے پرچم کو ہر پرچم سے بالا کر دیا۔ اہل دنیا کو وہ عدل و انصاف دیا جو آج تک کوئی حکمران نہ دے سکا۔

یہ کوئی عام لوگ نہ تھے بلکہ خاص الخاص لوگ تھے۔ ان کی تعریف خود ربّ کائنات نے کی اور امام کائنات نے بھی ان کی تعریف و توصیف فرمائی۔ سابقہ آسمانی کتب میں بھی ان کا تذکرہ موجود ہے۔ قرآن نے ان لوگوں کو قیامت تک کے لیے۔

" رضی اللہ عنھم و رضوعنہ "

کا سرٹیفکیٹ عطا فرمایا اور ان لوگوں کے ایمان کو تمام اُمت کے لیے معیار قرار

Marfat.com

دیا۔آج اُمت مسلمہ کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔خلافت وحکومت ان سے چھن چکی ہے۔ جہاد کی تلوار کو توڑ کر رکھ دیا گیا ہے۔مسلمان یہود ونصاریٰ کی غلامی کو قبول کر چکے ہیں اور کفار کی تہذیب اوران کے کلچر کے دلدادہ بن چکے ہیں۔بقول اقبال

وضع میں تم نصاریٰ تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

آج اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ان عظیم لوگوں کے حالات زندگی نوجوان نسل کو سنائے جائیں ہوسکتا ہے کہ کوئی شرارہ شعلہ جوالہ بن جائے۔آج صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت،عمر رضی اللہ عنہ کی عدالت،عثمان رضی اللہ عنہ کی سخاوت اور علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔اس نیت خیر کے ساتھ اس کتاب کی اشاعت عمل میں آرہی ہے۔اُمید ہے قارئین اس سے خوب استفادہ کریں گے۔یہ کتاب اس قابل ہے کہ اس کو ہر گھر میں رکھا جائے اور بچوں کو ان نفوس قدسیہ کے حالات زندگی سنائیں جائیں تا کہ وہ اپنی زندگی کو سنوار سکیں۔

یہ کتاب محترم محمد یٰسین سروہی نے لکھی ہے جب کہ اس پر نظر ثانی اور اضافہ جات کا کام محترم ڈاکٹر نذیر حماد حفظہ اللہ نے سرانجام دیا ہے۔

ہم نے اپنے طباعتی معیار کو نہ صرف قائم رکھا ہے بلکہ پہلے سے بہتر بنایا ہے۔ اُمید ہے یہ کتاب ہر لحاظ سے آپ کو پسند آئے گی۔آپ سے التماس ہے کہ اس کتاب سے استفادہ کے وقت ناشر اور جملہ معاونین کو اپنی خاص دُعاؤں میں یاد رکھیں۔

دُعا گو
مشتاق احمد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد افاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o

زیرِ نظر کتاب شانِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارہ میں ہے۔ صحابی کا مطلب ہے ساتھی ۔ وہ لوگ جنہوں نے حالت ایمان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق رہے۔ ان کے ہمراہ زمانے کے دکھ جھیلے ۔ اپنا گھر قربان کیا۔ اپنے عزیز واقارب کو اسلام کی خاطر چھوڑ دیا، ان کو صحابی کہا جاتا ہے۔ ان کی شان کا اندازہ کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ ان کی شان اللہ جل شانہ نے بہت بلند کر رکھی ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی معاشرت کا جو سلیقہ ان کو بتایا تھا انہوں نے اپنے گھر کی تجربہ گاہ میں ان اصولوں کو لاگو کیا اور زمانے میں معزز و محترم بن گئے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیغامات کی ابتدا اپنے گھر سے کی تھی ۔ اس کے بعد اپنے خاندان کو دعوت دی اس کے بعد پورے شہر کو اسلام کی دعوت سے سرفراز فرمایا۔ تاریخ کی آنکھوں نے دیکھا کہ ان تہی دست اور بے خانماں لوگوں کے جلال سے دنیا کی ہر مہذب قوم لرزہ براندام تھی ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی چاشنی بھر دی تھی ۔ جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو کر رہ جاتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ان کرم فرماؤں کی ہر طرح سے مکمل تربیت فرمائی ۔ خواہ میدان سیاست ہو یا معاشرت سب میں ان بے خانماں صحابیوں نے اپنی زندگی کے نقوش چھوڑے ۔ میدان حرب میں تو ان کا کوئی ثانی نہ تھا جب

Marfat.com

یہ میدان میں اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے تو شیروں کے پتے پانی ہو جاتے تھے یہ اشداء علی الکفار کی تفسیریں تھے۔ جب یہ اپنے آقا سے حکم لے کر اٹھتے تو دشمن کے ایوانوں میں طوفان برپا ہو جاتے تھے۔.ان کے گھوڑوں کے قدموں تلے زمین سمٹ جایا کرتی تھی۔ دریا راستے چھوڑ دیتے تھے۔ جب یہ صحابی فلک بوس قلعوں پر یلغار کرتے تو ان آہنی قلعوں کے مالک کہتے یہ انسان نہیں دیو ہیں۔ جب یہ رستم کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں تو وہاں مرصع قالینوں کو اپنے نیزوں سے چھید دیتے ہیں اور ننگے بدن اس کے دربار میں تن تنہا حق پر آنے یا تلوار آزمانے کا چیلنج کرتے تھے۔ جب یہ مجاہد صحابی دریائے نیل میں اپنے گھوڑے ڈالتے ہیں تو نیل مارے خوف کے کانپتا ہے اور ان مجاہدوں کو اپنی لہروں پر سوار کر کے سامنے سفید قلعے کے گیٹ پر چھوڑ آتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی صفہ یونیورسٹی کے فارغ تحصیل یہ جیالے اپنے وقت میں ان دنوں سے نبرد آزما ہوئے تھے جو اپنے آپ کو سپر پاور گردانتی تھیں۔ روم و فارس و ایران کی عظیم سلطنتوں کو ان خرقہ پوشوں کے نام سے پسینے چھوٹ جاتے تھے۔

ان کا کردار ایک قابل عمل، عام فہم اور آسان لائحہ حیات ہے۔ اس پر عمل کر کے دنیا کی سطوتوں کو سمیٹا جا سکتا ہے۔

ہم اس کتاب میں اس رسول اللہ ﷺ کے چند ایسے ہی صحابہ کا تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کریں گے جنہوں نے وقت کے دھارے کو تبدیل کیا۔ ان کے سامنے ہر کسی کا سورج ڈوب گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کے سامنے کوئی نہ ٹھہر سکا۔ انہوں نے ہر کسی کے اخلاق کو سنوار دیا۔ انہوں نے یتیموں کے سر پر دست شفقت رکھا۔ بیواؤں کی دلگیری کی۔ وہ فقیروں کے ہمدرد بنے، وہ ساربانوں کے راہبر ٹھہرے۔ ڈاکو ان کی نصیحت سن کر اپنی منزل بدل کر خلق خدا کے غمخوار بن گئے۔

اب وقت ہم سے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی احکامات کی پیروی کریں جن کے نقوش کی قسم اللہ نے کھائی ہے۔ اور اس مادہ پرستانہ دور کے خلاف فکری

Marfat.com

کام کا علم اُٹھائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کو کتابوں سے نکال کر نئے سرے سے اپنی عملی زندگیوں کے اوراق میں سجائیں۔ اسے ایک اجتماعی نظام کی صورت میں مرتب کر دیں۔ قرآن حکیم کو جز دانوں سے نکال کر اپنی پیشانیوں میں بسائیں، ایک اللہ کے سامنے گردن جھکائیں۔ اپنی انا کو ختم کر کے مخلوق خدا کی انا کا احترام کریں اس طرح ہم راہ نجات پانے والی وہ زبردست قوت بن جائیں گے جس کے سامنے مغرب و مشرق بلکہ سمندروں کی طوالنیاں بھی سمٹ جائیں گی۔

اے اللہ! ہمیں محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلنے کی ہمت و طاقت عطا فرما۔ ہمیں غیر اللہ کے سامنے جھکنے سے بچا۔ ہمیں اپنی کتاب کو سمجھنے کی قوت دے۔ ہمیں دین سمجھنے کی قوت عطا فرما، اے اللہ ہم میں طاقت نہیں تو ہمیں پھر اس قابل کر دے کہ ہم تیرے دین کو ایک بار پھر ہمیشہ کے لئے بلند کر جائیں۔ اور تیرے رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم کو رہتی دنیا تک پھیلا جائیں۔ (آمین ثم آمین)

فی امان اللہ

محمد یٰسین سروہی

Marfat.com

فہرست

	مضامین	صفحہ
⌘	انتساب	3
⌘	ارشادِ باری تعالیٰ	4
⌘	عرضِ ناشر	5
⌘	مقدمہ	7
⌘	شانِ صحابہؓ	22
⌘	معلم صحابہؓ کا انقلاب	24
⌘	صحابی کی تعریف	25
⌘	طبقات صحابہؓ	26
⌘	صحابہؓ کی تعداد	28
⌘	احادیث رسول اکرم (ﷺ) کے مجسم معجزے	30
⌘	ایمان صحابہؓ	37
⌘	دفاع صحابہؓ	41
⌘	فضائل صحابہ کرامؓ	50
⌘	مصائب الصحابہؓ	54
⌘	اتباع رسول اور صحابہ کرامؓ	59
⌘	توہین صحابہؓ کے مرتکبین کا عبرتناک انجام	64

Marfat.com

69	اسوۂ صحابہؓ اور علم حدیث	✠
76	صحابہ کا شوق جہاد	✠
81	صدیقؓ (نظم)	✠
83	**حضرت ابوبکر صدیقؓ**	✠
84	پہلی لبیک	✠
84	بلاتذبذب ایمان	✠
85	صدیق کی رفاقت	✠
85	کافر کی زبان سے آپؓ کے اعلیٰ کردار کا اعتراف	✠
86	اسلام کا رشتہ	✠
86	محبتِ رسول	✠
87	خلافت	✠
88	خدمت خلق	✠
88	سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عدل	✠
91	ابوبکرؓ کی خدمات	✠
92	**حضرت عمر فاروقؓ**	✠
93	قبول اسلام	✠
102	خلافت	✠
103	نظامِ خلافت	✠
104	احتساب	✠
105	بیت المال	✠
106	بندوبست اراضی	✠
106	ذرائع آمدن	✠

Marfat.com

⌘	محکمہ انصاف	107
⌘	محکمہ پولیس اور جیل خانے	107
⌘	محکمہ ڈاک	108
⌘	سن ہجری کا اجراء	108
⌘	رفاہ عامہ کی خدمات	108
⌘	ایک انوکھی ضمانت	109
⌘	سیرت سیدنا حضرت عمر فاروقؓ	114
⌘	سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عدل	119
⌘	شہادت	124
⌘	**حضرت عثمان غنیؓ**	127
⌘	سیرت عثمان	128
⌘	خلافت کیلئے انتخاب	128
⌘	سیاست اور خلافت	128
⌘	کارنامے	129
⌘	فضائل	130
⌘	آپؓ کی فیاضی کے واقعات	131
⌘	آپؓ کی زندگی کی خاص خاص باتیں	131
⌘	سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عدل	132
⌘	شہادت	135
⌘	**حضرت علی مرتضیٰؓ**	140
⌘	عہد خلافت	142
⌘	خلافت کی خاص خاص باتیں	142

Marfat.com

⌘	مطالبہ قصاص	142
⌘	معزولی عمال	143
⌘	حضرت امیر معاویہؓ کی مخالفت	143
⌘	حضرت عائشہؓ کی تیاری	144
⌘	جنگ جمل	144
⌘	جنگ صفین	145
⌘	سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عدل	147
⌘	فتنۂ خوارج اور شہادت علی	152
⌘	سید الشہداء حضرت حمزہؓ	157
⌘	قاتل حمزہ دربار رسالت میں	162
⌘	مسیلمہ کذاب کا قاتل وحشی	163
⌘	شہید اعظم کے جنازہ کی خاص بات	163
⌘	**حضرت خالد بن ولیدؓ سیف اللہ**	165
⌘	اللہ کی تلوار جب قید ہوئی	170
⌘	سیف اللہؓ شہادت سے محروم رہے	175
⌘	**حضرت سعد بن ابی وقاصؓ**	177
⌘	فتح مدائن	183
⌘	بابل کی فتح	183
⌘	فتح بہرہ شیر	184
⌘	وصال	184
⌘	**حضرت ابو عُبیدہ بن الجراحؓ**	185
⌘	**حضرت سیدنا حسنؓ**	190

Marfat.com

⌘	**حضرت حسینؓ**	192
⌘	سیرت حضرت حسین رضی اللہ عنہ	199
⌘	اقوال سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ	202
⌘	فلسفہ شہادت اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ	203
⌘	حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالی عنہا	206
⌘	حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا بنت خویلد	208
⌘	حضرت سودہ رضی اللہ تعالی عنہا بنت زمعہ،	210
⌘	حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا	211
⌘	حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا	212
⌘	حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا بنت خزیمہ	213
⌘	حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا	214
⌘	حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا بنت جحش	215
⌘	حضرت جویرہ رضی اللہ تعالی عنہا بنت حارث	216
⌘	حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالی عنہا	217
⌘	حضرت صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا	218
⌘	حضرت میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا	219
⌘	حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالی عنہا	220
⌘	حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا	221
⌘	حضرت رقیہ رضی اللہ تعالی عنہا	222
⌘	حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالی عنہا	223
⌘	حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا	224
⌘	حضرت سیدنا ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ تعالی عنہ	232

Marfat.com

⌘	حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہ	235
⌘	حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالی عنہ	238
⌘	حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالی عنہ	246
⌘	حضرت سیدنا عمیر بن عدی رضی اللہ تعالی عنہ	251
⌘	حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالی عنہ	254
⌘	حضرت سیدنا ابی سلمہ عبداللہ بن الاسد رضی اللہ تعالی عنہ	260
⌘	حضرت سیدنا عبداللہ بن انیس جہنی رضی اللہ تعالی عنہ	263
⌘	حضرت سیدنا منذر بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ	266
⌘	حضرت نعیم النحام رضی اللہ تعالی عنہ	269
⌘	حضرت سیدنا مرثد بن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ تعالی عنہ	271
⌘	حضرت سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالی عنہ	274
⌘	حضرت سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالی عنہ	272
⌘	حضرت سیدنا کرز بن جابر الفہر ی رضی اللہ تعالی عنہ	279
⌘	حضرت سیدنا عمرو بن امیہ الفہر ی رضی اللہ تعالی عنہ	282
⌘	حضرت یاسر بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ	285
⌘	حضرت سیدنا بشیر بن سعد رضی اللہ تعالی عنہ	287
⌘	حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالی عنہ	290
⌘	حضرت سیدنا غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ تعالی عنہ	296
⌘	حضرت سیدنا ابن ابی لعوجا اسلمی رضی اللہ تعالی عنہ	298
⌘	حضرت سلیط رضی اللہ تعالی عنہ بن عمرو	300
⌘	حضرت سیدنا سعد بن زید اشہلی رضی اللہ تعالی عنہ	302
⌘	حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ	305

Marfat.com

✤	حضرت عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن زہیر	307
✤	حضرت سیدنا شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	309
✤	حضرت علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ حضرمی	311
✤	حضرت سیدنا ابوقتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ	314
✤	حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خولہ	317
✤	حضرت سیدنا طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	319
✤	حضرت عداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ	323
✤	حضرت سیدنا عینیہ بن حصن الفزاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	326
✤	حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	328
✤	حضرت سیدنا قطبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	330
✤	حضرت سیدنا ضحاک بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ	332
✤	حضرت سیدنا علقمہ بن مجزز مدلجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	334
✤	حضرت سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	336
✤	حضرت سیدنا مہاجر بن ابی امیہ مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	338
✤	حضرت سیدنا سوید بن مقرن اوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	340
✤	حضرت سیدنا علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	341
✤	حضرت سیدنا خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ	343
✤	حضرت سیدنا مثنیٰ بن حارثہ شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	345
✤	حضرت سیدنا ذوالکلاح حمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	347
✤	حضرت سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	349
✤	حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ	357
✤	حضرت سیدنا ابوالاعور سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	359

Marfat.com

✻	حضرت سیدنا ہاشم بن عتبہ رضی اللہ تعالی عنہ	360
✻	حضرت سیدنا نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالی عنہ	362
✻	حضرت سیدنا خالد بن عرطفہ رضی اللہ تعالی عنہ	363
✻	حضرت سیدنا زہرہ بن حویہ تمیمی رضی اللہ تعالی عنہ	364
✻	حضرت سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالی عنہ	365
✻	حضرت سیدنا مجاشع بن مسعود سلمی رضی اللہ تعالی عنہ	367
✻	حضرت سیدنا عبداللہ عتبان رضی اللہ تعالی عنہ	368
✻	حضرت سیدنا حرقوص بن زہیر السعدی رضی اللہ تعالی عنہ	369
✻	حضرت سیدنا نعیم بن مقرن رضی اللہ تعالی عنہ	370
✻	حضرت سیدنا سلمی بن قین رضی اللہ تعالی عنہ	371
✻	حضرت سیدنا حرملہ بن ریط رضی اللہ تعالی عنہ	372
✻	حضرت سیدنا عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ تعالی عنہ	373
✻	حضرت سیدنا ساریہ بن زنیم کنزنی رضی اللہ تعالی عنہ	374
✻	حضرت سیدنا سراقہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ	376
✻	حضرت سیدنا حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ تعالی عنہ	381
✻	حضرت سیدنا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ تعالی عنہ	382
✻	حضرت سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ	384
✻	حضرت سیدنا عبداللہ بن قیس رضی اللہ تعالی عنہ	385
✻	حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ	386
✻	حضرت سیدنا حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ تعالی عنہ	388
✻	حضرت سیدنا سعید بن عثمان رضی اللہ تعالی عنہ	390
✻	حضرت سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالی عنہ	392

Marfat.com

⌘	حضرت سیدنا یزید بن شجرہ رہاوی رضی اللہ تعالی عنہ	394
⌘	حضرت سیدنا جنادہ بن ابی امیہ رضی اللہ تعالی عنہ	395
⌘	حضرت سیدنا براء بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ	396
⌘	حضرت سیدنا بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالی عنہ	399
⌘	حضرت سیدنا ثابت بن اقرم رضی اللہ تعالی عنہ	402
⌘	حضرت سیدنا ثابت بن دحداح رضی اللہ تعالی عنہ	405
⌘	حضرت سیدنا ثابت قیس رضی اللہ تعالی عنہ	407
⌘	حضرت سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالی عنہ	409
⌘	حضرت سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالی عنہ	410
⌘	حضرت سیدنا خالد بن یزید ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ	413
⌘	حضرت سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ	415
⌘	حضرت سیدنا زید بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ	417
⌘	حضرت سیدنا زید بن سہل ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالی عنہ	419
⌘	حضرت سیدنا سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالی عنہ	421
⌘	حضرت سیدنا سلمۃ بن ہشام رضی اللہ تعالی عنہ	423
⌘	حضرت سیدنا سماک بن خرشہ ابودجانہ انصاری رضی اللہ تعالی عنہ	425
⌘	حضرت سیدنا شماس بن عثمان رضی اللہ تعالی عنہ	427
⌘	حضرت سیدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالی عنہ	429
⌘	حضرت سیدنا عامر بن الاکوع رضی اللہ تعالی عنہ	431
⌘	حضرت سیدنا عامر بن ربیع رضی اللہ تعالی عنہ	432
⌘	حضرت سیدنا عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالی عنہ	433
⌘	حضرت سیدنا عباد بن بشر رضی اللہ تعالی عنہ	434

Marfat.com

435	حضرت سیدنا عباد بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ	⌘
437	حضرت سیدنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالی عنہ	⌘
439	حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالاسد ابوسلمہ رضی اللہ تعالی عنہ	⌘
440	حضرت سیدنا عبداللہؓ بن عبداللہ بن ابی سلول	⌘
441	حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ	⌘
443	حضرت سیدنا عمرو بن قیس رضی اللہ تعالی عنہ	⌘
445	حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ	⌘
446	حضرت سیدنا محمد بن سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ	⌘
447	حضرت سیدنا المقداد بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ	⌘
448	حضرت سیدنا ہشم بن عتبہ رضی اللہ تعالی عنہ	⌘
449	حضرت سیدہ نسیبہ بنت کعب ام عمارہ الا انصاریہؓ	⌘
452	حضرت عباس رضی اللہ عنہ	⌘
454	حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ	⌘
462	عائلی زندگی	⌘
463	حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالی عنہ	⌘
466	حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہ	⌘
473	حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ	⌘
479	حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ	⌘
483	حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالی عنہ	⌘
488	حضرت رافع رضی اللہ تعالی عنہ بن خدیج انصاری	⌘
492	حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ	⌘
497	حضرت شرجیل بن حسنہؓ (شرحبیل بن حسنہ)	⌘

Marfat.com

✣	حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک خدری	500
✣	حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جندب انصاری	503
✣	حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ	506
✣	حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	510
✣	حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ	514
✣	حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	518
✣	حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	523
✣	حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ	527
✣	حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سعنہ	532
✣	حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ	535
✣	حضرت مخریق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	543
✣	حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	545
✣	حضرت جبر رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	552
✣	حضرت دیلم حمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	554
✣	حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی جہل	555
✣	حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبید	560
✣	حضرت ابوعیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ زُرقی	562
✣	حضرت ابوخزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اوس	563
✣	حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ	564
✣	حضرت حر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن قیس فرازی	570
✣	حضرت ابوموہبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	572
✣	حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ	573

Marfat.com

⌘	حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	578
⌘	حضرت ابو ہند حجام بیاضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	583
⌘	حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	584
⌘	حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ	590
⌘	حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	595
⌘	حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ	599
⌘	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	606
⌘	حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	613
⌘	حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ	616
⌘	حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ	620
⌘	حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	624
⌘	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	635
⌘	حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ	638
⌘	حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ	641
⌘	حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا	645
⌘	حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ	651
⌘	حرفِ آخر	665
⌘	کتابیات	670

Marfat.com

شانِ صحابہ

ربّ کعبہ کے پرستار وہ مردانِ جلیل
پاسبان حرم وارث ایمان خلیل
وہ سرفروش زمین عزت حوا کا ثبوت
وہ تہ چرخ بریں عظمت آدم کی دلیل
راست گفتار و کشادہ دل و بیدار دماغ
مدت العمر جو آفات کے سایوں میں پلے
کبھی پابند سلاسل کبھی شعلوں کے حریف
کبھی انگاروں پہ لوٹے کبھی کانٹوں پہ چلے
کبھی تپتے ہوئے پتھر کی سلیں سینوں پر
کبھی کاندھوں پہ اٹھائے ہوئے بادِ گراں
کبھی پشتوں پہ سلاخوں کے سلگتے ہوئے داغ
کبھی چہروں پہ طمانچوں کے المناک نشان
کبھی نیزوں کے سزاوار، کبھی تیروں کے
کبھی طعنوں کے کچوکے، کبھی فاقوں کے عذاب
کبھی چکی کی مشقت کبھی تنہائی کی قید
کبھی اپنوں کی ملامت، کبھی غیروں کا عتاب
کبھی بہتان طرازی، کبھی دشنام غلیظ
کبھی تضحیک و تمسخر، کبھی شبہات و شکوک

Marfat.com

کبھی روحانی اذیت، کبھی توہین ضمیر
کبھی اینٹوں سے تواضع، کبھی کوڑوں کا سلوک
کبھی محبوس گھروں میں تو کبھی خانہ بدر
چھیتڑے تن کے نگہبان، کبھی وہ بھی نہیں
تشنگی کا ہے وہ عالم کہ الٰہی توبہ
حلق کو چاہے تھوڑی سی نمی وہ بھی نہیں
آزمائش کے لپکتے ہوئے ہنگاموں میں
وقت نے اِن کے نشاناتِ قدم دیکھے ہیں
تختہ دار پہ آئے تو اسے چوم لیا
ایسے جی دار بھی تاریخ نے کم دیکھے ہیں
کسی عظمت کے تھے مالک یہ نفوسِ قدسی
جو پڑی وقت کے ہاتھوں وہ کڑی جھیل گئے
صرف اسلام کی خاطر، فقط اللہ کے لیے
جان پہ کھیلنا آتا تھا انہیں، کھیل گئے
ہم تک اسلام جو پہنچا تو صرف ان کے طفیل
یہ غلامان خدا، ہدایت رسالت کے امین
سر بسر پیکرِ ایثار مجسم ایمان
حشر تک ان سا ہو پیدا کوئی ممکن ہی نہیں

(محترم مضطر گجراتی)

Marfat.com

مُعلمِ صحابہؓ کا انقلاب

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا
مس خام کو جس نے کندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا
پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا
رہا ڈر نہ بیڑے کو موج بلا کا
ادھر سے ادھر پھر گیا رخ ہوا کا

Marfat.com

صحابی کی تعریف

صحابی کی تعریف میں محققین علماء و محدثین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس اختلاف کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل اوصاف کے حامل لوگوں کا شمار صحابہ میں ہوتا ہے۔

☆ جس نے آپؐ کو ایمان کی حالت میں دیکھا اور ایمان پر ہی اس کی موت واقع ہوئی۔

☆ جس نے آپؐ کو مسلمان ہونے کے ساتھ حالت بلوغ میں دیکھا ہو یا آپؐ سے ملاقات کی ہو۔

☆ جس نے آپؐ سے احادیث کی روایت کی ہو۔ اس کو صحابی کہا جائے گا۔

☆ جس شخص نے آپؐ کی صحبت حصول علم و عمل کے لیے اختیار کی اس کو صحابی کہا جائے گا۔

☆ جو لوگ آپؐ کی صحبت میں ایک مدت تک رہے ان کو صحابی کہا جائے گا۔

☆ جس نے آپؐ کو حالت ایمان میں دیکھا ہو۔ آنکھ سے دیکھنا ضروری نہیں۔ آپؐ سے شرف ملاقات ہوا ہو جیسے عبداللہ بن اُم مکتوم صحابی نابینا تھے۔ آپؐ کو دیکھا نہیں لیکن شرف ملاقات حاصل رہا ہے۔

☆ بعض نے نابالغ چھوٹے بچوں کو بھی صحابہ میں شمار کیا ہے۔

☆ جو لوگ آپؐ کے زمانہ میں موجود تھے اور ایمان لائے جیسے اویس قرنی رحمۃ اللہ

Marfat.com

علیہ وغیرہ لیکن انہوں نے آپؐ کو دیکھا نہیں ہے بعض نے ان کو بھی صحابہ میں شامل کیا ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ وہ صحابی نہیں ہیں۔

☆ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ہر وہ شخص جس نے ایک مہینہ یا ایک دِن یا ایک منٹ تک آپؐ کی صحبت اٹھائی یا آپؐ کو صرف دیکھا وہ صحابی ہے۔

طبقات صحابہ (رضی اللہ عنہم)

خلفائے راشدین:

خلفائے راشدین فضائل و مناقب کے لحاظ سے باقی تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ خلفائے راشدین میں فضیلت کے لحاظ سے پہلا نمبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے دوسرا نمبر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے۔ تیسرے نمبر پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں اور چوتھا نمبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہے۔

گویا خلفاء میں بترتیب خلافت مدارج فضیلت قائم ہوئے ہیں۔

ازواج مطہرات (رضی اللہ عنھن):

خلفاء کے بعد ازواج مطہرات (رضی اللہ عنھن) افضل ہیں کیونکہ وہ پیغمبر کی بیویاں اور اُمت کی روحانی مائیں ہیں۔

مہاجرین اوّلینؓ:

ازواج مطہراتؓ کے بعد مہاجرین اولین کا مقام ہے لیکن ان میں باہم ایک

Marfat.com

دوسرے پر فضیلت نہیں دی جاسکتی۔

اہل عقبہ:

اہل عقبہ مہاجرین اولین کے بعد مقام فضیلت رکھتے ہیں۔

اہل بدر:

اہل بدر کا اہل عقبہ کے بعد درجہ فضیلت ہے۔ اہل بدر کی خود اللہ تعالیٰ نے فضیلت بیان فرمائی ہے۔

اہل مشاہد:

ان تمام طبقات کے بعد اہل مشاہد کو فضیلت حاصل ہے۔ یعنی جو پہلے غزوہ میں شریک ہوئے وہ ان سے افضل ہیں جو اس کے بعد والے غزوہ میں شریک ہو۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے۔

لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل اولئکَ اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا و کلا و عد اللّٰہ الحسنی (سورۃ حدید)

(ترجمہ) جن لوگوں نے تم میں سے (مکہ) فتح ہونے سے پہلے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا اور لڑے ان کا درجہ ان لوگوں سے بڑا ہے جنہوں نے (مکہ) فتح ہونے کے بعد خرچ کیا اور لڑے اور اللہ تعالیٰ نے تو سب کو اچھا بدلہ (جنت) دینے کا وعدہ کرلیا ہے۔

کیونکہ اس وقت اظہار ایمان اور اس پر استقامت نہایت مشکل تھی۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک موقع پر ایمان لانے والوں سے کہا میرے (

Marfat.com

سابقین) صحابہؓ کو بُرا مت کہو انہوں نے تو ایک مد یا نصف مد اللہ کی راہ میں خرچ کر کے جو درجہ حاصل کر لیا تم اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر کے بھی وہ درجہ حاصل نہیں کر سکتے۔
دوسری روایت میں ہے ان کا ایک ساعت کا عمل تمہارے عمر بھر کے عمل سے افضل ہے۔
(اشرف الحواشی از مولانا عبدہ الفلاح)

صحابہؓ کی تعداد:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر کتنے لوگوں نے اسلام قبول کیا ان کی صحیح تعداد کا علم تو اللہ کی ذات کو ہی ہے۔ صحابہؓ کی صحیح تعداد کا پتہ لگانا ایک نہایت مشکل کام ہے۔ کئی صحابہ کا تعلق مختلف شہروں، علاقوں اور ملکوں سے تھا اور متعدد صحابہؓ وہ تھے جو اعرابی اور دیہاتی تھے۔ ایسے صحابہ بار بار آپؐ کے پاس نہ آسکے ایک تعداد ان صحابہ کی تھی جنہوں نے فقط ایک دفعہ آپؐ کو دیکھا دوبارہ شرف ملاقات نہ ہو سکا۔

مختلف موقعوں پر صحابہؓ کی تعداد کا علم ہوتا ہے۔ مثلاً صحیح بخاری و مسلم اور احمد کی روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول نے تین مواقع پر صحابہ کی تعداد شمار کرائی ایک روایت میں ان کی تعداد پانچ سو دوسری روایت میں پانچ سے چھ سو اور تیسری روایت میں پندرہ سو ہے۔

ہجرت سے قبل صحابہ کرامؓ کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ البتہ ہجرت کے بعد صحابہ کرامؓ کی تعداد میں خوب اضافہ ہوا۔ ہجرت کے بعد مختلف مواقع پر صحابہ کی تعداد کا کچھ علم ہوتا ہے۔ اصحاب بدر کی تعداد ۳۱۳ تھی فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار تھی۔ جنگ تبوک میں جانے والے صحابہ کی تعداد تیس ہزار تھی۔

ابوزرعہ رازی کا قول ہے کہ آپؐ کی وفات کے وقت جن لوگوں نے آپؐ کو دیکھا اور آپ سے حدیث سنی ان کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی۔ اس میں مرد عورت دونوں شامل تھے۔

ابوزرعہ نے یہ تعداد رواۃ صحابہؓ کی بیان کی ہے۔ ان کے علاوہ دیگر صحابہؓ کو بھی ملایا جائے تو تعداد بہت زیادہ بنتی ہے۔

Marfat.com

حجۃ الوداع کے موقع پر چالیس ہزار صحابہ تھے بلکہ مشہور ہے کہ ایک لاکھ سے زائد صحابہؓ حجۃ الوداع میں تھے۔ حجۃ الوداع کے ایک سال بعد آپ ﷺ کا انتقال ہوا ہے تو ظاہر ہے کہ اس ایک سال میں بہت سے لوگ اسلام سے فیض یاب ہوئے ہوں گے اور آپ کی صحبت میسر آئی ہوگی تو اس طرح صحابہ کی تعداد ایک لاکھ سے کہیں زائد بنتی ہے۔ البتہ حتمی تعداد اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

احادیث بیان کرنے والے صحابہؓ:

وہ صحابہ کرامؓ جنہوں نے آپ ﷺ سے احادیث بیان کی ہیں ان کی تعداد تقریباً ایک ہزار پانچ سو اٹھاسی ہے۔ ان سب کا مختصر تعارف ثقات ابن حبان کی تیسری جلد میں موجود ہے۔ یعنی ثقات کی یہ تیسری جلد صرف ان صحابہ کے تراجم پر مشتمل ہے جن کی روایتیں کتب احادیث میں پائی جاتی ہیں۔ ان پندرہ سو اٹھاسی صحابہ کرام کی روایات کتب احادیث و سیر تراجم میں موجود ہیں۔

ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں بقی بن مخلد کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ بقی بن مخلد کی مسند میں تیرہ سو سے زائد صحابہ کی روائتیں موجود ہیں۔ ابن عساکر ہی نے لکھا ہے کہ مسند امام احمد میں ایک ہزار چھپن صحابہ کی روائتیں موجود ہیں۔ امام مزی کی تحفۃ الاشراف سے معلوم ہوتا ہے کہ کتب ستہ میں نو سو پچانوے صحابہ کرامؓ کی روایتیں موجود ہیں۔ بقی بن مخلد کی مسند کچھ معلومات سیرۃ ابن حزم میں موجود ہیں۔

Marfat.com

صحابہؓ۔رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مجسم معجزے

آقائے دو جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کے تمام پہلو اور زاویے حیرت انگیز اور بے مثل ہیں۔ایسا ہی ایک یگانہ روزگار پہلو اور انوکھا معجزہ ہے۔انسانی دلوں اور ذہنوں کی تسخیر ___ انسان کائنات کی سب سے پُر اسرار پیچیدہ اور حیرت انگیز چیز ہے۔ جسے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیک نظر مسخر کرلیا۔ یہ تسخیر جسموں کی نہیں دلوں کی تھی۔جس نے ایک بار ذات گرامی کو دیکھا دیوانہ ہوگیا۔ایک بار سنا فریفتہ وشیدا ہوگیا۔نبی کے فیضان نظر نے ایسا انقلاب برپا کردیا کہ عقل وفکر شعور وآگہی سب یکسر بدل کررہ گئے ان پاکیزہ نفوس نے نور کے اس منبر تاباں منارہ سے روشنی لے کر اپنے من میں اُجالے کیے انہیں دیکھا سنا تو ہر حرف ہر لمحہ اور ہر جنبش کو اسوۂ عمل بنالیا۔لمحوں میں ایسا انقلاب برپا ہوا کہ اونٹوں کے چرانے والے دنیا میں تہذیب وتمدن کی شمعیں روشن کرنے لگے۔بات بات پر تلوار نکالنے،خون کے دریا بہانے اور صدیوں کی دشمنیاں پالنے والے اب۔

سمعنا واطعنا

ہم نے سنا اور مان لیا کا اعلان کرنے لگے۔اپنے حسب ونسب پر فخر وغرور کرنے شان وشوکت پر اترانے والے اب اس اُمّی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے ماں باپ قربان کرنے لگے۔پتھروں کی طرح سخت دل خوف الٰہی سے معمور ہوگئے۔اپنی خاطر مٹنے والے دوسرں کے لیے قربانی وایثار کے خوگر ہوگئے کفر ونفاق کی جگہ صدق وصفا اور خلوص ووفا نے لے لی۔حرص اور ہوس کی بجائے فقر وغنا،خونریزی اور سفاکی کی بجائے اخوت ومحبت کا

Marfat.com

چلن ہوا دنیا کی راحتوں پر مر مٹنے والے آخرت کی نعمتوں کے متمنی اور مشتاق ہو گئے۔

یقیناً یہ ایک معجزہ ہی تھا ایک تا ابد زندہ و جاوید رہنے والا معجزہ کہ بیک نظر بیک لحہ اتنا بڑا انقلاب بر پا ہوا کہ چند ہی سالوں میں حجۃ الوداع تک ایک لاکھ چوبیس ہزار سے بھی زائد ایسے پاکیزہ نفوس کی جماعت وجود میں آ گئی۔

ان میں سے ہر ایک کی حیات...... ہر ایک کا کردار...... سرکار دو جہاں کی حیات مبارکہ کا عکس تھا۔ اعلیٰ اخلاق عفت و پاک بازی حق گوئی و بے باکی دیانت و امانت...... عدل و انصاف گفتار و کردار توکل و استغنا شجاعت اور استقامت قربانی و ایثار جاں فروشی و جانثاری کے روشن ستارے دشت و چمن میں سحر کرنے لگے۔

یہ پاکیزہ نفوس اور مقدس ہستیاں وہ ہیں جنہیں قرآن حکیم نے بڑی عظمت و مرتبت سے نوازا ہے۔ نہ صرف قرآن میں بلکہ ان کا ذکر اپنے آقا و مولا کے ساتھ تورات و انجیل میں بھی بیان ہوا ہے۔

مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِيْلِ

قرآن مجید میں اصحاب نبی کی عظمت و بلند مراتبت کا جا بجا ذکر موجود ہے۔ سورۃ فاطر میں اللہ نے انہیں اپنے منتخب بندے اور کتاب کے وارث قرار دے کر خصوصی سلام بھیجا۔

وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

اور مزید فرمایا:

اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا

دراصل یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی دعوتِ حق سنی تو فوراً اسے قبول کر لیا اور اس کی خاطر ہر طرح کا ظلم و ستم سہا۔

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا (آل عمران ۱۹۳)

Marfat.com

اللہ کریم نے ان کے لیے اپنے فضل اور رضا کا اعلان کیا۔ جنہوں نے راہ حق میں اپنے گھر اور مال لٹا دیئے۔

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَاناً (الحشر)

(ترجمہ) ''اوران مہاجرین محتاجوں کا بھی حق ہے جو اپنے گھر بار مال و دولت سے نکال دیئے گئے وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضامندی کی تلاش میں ہیں''

قرآن نے انہیں دین حق کی راہ پر ''السابقون الاولون'' قرار دیا اور فرمایا:

''رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ''

(ترجمہ) ''اللہ ان سے راضی ہوا وہ اس سے راضی ہوئے۔''

یعنی اللہ بھی ان سے راضی ہوا اور یہ بھی اپنے مالک و آقا کی نعمتوں اور عنایات پر راضی ہو گئے اور ان کے لیے جنت کا انعام اور وہاں ہمیشہ قیام کا وعدہ فرمایا اور اسے ''اَلْفَوْزُ الْعَظِيْمُ'' بڑی کامیابی قرار دیا۔

قرآن مجید نے ان صحابہ کرام کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا:

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلاً

(سورۃ الاحزاب)

(ترجمہ) ''(انہی مسلمانوں میں سے) کچھ مرد ایسے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے اقرار کیا تھا اس میں سچے اترے۔ ان میں سے بعض تو اپنا کام پورا کر چکے اور بعض ابھی منتظر ہیں اور ان لوگوں نے اپنے اقرار کو ذرا نہیں بدلا''

قرآن نے انہیں خیر اُمت اور اُمت وسط قرار دے کر نیکی پھیلانے اور بدی کی

Marfat.com

بیخ کنی کا منصب سونپا اور یہ بھی فرمایا کہ قیامت کے روز جب لوگ رسوائی کے خوف سے پریشان ہوں گے اللہ انہیں رسوائی سے بچائے گا۔ جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے۔

"یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ"

(ترجمہ) اس (قیامت) کے دن اللہ نبی کو اور اس کے ساتھ ایمان لانے والوں کو رسوا نہ کرے گا۔"

قرآن کریم نے ان اصحاب نبی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقام و مرتبہ کے علاوہ ان کی صفات بھی بیان فرمائیں جن کی وجہ سے انہیں نبی کی قربت اور اپنے مالک و آقا کی رضا و مغفرت اور اجر عظیم رزق کریم اور فوز عظیم کی بشارتیں عطا ہوئیں۔

قرآن نے انہیں:

اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ .... حقیقی مومن

اَلصَّادِقُوْنَ .... سچے لوگ

اَلرَّاشِدُوْنَ .... ہدایت یافتہ لوگ

اَلْمُفْلِحُوْنَ .... فلاح یافتہ

اَلْفَآئِزُوْنَ .... کامیاب لوگ

قرار دیا۔ اس لیے کہ انہوں نے ایمان کو اپنے دلوں میں جگہ دی۔ کفر، فسق اور آقا کی نافرمانی سے قولی و عملی کنارہ کشی اختیار کی۔ یہ لوگ گناہ کبیرہ الفواحش ...... بھی فحش باتوں اور بُرے اعمال سے اجتناب کرتے رہے اور جب غصہ میں ہوتے تو معاف کر دیتے۔

" وَاِذَا مَا غَضِبُوْا ھُمْ یَغْفِرُوْنَ" (شوریٰ)

یہ لوا اپنی خواہشات اور ضروریات کو قربان کر کے اپنے ساتھیوں کی ضروریات کو ترجیح دینے والے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"یُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ

Marfat.com

خَصَاصَةٌ'' (الحشر)

(ترجمہ) ''خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی سخت حاجت ہو''

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ساتھی قرآن کی نظر میں

''رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ''

حلقہ یاراں میں بریشم کی طرح نرم

اور ''اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ''

رزم حق و باطل میں فولاد

یعنی دشمن کے لیے سخت اور دوست کے لیے نرم۔ شب و روز اپنے رب کی بارگاہ میں:

''رُكَّعًا سُجَّدًا'' رکوع کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے۔

ایک اور جگہ یوں بیان فرمایا:

''يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا''

کہ یہ لوگ اپنی راتیں اپنے رب کے لیے قیام اور سجود میں گزارتے ہیں اور ہر دم

''يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا''

اپنے پروردگار کی رضا اور فضل کے طلب گار رہتے ہیں۔

سورۃ سجدہ میں اس بات کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

''تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا'' (سورۃ سجدہ)

(ترجمہ) ان کی کروٹیں، بچھونوں سے الگ رہتی ہیں اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کے عذاب سے ڈر کر اور اس کی رحمت کی اُمید رکھ کر۔''

ان کی ایک صفت یہ بھی ہے۔

Marfat.com

"وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ"

کہ اللہ کے عطا کردہ مال سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

قرآن نے ہدایت کے ان میناروں کی کچھ اور صفات بھی بیان کی ہیں۔

"يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا"

"یہ زمین پر آہستہ آہستہ چلتے ہیں"، یعنی فخر و تکبر سے پاک چال اور جب خرچ کرتے ہیں تو ان کی حالت یہ ہوتی ہے۔

"وَاِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا"

جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی اور اسراف نہیں کرتے اور نہ بخل سے کام لیتے ہیں۔

اصحاب نبی اپنے رب پر ایمان لائے اپنے آقا و مولا پر فدا و نثار ہوئے ان کے فرمان پر سر تسلیم خم کیا اور ان کے ہر قول و عمل کے مطابق اپنی تمام زندگی بدل کر رکھ دی اپنے مولا کے حکم پر جان و مال سے جہاد کیا اور راہِ خدا میں ہجرت کی۔ یہ وہ لوگ تھے:

"اَلَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ" (الانفال)

جب اللہ کا ذکر ہوتا تو ان کے دل خوف زدہ ہو جاتے اور جب ان کے سامنے رب کی آیات تلاوت کی جاتیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا۔ یہ وہ لوگ تھے کہ اپنے آقا و مولا کے فرمان کو نہیں ٹالا نہ لیت و لعل سے کام لیا نہ سوچ و بچار میں پڑے اور نہ کسی مصلحت کا شکار ہوئے۔ جونہی اللہ اور رسول اللہ کا حکم پہنچا رضا معلوم ہوئی اپنا سب کچھ مطیع بنا دیا۔

ان صحابہ کی حیات طیبہ کے یہ نقوش قرآن عظیم کے صفحات پر تا ابد روشن رہیں گے اور قیامت تک انسانیت کے لیے راہنما اور ہدایت کا مرکز و منبع رہیں گے۔ اُمت مسلمہ آج بھی اور ہر دور میں انہی سے ایمان کا نور حاصل کرتی رہے گی۔ مگر محض تذکروں، یادوں اور باتوں سے نہیں...... بلکہ اسی طرز حیات، اسی اسوۂ عمل کو اپنا کر انہی مقدس ہستیوں کے نقش قدم پر چل کر۔ (ترجمان القرآن)

Marfat.com

یہی وہ لوگ ہیں جن کے ایمان کو بطور نمونہ پیش کیا گیا ہے اور ان کی پیروی نیکی کے کاموں میں کرنے والوں کو جنت اور اللہ کی رضامندی کی بشارت دی گئی ہے۔ یہ لوگ علم وعمل کے پہاڑ تھے۔ براہِ راست صحبت نبوی سے فیض حاصل کیا ان کے سامنے قرآن اترا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا تزکیہ کیا یہ لوگ قیامت تک کے لوگوں کے لیے اسوۂ قرار پائے۔ تاریخ انسانی نے آج تک نہیں دیکھا کہ کسی اُمّی شخص نے اتنا بڑا انقلاب برپا کیا ہو۔ کہ اونٹوں، بکریوں کے چرانے والے گڈریوں کو عالم کا سلطان بنادیا ہو۔

Marfat.com

ایمان صحابہ (رضی اللہ عنہم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کسی نے پوچھا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہنستے تھے تو انہوں نے فرمایا ہاں ہنستے تھے لیکن ان کے دلوں میں ایمان پہاڑ سے بھی زیادہ مضبوط تھا۔

صحابہ کرامؓ کے ایمان کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے لوگوں کے لیے معیار قرار دیا ہے چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے۔

"فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ" (سورۃ البقرہ)

(ترجمہ) اگر وہ تم جیسا ایمان لائیں تو ہدایت پائیں اور اگر منہ موڑیں تو بدبختی میں ہیں اللہ تعالیٰ ان سے عنقریب آپ کی کفایت کرے گا اور وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کے ایمان کو معیار قرار دیا ہے نمونہ اور معیار اس چیز کو قرار دیا جاتا ہے جو ہر لحاظ سے کامل اور اکمل ہو گویا صحابہ کرام ایمان کے سب سے اعلیٰ درجے پر فائز تھے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات آپ کے مواعظ و نصائح، ہدایت و ارشاد اور معجزات و آیات غرض ہر موثر چیز کے اثر کو قبول کیا۔ جیسے بارش برستی ہے تو زرخیز زمین اس سے پورا پورا فائدہ حاصل کرتی ہے۔ اس کی خشکی اور

Marfat.com

ویرانی ختم ہو کے رہ جاتی ہے۔ سرسبز کھیت لہلانے لگتے ہیں۔

یہ صحابہ کے ایمان کی قوت بھی تھی کہ ان پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹے خصوصاً مکی دور میں لیکن ان کے پائے استقامت میں کوئی کمزوری واقع نہیں ہوئی بلکہ وہ کفر کے ظلم وستم کے سامنے صبر واستقامت کے پہاڑ ثابت ہوئے۔ خباب بن ارت کو گرم کوئلوں پر لٹایا گیا اور وہ گرم کوئلے اس کے خون اور چربی سے بھسم ہوئے لیکن اس کے باوجود خباب ایمان پر ڈٹے رہے۔ گویا کفار کی ظلم وستم کی بھٹی سے وہ کندن بن کر نکلے۔

صحابہ کرام نے ہجرت کی تو اپنے تمام مال ومتاع کو چھوڑ کر چلے گئے ان کا مال ان کے لیے سدِ راہ نہ بن سکا۔ دراصل وہ لوگ ایمان کے اس درجہ علیا پر فائز تھے جہاں پر دنیا آدمی کو مردار کی طرح نظر آنے لگتی ہے دنیا بالکل بے حقیقت ہو کے رہ جاتی ہے۔ ان نفوس قدسیہ نے جب اللہ کی خاطر مال ومتاع کو خیر باد کہا تو اس وقت کوئی نہ غم کیا اور نہ اس وقت مال کا طمع کیا جب خزانوں کے خزانے لدے ہوئے ان کے پاس آتے اور قدموں میں ڈھیر کر دیے جاتے۔

صحابہ کرامؓ نے جب روم اور ایران جیسی سلطنتوں کو فتح کیا تو ان ایرانیوں اور رومیوں کے محلات ان کی شان وشوکت ان کا مال و دولت ان کے ایمان کو متزلزل نہ کر سکا۔ کوئی اور قوم ہوتی تو شاید لڑ لڑ کر مر جاتی۔ مگر یہ عام لوگ نہ تھے خاص تھے بہت ہی خاص تھے بلکہ خاص الخاص تھے۔ تقویٰ اخلاص للّٰہیت ان کا سب سے بڑا سرمایا تھا۔

جہاد کا حکم ملا تو اپنی جانوں کو پیش کر دیا۔ شہادت کو سعادت سمجھ کر یوں گلے لگانے لگے جیسے ان کی سب سے پسندیدہ چیز ہو۔ زندگی کی حرص کس کو نہیں ہے زندگی کے لیے لوگ آبِ حیات کی تلاش میں سرگرداں رہے۔ یہودی طویل زندگی کی تمنا کرتے تھے۔ لیکن یہ وہ لوگ ہیں کہ زندگی کو اللہ کے نام پر قربان کرنے کے لیے ہر وقت تیار ہیں۔

الغرض صحابہ کے ایمان کو جس لحاظ سے بھی دیکھا جائے وہ ہر لحاظ سے کامل اور اکمل لوگ تھے۔ زمین کے فرش پر انبیاء کے بعد ان سے بہتر لوگ نہیں چلے ہوں گے۔ چرخ کہن کے سایہ میں ان سے بہتر لوگوں نے زندگی نہیں گزاری ہوگی۔ تب ہی تو اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

قرآن مجید میں ان لوگوں کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی:

"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۬ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚۛ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚۛ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا (سورۃ الفتح آیت ۲۹)

(ترجمہ) محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں۔ تم جب دیکھو گے انہیں رکوع اور سجود اور اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی طلب میں مشغول پاؤ گے۔ سجود کے اثرات ان کے چہروں پر موجود ہیں۔ جن سے وہ الگ پہچانے جاتے ہیں۔ یہ ہے ان کی صفت توراۃ میں اور انجیل میں ان کی مثال یوں دی گئی ہے گویا ایک کھیتی جس نے پہلے کونپل نکالی پھر اس کو تقویت دی پھر گدائی پھر اپنے تنے پر کھڑی ہو گئی کاشت کرنے والوں کو وہ خوش کرتی ہے تاکہ کفار ان کے پھلنے پھولنے پر جلیں اس گروہ کے لوگ جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں اللہ نے ان سے مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے بار بار مختلف پہلوؤں سے صحابہ کرامؓ کے ایمان کو قرآن مجید میں بیان فرمایا۔ قرآن مجید میں قیامت ان عظیم ہستیوں کے ایمان اعمال اور فضائل کا تذکرہ ہوتا رہے گا۔ ارشاد خداوندی ہے:

Marfat.com

"اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ"

(ترجمہ) "یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا اور مدد دی ان کو اپنی خاص رحمت سے"

جن کے دلوں میں خدا نے ایمان لکھا ہو اس کو کوئی مٹا نہیں سکتا نہ وہ خود مٹ سکتا ہے کیونکہ اللہ کی بات تبدیل نہیں ہو سکتی۔

" لَاتَبْدِیْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ"

"اللہ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہے"

صحابہ کے ایمان کی گواہی کے ساتھ ساتھ ان کے تقویٰ کی بھی گواہی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دی ہے۔

"اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى"

(ترجمہ) ان کے ایمان، اعمال، تقوی کو دیکھ رب کائنات نے ان کو دنیا ہی میں جنت کی بشارت دے دی اور اپنی رضامندی کا سرٹیفکیٹ عطا فرمایا۔

" رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ"

اللہ ان سے راضی ہوا وہ اس سے راضی ہو گئے۔

Marfat.com

دفاع صحابہ (رضی اللہ عنہم)

اس عنوان کو قائم کرتے ہوئے میرا قلم کانپ رہا ہے جسم پر رقت طاری ہوگئی ہے یہ سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا کہ صحابہ کرامؓ کے دفاع کی بھی ضرورت پڑے گی یہ کوئی صرف تاریخی ہستیاں نہیں ہیں کہ ان پر اعتراضات کیے جائیں بلکہ یہ تو وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کی قرآن مجید نے تعریف کی ہے۔اب ان پر اعتراض قرآن پر اعتراض ہے اور قرآن پر اعتراض رب کائنات پر اعتراض ہے۔

اس سلسلہ میں مولانا محمد حنیف ندوی نے کیا خوب بات لکھی ہے۔

"اس نکتے کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ قرآن کریم جب صحابہ کی خوبیوں کو بیان کرتا ہے ان کے مرتبہ ومقام کی رفعتوں کی طرف اشارہ کرتا ہے اور انہیں اللہ کی رضا اور خوشنودی کا مژدہ جاں فزا سناتا ہے تو اس کے معنی یہ نہیں ہوتے کہ یہ فضائل ومحامد نزول قرآن کے وقت تو بلاشبہ ان میں پائے جاتے تھے لیکن جونہی دولت واقتدار کی چمک دمک نے ان کی نظروں کو خیرہ کیا اور غنائم کی کثرت نے ان کو لبھایا یہ خدانخواستہ ثابت قدم نہ رہ سکے اور بالآخر اس استحقاق سے محروم ہوگئے۔کیونکہ قرآن حکیم نے ان فضائل کو صرف تاریخ کے ایک مرحلے کی شکل میں پیش نہیں کیا بلکہ بطور دلیل اور برہان کے پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ نظام حیات اگر صحیح ہو اور اس نظام حیات کو پیش کرنے والا اخلاق وسیرت کے اعتبار سے اونچا اور بلند ہو اور اس کی آواز دعوت میں یہ تاثیر ہو کہ دل کی گہرائیوں میں اتر کر انسانی ضمیر کو جھنجوڑ سکے اور قلب میں رشد وہدایت کی مشعلیں روشن کر سکے تو اس کے نتیجے میں جو لوگ

Marfat.com

پیدا ہوں گے اور جو معاشرہ تشکیل پذیر ہو گا اس میں لامحالہ ان خوبیوں کا انعکاس ہو گا۔

قرآن حکیم دراصل اس حقیقت کو واضح کرنا چاہتا ہے کہ دعوت اور نتائج دعوت میں چولی دامن کا ساتھ ہے اگر دعوت صحیح ہے زمین سازگار ہے اور آبیاری کی تمام تر کوششیں درست ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ بیج تناور نخل کی صورت اختیار نہ کرے۔

"اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا" (سورۃ ابراہیم:۲۵)

(ترجمہ) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے پاکیزہ بات کی مثال کیونکر بیان فرمائی ہے وہ ایسی جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ مضبوط ہے یعنی زمین کو پکڑے ہوئے ہے اور شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں یہ اللہ کے حکم سے ہر وقت پھل لاتا اور میوے دیتا ہے۔"

اس تشریح کی روشنی میں غور کیجئے اگر وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ارتداد اختیار کر لیں یا اس مقام سے محروم ہو جائیں جس پر کہ اللہ نے انہیں فائز کیا تو قرآن حکیم کی پیش کردہ اس دلیل میں کوئی وزن باقی رہ جاتا ہے؟ کلمہ حق ہر حال برگ و بار لاتا اور پھیلتا پھولتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس فصیح و بلیغ تمثیل میں جس کو اس کی ذات گرامی نے خصوصیت سے اس حقیقت کے اظہار کے لیے منتخب فرمایا ہے۔ عملی تغلیط کے بعد آیا اس میں ذرہ بھی جان یا سکت برقرار رہتی ہے؟

اگر اللہ کا کلام ابدی ہے تو ضروری ہے کہ اس کے دلائل میں جو قوت جو زور اور فصاحت بلاغت پنہاں ہے وہ بھی ابدی اور ہمیشہ قائم رہنے والی ہو اور وہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ اس تمثیل کا اطلاق ہر ہر دور میں بعینہٖ جوں کا توں رہے۔

صحابہ کرامؓ پر اعتراض دین اسلام پر اعتراض ہے کیونکہ یہی لوگ قرآن مخاطبین اوّل تھے ان کے سامنے قرآن نازل ہوا انہوں نے پیغمبر سے اس کی تفسیر سیکھی۔ دین سیکھا

Marfat.com

اور پیغمبر کی محبت سے پورا پورا فیض حاصل کیا۔ انہی لوگوں کے واسطے سے دین ہم تک پہنچا ان کے ایمان، درجات اور فضائل کے بارہ میں شک کرنا دین میں شک کرنے کے مترادف ہے۔

یہ ایک مسلمہ اصول ہے" الصحابة کلهم عدول "تمام کے تمام صحابہ عادل ہیں اُمت نے اس اصول کو قبول کیا ہے۔ صحابہ کے دفاع کے سلسلہ میں ہم" خلافت و ملوکیت کی تاریخی وشرعی حیثیت" کے حوالہ سے مولانا محمد یوسف بنوری کا ایک مضمون نقل کرتے ہیں جو کہ نہایت ہی جامع ومفصل ہے، ملاحظہ فرمائیں:

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب خاتم النبیین ہوئے اور منصب رسالت و نبوت کی سیادت کبریٰ سے مشرف ہوئے اور آپ کی شریعت کو آخری شریعت اور قیامت تک آنے والی تمام قوموں اور نسلوں کے لیے آخری قانون بنایا گیا تو اس کے لیے دو چیزوں کی ضرورت تھی ایک یہ کہ یہ آسمانی قانون قیامت تک جوں کا توں محفوظ رہے ہر قسم کی تحریف وتبدیلی سے اس کی حفاظت کی جائے الفاظ کی بھی اور معانی کی بھی۔ کیونکہ اگر الفاظ کی حفاظت ہو اور معانی کی حفاظت نہ ہو تو یہ حفاظت بالکل بے معنی ہے۔

دوم یہ کہ جس طرح علمی حفاظت ہو اسی طرح عملی حفاظت بھی ہو۔ اسلام محض چند اصول ونظریات اور علوم وافکار کا مجموعہ نہیں بلکہ وہ اپنے جلو میں ایک نظام عمل لے کر چلتا ہے وہ جہاں زندگی کے ہر شعبے میں اصول وقواعد پیش کرتا ہے وہاں ایک ایک جزیہ کی عملی تشکیل بھی کرتا ہے اس لیے یہ ضروری تھا کہ شریعت محمدیہ (علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ و سلام) کی علمی وعملی دونوں پہلوؤں سے حفاظت کی جائے اور قیامت تک ایک ایسی جماعت کا سلسلہ قائم رہے جو شریعت مطہرہ کے علم وعمل کی حامل وامین ہو حق تعالیٰ نے دین محمدی کی دونوں طرح حفاظت فرمائی علمی بھی اور عملی بھی۔

حفاظت کے ذرائع میں صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی جماعت سرفہرست ہے۔ ان حضرات نے دین کو سمجھا دین پر عمل کیا اور اپنے بعد آنے والی نسل تک دین کو من وعن پہنچایا۔ انہوں نے آپؐ کے زیر تربیت رہ کر اخلاق واعمال کو ٹھیک ٹھیک

Marfat.com

منشائے خداوندی کے مطابق درست کیا۔ سیرت وکردار کی پاکیزگی حاصل کی۔ تمام باطل نظریات سے کنارہ کش ہو کر عقائد حقہ اختیار کیے۔ رضائے الٰہی کے لیے سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر نچھاور کر دیا۔ ان کے کسی طرز عمل میں ذرا خامی نظر آئی تو فوراً حق جل مجدہٗ نے اس کی اصلاح فرمائی۔

الغرض حضرات صحابہ کرامؓ کی یہ جماعت اس پوری کائنات میں وہ خوش قسمت جماعت ہے جن کی تعلیم وتربیت اور تصفیہ وتزکیہ کے لیے سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلم ومزکی اور استاد واتالیق مقرر کیا گیا۔ اس انعام خداوندی پر وہ جتنا شکر کریں کم ہے۔ جتنا فخر کریں بجا ہے۔

"لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ" (آل عمران ع ۱۷)

(ترجمہ) "بخدا بہت بڑا احسان فرمایا اللہ نے مومنین پر کہ بھیجا ان میں ایک عظیم الشان رسول ان ہی میں سے وہ پڑھتا ہے ان کے سامنے اس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور گہری دانائی بلاشبہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی وعملی میراث اور آسمانی امانت چونکہ ان کے سپرد کی جارہی تھی اس لیے ضروری تھا کہ یہ حضرات آئندہ نسلوں کے لیے قابل اعتماد ہوں چنانچہ قرآن وحدیث میں جابجا ان کے فضائل ومناقب بیان کیے گئے چنانچہ:

الف: وحی خداوندی نے ان کی تعدیل فرمائی ان کا تزکیہ کیا ان کے اخلاص وللّٰہیت پر شہادت دی اور انہیں یہ رتبہ بلند ملا کہ ان کو رسالت محمدیہ (علی صاحبھا الف الف صلوٰۃ وسلام) کے عادل گواہ کی حیثیت سے ساری دنیا کے سامنے پیش کیا گیا۔

Marfat.com

"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ" (الفتح ع ۴)

(ترجمہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور جو ایمان دار آپؐ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں شفیق ہیں تم ان کو دیکھو گے رکوع سجدے میں وہ چاہتے ہیں صرف اللہ کا فضل اور اس کی رضا مندی ان کی علامت ان کے چہروں میں سجدے کا نشان ہے۔"

گویا یہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں ایک دعویٰ ہے اور اس کے ثبوت میں حضرات صحابہ کرامؓ کی سیرت و کردار کو پیش کیا گیا ہے کہ جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں شک وشبہ ہوا سے آپؐ کے ساتھیوں کی پاکیزہ زندگی کا ایک نظر مطالعہ کرنے کے بعد خود اپنے ضمیر سے یہ فیصلہ لینا چاہیے کہ جس کے رفقاء اتنے بلند سیرت اور پاکباز ہوں وہ خود صدق وراستی کے کتنے اونچے مقام پر فائز ہوں گے۔

ع کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

ب: حضرات صحابہؓ کے ایمان کو معیار حق قرار دیتے ہوئے نہ صرف لوگوں کو اس کا نمونہ پیش کرنے کی دعوت دی گئی ہے بلکہ ان حضرات کے بارے میں لب کشائی کرنے والوں پر نفاق وسفاہت کی دائمی مہر ثبت کر دی گئی ہے۔

"وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ کَمَآ اٰمَنَ السُّفَھَآءُ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَھَآءُ وَلٰکِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ" (البقرہ ع ۲)

(ترجمہ) اور جب ان منافقوں سے کہا جائے تم بھی ایسا ایمان لاؤ

Marfat.com

جیسا دوسرے لوگ (صحابہ کرامؓ) ایمان لائے ہیں تو جواب میں کہتے ہیں کیا ہم ان بیوقوفوں جیسا ایمان لائیں؟ سن رکھو یہ خود ہی بیوقوف ہیں مگر نہیں جانتے''

ج: حضرات صحابہ کرامؓ کو بار بار'' رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ'' (اللہ ان سے راضی ہوا وہ اللہ سے راضی ہوئے) کی بشارت دی گئی ہے اور امت کے سامنے یہ اس شدت و کثرت سے دہرایا گیا کہ صحابہ کرامؓ کا یہ لقب اُمت کا تکیہ کلام بن گیا۔ کسی نبی کا اسم گرامی آپ علیہ السلام کے بغیر نہیں لے سکتے اور کسی صحابی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام نامی'' رضی اللہ عنہ'' کے بغیر مسلمان کی زبان پر جاری نہیں ہوسکتا۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف ظاہر کو دیکھ کر راضی نہیں ہوا نہ صرف ان کے موجودہ کارناموں کو دیکھ کر بلکہ ان کے ظاہر و باطن اور حال و مستقبل کو دیکھ کر ان سے راضی ہوا یہ گویا اس کی بات کی ضمانت ہے کہ آخر دم تک ان سے رضائے الٰہی کے خلاف کچھ صادر نہیں ہوگا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جس سے خدا راضی ہو جائے خدا کے بندوں کو بھی اس سے راضی ہو جانا چاہیے۔ کسی اور کے بارے میں ظن وتخمین ہی سے کہا جا سکتا ہے کہ خدا اس سے راضی ہے یا نہیں؟ مگر صحابہ کرامؓ کے بارے میں تو نص صریح موجود ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی ان سے راضی نہیں ہوتا تو گویا اسے اللہ تعالیٰ سے اختلاف ہے اور پھر صرف اتنی بات کو کافی نہیں سمجھا گیا اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا بلکہ اسی کے ساتھ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ اللہ سے راضی ہوئے یہ ان حضرات کی عزت افزائی کی انتہا ہے۔

حضرات صحابہ کرامؓ کے مسلک کو معیاری راستہ قرار دیتے ہوئے اس کی مخالفت کو براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کے ہم معنی قرار دیا گیا ہے اور ان کی مخالفت کرنے والوں کو وعید سنائی گئی ہے۔

'' وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ

Marfat.com

الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى"(النساء ع ۱۷)

(ترجمہ) "اور جو شخص مخالفت کرے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جب کہ اس کے سامنے ہدایت کھل چکی اور چلے مومنوں کی راہ چھوڑ کر ہم اسے پھیر دیں گے جس طرف پھرتا ہے۔"

آیت میں "المؤمنین" کا اولین مصداق اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس جماعت ہے۔ رضی اللہ عنہم، اس سے واضح ہوتا ہے کہ اتباع نبوی کی صحیح شکل صحابہ کرامؓ کی سیرت و کردار اور ان کے اخلاق و اعمال کی پیروی میں منحصر ہے اور یہ جبھی ممکن ہے جب صحابہؓ کی سیرت کو اسلام کے اعلیٰ معیار پر تسلیم کیا جائے۔

اور سب سے آخری بات یہ کہ انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ عاطفت میں آخرت کی ہر عزت سے سرفراز کرنے اور ہر ذلت و رسوائی سے محفوظ رکھنے کا اعلان فرمایا گیا۔

"يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِىَّ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ"

(ترجمہ) "جس دن رسوا نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ نبی کو اور جو مومن ہوئے آپ کے ساتھ ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے آگے اور ان کے داہنے"

اس قسم کی بیسیوں نہیں سینکڑوں آیات میں صحابہ کرامؓ کے فضائل و مناقب مختلف عنوانات سے بیان فرمائے گئے ہیں اور اس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ دین کے سلسلہ سند کی یہ پہلی کڑی اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ حضرات کی جماعت معاذ اللہ نا قابل اعتماد ثابت ہو ان کے اخلاق و اعمال میں خرابی نکالی جائے اور ان کے بارے میں یہ فرض کر لیا جائے کہ وہ دین کی علمی و عملی تدبیر نہیں کر سکے تو دین اسلام کا

Marfat.com

سارا ڈھانچہ ہل جاتا ہے اور ــــ حاکم بدہن ــــ رسالت محمدیہ مجروح ہو جاتی ہے۔

دنیا کا ایک معروف قاعدہ ہے اگر کسی خبر کو رد کرنا ہو تو اس کے راویوں کو جرح و قدح کا نشانہ بناؤ ان کی سیرت و کردار کو ملوث کرو اور ان کی ثقاہت وعدالت کو مشکوک ثابت کرو صحابہ کرامؓ چونکہ دین محمدی کے سب سے پہلے راوی ہیں۔ اس لیے چالاک فتنہ پردازوں نے جب دین اسلام کے خلاف سازش کی اور دین سے لوگوں کو بدظن کرنا چاہا۔ تو ان کا سب سے پہلا ہدف صحابہ کرامؓ تھے۔

چنانچہ فرق باطلہ اپنے نظریاتی اختلاف کے باوجود جماعت صحابہؓ کو ہدف تنقید بنانے میں متفق نظر آتے ہیں۔ ان کی سیرت و کردار کو داغدار بنانے اور ان کی شخصیت کو نہایت گھناؤنے رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی۔ ان کے اخلاق واعمال پر تنقید یں کی گئیں ان پر مال جاہ کی حرص میں احکام خداوندی سے پہلو تہی کرنے کے الزامات دھرے گئے۔ ان پر خیانت غصب اور کنبہ پروری واقربا نوازی کی تہمتیں لگائی گئیں اور غلو وانتہا پسندی کی حد ہے کہ جن پاکیزہ ہستیوں کے ایمان کو حق تعالیٰ نے معیار قرار دے کر ان جیسا ایمان لانے کی لوگوں کو دعوت دی تھی۔

"اٰمِنُوْا کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ" انہی کے ایمان وکفر کا مسئلہ زیر بحث لایا گیا اور تکفیر و تفسیق تک نوبت پہنچادی گئی۔ جن جانبازوں نے دین سلام کو اپنے خون سے سیراب کیا تھا انہی کے بارے میں چیخ چیخ کر کہا جانے لگا کہ وہ اسلام کے اعلیٰ معیار پر قائم نہیں رہے تھے۔ جن مردانِ خدا کے صدق وامانت کی اللہ تعالیٰ نے گواہی دی۔

"رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا"

(ترجمہ) یہ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا جو عہد انہوں نے اللہ سے باندھا بعض نے تو جانِ عزیز تک اسی راستہ میں دے دی اور بعض (بے چینی سے) اس کے منتظر ہیں اور ان کے عزم واستقلال میں ذرا تبدیلی نہیں ہوئی"

Marfat.com

انہی کے حق میں بنایا جانے لگا کہ نہ وہ صدق وامانت سے موصوف تھے نہ اخلاص وایمان کی دولت انہیں نصیب تھی، جن مخلصوں نے اپنے بیوی بچوں کو، اپنے گھر بار کو اپنے عزیز واقارب کو، اپنے دوست احباب کو، اپنی ہر لذت و آسائش کو، اپنے جذبات و خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے......اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیا تھا انہی کو یہ طعنہ دیا گیا کہ وہ محض حرص وہوا کے غلام تھے اور اپنے مفاد کے مقابلے میں خدا و رسول کے احکام کی انہیں کوئی پرواہ نہ تھی۔

"لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا"

ظاہر ہے کہ اگر اُمت کا معدہ ان بے ہودہ نظریات کی مردہ مکھی کو قبول کر لیتا اور ایک بار بھی صحابہ کرامؓ اُمت کی عدالت میں مجروح قرار پاتے تو دین کی پوری عمارت گر جاتی۔ قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے ایمان اُٹھ جاتا اور یہ دین جو قیامت تک رہنے کے لیے آیا تھا ایک قدم آگے نہ چل سکتا۔ مگر یہ سارے فتنے جو بعد میں پیدا ہونے والے علم الٰہی سے اوجھل نہیں تھے۔ اس کا اعلان تھا۔

"وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ"

(ترجمہ) اور اللہ اپنا نور پورا کر کے رہے گا خواہ کافروں کو کتنا ناگوار ہو"

یہی وجہ ہے کہ حق تعالیٰ نے بار بار مختلف پہلوؤں سے صحابہ کرامؓ کا تزکیہ فرمایا ان کی توثیق وتعدیل فرمائی اور قیامت تک کے لیے یہ اعلان فرما دیا۔

"أُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْإِيْمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ"

(ترجمہ) "یہی وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے لکھ دیا ان کے دلوں میں ایمان اور مدد دی ان کو اپنی خاص رحمت سے"

Marfat.com

فضائل صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کے بے شمار فضائل بیان فرمائے بالخصوص خلفائے راشدین، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمان ذوالنورینؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے فضائل کی تو انتہا کردی جس کثرت و شدت اور تواتر و تسلسل کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے فضائل و مناقب ان کے مزایا وخصوصیات اور ان کے اندرونی اوصاف وکمالات کو بیان فرمایا اس سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کے علم میں یہ بات لانا چاہتے تھے کہ انہیں عام افراد اُمت پر قیاس کرنے کی غلطی نہ کی جائے۔ان حضرات کا تعلق چونکہ براہِ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے ہے اس لیے ان کی محبت عین محبت رسول ہے۔اوران کے حق میں ادنیٰ لب کشائی نا قابل معافی جرم ہے۔فرمایا:

"اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضاً مِنْ بَعْدِيْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِيْ وَمَنْ اٰذَانِيْ فَقَدْ اٰذَى اللّٰهَ وَمَنْ اٰذَى اللّٰهَ فَيُوْشِكُ اَنْ يَّاْخُذَهٗ" (ترمذی)

(ترجمہ) "اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے صحابہؓ کے معاملہ میں

Marfat.com

مکرر کہتا ہوں اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے معاملہ میں۔ ان کو میرے بعد ہدف تنقید نہ بنایا کیونکہ جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی بنا پر اور جس نے ان سے بدظنی کی تو مجھ سے بدظنی کی بنا پر جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے پکڑ لے"

اُمت کو اس بات سے بھی آگاہ فرمایا کہ تم میں سے اعلیٰ سے اعلیٰ فرد کی بڑی سے بڑی نیکی ادنیٰ صحابی کی چھوٹی سے چھوٹی نیکی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس لیے ان پر زبانِ تشنیع دراز کرنے کا حق اُمت کے کسی فرد کو حاصل نہیں ارشاد ہے:

"لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَلَوْاَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهٗ" (بخاری و مسلم)

(ترجمہ) "میرے صحابہؓ کو بُرا بھلا نہ کہو کیونکہ تمہارا وزن ان کے مقابلے میں اتنا بھی نہیں جتنا کہ پہاڑ کے مقابلے میں ایک تنکے کا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ تم میں سے ایک شخص احد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کر دے تو ان کے ایک کلو کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ اس کے عشر عشیر کو"

مقام صحابہ کی نزاکت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ اُمت کو اس بات کا پابند کیا گیا کہ ان کی عیب جوئی کرنے والوں کو نہ صرف ملعون و مردود سمجھیں بلکہ برملا اس کا اظہار کریں۔

"اِذَا رَاَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی شَرِّكُمْ (ترمذی)

(ترجمہ) "جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو بُرا بھلا کہتے اور انہیں ہدف تنقید بناتے ہیں تو ان سے کہو تم میں سے (یعنی صحابہ

Marfat.com

اور ناقدین صحابہ میں سے) جو بُرا ہے اس پر اللہ کی لعنت (ظاہر ہے صحابہ کو بُرا بھلا کہنے والا ہی بدتر ہوگا)''

یہاں تمام احادیث کا استیعاب مقصود نہیں بلکہ کہنا یہ ہے کہ ان قرآنی و نبوی شہادتوں کے بعد بھی اگر کوئی شخص حضرات صحابہ کرام میں عیب نکالنے کی کوشش کرے تو اس بات سے قطع نظر کہ اس کا یہ طرز عمل قرآن کریم کے نصوص قطعیہ اور ارشادات نبوی کے انکار کے مترادف ہے۔ یہ لازم آئے گا کہ حق تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو فرائض بحیثیت نبوت عائد کیے تھے اور جن میں اعلیٰ ترین منصب تزکیہ نفوس کا تھا گویا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فرائض منصبی کی بجا آوری سے قاصر رہے اور تزکیہ نہ کر سکے اور یہ قرآن کریم کی صریح تکذیب ہے۔

حق تعالیٰ تو ان کے تزکیے کی تعریف فرمائے اور ہم انہیں مجروح کرنے میں مصروف رہیں اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے تزکیے سے قاصر رہے تو گویا حق تعالیٰ نے آپ کا انتخاب صحیح نہیں فرمایا تھا۔ اِنَّـا لِلّٰـهِ۔ بات کہاں سے کہاں تک پہنچ جاتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کے انتخاب میں قصور نکلا تو اللہ کا علم غلط ہوا۔

" نعوذ باللّٰہ من الغوایہ و السفاھۃ"

چنانچہ اہل اہوا کی بڑی جماعت کا دعویٰ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ''بدا'' ہوتا ہے یعنی اسے بہت سی چیزیں جو پہلے معلوم نہیں تھیں بعد میں معلوم ہوتی ہیں اور اس کا پہلا علم غلط ہو جاتا ہے۔ جن لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ تصور ہو رسول اور نبی اور ان کے بعد صحابہ کرامؓ کا ان کے نزدیک کیا درجہ رہے گا؟

الغرض صحابہ کرامؓ پر تنقید کرنے ان کی غلطیوں کو اچھالنے اور انہیں مورد الزام بنانے کا قصہ صرف ان ہی تک محدود نہیں رہتا بلکہ خدا اور رسول کتاب و سنت اور پورا دین اس کی لپیٹ میں آجاتا ہے اور دین کی ساری عمارت منہدم ہو جاتی ہے۔ بعید نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد میں جو اوپر نقل کیا گیا ہے اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا ہو۔

Marfat.com

"مَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰهَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰهَ فَیُوْشِكُ اَنْ یَّاْخُذَهٗ"

(ترجمہ) جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے پکڑ لے"

اور یہی وجہ ہے کہ تمام فرق باطلہ کے مقابلے میں اہل حق کا امتیازی نشان صحابہ کرامؓ کی عظمت وحجت رہا ہو۔ تمام اہل حق نے اپنے عقائد میں اس بات کو اجماعی طور پر شامل کیا ہے۔

"ونکف عن ذکر الصحابة الابخیر"

"اور ہم صحابہ کا ذکر بھلائی کے سوا کسی اور طرح کرنے سے زبان بند رکھیں گے"

گویا اہل حق اور اہل باطل کے درمیان امتیاز کا معیار صحابہ کرامؓ کا ذکر بالخیر ہے جو شخص ان حضرات کی غلطیاں چھانٹتا ہو ان کو مورد الزام دیتا ہو اور ان پر سنگین اتہامات کی فرد جرم عائد کرتا ہو وہ اہل حق میں شامل نہیں ہے۔

جو حضرات اپنے خیال میں بڑی نیک نیتی، اخلاص اور بقول ان کے اہم ترین تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے قبائح صحابہ کو ایک مرتب فلسفے کی شکل میں پیش کرتے ہیں اور اسے تحقیق کا نام دیتے ہیں اس تسوید اوراق کا انجام اس کے سوا کچھ نہیں کہ جدید نسل کو دین کے نام پر دین سے بیزار کر دیا جائے اور ہرائرے غیرے کو صحابہ کرامؓ پر تنقید کی کھلی چھٹی دے دی جائے۔ جنہیں نہ علم نہ عقل نہ فہم نہ فراست۔

اور یہ اندیشہ ہی اندیشہ نہیں بلکہ کھلی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ ہونے لگا ہے الامان والحفیظ۔

Marfat.com

مصائب الصحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

صحابہ کرامؓ نے دین کی خاطر جو جو تکالیف اور اذیتیں برداشت کیں ان کے تصور سے بھی دل کانپ جاتا ہے جسم پر لرزہ اور کپکپی طاری ہو جاتی ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے اور دل خون کے آنسو رونے لگتا ہے۔

کفار نے صحابہ پر ظلم وستم کی انتہا کردی تھی وہ کون سا ظلم تھا جو ان کے لیے روا نہ رکھا گیا وہ کون سی اذیت اور تکلیف تھی جو ان کو نہ دی گئی ہو مگر صحابہ کرامؓ نے بھی ظلم پر صبر کرنے کی انتہا کردی اور زبردست استقلال واستقامت کا مظاہرہ کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ"

(سورۃ الاحقاف آیت ۱۳، ۱۴)

(ترجمہ) یقیناً جن لوگوں نے کہہ دیا کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے پھر اس پر جم گئے ان کے لیے نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ ایسے لوگ جنت میں جانے والے ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اپنے ان اعمال کے بدلے جو وہ دنیا میں کرتے رہے ہیں"

صحابہ کرامؓ کو جنت کی بشارت مصائب پر صبر کرنے کی وجہ سے دی گئی ہے اور

Marfat.com

ان کی استقامت کا گویا خود رب کائنات کی طرف سے اعتراف اور اظہار ہے۔ ہم اختصار کے ساتھ صحابہ کرامؓ کے مصائب کا ذکر کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت خباب بن ارت ام انمار کے غلام تھے جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو اس جرم کی اُم انمار نے ان کو یہ سزا دی کہ لوہا گرم کر کے ان کے سر پر رکھ دیا۔ اب اندازہ لگائیں کہ ان کے سر کی حالت کیا ہوئی ہوگی۔

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے خانہ کعبہ میں قرآن مجید کی چند آیات بلند آواز سے تلاوت کیں تو کفار ان پر ٹوٹ پڑے ان کو اس قدر مارا کہ ان کے چہرے پر نشان پڑ گئے۔ لیکن اتنی مار کھا کر بھی وہ دوبارہ قرآن پڑھنے پر تیار تھے۔

حضرت سمیہ حضرت عمارؓ کی والدہ تھیں ایک دن کافروں نے ان کو دھوپ میں لٹا دیا ادھر سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم گزرے جب آپؐ نے حضرت سمیہؓ کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا:

"صبر کرو صبر کرو تمہارا ٹھکانا جنت ہے۔"

ابوجہل بڑا ظالم اور سفاک قسم کا انسان تھا اسلام اور مسلمانوں سے اس کی دشمنی شیطان سے کم نہ ہوگی اس ظالم نے حضرت سمیہؓ کو برچھی مار کر شہید کر دیا۔

حضرت بلالؓ کو کفار نے لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں ڈال دیا مکہ کے لڑکے ان کو پہاڑیوں میں گھسیٹتے پھرتے لیکن ان کی قوت ایمان پہلے سے بھی زیادہ ہو جاتی اور اپنی زبان سے "احد، احد" پکارتے۔

حضرت زبیر بن عوامؓ جب اسلام لائے تو ان کا چچا ان کو چٹائی میں لپیٹ کر لٹا دیتا تھا پھر ان کی ناک میں دھواں دے کر مزید اذیت پہنچاتا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ ایمان لائے تو انہوں نے ایک تقریر کی اور کفار کو اسلام کی دعوت دی۔ کفار کے کانوں میں جب آواز حق پڑی تو وہ دوڑے آئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ پر ٹوٹ پڑے اور ان کو اس قدر مارا کہ قبیلہ بنو تمیم کو ان کی موت کا یقین ہو گیا۔ وہ ان کو گھر لے گئے شام کے وقت جب ہوش میں آئے تو سب سے پہلے یہ سوال کیا کہ رسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے۔ اپنی تکلیف کو گویا بھول ہی گئے اس بات پر آپؓ کے خاندان کے لوگ ناراض ہو کر چلے گئے کہ اس شخص کو اپنی تکلیف کا کوئی خیال نہیں ہے۔ اب بھی یہ رسول اللہ کا حال پوچھتا ہے۔ فرمایا مجھے اللہ کے رسول کے پاس لے چلو لوگوں نے آپؓ کو اللہ کے رسول کے پاس پہنچایا۔ آپ نے یہ حالت دیکھی تو ان کے اوپر گر پڑے ان کا بوسہ لیا اور سخت رقت طبع کا اظہار فرمایا۔ (اسد الغابہ)

حضرت سعد بن ابی وقاص اسلام لائے تو ان کی والدہ نے قسم کھائی کہ جب تک سعد اسلام کو نہ چھوڑے گا وہ اس وقت تک نہ اس سے بات کرے گی نہ کھانا کھائے گی اور نہ پانی پیئے گی۔ اس نے اپنی اس قسم کو پورا کرنے کے لیے عمل شروع کر دیا کھانا پینا چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ تیسرے دن فاقہ میں بیہوش ہو گئی۔ لیکن حضرت سعد نے اپنی ماں سے واضح طور پر کہہ دیا اگر تمہارے جسم میں ہزار جانیں بھی ہوں اور ایک ایک کر کے ہر جان نکل جائے پھر بھی میں اللہ کے دین کو نہیں چھوڑوں گا۔ (اسد الغابہ)

حضرت خالد بن سعید ایمان لائے تو ان کے باپ نے ان کو بہت ڈانٹا کوڑے مارے قید کیا کھانا پینا بند کر دیا اور اپنے دوسرے لڑکوں کو روک دیا کہ اس سے بات چیت نہیں کرنی لیکن حضرت خالد نے اللہ کے رسول کے دین کو نہ چھوڑا اور حبش کی طرف ہجرت کر گئے۔

جب حدیبیہ کا معاہدہ صلح ہو رہا تھا تو اس وقت ابو جندلؓ آ گئے ان کی حالت یہ تھی کہ جسم پر زخموں کے نشانات تھے تو پاؤں میں بیڑیاں تھیں مسلمانوں کا دل دیکھ کر پسیج گیا حتیٰ کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان کی اس حالت پر بہت رحم آیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ ابھی تک معاہدہ نہیں ہوا لہٰذا ابو جندل کو ہم واپس نہیں کریں گے۔ لیکن کفار اڑ گئے کہ اگر اس کو واپس نہیں کرو گے تو ہم معاہدہ نہیں کرتے۔ مصلحتاً آپؐ نے ان کو واپس کفار کی طرف واپس کرنا چاہا تو انہوں نے کہا مسلمانو! کیا میں مشرکین کی طرف پھر واپس کر دیا جاؤں گا۔ حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں کیا تم میری حالت نہیں دیکھتے اس وقت واپس کر دیے گے تاہم دوبارہ مکہ سے بھاگ کر ساحل سمندر پر حضرت ابو بصیرؓ کی جماعت میں شامل ہو گئے۔

Marfat.com

حضرت اُم شریکؓ ایمان لائیں تو ان کو دھوپ میں کھڑا کر دیا گیا اور اس حالت میں روٹی کے ساتھ شہد جیسی گرم چیز کھلاتے تھے اور پانی تک نہیں پلاتے تھے جب اس طرح تین دِن گزر گئے تو ظالموں نے اس کو مذہب ترک کرنے کا کہا۔ وہ اس قدر بیمار ہو گئیں تھیں کہ ان کی بات نہ سمجھ سکیں پھر ان ظالموں نے سمجھانے کے لیے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی کہ اس اللہ کو چھوڑ دو۔ اُم شریکؓ بولیں اللہ کی قسم میں تو عقیدہ توحید پر قائم رہوں گی۔

(طبقات ابن سعد)

کفار حضرت ابوفکیہ کے پاؤں میں بیڑی ڈال کر دھوپ میں لٹا دیتے پھر پتھر کی چٹان پشت پر رکھ دیتے یہاں تک کہ وہ مختل الحواس ہو جاتے ایک دن اُمیہ نے ان کے پاؤں میں رسی باندھی اور آدمیوں کو ان کے گھسیٹنے کا حکم دیا اس کے بعد ان کو تپتی ہوئی زمین پر لٹا دیا اتفاق سے راہ میں ایک گبریلا جا رہا تھا اُمیہ نے مذاق کرتے ہوئے کہا تیرا پروردگار یہی تو نہیں بولے میرا رب اللہ ہے۔ اس پر اللہ اس نے بہت زور سے ان کا گلا دبایا اس کا بھائی جو کافر تھا اس کی اس پر تسکین نہ ہوئی بلکہ کہنے لگا اس کو اور اذیت دو۔ (اسد الغابہ)

حضرت ابوذر غفاریؓ کا مشہور واقعہ ہے کہ جب اسلام قبول کیا تو خانہ کعبہ میں جا کر اعلان توحید کر دیا پھر کیا تھا کہ کفار ان پر ٹوٹ پڑے مار مار کر بے ہوش کر دیا بالاخر حضرت عباس نے آ کر ان کو چھڑایا کہ یہ تو غفار قبیلے کا آدمی ہے۔ تم تجارت کی غرض سے ان کی بستی کے پاس سے گزرتے ہو یہ تو تمہاری تجارت بند کر دیں گے۔

کفار کئی طریقوں سے مسلمانوں کو تنگ کرتے تھے اور اذیت اور تکلیف کے نئے نئے طریقے تلاش کرتے اور پھر اس پر عمل کرتے کبھی پانی میں غوطے دیتے، کبھی بھوکا پیاسا رکھتے۔ کبھی گرم کوئلوں پر لٹا دیتے کبھی پتھریلی زمین پر گھسیٹتے الغرض انہوں نے تکلیف اور اذیت کا ہر طریقہ استعمال کیا۔

حضرت عمرؓ کی بہن نے جب اسلام کو قبول کیا تو حضرت عمر کے علم میں یہ بات آ گئی تو وہ ان کے گھر آئے اور اپنی بہن اور بہنوئی کو مارا۔ بہن کو لہولہان کر دیا لیکن ان کی بہن نے بڑی جرأت سے کہا اے عمرؓ! تو نے جو کرنا ہے کر لے اب ہم اسلام لا چکے ہیں اس

Marfat.com

کو بالکل نہیں چھوڑ سکتے۔

حضرت صہیبؓ اور حضرت عمارؓ نے جب اسلام کو قبول کیا تو کفار نے انہیں بہت زیادہ تکالیف پہنچائیں کفار ان کو لوہے کی زرہیں پہنا کر دھوپ میں ڈال دیتے زرہیں دھوپ کی وجہ سے خوب گرم ہو جاتیں۔ وہ گرم زرہیں جسم کو جلاتیں اوپر سے سورج کی گرمی تکالیف میں مزید اضافہ کر دیتی لیکن ان تمام اذیتوں اور تکالیف کے باوجود یہ لوگ اسلام پر ڈٹے رہے ان تکالیف کی وجہ سے ان کا ایمان پہلے سے بھی بڑھ جاتا تھا۔

حضرت عثمانؓ ایک صاحب حیثیت اور محترم شخصیت تھے لیکن جب انہوں نے اسلام کو قبول کیا تو ان پر بھی ابتلاء و آزمائش کا دور شروع ہو گیا ان کے چچا نے ان کو رسی کے ساتھ باندھ دیا۔

مسلمانان مکہ نے حبشہ ملک کی طرف جو ہجرت کی وہ کفار کے ظلم کا نتیجہ تھی جب کفار کے ظلم و ستم بہت زیادہ بڑھ گئے اور مشرکین مکہ نے صحابہ کرام پر ظلم اور بربریت کی انتہا کر دی ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تو رحمت للعالمین نے اپنے صحابہ کو حبشہ ملک کی طرف ہجرت کی اجازت مرحمت فرمائی۔ حضرت عثمانؓ اور ان کی اہلیہ نے بھی ہجرت حبشہ اختیار کی۔ حبشہ کا بادشاہ اصحمہ نجاشی ایک عادل اور خدا ترس انسان تھا۔ مشرکین مکہ نے ان مہاجرین کا تعاقب کیا اور اصحمہ نجاشی کو تحائف پیش کیے اور ان مسلمانوں کی واپسی کا مطالبہ کیا لیکن اصحمہ نجاشی نے مسلمانوں کو اپنے دربار میں بلایا اور ان کا موقف سنا حضرت جعفرؓ نے مسلمانوں کا موقف بیان کیا اور سورۃ مریم کی ابتدائی آیات تلاوت کیں۔ جنہیں اصحمہ نجاشی سن کر آبدیدہ ہو گیا اس پر رقت طاری ہو گئی اس نے مسلمانوں کے موقف کو درست تسلیم کیا اور مشرکین کے وفد پر بڑی برہمی اور ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

بعد میں اللہ تعالیٰ نے اصحمہ کو توفیق بخشی اور اس نے اسلام قبول کر لیا۔ جب اس کی وفات ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔

Marfat.com

اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ

سیرت صحابہ کے مطالعہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ان کے اندر سنت رسول پر عمل کرنے کا جذبہ بہت زیادہ تھا۔ آپ کی زبان اقدس سے انہوں نے جو کچھ سنا اس پر عمل کر کے دکھا دیا ان کی حالت بقول شاعر یہ تھی:

ع مصور کھینچ وہ نقشہ جس میں یہ صفائی ہو

اِدھر فرمان محمدؐ ہو اُدھر گردن جھکائی ہو ان کے دلوں میں کبھی یہ خیال نہیں گزرتا تھا کہ یہ سنت چھوٹی ہے چلو اس کو چھوڑ دو اور یہ سنت بڑی ہے اس پر عمل کرلو۔ سنت موکدا اور غیر موکدا اصطلاحیں بعد میں بنائی گئیں۔ ان کا ایمان تو یہ تھا کہ جو کچھ آپؐ نے فرمایا عمل کیا ہمیں وہ کچھ کرنا چاہیے۔

مسواک ہی کی سنت کو لے لیں اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ" (مسلم)

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھے اپنی اُمت پر مشقت کا ڈر نہ ہوتا تو میں اپنی اُمت کو ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔"

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر تشریف لاتے تو مسواک کرتے ہوئے تشریف لاتے یا گھر میں داخل ہو کر پہلا کام مسواک کی صورت میں

Marfat.com

انجام دیتے اس طرح دیگر صحابہؓ نے آپؐ کے بکثرت مسواک کرنے کا ذکر کیا ہے۔

اگر چہ آپؐ سے ہی وضاحت ثابت ہے کہ مسواک کا آپؐ نے حکم نہیں دیا اور اس کو اُمت کے لیے لازمی قرار نہیں دیا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ عمل آپؐ کے اسوۂ اور آپؐ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے صحابہ بہت زیادہ مسواک کرتے۔

"حضرت خالد بن زید جہنیؓ کے شاگرد ابو مسلمہ بن عبدالرحمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت خالد بن زید جہنیؓ کو دیکھا کہ وہ مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور کان پر جہاں کاتب اپنا قلم رکھتا ہے مسواک رکھتے تھے جب نماز کے لیے اٹھتے تو مسواک کر لیتے۔"

مغرب کی اذان کے بعد دو رکعت نماز ادا کرنا مسنون ہے۔ صحابہ کرامؓ کا اس سنت پر بہت زیادہ عمل تھا۔ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کبار صحابہؓ کو دیکھا کہ مغرب کے وقت مسجد کے ستونوں کی طرف نماز کے لیے دوڑتے تھے اور صحابہ کرامؓ یہ نفل اس وقت تک پڑھتے تھے جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امامت کے لیے نکل نہ آتے۔

لیکن یہ بات بڑے افسوس کی ہے کہ آج کل ہماری مساجد میں اس سنت کو تقریباً ختم کر دیا گیا ہے۔ اِدھر اذان ہوئی اُدھر امام صاحب مصلیٰ امامت پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور بغیر سنتوں کے وقفے کے نماز پڑھانی شروع کر دیتے ہیں حالانکہ اذان کا مقصد لوگوں کو نماز کی طرف بلانا ہے تو کم از کم اتنا وقفہ تو دیا جائے کہ لوگ مسجد میں آ کر وضو کر کے نماز میں جماعت کے ساتھ شامل ہو جائیں جو پہلے موجود ہوں وہ نوافل پڑھ لیں۔

ہمیشہ باوضو رہنے اور وضو باقی رہتے ہوئے دوسری نماز کے وقت از سر نو وضو کرنے کی فضیلت متعدد احادیث میں موجود ہے ابو غطیف ہذلی کا بیان ہے کہ میں حضرت

Marfat.com

عبداللہ بن عمر کے پاس موجود تھا جب ظہر کی اذان ہوئی تو آپؓ نے وضو کر کے نماز ادا فرمائی پھر عصر کی اذان ہوئی دوبارہ وضو فرمایا یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا آپؓ نے ایسا کیوں کیا تو حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا:

"كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ يَقُوْلُ مَنْ تَوَضَّأَ عَلٰى طُهْرٍ كُتِبَ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ" (ابوداؤد)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے باوضو ہونے کے باوجود وضو کیا تو اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔"

موت کا کوئی وقت مقرر نہیں کسی وقت بھی آ سکتی ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کوئی مسلمان اگر کسی چیز کی وصیت کرنا چاہتا ہے تو وصیت کو تحریری شکل میں لائے بغیر تین راتیں گزارنا جائز نہیں" (بخاری)

"اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے سننے کے بعد مجھ پر کوئی رات ایسی نہیں گزری کہ میرے پاس تحریری وصیت موجود نہ ہو۔"

اتباع سنت کے سلسلہ میں حضرت اُم حبیبہؓ کا واقعہ آتا ہے۔

"کہ جب ان کے والد کا انتقال ہوا تو تین دن کے بعد خوشبو لگائی اور فرمایا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں تھی۔ صرف حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل مقصود تھی"

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے زائد کسی میت کا سوگ منانے سے

Marfat.com

منع فرمایا صرف بیوی کو حکم ہے کہ وہ اپنے شوہر کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ منائے۔

اس طرح جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی کی وفات ہوئی تو انہوں نے بھی تین دن کے بعد خوشبو منگوا کر اسے استعمال کیا اور فرمایا کہ مجھے اس کی ضرورت نہ تھی لیکن میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منبر پر سنا ہے کہ کسی مسلمان عورت کو شوہر کے سوا تین دِن سے زیادہ کسی کا ماتم کرنا صحیح نہیں ہے۔ اس لیے یہ اسی حکم کی تعمیل تھی۔ (ابوداؤد)

عورتیں نماز، جمعہ اور عیدین کے لیے مسجد میں جاسکتی ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے نہ روکو۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بیٹے نے اپنی بیوی کو مسجد میں جانے سے روک دیا۔ کہنے لگا اب وہ حالات نہیں رہے جو آپؐ کے زمانہ مبارک میں تھے لیکن ان کے باپ نے اپنے بیٹے سے قطع تعلق کر لی کہ اس نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو نہیں مانا۔ پھر انہوں نے تاحیات اپنے بیٹے سے بات نہ کی۔ (مشکوٰۃ)

ایک بار حضرت زینب اپنے کپڑے رنگوا رہی تھی آپ گھر میں آئے تو الٹے پاؤں واپس گئے آپؐ نے اگرچہ منہ سے کچھ نہیں فرمایا تھا تاہم حضرت زینبؓ آپ کی ناراضگی کو بھانپ گئیں اور تمام کپڑوں کے رنگ کو دھوڈالا۔

حضرت خریم اسدیؓ ایک صحابی تھے جو نیچی تہہ بند باندھتے تھے اور لمبے لمبے بال رکھتے تھے۔ ایک دِن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خریم اسدیؓ کتنا اچھا آدمی ہے۔ اگر لمبے بال نہ رکھتا اور نہ نیچی تہبند باندھتا جب ان کو فرمان رسول کا علم ہوا تو فوراً قینچی منگوائی اس سے بال کترے اور تہبند اونچی کر لی۔ (ابوداؤد)

جب حضرت کعب بن مالک، ہلال بن اُمیہ اور مرادہ بن ربیع جنگ تبوک سے

Marfat.com

سستی کی بنا پر پیچھے رہ گئے تو جب آپؐ واپس آئے منافقین نے جھوٹے بہانے بنا کر اپنے آپ کو بری کر لیا لیکن ان تینوں مسلمانوں نے سچی بات کہی۔ تب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو ان سے قطع تعلق کر لینے کا حکم دیا پھر کچھ دنوں بعد ان کی بیویوں کو بھی ان سے الگ ہو جانے کا حکم دیا تو انہوں نے فوراً اطاعت کی۔ حضرت کعب بن مالک نے یہاں تک اطاعت کی پوچھا کہ بیوی کو طلاق دے دوں یا فقط علیحدگی مقصود ہے۔ آپؐ کے قاصد نے کہا فقط علیحدگی مقصود ہے چنانچہ انہوں نے اپنی بیوی کو میکے بھیج دیا۔

حضرت ربیع اسلمی ایک نہایت مفلس آدمی تھے ایک دفعہ آپؐ نے اس کو نکاح کرنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ جاؤ انصار کے فلاں قبیلہ میں نکاح کر لو وہ اس قبیلہ کے پاس آئے اور اِن کو بتایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے پاس فلاں لڑکی سے نکاح کرنے کے لیے بھیجا ہے سب نے ان کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ناکامیاب نہیں جا سکتا چنانچہ انہوں نے فوراً اس کی تعمیل کی اور اس لڑکی کا نکاح اس سے کر دیا۔ (مسند احمد بن حنبل)

Marfat.com

توہینِ صحابہؓ کے مرتکبین کا عبرتناک انجام

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم خراسان سے آرہے تھے اور ہمارے ساتھ ایک شخص تھا جو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کونعوذ باللہ بُرے الفاظ سے یاد کرتا تھا چنانچہ ہم نے اس کو ہر چند منع کیا مگر وہ باز نہ آیا پس ایک دِن صبح کے ناشتہ کے بعد وہ شخص قضائے حاجت کے لیے گیا ہم نے کچھ دیر اس کا انتظار کیا لیکن جب کافی دیر ہوگئی اور وہ واپس نہ آیا تو ہم نے اپنا ایک قاصد اس کو بلانے کے لیے بھیجا تھوڑی دیر کے بعد وہ قاصد ڈرتا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ ذرا اس آدمی کی خبر تو لو یہ سن کر ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ ایک سوراخ پر قضائے حاجت کے لیے بیٹھا ہوا ہے اور اس کو شہد کی مکھیوں کا پورا ایک چھتہ چمٹا ہوا ہے اور ان مکھیوں نے کاٹ کاٹ کر اس کے بدن کے جوڑ و بند جدا کر دیے ہیں چنانچہ ہم نے اس کے بدن کی ہڈیاں جمع کیں لیکن مکھیوں نے ہم کو چھوا تک نہیں بلکہ اس کو چمٹی رہیں۔

(حیات الحیوان صفحہ ۱۴۴ جلد نمبر ۲)

حضرت ابوہریرہؓ کا خدائی دفاع:

امام ابوطیب فرماتے ہیں کہ بغداد کی جامع مسجد منصور میں بہت سے اہل علم کے ساتھ میں موجود تھا۔ ایک خراسانی نوجوان آیا اور مسئلہ مصراۃ پر دلیل مانگنے لگا دلیل دینے والے نے حضرت ابوہریرہؓ سے مروی اس حدیث سے استدلال کیا جو کہ صحیحین میں موجود ہے۔

Marfat.com

ایک نوجوان نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت قبول نہیں ہے۔ قاضی کہتے ہیں کہ وہ نوجوان ابھی بات مکمل بھی نہیں کر پایا تھا کہ مسجد کی چھت سے بڑا سانپ آ گرا۔ لوگ اس سانپ سے ڈر کر بھاگ گئے لیکن وہ سانپ سب کو چھوڑ کر اس خراسانی نوجوان پر حملہ آور ہوا اور اس کے پیچھے لگ گیا تو وہاں پر موجود لوگوں نے اس نوجوان سے کہا۔ تُبْ، تُبْ'' توبہ کر توبہ کر کیونکہ تو نے ابھی حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت پر شبہ کا اظہار کیا ہے۔ امام ذہبی نے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا تھا کہ ابو ہریرہؓ غیر مقبول الحدیث ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث قبول نہیں اور یہ سانپ اسی کی سزا تھی۔ چنانچہ اس نوجوان نے فوراً توبہ کی تو تب وہ سانپ اس کے پیچھے سے غائب ہو گیا۔ (حیاۃ الحیوان عربی ۲/ ۳۹۹ اُردو مترجم ۲/ ۷۹۹ و سیر اعلام النبلاء ۲/ ۶۱۸) یہ واقعہ مستند ہے۔

خسف کا ایک عبرتناک واقعہ:

شیخ شمس الدین صواب رئیس خدام نبوی بیان کرتے ہیں کہ میرے ایک مخلص دوست جن کے امیر مدینہ کے ساتھ گہرے تعلقات تھے میں انہی کی وساطت سے کام کرایا کرتا تھا ایک دِن میرے پاس آئے اور کہنے لگے حلب سے ایک بدطینت جماعت امیر کے پاس آئی ہے۔ جنہوں نے نہایت قیمتی سامان اور تحائف امیر کو بطور رشوت دے کر حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اجسام انکال کر لے جانے پر رضامند کر لیا ہے۔

امیر موصوف مذہبی بے حسی اور حب دنیا کا شکار ہو کر ان کے دام میں پھنس گیا ہے اور انہیں ایسا کرنے کی اس نے اجازت دے دی ہے۔ شیخ موصوف کہتے ہیں یہ بات سن کر میرے اوسان خطا ہو گئے اور میں اسی فکر میں بیٹھا تھا کہ امیر کا قاصد بلانے آ گیا۔

میں حاضر خدمت ہوا امیر نے کہا آج رات کچھ لوگ مسجد میں آئیں گے ان کے لیے دروازہ کھول دینا اور ان کے کام میں مداخلت نہ کرنا۔ بہت اچھا جناب! کہہ کر میں واپس آ گیا مگر سارا دِن حجرہ مبارک کے پاس بیٹھے روتے ہوئے گزر گیا۔ لحہ بھر کے لیے بھی آنسو نہ تھمے کسی کو کیا خبر کہ مجھ پر کیا گزری۔ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر جب سبھی لوگ چلے

Marfat.com

گئے تو میں نے دروازے بند کر دیئے کچھ دیر بعد باب اسلام جو امیر مدینہ کے گھر کے قریب تھا کی طرف سے وہ لوگ آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا میں نے حسب حکم دروازہ کھول دیا اور وہ اندر آنا شروع ہوئے۔ ان کی تعداد چالیس تھی وہ لوگ پھاوڑے، کدال، ٹوکریاں اور کھودنے کے دیگر آلات اور شمع ساتھ لائے تھے میں سخت حیران اور پریشان ہو کر ایک طرف بیٹھا رونے اور سوچنے لگا کہ خداوند قدوس! تو قیامت برپا کر دے تا کہ یہ بدطینت اپنے ناپاک عزائم سے باز رہیں۔ وہ لوگ مسجد نبوی میں داخل ہو کر حجرہ مقدس کی طرف بڑھتے جا رہے تھے لیکن رب ذوالجلال کی قدرت پر قربان جاؤں کہ جس نے اپنے محبوب بندے کی حفاظت کا ایسا غیبی انتظام فرمایا کہ جسے دیکھ کر عقل ششدر رہ جاتی ہے وہ ابھی منبر شریف تک پہنچ نہ پائے تھے کہ ساز و سامان سمیت زمین میں دھنس گئے۔

”فاخذھم اخذۃ رابیہ فھل تری لھم من باقیہ“

یہ واقعہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی توسیع سے پہلے مغربی ستون کی جگہ کے قریب پیش آیا تھا۔

امیر مدینہ ان لوگوں کی واپسی کا منتظر رہا لیکن زیادہ دیر گزر جانے پر اس نے مجھے طلب کیا میں حاضر خدمت ہوا تو امیر نے پوچھا کیا وہ لوگ نہیں آئے؟ میں نے کہا آئے تھے۔ امیر کہنے لگا پھر کیا ہوا؟ میں نے جو ماجرا دیکھا تھا لفظ بلفظ کہہ سنایا۔ لیکن امیر کے حاشیہ خیال میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ انہیں زمین نگل گئی ہو گی۔ امیر نے ذرا درشت لہجہ میں کہا ہوش سے بات کرو میں نے کہا آپ تشریف لے چلیں اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ ابھی دھنسنے کے آثار اور کچھ کپڑے وغیرہ نظر آ رہے ہیں امیر نے مجھے سخت تنبیہ کی کہ اس واقعہ سے کسی کو آگاہ نہ کرنا ورنہ تمہاری گردن اڑا دی جائے گی۔

(فاعتبروا یااولی الابصار)

علامہ محب الدین طبری فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ بیان کرنے والے سچائی، دیانت، ورع اور تقویٰ میں مشہور تھے۔ (وفاء الوفا ۱/۶۵۳ تاریخ مدینہ ۵۶۸)

Marfat.com

ایک اور ناپاک جسارت:

عبیدی حکومت کے چھٹے حکمران ''الحاکم'' کے عہد میں بغض صحابہؓ سے مخمور اور عداوت میں چور کچھ شر پسند عناصر اور بد طینت افراد نے بادشاہ کو سبز باغ دکھائے کہ دنیا بھر کے مسلمان مدینہ منورہ میں پروانہ وار جمع ہوتے ہیں کیوں نہ مصر ہی میں گنبد خضراء کی طرح کا ایک عالی شان گنبد بنایا جائے اور پھر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے وجود مدینہ سے نکال کر نئے گنبد میں منتقل کر دیے جائیں تاکہ لوگ زیارت کرنے مصر آئیں اور تیرا نام دنیا میں روشن ہو اس طرح مصر کے لوگوں کی عزت کو چار چاند لگ جائیں گے۔

''الحاکم'' زندیق مشیروں کی چکنی چپڑی باتوں میں آ گیا اور اس نے مصر میں ایک فقید المثال عمارت اور شاندار گنبد بے انتہا دولت خرچ کر کے تعمیر کروایا۔

جب وہ ''بیت عنکبوت'' مکڑی کا گھر مکمل ہو گیا تو اپنے ایک معتمد اور مقرب آدمی ابوالفتوح کو ناپاک پروگرام کے لیے مدینہ منورہ بھیجا اس بات کا پروپیگنڈہ اتنی کثرت سے کیا گیا کہ ہر کس و ناکس بادشاہ کے مذموم ارادہ سے آگاہ تھا۔ ابوالفتوح جب مدینہ منورہ پہنچا تو اس کی ملاقات معززین شہر سے ہوئی ان میں سے ایک قاری صاحب نے یہ آیات تلاوت کیں۔

''وان نکثو ایمانھم من بعد عھد ھم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمة الکفرا انھم لا ایمان لھم لعلھم ینتھون ٥ الا تقاتلون قوماً نکثوا ایمانھم وھموا باخراج الرسول و ھم بدء و کم اوّل مرة اتخشونھم فا للّٰہ احق ان تخشوہ ان کنتم مومنین ٥''

Marfat.com

”اور اگر وہ لوگ عہد کر لینے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ دیں اور تمہارے دین میں طعنہ زنی کریں تو کفر کے سرغنوں کو قتل کر دو بے شک ان کی قسمیں باقی نہیں رہیں۔ تم ان سے لڑائی کیوں نہیں کرتے جنہوں نے قسم توڑ دی اور اللہ کے رسول کو نکالنے کا ارادہ کیا اور انہوں نے پہل کی۔ کیا تم ان سے ڈرتے ہو حالانکہ اللہ سب سے زیادہ حق رکھتا ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر تم ایمان دار ہو“

تلاوت کچھ ایسی باعظمت اور رقعت انگیز انداز میں ہوئی کہ حاضرین میں ایک ولولہ اور زبردست ہیجان پیدا ہو گیا اور وہ ابوالفتوح کو کیفر کردار تک پہنچانے پر تل گئے۔ لیکن شہر خوباں کی عظمت اور خداداد حکمرانی کے باعث وہ اس سے دست کش رہے یہ منظر دیکھ کر ابوالفتوح کو جان کے لالے پڑ گئے اور وہ سخت خوفزدہ ہو کر کہہ رہا تھا خدا کی قسم اگر میرا سر قلم کر دیا جائے تب بھی پروا نہیں مگر میں قبر مبارک کی طرف بُرے ارادہ سے ہاتھ تک نہیں اٹھاؤں گا۔ اس رات ایسی تیز و تند آندھی آئی جس سے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ کرہ زمین اپنی جگہ سے ہٹ کر کہیں دوسری جگہ پہنچ گیا ہے۔ بادصرصر اونٹ بمع پالانوں کے اور گھوڑوں کو پٹخ پٹخ کر مار رہی تھی۔ ابوالفتوح اس عبرتناک منظر کو دیکھ کر سخت اندہ گین ہوا اور اس کا دل خوف خداوندی سے کانپ اٹھا اور بادشاہ کے ظلم وستم کا خیال کافور ہو چکا تھا۔ اس نے صدق دل سے اس ناپاک پروگرام سے توبہ کر لی اور عزت وعظمت اور امن وسلامتی کے ساتھ وطن لوٹ گیا۔

(معالم دار الھجر ۃ ۴۷ وفاء الوفا ۱/ ۴۰۷ تاریخ مدینہ ۵۷۰، ۵۷۱) (ماخوذ ہفت روزہ اہلحدیث)

Marfat.com

اسوۂ صحابہؓ اور علم حدیث

صحابہ کرامؓ اشاعت حدیث کے لیے تمام ممالک مفتوحہ میں پھیل گئے اور لوگوں کو نہایت شوق کے ساتھ تعلیم دیتے تھے۔ حضرت ابوادریس خولانیؒ کا بیان ہے کہ میں حمص کی مسجد میں گیا تو ایک حلقہ میں جس میں ۳۲ صحابی تھے بیٹھ گیا ایک شخص روایت کر چکتا تو دوسرے صاحب اس سلسلہ کو شروع کرتے۔ (مسند جلد ۵ صفحہ ۳۲۸)

نظر بن عاصم اللیثی کا بیان ہے کہ میں کوفہ کی مسجد میں گیا تو ایک حلقہ نظر آیا جو نہایت خاموشی کے ساتھ ایک شخص کی طرف کان لگائے ہوئے تھا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ حضرت حذیفہؓ بن یمان ہیں۔

حضرت ابو الدرداء دمشق میں رہتے تھے اور جب درس دینے کے لیے مسجد میں آئے تھے تو ان کے ساتھ طلبہ کا اس قدر ہجوم ہوتا تھا جیسے بادشاہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ (تذکرہ الحفاظ)

علم حدیث کا سب سے بڑا دار العلم مدینہ تھا حضرت جابر بن عبداللہؓ خاص مسجد نبوی میں بیٹھ کر حدیث کا درس دیتے تھے۔ علامہ سیوطی حسن المحاضرہ میں لکھتے ہیں۔

" کان لجابر بن عبدالله حلقة فی المسجد النبوی یؤ خذ عنه العلم " (حسن المحاضرہ)

" جابر بن عبداللہ کا حلقہ درس مسجد نبوی میں تھا اور لوگ ان سے علم حاصل کرتے تھے۔"

Marfat.com

ابوالعالیہ سے روایت ہے کہ ہم بصرہ میں صحابہ کے مرویات سنتے تھے لیکن اس پر کافی اعتماد نہیں ہوتا تھا اس لیے خود مدینہ میں آ کر ان کی زبان سے ان کو سنتے تھے۔" (مسند دارمی)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ اکثر حدیثیں انصار کے یہاں ملیں۔

بعض صحابہؓ کو اگرچہ سلطنت کی طرف سے روایت حدیث کی ممانعت تھی لیکن سلطنت کا دباؤ ان کو اس مقدس فرض کے ادا کرنے سے نہیں روک سکتا تھا۔ حضرابوذر غفاریؓ اس قسم کے صحابی تھے لیکن وہ کہتے تھے کہ "اگر تم لوگ میری گردن پر تلوار رکھ دو اور مجھے معلوم ہو کہ ایک کلمہ بھی جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ادا کر سکوں گا تو قبل اس کے کہ تلوار اپنا کام کرے میں اس کو ادا کر دوں گا۔ (بخاری کتاب العلم)

خود امراء وسلاطین کو ضرورت ہوتی تھی تو وہ صحابہ کرامؓ کو طلب فرماتے تھے اور روایت حدیث کی درخواست کرتے تھے۔ ایک دن حضرت زید بن ثابتؓ ٹھیک دوپہر کے وقت مروان کے دربار سے نکلے لوگوں کو تعجب ہوا کہ مروان نے اس وقت ان کو کیوں تکلیف دی ان سے دریافت کیا تو فرمایا کہ مجھ سے بعض حدیثوں کے متعلق پوچھنا تھا۔ (ترمذی ابواب العلم)

حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت عبدالرحمان بن شبلؓ کو لکھ بھیجا تھا کہ لوگوں کو احادیث کی تعلیم دو اور جب میرے خیمہ کے پاس کھڑے ہو تو مجھے حدیثیں سناؤ۔ (مسند احمد جلد ۳)

لوگ صحابہ کرامؓ کی خدمت میں طلب علم کے لیے آتے تھے تو وہ نہایت کشادہ دلی کے ساتھ ان کا خیر مقدم کرتے تھے۔

حضرت ابو ہراون عبدیؒ کا بیان ہے کہ ہم لوگ حضرت ابو سعید خدری کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو وہ کہتے تھے کہ مرحبا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہارے پاس دنیا کے گوشے گوشے سے بہت سے لوگ علم حاصل کرنے کے لیے آئیں گے تم لوگ ان کے ساتھ بھلائی کرنا۔ (ترمذی)

Marfat.com

حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ ہم لوگ ایک بار حضرت ابو ہریرہؓ کی عیادت کو گئے جب آدمیوں سے ان کا گھر بھر گیا تو انہوں نے خاکساری سے اپنے پاؤں سمیٹ لیے اور فرمایا کہ ایک دن ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ لیٹے ہوئے تھے ہم لوگوں کو دیکھا تو اسی طرح پاؤں سمیٹ لیے اور فرمایا کہ میرے بعد تمہارے پاس لوگ تحصیل علم کے لیے آئیں گے ان کو مرحبا کہنا تحیت دنیا اور علم سکھانا (سنن ابن ماجہ)

ایک بار حضرت سعد بن ہشامؓ مدینہ آئے اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کی کیفیت پوچھی انہوں نے کہا حضرت عائشہ آپ کے وتر کی بہت بڑی عالمہ ہیں انہوں نے حضرت حکیم بن افلح کے ساتھ ان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہا۔ انہوں نے انکار کیا تو ان کو قسم دلائی اور اب وہ ساتھ ہو گئے۔ دروازے پر اذن طلب کیا بولیں کون؟ بولے حکیم بن افلح پھر فرمایا ساتھ کون ہے؟ بولے سعد بن ہشام فرمایا ہشام بن عامر جو احد میں شہید ہوئے تھے بولے ہاں فرمایا نہایت اچھا آدمی تھا۔ اس تعارف کے بعد انہوں نے کہا کہ آپؐ کے خلق کا حال بتایئے بولیں آپ کا خلق قرآن تھا۔ کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ اس کے بعد اس تفصیل کے ساتھ ان کے تمام سوالات کے جواب دیے کہ انہوں نے پلٹ کر حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کہا خدا کی قسم اس کا نام حدیث ہے۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)

اس تمدنی دور میں سب سے پہلے طلبہ کی علمی قابلیت کا امتحان کیا جاتا ہے پھر اس کو اساتذہ کے فیض تعلیم متمتع ہونے کا موقع ملتا ہے لیکن صحابہ کرامؓ کی درس گاہ میں طالبان علم سے صرف خلوص نیت کا امتحان لیا جاتا تھا۔

ایک بار حضرت ابوالدرداءؓ کے پاس مدینہ سے ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں آپ کی خدمت میں صرف ایک حدیث کے لیے حاضر ہوا ہوں جس کو آپ روایت کرتے ہیں۔ بولے کسی ضرورت سے تو نہیں آئے؟ تجارت کی غرض سے تو نہیں آنا ہوا؟ اس نے کہا نہیں تو حدیث روایت کی۔ (ترمذی ابواب العلم)

Marfat.com

صحابہ کرامؓ حدیث کی روایت فرماتے تو طالبان حدیث کا ہجوم ہو جاتا ایک بار اشقیا اصجی مدینہ آئے تو دیکھا کہ ایک شخص کے گرد بھیڑ لگی ہوئی ہے پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا ابو ہریرہ۔ درس دے چکے تو انہوں نے تنہا جا کر ایک حدیث کی درخواست کی۔

حضرت ابو سعید خدریؓ روایت حدیث کرتے تھے تو سامنے آدمیوں کی دیوار کھڑی ہو جاتی تھی۔ (مسلم)

ایک صحابیؓ حدیث بیان کرتے تے تو ان کے گرد آدمیوں کا اس قدر ہجوم ہو جاتا تھا کہ ان کو کسی اونچے مقام پر کھڑے ہو کر حدیث بیان کرنا پڑتی تھی۔ (سیر الصحابہ)

روایت حدیث کے سلسلہ میں صحابہ میں فرق مراتب:

صحابہ کرامؓ حدیث کا بڑا اہتمام کرتے تھے مگر قلت و کثرت کے اعتبار سے سب صحابہؓ یکساں نہ تھے اس کے کچھ تو خاص اسباب ہیں۔ جو جداگانہ طور پر ہر صحابی کے تعارف کے سلسلہ میں معلوم کیے جا سکتے ہیں۔ بخلاف ازیں کچھ اسباب عام ہیں جو ہم مختصراً ذکر کرتے ہیں۔

(1) خلافت سے متعلق امور اور غزوات میں مصروف رہنے کی وجہ سے بکثرت صحابہ نہ زیادہ حدیثیں اخذ کر سکے اور نہ ان کی اشاعت میں کما حقہ حصہ لے سکے۔ مثلاً خلفاء اربعہ اور حضرت طلحہ و زبیر (رضی اللہ عنہم) جو لوگ ان مشاغل سے آزاد تھے وہ حدیثوں کے اخذ و تحمل اور ان کی نشر و اشاعت میں لگے رہے مثلاً حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ وغیرہم (رضی اللہ عنہم)

(2) جو صحابہؓ عرصہ دراز تک صحبت نبوی سے مستفید ہوتے رہے یا سفر و حضر میں ان کو حضورؐ کی رفاقت میسر آئی یا حضورؐ کی وفات کے بعد طویل مدت تک بقید حیات رہے ان کو حدیثیں یاد کرنے اور ان کو لوگوں میں پھیلانے کا مقابلۃً زیادہ موقع ملا مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، جابر بن عبداللہؓ،

Marfat.com

حضرت انسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور دیگر صحابہؓ یہی وجہ ہے کہ جو صحابہؓ عہد رسالت ہی میں یا آپ ﷺ کی وفات کے تھوڑا عرصہ بعد فوت ہو گئے تھے اور اس طرح ان کو حضورؐ کی رفاقت میں زیادہ عرصہ رہنے کی سعادت حاصل نہ ہوئی ان کی روایات یا قلیل ہیں اور یا نہ ہونے کے برابر ہیں۔

(3) کثرت روایت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جب جدید مسائل و حوادث رونما ہوں اور اُن کے بارے میں شرعی نقطہ نظر معلوم کرنے کی ضرورت درپیش ہو تو خود بخود لوگ ایسے مسائل کا حل دریافت کرتے ہیں۔ ایسے اوقات میں صحابہؓ فی الفور احادیث نبویہ بیان کرتے اور لوگ بڑے ذوق و شوق کے ساتھ ان کو قبول کرتے تھے۔

(4) جب اسلام میں فتنہ بازی کا ظہور ہوا اور بعض فرقے مثلاً شیعہ و خوارج حدیثیں وضع کرنے لگے تو لوگ حدیثیں روایت کرنے سے احتراز کرنے لگے۔ اس کے ساتھ ساتھ راویان حدیث کے بارے میں تشدد برتا جانے لگا یہی وجہ ہے کہ حضرت علیؓ کی مرویات بہت کم ہیں۔ محدثین حضرت علیؓ کی مرویات صرف ابن مسعودؓ، عبیدہ سلمانی، قاضی شریح، ابو وائل اور حضرت علیؓ کے اہل بیت ہی سے قبول کرتے ہیں۔ دوسرے راویوں کی روایات حضرت علیؓ سے قبول نہیں کرتے۔

(5) پیروی کرنے والوں کی قلت و کثرت اور ان کی شہرت و گمنامی بھی روایت کی قلت و کثرت پر اثر انداز ہوتی ہے۔ مثلاً حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی اکثر مرویات ہم تک نہیں پہنچیں۔ اس لیے کہ آپؓ کے اتباع و تلامذہ کم تھے۔ آپؓ کا زیادہ وقت امور خلافت کی انجام دہی غزوات اور قرآن عزیز کی جمع و تدوین میں گزارا۔

(6) کثرت روایت کی ایک وجہ قوت حافظہ اور احادیث کو تحریر میں لانا بھی ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ اس لیے کثیرہ الروایۃ تھے کہ آپؓ کا حافظہ قوی تھا۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کے کثیر الراویۃ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ حدیثیں لکھ لیا کرتے تھے۔

(7) بعض صحابہؓ اس لیے قلیل الروایۃ تھے کہ وہ زیادہ تر عبادت میں منہمک رہتے تھے۔بعض صحابہؓ کے قلیل الروایۃ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ وہ صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل الفاظ میں روایت حدیث جائز تصور کرتے تھے روایت بالمعنی ان کے نزدیک ممنوع تھی۔

(8) قلت روایت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ صحابی تک جو سند پہنچی ہے وہ ضعیف ہو اندریں صورت صحت کا التزام رکھنے والے محدثین اس صحابی کی حدیث روایت نہیں کرتے تھے۔اس کی مثال یہ ہے کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جن کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اُمت کا امین قرار دیا تھا بخاری و مسلم میں ان کی روایت کردہ کوئی حدیث موجود نہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ جو سند ان تک پہنچی ہے وہ صحیح نہیں (معرفت علوم الحدیث للحاکم ص ۱۳۰)

کثیر الروایۃ صحابہؓ:

کثیر الروایۃ صحابہؓ میں حضرت ابو ہریرہؓ سر فہرست ہیں ان کے بعد عبداللہ بن عمرؓ کا درجہ ہے۔پھر انس بن مالکؓ، پھر ابن عباس، پھر جابر بن عبداللہ، پھر ابو سعید خدری، پھر عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہم) ان کے علاوہ کسی اور صحابی نے ہزار سے زیادہ حدیثیں روایت نہیں کیں۔

امام محمد بن سعد طبقات میں رقمطراز ہیں:

محمد بن عمر اسلمی کا قول ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکابر صحابہؓ سے کم احادیث منقول ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ابھی لوگوں کو ان سے دینی مسائل دریافت کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی تھی کہ وہ عازم فردوس ہو گئے۔حضرت عمرؓ و علیؓ سے زیادہ احادیث مروی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ خلافت کے منصب پر فائز ہوئے تھے،اور لوگ ان سے مسائل

Marfat.com

دریافت کرتے اور وہ لوگوں کے جھگڑوں کا فیصلہ کیا کرتے تھے۔ یوں حضورؐ کے تمام صحابہؓ پیشوا تھے جن کی پیروی کی جاتی تھی۔ صحابہؓ جو کچھ کرتے تھے لوگ اس کو یاد رکھتے تھے جب ان سے مسائل دینی دریافت کیے جاتے تو وہ ان کا جواب دیتے۔ صحابہؓ نے جو حدیثیں حضورؐ سے سنیں ان کو لوگوں تک پہنچایا۔

یہ درست ہے کہ اکابر صحابہؓ کی روایات کی تعداد کم ہے۔ مثلاً مندرجہ ذیل اکابر صحابہؓ حضرت ابوبکر صدیق، عثمان غنی، طلحہ، زبیر، سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمٰن بن عوف، ابو عبیدہ بن الجراح وسعید بن زید، ابی بن کعب، سعد ابی عبادہ، عبادہ بن صامت، اسید بن حضیر معاذ بن جبل وغیرہم (رضی اللہ عنہم)

مندرجہ ذیل صدر سے درج ذیل صحابہؓ کی نسبت بہت کم روایات منقول ہیں۔ مثلاً مندرجہ ذیل نوجوان کثیر الروایت صحابہ۔

حضرت جابر بن عبداللہ، ابوسعید خدری، ابو ہریرہ، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عمرو بن العاص، ابن عباس، رافع بن خدیج، انس، براء بن عاذب اور دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

اس لیے کہ عہد رسالت میں یہ نوجوان تھے اور حضور کی وفات کے بعد عرصہ دراز تک زندہ رہے اور لوگ ان سے دینی مسائل دریافت کرتے رہے۔ بعض صحابہؓ اپنا علم قبر میں اپنے ساتھ لے گئے اور کوئی چیز ان سے منقول ہو کر لوگوں تک نہ پہنچ سکی۔ ان سے مسائل دریافت کرنے کی ضرورت بھی پیش نہ آئی۔ کیونکہ دیگر بے شمار صحابہؓ موجود تھے۔ بعض صحابہؓ ایسے بھی تھے جن سے ایک حدیث بھی مروی نہیں حالانکہ وہ بعض ان صحابہؓ کی نسبت جو کثیر الروایۃ ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ورفاقت سے زیادہ مستفید ہوئے تھے۔ اس کی وجہ یا تو یہ تھی کہ وہ روایت حدیث سے بنا بر احتیاط احتراز کرتے تھے۔ یا اس لیے کہ دیگر صحابہؓ کی موجودگی میں ان سے فتویٰ لینے کی ضرورت نہ تھی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ عبادت وجہاد میں حد سے زیادہ مشغول رہنے کی وجہ سے حدیثیں روایت نہ کر سکے ہوں۔

Marfat.com

صحابہؓ کا شوقِ جہاد

جہاد اسلام کی چوٹی ہے چوٹی پر چڑھنا نہایت مشکل کام ہے۔یہی وجہ ہے کہ فریضہ جہاد ایک نہایت مشکل اور سخت ہے ۔اس فریضہ کی ادائیگی ابتدا سے اختتام تک مشکلات سے پُر ہے۔

بقول شاعر!

آزمائش تیری دنیا میں کڑی ہے مسلم
تو بڑا ہے تیری مشکل بھی بڑی ہے مسلم

چونکہ یہ فریضہ اسلام کے دیگر فرائض و اعمال میں سب سے زیادہ سخت ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کا اجروثواب بھی زیادہ رکھا ہے چنانچہ سورۃ توبہ میں ہے۔

(ترجمہ)''یہ اس وجہ سے ہے کہ ان کو اللہ کی راہ میں جو پیاس لگی اور جو تکلیف پہنچی اور جو بھوک لگی اور جو چلنا چلے جو کفار کے لیے باعث غیظ وغضب ہوا اور دشمنوں کی جو کچھ خبر لی ان سب پر ان کے نام ایک ایک نیک کام لکھا جاتا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتا اور جو کچھ چھوٹا بڑا انہوں نے خرچ کیا اور جتنے میدان ان کو طے کرنے پڑے یہ سب بھی ان کے نام لکھا جاتا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ اُن کے کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے۔''

حدیث میں جہاد کی بہت فضیلت آتی ہے''چنانچہ حضرت انس بن مالکؓ بیان

Marfat.com

کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے راستہ میں صبح کو نکلنا یا شام کو، دنیا وما فیہا سے بہتر ہے اور تم میں سے کسی کی کمان یا ڈنڈے کے برابر جنت میں جگہ دینا و مافیہا سے بہتر ہے اگر جنت کی کوئی عورت زمین پر جھانک دے تو زمین و آسمان کا درمیان روشن ہو جائے اور خوشبو سے بھر جائے اور اس کے سر کا دوپٹہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔'' (بخاری کتاب الجہاد)

قرآن مجید میں مجاہدین کو عظیم درجات کا وارث قرار دیا گیا ہے چنانچہ سورۃ النساء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن اور بغیر عذر کے بیٹھ رہنے والے مومن برابر نہیں۔ اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے درجوں میں بہت فضیلت دی ہے اور یوں اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو خوبی اور اچھائی کا وعدہ دیا ہے۔ لیکن مجاہدین کو بیٹھ رہنے والوں پر بہت بڑے اجر کی فضیلت دے رکھی ہے اپنی طرف مرتبے کی بھی اور بخشش کی بھی اور رحمت کی بھی اور اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔''

سورۃ الانفال میں مجاہدین کو اس طرح خوشخبری دی گئی ہے۔

''جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد پہنچائی یہی لوگ سچے مومن ہیں ان کے لیے بخشش ہے اور عزت کی روزی''

سورۃ الفتح میں صحابہؓ کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

'' اشدآء علی الکفار رحمآء بینھم ''

''کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں رحمدل ہیں''

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم سے افضل عمل کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا اللہ پر ایمان لانا اور اس کے راستہ میں جہاد کرنا" (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا جہاد فی سبیل اللہ کے برابر کونسا عمل ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاد کے برابر جو عمل ہے اسے تم انجام نہیں دے سکتے، صحابہ کرامؓ نے دو تین مرتبہ یہی سوال دھرایا آپؐ نے ہر بار یہی فرمایا پھر ارشاد فرمایا مجاہد فی سبیل اللہ کی مثال تو اس شخص کی سی ہے جو مسلسل روزے رکھے اور آیات قرآنی پڑھ کر مستقل قیام میں رہے نہ نماز سے تھکے اور نہ روزوں سے یہاں تک کہ مجاہد گھر لوٹ آئے۔ (مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ)

یہ فضائل اور درجات جب صحابہ نے سنے تو ان کے دلوں میں اللہ کی راہ میں کٹ مرنے کا جذبہ بیدار ہو گیا اور ان درجات اور فضائل کے حاصل کرنے میں لگ گئے۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ جب ابو موسیٰ اشعریؓ کو بصرہ کا گورنر بنایا گیا تو ان کے ساتھ براء بن مالک کو بھیجا گیا ابو موسیٰ اشعریؓ نے براء سے پوچھا کہ تم کون سی ذمہ داری پسند کرو گے۔ تو انہوں نے کہا کیا جو میں طلب کروں گا وہ تم مجھے دو گے؟ ابو موسیٰؓ نے کہا ہاں۔ تو براء کہنے لگے کہ مجھے نہ تو مصر کی امارت چاہیے نہ گورنری، بلکہ مجھے میری کمان، گھوڑا، نیزہ، تلوار اور زرہ دے دو اور جہاد فی سبیل اللہ میں جانے کی اجازت۔ تو ابو موسیٰ اشعریؓ نے ان کو لشکر کے ساتھ روانہ کر دیا جب معرکہ ہوا تو وہ سب سے پہلے شہید ہوئے۔ (ابن ابی شیبہ)

یہ تھا ان لوگوں کا شوق جہاد کہ گورنری اور امارت کو پاؤں کی ٹھوکر سے ٹھکرا کر اللہ کی راہ میں جہاد کر کے شہادت اور درجات کو حاصل کر لیا۔

عامر بن سعد اپنے باپ سعد بن ابی وقاص سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے۔ صف کے قریب پہنچ کر اس نے کہا اے اللہ تو مجھے وہ افضل چیز عطا فرما جو تو اپنے نیکو کار بندوں کو عطا کرتا ہے۔ پس جب نبی اکرم صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کی تو فرمایا ابھی ابھی بات کون کر رہا تھا؟ اس آدمی نے کہا میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا تب تیرے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دی جائیں گی اور تو اللہ کے راستہ میں شہید ہوگا۔ (مجمع الزاوئد کتاب الجہاد)

اب آپ سعد بن ابی وقاصؓ اور عبداللہ بن جحشؓ کی دعائیں پڑھیں اور صحابہ کے جذبہ جہاد اور جذبہ شہادت کا اندازہ لگائیں۔

''حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن جحشؓ نے جنگ اُحد میں کہا اے سعدؓ! تم اللہ پاک سے دُعا کیوں نہیں مانگتے؟ اس کے بعد یہ دونوں ایک گوشہ میں گئے حضرت سعدؓ نے اس طرح دُعا مانگی کہ

> ''اے میرے رب! جب دشمنوں سے مڈبھیڑ ہو تو میرے سامنے ایک ایسے آدمی کو لا جو سخت حملہ آور ہو اور بہت ہی قتال میں ہو، میں اس سے لڑوں وہ مجھ سے لڑے پھر مجھے اس پر کامیابی کی توفیق عطا فرما کہ میں اسے قتل کر دوں اور اس کا سارا مال لے لوں ان کی دُعا پر حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے آمین کہی۔
>
> پھر حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے دُعا مانگی اے میرے رب! مجھے ایک ایسے آدمی سے مقابلہ کی توفیق دے جو سخت حملہ آور ہو اور سخت جنگجو بھی میں تیرے لیے اس سے لڑوں اور وہ مجھ سے لڑے پھر وہ مجھے پکڑے میری ناک بھی کاٹ دے میرے کان بھی کاٹ دے جب میں کل روز قیامت تجھ سے ملوں تو پوچھے کہ کس لیے تیری ناک اور کان کاٹے گئے؟ میں عرض کروں کہ تیرے اور تیرے رسول کے لیے میری ناک اور کان کاٹے گئے، تو کہے کہ ہاں تو سچ کہتا ہے حضرت سعدؓ نے آمین کہی۔

حضرت سعدؓ اپنے بیٹے سے کہتے تھے کہ عبدالرحمٰن بن جحشؓ کی دُعا میری دُعا سے بہتر رہی میں نے اسی دن کے آخر میں ان کو دیکھا کہ ان کی ناک اور کان کٹے ہوئے

Marfat.com

تھے اور ایک دھاگے میں لٹکے ہوئے تھے۔(مستدرک حاکم)

حضرت انس کے چچا غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے اس بات کا ہمیشہ ان کے دل میں قلق رہا۔ یہاں تک کہ غزوہ اُحد پیش آ گیا تو انہوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اس غزوہ میں بڑے شوق سے شریک ہوئے۔ جب یہ غلط خبر پھیل گئی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں تو کئی صحابہ بد دل سے ہو گئے۔ لیکن حضرت انس کے چچا نے ان کی ہمت بندھائی کہ جس چیز پر اللہ کے رسول نے جان دی ہے تم بھی جان دے دو بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر غلط نکلی۔ بہر حال حضرت انس کے چچا اس غزوہ میں بڑی بہادری سے لڑے ان کی بہن کا بیان ہے کہ ان کے جسم پر مختلف قسم کے اسی سے زائد زخم تھے میں نے صرف انگلیوں سے ان کو پہچانا۔

حضرت عمرو بن جموح ایک معذور صحابی تھے، بوڑھے بھی تھے اور اس کے ساتھ ساتھ لنگڑے بھی تھے، جب جنگ بدر ہوئی تو آپؐ نے ان کی معذوری کے پیش نظر ان کو مدینہ میں ہی چھوڑ دیا۔

لیکن غزوہ اُحد میں انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا مجھے میدان جہاد میں جانے دو سب نے کہا آپ کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف کر دیا ہے۔ فرمانے لگے تم پر افسوس ہے تم نے جنگ بدر میں مجھے نہ جانے دیا جنت سے محروم رکھا اور اب اُحد میں بھی محروم رکھنا چاہتے ہو۔ یہ کہہ کر روانہ ہوئے جب لڑائی کا وقت آیا تو بولے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں شہید ہو جاؤں تو اسی طرح لنگڑاتا ہوا جنت میں پہنچ جاؤں گا آپؐ نے ارشاد فرمایا ہاں یہ سن کر آگے بڑھے اور لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔(اسد الغابہ)

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیقؓ

اک دن رسول پاکؐ نے اصحاب سے کہا
دیں مال راہ حق میں، جو ہوں تم میں مالدار
ارشاد سن کے فرطِ طرب سے عمرؓ اٹھے
اس روز ان کے پاس تھے درہم کئی ہزار
دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ صدیقؓ سے ضرور
بڑھ کر رکھے گا آج قدم میرا راہوار
لائے غرض کہ مال رسولِ امیں کے پاس
ایثار کی ہے دست نگر ابتدائے کار
پوچھا حضور سرکارِ دو عالمؐ نے اے عمرؓ
اے وہ کہ جوش حق سے ترے دل کو ہے قرار
رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے کیا؟
مسلم ہے اپنے خویش و اقارت کا حق گزار
کی عرض نصف مال ہے فرزند و زن کا حق
باقی جو ہے وہ ملت بیضا پہ ہے نثار
اتنے میں وہ رفیق نبوت بھی آ گیا
جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار

Marfat.com

لے آیا اپنے ساتھ وہ مرد وفا سرشت
ہر چیز جس سے چشم جہاں میں ہو اعتبار
ملک یمین و درہم و دینار و رخت و جنس
اسپ قمر سم و شتر و قاطر و حمار
بولے حضورؐ چاہیے فکر عیال بھی
کہنے لگا وہ عشق و محبت کا راز دار
اے تجھ سے دیدہ مہ و انجم فروغ گیر
اے تیری ذات باعث تکوین روز گار
پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

(علامہ اقبال)

Marfat.com

حضرت ابو بکر صدیقؓ

ماہتاب رسالت ﷺ کی پہلی کرن نے جس ہستی کو سب سے پہلے نور ایمان سے منور فرمایا وہ امام کائنات علیہ السلام کی رفیقہ حیات حضرت خدیجہؓ ہیں، بچوں میں حضرت علیؓ غلاموں میں حضرت زیدؓ اور آزاد مردوں میں حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں جن کی شان میں قرآن میں ارشاد ہے۔ اگر تم لوگ رسول اللہ ﷺ کی مدد نہ کرو گے تو اللہ آپ ﷺ کی مدد اس وقت کر چکا جبکہ آپ ﷺ کو کافروں نے جلاوطن کر دیا تھا جبکہ دو آدمیوں میں سے ایک آپ ﷺ تھے جس وقت کہ دونوں غار میں تھے جبکہ آپ ﷺ اپنے ہمراہی سے فرما رہے تھے کہ غم نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ہمراہ ہے (التوبہ۔۴۰)

حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا میری ذات پر بہت زیادہ خرچ کرنے والے یعنی میری صحبت میں خدمت کرنے میں اپنا وقت اور میری رضا مندی وخوشنودی میں اپنا مال بہت زیادہ خرچ کرنے والے ابو بکرؓ ہیں۔ اگر میں کسی شخص کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکرؓ کو بناتا لیکن اسلامی اخوت اور اسلامی مودت کا رشتہ ہی کافی ہے۔ متفق علیہ

حضرات انبیاء کرام کی دعوت ایمان وتبلیغ کے بعد جہاں تائید وحمایت کرنے والی ایک جماعت سامنے آتی ہے وہاں مخالفین کے گروہ کا سامنے آنا بھی لازمی ہے جس طرح حضرت عیسیٰ مریم کے بیٹے نے اپنے حواریوں (یاروں) سے کہا کہ کون ہے جو

Marfat.com

میری مدد کرے اللہ کی راہ میں۔ حواری بولے (یار) ہم ہیں مددگار اللہ کے لیے (سورۃ صف) تو فوراً تائید و مخالفت کرنے والے سامنے آموجود ہوئے۔ اسی طرح حضرت محمد ﷺ کی دعوتِ توحید کے بعد یہ دونوں تائید و تردید کرنے والے دونوں قسم کے لوگ سامنے آئے۔ تائید و حمایت کرنے والی اولین جماعت میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کا نام قابل ذکر ہے۔

پہلی لبیک

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا ایمان باکمال ان کی صحابیت بے مثال، ان کی خلافت چند ماہ اور سال مگر فتوحات سے مالا مال، ان کی دینی خدمات لازوال ہیں ایمان کی دعوت پر بہت سارے خوش قسمت انسانوں نے لبیک کہا مگر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس وقت ایمان قبول کیا جب ایمان قبول کرنا موت کو دعوت دینا تھا، جب ایمان قبول کرنا جزیرۃ العرب کو اپنا دشمن بنانا تھا، جب ایمان قبول کرنا سنگریزوں پر چلنا اور طوفانوں سے ٹکر لینا تھا۔ یہ سعادت آپؓ کو ہی حاصل ہوئی کہ آپؓ نے کلمہ توحید اس وقت پڑھا جب کلمہ پڑھنے والے پوری دنیا میں صرف چند لوگ تھے۔ حضرت محمد ﷺ حضرت خدیجہؓ، حضرت زید، حضرت علیؓ اور ابو بکر صدیقؓ۔

بلا تذبذب ایمان

مشکوۃ شریف کی ایک حدیث ہے سرورِ کائنات ﷺ فرماتے ہیں "میں نے جس شخص کو بھی اسلام پیش کیا اس نے اسلام قبول کرنے میں کچھ نہ کچھ تردد کیا سوائے ابو بکر کے"۔ قبول اسلام کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے یہی دعوت اسلام اپنے حلقہ احباب کو پیش کی۔ حضرت عمرؓ کے کانوں میں اسلام کی دعوت کی آواز پڑی تو وہ مخالفت پر اتر آئے مرنے مارنے پر تل گئے۔ حضرت علیؓ نے مشورہ کرنے کی سوچی۔ لیکن حضرت ابو بکر صدیقؓ کو آپ ﷺ نے اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے نہ صرف خود اس دعوت کو

Marfat.com

قبول کرلیا بلکہ اپنے حلقہ احباب کو بھی دعوت توحید دی۔ چنانچہ عثمان بن عفانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ جیسے بزرگ آپؓ ہی کی تعلیم سے مسلمان ہوئے۔ آپؓ نے سات ایسے غلاموں کو خرید لیا اور پھر آزاد کیا جنہیں اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ستایا جا رہا تھا ان میں حضرت بلالؓ اور حضرت حامد بن مخیرہ بھی تھے۔ (گویا آپؓ کی یہ سوچ تھی کہ جس کے گلے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی غلامی کا طوق پڑ گیا اسکے گلے میں انسانی غلامی کا طوق کیوں ہو؟) آپؓ یہ چاہتے تھے کہ انسان بندوں کی غلامی سے آزاد ہو کر اللہ کی بندگی اختیار کریں۔

صدیق کی رفاقت:

صحیح بات یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ رفاقت کا حق ادا کر دیا۔ انہوں نے اپنی ذات، اپنے جذبات، اپنے خیالات کو سرکار دو عالم ﷺ کی ذات کے تابع کر دیا تھا اور پوری زندگی آپ ﷺ کی رفاقت میں گزاری۔ صدیق اکبرؓ رسول اللہ ﷺ سے اڑھائی سال چھوٹے تھے اور اڑھائی سال خلافت کر کے سن وصال کی سعادت میں بھی حق رفاقت ادا فرمایا اور مرنے کے بعد بھی آپؐ کی رفاقت نصیب ہوئی۔

کافر کی زبان سے آپؓ کے اعلیٰ کردار کا اعتراف

کچھ اہل، ایمان جب انتہائی مجبور ہو کر ارض حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ بھی ہجرت کر گئے۔ جب آپؓ ہجرت کے لئے چلے تو ''برک غماد'' سے ''ابن الدغنہ'' کہہ کر آپ کو واپس کھینچ لایا کہ آپؓ جیسے انسان کو ہم کبھی کے سے نہ جانے دیں گے اسلئے کہ''! تم انہوں نے کام بھی کر دیتے ہو، صلہ رحمی بھی کرتے ہو، دوسروں کا بار اپنے سر لیتے ہو، مہمان نواز ہو اور پیش آنے والے حوادث میں حق کا ساتھ دیتے ہو۔ تاریخ پڑھ کر دیکھیے کہ ایک کافر کی زبان سے حضرت ابو بکرؓ کے لیے

Marfat.com

وہی الفاظ نکلے ہیں جو حضرت خدیجہؓ کی زبان سے پہلی وحی نازل ہونے کے بعد محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے نکلے تھے یہ وہ رفاقت ہے جسے ہم کردار کی رفاقت کہہ سکتے ہیں۔

اسلام کا رشتہ

سیرت صدیقؓ کو ایک نظر اس پہلو سے بھی دیکھئے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایمان کا رشتہ قائم ہونے کے بعد تمام خونی رشتے بھی ایک طرف رکھ دیئے، اب وہ اس کو اپنا سمجھتے تھے جس کے گلے میں سرکار ﷺ کی غلامی کا طوق ہوتا تھا خواہ وہ حبشہ کا بلالؓ ہو یا روم کا صہیبؓ ہو یا فارس کا سلمانؓ ہو یا قبیلہ غفار کا ابوذرؓ ہو لیکن جو سرکار ﷺ کا دشمن ہوتا اسے آپؓ بھی اپنا دشمن سمجھتے تھے خواہ وہ آپؓ کا اصلی بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔ آپؓ کے سگے بیٹے عبدالرحمن غزوہ بدر تک کافر تھے اور مشرکین کے لشکر میں شامل تھے۔ حضرت عبدالرحمن نے اپنے والد سے کہا کہ غزوہ بدر میں ایک موقع پر آپؓ میری تلوار کی زد میں آ گئے تھے لیکن میں نے چھوڑ دیا! یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ تو میری زد میں آ جاتا تو میں کبھی نہ چھوڑتا۔

محبتِ رسول

محبت رسول ﷺ کے بارے میں بہت سارے واقعات ہیں جن میں سے ہر واقعہ گواہ ہے کہ وہ محبت رسول میں غرق تھے۔ حضرت عروہؓ سے روایت ہے کہ حضرت سرور عالم ﷺ کی وفات کے دوسرے سال ابوبکرؓ خطبہ دیتے ہوئے جب اس لفظ پر پہنچے۔

ترجمہ "میں نے تمہارے نبی ﷺ سے پچھلے سال سنا ہے۔ پچھلے سال کے لفظ سے حادثہ وفات یاد آ گیا، بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور بیتاب ہو گئے

Marfat.com

سنبھل کر پھر خطبہ کا سلسلہ جاری کیا، پھران الفاظ سے دل پر چوٹ لگی اور مضطرب ہو گئے۔تیسری دفعہ ضبط کی کوشش کی اور خطبہ ختم کیا آنحضرت ﷺ اپنی اَنّا حضرت امِ ایمنؓ کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے۔بعد از خلافت حضرت ابو بکرؓ نے ایک روز حضرت عمرؓ سے کہا، چلو سنتِ نبویؐ کی پیروی کریں اور اُمِ ایمنؓ سے چل کر ملیں۔وہاں پہنچے تو وہ رونے لگیں، دونوں نے کہا، روتی کیوں ہو اللہ کا تقرب اس کے رسول کے لیے بہتر ہے، کہا یہ میں بھی جانتی ہوں صدمہ اس کا ہے کہ وحی آسمانی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔یہ سن کر دونوں بہت زیادہ رونے لگے۔امام سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کا اصلی سبب وفات آنحضرت ﷺ کی رحلت تھی اس صدمے سے گھلتے رہے یہاں تک کہ انتقال ہو گیا۔

خلافت

حضور اکرم ﷺ کا مرض جب شدت اختیار کر گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا! ابو بکرؓ سے کہو کہ نماز کی امامت کریں، یہ سن کر حضرت عائشہؓ نے کہا کہ وہ ایک نرم دل، کمزور آواز والے آدمی ہیں جب قرآن پڑھتے ہیں تو بہت روتے ہیں۔مطلب یہ تھا کہ امامت کا بار نہیں اٹھا سکیں گے۔حضور سرورِ کائنات ﷺ نے زور دے کر جھڑک کر دوبارہ حکم فرمایا تو امامت شروع کی سترہ نمازیں حیاتِ مبارک میں پڑھائیں اور پھر سخ کے مقام پر جب آنحضرت ﷺ کی وفات کا پتہ چلا تو فوراً واپس آ کر دیکھا کہ حضرت عمرؓ کہہ رہے ہیں کہ حضور ﷺ نے وفات نہیں پائی ہے بلکہ اپنے رب کے پاس موسیٰؑ کی طرح گئے ہیں۔جو چالیس روز غائب ہو کر واپس آ گئے تھے حالانکہ ان کی نسبت بھی کہا جاتا تھا کہ وفات پا گئے ہیں اور جو وفات کے قائل ہیں ان کے ہاتھ کاٹ دیں گے۔جب ابو بکرؓ نے سنا تو فرمایا کہ عمر"! سنبھلو اور خاموش ہو جاؤ اور پھر خطبہ میں فرمایا کہ جو اللہ کو معبود مانتا ہے تو اللہ زندہ ہے۔اور محمد ﷺ وفات پا گئے ہیں"۔

Marfat.com

خدمت خلق

اسلامی نقطہ نظر سے خلیفۃ المسلمین قوم کا خادم ہوتا ہے اور حضرت ابو بکرؓ خلافت ملنے سے پہلے بھی مسلمانوں کی خدمت کیا کرتے تھے اور خلافت کے بعد بھی وہ خدمت میں پیش پیش رہے۔ مدینہ کے نواح میں ایک اندھی اور محتاج بڑھیا رہتی تھی۔ حضرت عمرؓ ہمیشہ اُس کے گھر اس ارادہ سے جاتے کہ خدمت کریں، مگر جب پہنچتے تو معلوم ہوتا کہ کوئی آدمی ان سے پہلے آ کر خدمت کر گیا ہے۔ ایک روز وہیں دروازے میں چھپ کر کھڑے ہو گئے وقتِ مقررہ پر وہ شخص آیا تو دیکھا کہ حضرت ابو بکرؓ تھے۔ یہ خلافت کا زمانہ تھا۔ بیت المال کے استعمال میں احتیاط اور مقررہ وظیفہ کے خرچ میں کس قدر احتیاط تھی اس کا اندازہ اس واقعہ سے کیجئے۔ ایک روز آپکی زوجہ محترمہ نے کچھ میٹھے کی فرمائش کی۔ جواب دیا میرے پاس کچھ نہیں انہوں نے کہا کہ اجازت ہو تو میں روزمرہ کے خرچ میں سے کچھ بچا کر جمع کر لوں، فرمایا! جمع کر لو، کچھ روز میں چند پیسے جمع ہو گئے تو حضرت ابو بکرؓ کو دیئے کہ شیرینی لا دو، پیسے لے کر کہا معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیسے ضرورت سے زیادہ ہیں لہٰذا بیت المال کا حق ہیں۔ چنانچہ وہ پیسے خزانہ میں جمع کرا دیئے اور اس قدر اپنا وظیفہ کم کر دیا۔

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عدل

جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی گوناگوں خصوصیات اور عادلانہ صفات کی وجہ سے خلیفہ منتخب ہو گئے تو آپ نے ہر جگہ عادل اور امانت دار حکام کی تقرری کی۔ چنانچہ امام بیہقی لکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شعبہ مالیات کا منتظم مقرر فرمایا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محکمہ قضاء کا منصب سپرد کیا۔ لیکن نظم ونسق میں ہر جگہ عمال نے عدل اختیار کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سال بھر میں دو

Marfat.com

شخصوں کا بھی جھگڑا نہ پہنچا یعنی کہ دو آدمی بھی آپؓ کے پاس عدل کے واسطے نہ آئے کیونکہ عمال نے کسی کو موقع نہ دیا کہ کوئی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت میں جائے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لائے اور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت طلب کی۔ وہ دونوں حضرات فدک کی زمین جو کہ اللہ تعالیٰ نے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صلح کی حالت میں غنیمت کے طور پر عطا فرمائی تھی اس میں ابلتے ہوئے پانی کا چشمہ تھا اور کھجور کا باغ بھی تھا اس کے طالب ہوئے۔ نیز سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حصہ جو خیبر میں تھا وہ حصہ بھی طلب کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں نے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ

"لانورث، ما ترکنا صدقة"

ہم وارث نہیں بناتے جو تر کہ ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے۔

آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف اس مال سے بقدر ضرورت لے لیں گے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہرگز اہل بیت کو باب فدک نہ دیا بلکہ عدل کا جو تقاضہ تھا وہ پورا فرمایا۔

﴿مولانا سید ابوالحسن علی ندوی۔ المرتضیٰ۔ ص۔۱۲۳﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو غنیمت مدینہ اور فدک میں ملی تھی اور خیبر کے خمس میں جو بچا ہے وہ ہمیں دے دیں۔ ابو بکر نے کہا کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہم وارث نہیں بناتے جو چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے۔ البتہ آل محمد اس مال سے اپنی ضروریات پوری کریں گے اور میں واللہ

Marfat.com

سرورِدوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ کئے ہوئے مال میں کوئی تصرف نہیں کروں گا اور وہ مال جیسا آپ ﷺ کی زندگی میں تھا اسی حالت میں رکھوں گا۔ اور وہی کروں گا جو سرورِدوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا۔ اس حدیث سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عدل کا مقام اور پختگی کا پتہ چلتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیشہ عدل کرتے ہوئے کسی رتبے، عہدے اور نسبت کو نہیں دیکھا اور وہ کام کیا جس کی کتاب اللہ اجازت دیتی تھی۔

﴿مولانا سید ابوالحسن علی ندوی۔ المرتضیٰ۔ ص۔ ۱۲۳﴾

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص کو کچھ ذاتی رنجش تھی۔ لیکن اس ذاتی رنجش کے باوجود اس کو کسی خاص عہدے کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے موزوں خیال کیا اور ایک مناسب عہدہ دے دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے متعلق فرمایا کہ یہ تو آپ کے خلاف تھا مگر آپ نے تو اس کو بڑا عہدہ دے دیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں اس کو یہ عہدہ نہ دیتا تو اس کے ساتھ ظلم ہوتا عدل کا تقاضہ یہی ہے کہ اس اہل آدمی کو اس کا حق دینا چاہئے اور میں نے اس کے ساتھ عدل کیا ہے۔ ﴿مولانا سعید احمد اکبر آبادی۔ صدیق اکبر۔ ص ،۳۲۱﴾

ایک مرتبہ خاتون اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ نے کسی میٹھی چیز کے کھانے کی فرمائش کی تو حاکم وقت سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس کسی میٹھی چیز کے پکانے کی رقم نہیں ہے۔ مجبوری ہے۔ اس جواب کے بعد زوجہ محترمہ نے روزمرہ کے خرچ سے تھوڑا تھوڑا بچایا اور اس سے گھی، شکر خریدنے کے لئے رقم اکٹھی کرلی تاکہ حلوہ بنایا جاسکے اور وہ رقم زوجہ محترمہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے کر آئیں اور کہا کہ ہم کو گھی شکر لا کر دی جائے تاکہ حلوہ تیار کیا جاسکے۔ جب یہ رقم حاکم اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے پیش کی گی تو دریافت فرمایا کہ یہ کہاں سے آئی

Marfat.com

ہے جواب ملا کہ میں روزانہ کے اخراجات سے چٹکی بھر کم کر رہی تھی تا کہ میٹھا بنایا جا سکے۔

آپ نے وہ رقم لی اور فوراً بیت المال کے خزانچی کے پاس لے جا کر کہا! اتنی رقم ہمارے خرچ سے زائد ہے۔اسے بیت المال میں داخل کر لیں اور آئندہ ایک چٹکی کی مقدار ہمارے وظیفے سے کم کر دیں۔واللہ یہ ہے انصاف؟ یہاں مسلمانوں پر کوئی محافظ نہیں کھڑا کیا گیا بلکہ ان کے ضمیروں کو انکا محافظ بنا دیا گیا جس سے عدل وانصاف کی ایک لازوال تاریخ مرتب ہوئی۔﴿اشہر مشاہیر الاسلام جلد اول ص ۹۳﴾

ابوبکرؓ کی خدمات

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمات بے شمار ہیں صرف اس وقت کو یاد کر لیجیے جب خلافت کی کونپل نکل رہی تھی تو ایسے میں جھوٹے مدعیان نبوت کی وجہ سے عرب میں ارتداد خانہ جنگی وبغاوت کا طوفان ہر طرف بپا تھا۔مورخ ابن اثیر کا قول ہے کہ چوبیس قبیلے مرتد ہو کر میدان جنگ میں سرگرم کارزار تھے۔سرحد کی دو جانب قیصر وکسریٰ مسلمانوں کی تاک میں تھے۔اس حالت کا نقشہ عبداللہ بن مسعودؓ نے ان الفاظ میں کھینچا ہے۔اس وقت مسلمان بکریوں کے اس گلے سے مشابہ تھے جو جاڑوں کی سردرات میں بحالت بارش میدان میں بغیر گلہ بان کے رہ جائے۔حضرت ابوبکرؓ نے نہایت تدبر سے ان تمام مشکلات کا صحیح اندازہ فرمایا اور اس کی کامل تدبیر فرمائی اور یہی ایک مدبر کا کمال ہے۔خلافت کے دسویں دن جو قاصد ارتداد کی خبریں لے کر مدینہ طیبہ میں آئے ان سے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ صبر کرو اس کے بعد جو خط آئیں گے ان میں اس سے زیادہ سخت خبریں ہوں گی۔اس طرح خلافت کے شروع کے قلیل عرصے میں ارتداد کا وہ فتنہ فرو کیا گیا جس کی آگ یمن سے لے کر نواح مدینہ طیبہ تک مشتعل تھی۔

Marfat.com

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ خلفائے راشدین میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں۔ کیونکہ اِن کے دور خلافت میں اسلام قریباً تین برّ اعظموں کے بیشتر حصّوں میں پھیل چکا تھا۔ عمر بن الخطاب (۵۸۶ء۔۶۴۴ء) مسلمانوں کے دوسرے بڑے خلیفہ تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نوجواں ساتھیوں میں سے تھے۔ اِن کی ولادت مکہ میں ہوئی۔ انکی ولادت کا صحیح سال تو معلوم نہیں ہو سکا لیکن تاریخی اعتبار سے سال ولادت ۵۸۶ء سمجھا جاتا ہے۔ ایک وقت تھا کہ حضرت عمر فاروقؓ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے مخالف اور دین اسلام کے دشمن تھے۔ لیکن پھر جب حالات نے یک دم پلٹا کھایا تو حضرت عمر بن الخطابؓ نے دین اسلام کو قبول کرلیا۔ اور اسکے بعد وہ اسلام کے سب سے بڑے حامی ومؤید بن گئے اور پیغمبر خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی مشیر اور صلاح کار بن گئے۔ اور عمر بھر اس پر کار بند رہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ۶۳۲ء میں اپنا کوئی جانشین مقرر کئے بغیر رحلت فرما گئے۔ اس موقع پر حضرت عمر فاروقؓ نے فوری طور پر حضرت ابو بکر صدیقؓ کی جانشینی اور خلافت کی حمایت کردی تھی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ بذات خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر تھے۔ حضرت عمر بن خطابؓ کے اس فوری عمل کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ جانشینی کا تنازعہ جلد ختم ہوا۔ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ مسلمانوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ بن گئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ بہت کامیاب خلیفہ اور رہنما تھے۔ لیکن وہ صرف دو سال

Marfat.com

بطور خلیفہ خدمات انجام دیکر فوت ہو گئے تھے۔

حضرت عمر بن خطابؓ مکہ مکرمہ میں ۵۸٦ء میں پیدا ہوئے۔ ان کا سلسلہ نسب حضور نبی اکرم ﷺ سے آٹھویں پشت سے مل جاتا ہے۔ عمر بن الخطابؓ کے آباؤ اجداد سفارتی مناصب پر فائز تھے۔ اور تجارت بھی کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ مکہ کے سترہ پڑھے لکھے افراد میں سے ایک تھے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جب رسول خدا حضرت محمد ﷺ پر ظہور نبوت ہوا اس وقت ان سترہ پڑھے لکھے افراد کا خاصا چرچا تھا۔

قبول اسلام

عرش والے کے کرم سے اسلام کو عزت عطاء فرمانے کے لئے اس وقت 45 مسلمان ہو چکے تھے۔ حضرت علیؓ بھی کلمہ حق پڑھ چکے تھے، سولہ عورتیں کلمہ پڑھ چکی تھیں، مگر ابھی اسلام کو قوت ودبدبہ وضیاء وحشمت نہیں ملی تھی۔ ابھی کعبہ میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں تھی، تو میرے محبوب ﷺ نے دعاء کی! کہ مولا! انتخاب تیرے ذمہ، جواب ملا...... ہاں۔ اور مانگنا میرے ذمہ۔ میرے مولا! مجھے دو عمروں میں سے ایک عمر عطا فرما۔ اللہ نے فرمایا آپ کی دعاء عرش چیر کر پہنچ گئی۔ اب میں انتخاب کروں گا۔

میں نے ابوجہل کے دل کو دیکھا وہ مردہ، افسردہ، وہ زندیق، بے دین، بدترین، لعین ہے، وہ تیرا دشمن ہے، میں ابوجہل کو کتے کی موت مرواؤں گا، لڑکے سے قتل کراؤں گا، اس کو قلیب بدر میں ڈلواؤں گا، اس کو پتھروں سے مرواؤں گا، اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھواؤں گا، اس کی قبر کا نام و نشان مٹاؤں گا، ابوجہل کو تیرا دشمن بناؤں گا، اس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈلواؤں گا۔ محمد ﷺ تیری دعاء پر میں عمر فاروق کو تیرے دروازے پر لاؤں گا، استقبال کراؤں گا، نعرہ تکبیر لگواؤں گا، خوشی منواؤں گا، فاروق سے کلمہ پڑھواؤں گا، اس کی بیٹی! تیرے گھر بساؤں گا۔ اس کو ساتھ بھیج کر کعبہ کا در کھلواؤں گا، اسے فاروق بناؤں گا، اسے تیرا خلیفہ بناؤں گا، محمد ﷺ

Marfat.com

تیرے بعد اس کے ہاتھ سے دین کا جھنڈا لہراؤں گا، دیکھ لینا قیامت تک روضے میں تیرے ساتھ سلواؤں گا اور تیرے ساتھ اُٹھا کر قیامت کے دن جنت میں لے جاؤں گا۔

ادھر حضرت عمر حضور ﷺ کو ختم کرنے کے لئے تلوار لے کر نکلے ہوئے ہیں۔ ہاتھ میں ننگی تلوار ہے، ارادہ خطرناک ہے، انداز بدلے ہوئے ہیں، راستے میں حضور ﷺ کے صحابی حضرت نعیم بن عبداللہ مل گئے دیکھا کہ عمر کے تیور بدلے ہوئے ہیں۔ پوچھا عمر کہاں جا رہے ہو؟ فرمایا حضور ﷺ کا خاتمہ کرنے جا رہا ہوں (نعوذ باللہ) صحابیؓ سے رہا نہ گیا۔ فرمایا عمر......! پہلے گھر کو تو سنبھالو!۔ عمر کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ کہا کیا مطلب؟ فرمایا وہ جو تیرے بہن اور بہنوئی ہیں وہ محمد ﷺ کی دعوت پر لبیک کہتے ہیں اور دل میں یہ جذبہ اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ جب تک جسم میں جان ہے محمد ﷺ پر قربان ہے۔

اب طوفان کا رخ بدلا، سیدھے بہن کے گھر پہنچے، تو اندر سے قرآن پڑھنے کی آواز آ رہی تھی۔ بہن کو زدوکوب کیا۔ بہن بھی آخر عمر کی تھی فرمایا! کہ اے عمر! تو جتنا چاہے مار لے۔ جب تک منہ میں زبان ہے، دل میں اللہ کا قرآن ہے، مصطفیٰ ﷺ کی محبت ہمارا ایمان ہے۔

حضرت عمر کا دل نرم ہوا، جب قرآن پڑھا تو عمر، عمر نہ رہا......غلام تھا، امام بن گیا......، چرواہا تھا......خلیفہ وقت بن گیا، مفلوک الحال تھا......خوشحال بن گیا، خون مصطفیٰ ﷺ کا پیاسا تھا غلام محبوب ذوالجلال بن گیا۔

اُدھر میرے نبی ﷺ انتظار میں ہیں۔ ذرا غور کیجئے کہ حضور ﷺ مدینہ میں آئے تو سارا مدینہ منتظر تھا۔ آج خود حضور ﷺ فاروق اعظمؓ کے منتظر تھے۔ دارارقم میں حضرت عمرؓ نے قدم رکھا اور رسول اللہ ﷺ خود آگے بڑھے اور ان کا دامن پکڑ کر فرمایا کیوں عمر! کس ارادے سے آئے ہو۔ عرض کی ایمان لانے کے لیے آنحضرت نے

Marfat.com

بے ساختہ اللہ اکبر کا نعرہ اس زور سے مارا کہ تمام پہاڑیاں گونج اٹھیں۔

پھر حضرت عمرؓ کو فاروق کا لقب ملا۔ اور فاروق کا لقب تب ملا جب کعبہ کا در کھلا۔ اسی کعبہ میں تین سو ساٹھ بت تھے، پتھر کے خدا، پیتل کے خدا، پتلے خدا، موٹے خدا، چھوٹے خدا، بڑے خدا، چھوٹے خدا سارے کھوٹے خدا۔ کوئی اٹکے ہوئے، کوئی لٹکے ہوئے، کوئی پڑے ہوئے، کوئی کھڑے ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے اس وقت یہ بات کہی جب ابھی صرف چالیس آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ سولہ عورتیں مسلمان ہو چکی تھیں۔ مگر ابھی مسلمانوں میں اتنی طاقت نہ تھی کہ مسلمان کعبہ میں جا کر نماز پڑھیں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے جب کلمہ پڑھا، نعرہ تکبیر بلند ہوا اور کعبہ کا در کھول کر مسلمانوں نے باجماعت نماز ادا کی۔ اور عمرؓ نے کھڑے ہو کر ابوجہل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر للکار کر کہا کہ او عمائدین کفر! آج جس نے بیوی کو بیوہ، بچوں کو یتیم، اور آج جس نے مولی گاجر کی طرح اپنے آپ کو ٹکڑے ٹکڑے ہوتے دیکھنا ہے وہ آئے۔ آج میں کلمہ پڑھ چکا ہوں۔

خدا کی قسم حضرت عمرؓ نے جو ہجرت کی۔ ایسی ہجرت کسی نے نہ کی۔ جس دن عمرؓ مدینہ کو جانے لگے تلوار اٹھائی اور کہا کہ اے مکہ والو! میں مدینہ جا رہا ہوں، مکہ کے اس راستہ سے جا رہا ہوں جس کو جرأت ہو میرا راستہ روک کر دکھائے، مجھے کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ آج عمر اپنے محمد ﷺ کے حکم پر ہجرت کر کے جا رہا ہے۔

اور پھر حضرت عمرؓ کو مقام یہ ملا کہ عمر کا ہاتھ نبی کا ہاتھ ٹھہرا۔ فتح مکہ کے موقع پر لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔ اور بیعت کر رہے تھے۔ عورتوں کی باری آئی تو حضرت عمر فاروقؓ جو قدرے نیچے بیٹھے تھے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر! تم ان عورتوں سے بیعت لو۔ چنانچہ تمام عورتوں نے حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر حضور ﷺ سے بیعت کی۔ اس واقعہ سے حضرت عمرؓ کے مرتبہ اور مقام کا علم ہوا۔ بیعت رضوان میں حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیا، اور ان کے لئے سارے صحابہ سے بیعت لی، آج عمر فاروقؓ

Marfat.com

کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دے کر اپنی بیعت لے رہے ہیں۔

حضرت عمر فاروقؓ کے عظمت کے مزید پہلو دیکھنے ہیں تو ان کی خلافت کے ایام کا ذرا مطالعہ کیجئے تو معلوم ہوگا کہ حضرت عمر فاروقؓ بائیس لاکھ مربع میل کے خلیفہ خود رات کو گشت کر کے عوام کے حال سے آگاہی حاصل کرتے تھے۔ یہی عمرؓ رات کو گشت کر رہے تھے، ایک گھر سے آواز آ رہی تھی:

یا امی الجوع، یا امی الجوع، هلكني الجوع، الطعام، یا امی الطعام، یا امی الطعام۔

اے میری امی بھوک، بھول لگی ہے مجھے بھوک نے ہلاک کر دیا ہے۔
کھانا کھانا اے میری امی کھانا دو، حضرت عمرؓ کھڑے ہو گئے، دروازہ کھٹکھٹایا اور فرمایا:

من فی البیت؟ مایبکیك؟

گھر میں کون ہے؟ اور ان بچوں کو کیوں رلا رہی ہے؟ اندر سے مائی نے جرأت سے جواب دیا تو کون ہے؟ تو دروازہ نہیں کھٹکھٹا رہا، بیوہ کے زخموں پر نمک چھڑک رہا ہے۔ میں بیوہ ہوں، پردہ دار ہوں، چار بچے ہیں، یتیم ہیں۔ اگر میں ہاتھ پھیلاؤں تو عرب کی غیرت کو چیلنج ہے، گھر سے باہر نکلوں تو محمد ﷺ کے دیئے ہوئے پردے کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ عمرؓ نے فرمایا کیوں؟ کہنے لگی کہ بیوہ ہوں، گھر میں کچھ نہیں، ٹھیکریاں پانی میں ڈال کر بچوں کو بہلا رہی ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ صدر موجود ہے، دارالحکومت موجود ہے، نگران موجود ہیں، عدالت موجود ہے، بیت المال میں درخواست دو، وظیفہ لو۔

کہنے لگی کہ وہ چرواہا کس کام کا ہے، جس کو اپنے ریوڑ کا پتہ نہیں، وہ بکریاں ہی کیوں چراتا ہے؟ مولانا عبدالشکور لکھنوی لکھتے ہیں کہ مائی نے کہا کہ قیامت کا میدان

Marfat.com

ہوگا، خدائے قہار منصف ہوگا، میرا دوپٹہ ہوگا، عمر مجرم ہوگا، عمر کی گردن ہوگی، میرا دوپٹہ ہوگا اور خدا کے سامنے اسے جواب دینا ہوگا۔ میں کہوں گی کہ اس کو صدر بنایا، جس کے ملک میں بچے رو رہے تھے۔

حضرت عمر کانپ گئے، اسی وقت بیت المال گئے۔ بیت المال کے چابی بردار اسلم کو پکارا۔ اسلم! اسلم! جلدی کرو، بیت المال کھولو، کھجوریں، چاول، گھی، گڑ، میٹھا بوری میں ڈالنا شروع کیا، بوری بھر گئی تو فرمایا یہ بوری میرے کندھے پر رکھ دو...... اس نے کہا حضرت ہم جو خادم ہیں حکم دو۔ فرمایا آج تو تم بوجھ اٹھا لو گے۔ کل عمر کے گناہوں کا بوجھ کون اٹھائے گا؟۔ میں نے جن کو روتے ہوئے دیکھا ہے ان کو جب تک ہنستے ہوئے نہ دیکھ لوں گا چین نہیں آئے گا۔ اسلم نے کہا حضرت کل شہد کی بوتل آئی تھی آپ کو شہد کا شربت بہت پسند ہے شربت کا گلاس بنا کر دوں؟ دیکھ کر رو دیئے اور فرمایا اس کو شہد پلاتے ہو جس کے ملک میں یتیم چیخیں مار رہے ہیں۔ اس وقت شہد پیوں گا جب روتے ہوؤں کو ہنستا ہوا دیکھوں گا۔ یہ عمر ہے۔

رات کو گئے، دروازہ کھٹکھٹایا، گھر والوں دروازہ کھولو! کون؟ یہ نہیں بتایا کہ میں صدر ہوں، میں امیر المؤمنین ہوں، میں پریذیڈنٹ ہوں، بلکہ کہا کہ میں ملک کا خادم ہوں۔ دروازہ کھلا، آگ جلائی، لکڑیاں خشک نہ تھیں، دھواں نکلا، داڑھی کو پکڑ کر کہا کہ عمر! یہ دھواں قبول کر لے کل جہنم کا دھواں نہ پہنچے گا۔ لڑکے ڈر گئے کہ یہ کیا کہتا ہے۔ اس دور کا حلواہ تیار کیا، چاروں بچوں کے منہ دھلوائے، گود میں بٹھایا، گود میں بٹھا کر کھانا کھلایا، بڑا لڑکا کہنے لگا کہ تم کون ہو؟ قبر سے نکل کر ہمارے ابا تو نہیں آگئے؟۔ بچوں کو کھانا کھلا کر حضرت عمر فاروقؓ چلے گئے۔

چار دن بعد پھر آئے، بائیس لاکھ مربع میل کا صدر، گردن میں پگڑی تھی، ہاتھ میں تھالی، گردن میں پگڑی ڈال کر باندھ کر فرمایا۔ مائی پردہ کرو...... میں کچھ انتظام کر کے لایا ہوں۔ یہ کچھ سالن ہے، روٹی وغیرہ ہے، کہنے لگی تم کون ہو؟ چار دن

Marfat.com

کے بعد آدھی رات کو سوتے نہیں اور چیزیں تیار کر رہے ہو، فرمایا مجھے خطرہ ہے کہ کل تیرا دوپٹہ ہو اور میری گردن ہو اور تو پکڑ کر گھسیٹے اور کہے کہ اے محمد ﷺ! دیکھ لو یہ مجرم تھا، کہیں مجھے نبی ﷺ کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ دیکھو میں یہ کپڑا ڈال کر کھڑا ہوں، روٹی بھی کھاؤ اور اٹھو۔ مجھے مدینہ میں گھسیٹو تاکہ دنیا کو پتہ چلے کہ عمرؓ اگر مجرم ہے۔ تو صرف دنیا میں ہے۔ مائی رو رو کر بے حال ہوگئی، بچوں نے کہنا شروع کر دیا۔ یا اللہ جس نے ہمیں رات کو آباد کیا اس کے دونوں جہاں آباد کر مائی کہتی ہے کہ عمرؓ میں کل خدا کے دربار میں کہوں گی خدایا! عمرؓ کو جہنم نہ بھیج یہ بیوہ اور اُجڑوں کو آباد کیا کرتا تھا۔

یہی عمر فاروقؓ ہیں۔ جن کو رسول اللہ ﷺ نے خدا سے مانگا۔

یہی حضرت عمر فاروقؓ تھے۔ جن کے بارے میں نبی دوعالم ﷺ نے فرمایا:۔

ماطلعت الشمس علی رجل خیر من عمر۔

(مشکوۃ:557)

''سورج کسی آدمی پر طلوع نہیں ہوا جو عمر سے بہتر ہو''۔

یہی عمر فاروقؓ تھے۔ جن کے بارے میں نبی دوعالم ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

لو کان بعدی نبیا لکان عمر بن الخطاب۔

''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ابن خطاب ہوتے''۔

مگر چونکہ نبی دوعالم ﷺ کے بعد کسی نبی ﷺ نے نہیں آنا اس لئے عمرؓ نبی نہ ہوئے کیونکہ حضور ﷺ نے خود فرمادیا:

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔

''میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔

یہی حضرت عمر فاروقؓ ہیں۔ جن کے بارے میں نبی دوعالم ﷺ نے فرمایا: ''شیطان بھی عمر بن خطاب سے پناہ مانگتا ہے اور شیطان عمرؓ کو دیکھ کر راستہ

Marfat.com

تبدیل کر لیتا ہے''۔

یہی عمر فاروقؓ ہیں۔ جن کے ہاتھ کو نبی دو عالم ﷺ نے فتح مکہ کے موقعہ پر اپنا ہاتھ قرار دیتے ہوئے بیعت کی اجازت دی۔

یہی عمر فاروقؓ ہیں۔ جن کے بارے میں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں سب سے اچھے بندے عمرؓ ہیں۔

یہی عمر فاروقؓ ہیں۔ جن کے بارے میں حضرت علیؓ نے فرمایا کہ عمرؓ کی زبان پہ سکینہ بولتا ہے۔

یہی عمر فاروقؓ ہیں۔ جن کے اسلام لانے پر کعبہ کا در کھلا۔

یہی عمر فاروقؓ ہیں۔ جن کی برکت سے امت کو اذان مسنونہ ملی۔

یہی عمر فاروقؓ ہیں۔ جن کی غیرت سے اُمت کی صنف نازک کو پردہ کی عزت ملی۔

یہی عمر فاروقؓ ہیں جن کا ایک ہی مقولہ تھا کہ ''سید القوم خادمہم'' قوم کا حاکم قوم کا سردار بعد میں ہوتا ہے پہلے قوم کا خادم ہوتا ہے۔

یہی عمر فاروقؓ ہیں۔ جنہوں نے ایک گوالن کی بیٹی کو اپنی بہو بنایا کیونکہ اس کے دل میں خدا کا ڈر تھا۔

یہی عمر فاروقؓ ہیں۔ جن کے بارے میں متعصب انگریز مسٹر جیون لکھتا ہے کہ اگر عمر دس سال اور خلافت وحکومت کرتا تو اس دھرتی پر اسلام کے سوا کوئی مذہب نہ ہوتا۔

یہی عمر فاروقؓ ہیں۔ جن کو رسول اللہ ﷺ نے حج پر بھیجتے ہوئے فرمایا ''یا عمر! یا اخی! لاتنسانا واشرکنا فی دعائک'' اے عمر! اے میرے بھائی! ہمیں نہ بھولنا، اور اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا۔

یہی عمر فاروقؓ ہیں۔ جن کے خط پر دریائے نیل چل پڑتا ہے۔

Marfat.com

یہی عمر فاروقؓ ہیں جن کی ایک ہی دعا تھی، ایک ہی التجا تھی:

اللھم انی اسئلك شھادة فی سبیلك و وفاة فی بلد رسولك

''اے اللہ میں تیرے راستہ میں شہادت پانے کا سوال کرتا ہوں اور تیرے حبیب کے شہر میں موت چاہتا ہوں''۔

اگر عمرؓ کی عظمت کو دیکھنا ہے تو قرآن میں دیکھو، قرآن کے پاروں میں دیکھو، پاروں کی سورتوں میں دیکھو، سورتوں کے رکوعات میں دیکھو، رکوع کی آیات میں دیکھو کیونکہ عمرؓ اسلام میں داخل ہوئے تو قرآن پڑھتے ہوئے اور اس دنیا سے رخصت ہوئے تو قرآن پڑھتے ہوئے۔

مصطفیٰ ﷺ کے قدموں میں، اسلام کے دامن میں، مکہ میں سب سے پہلی شہیدہ بی بی سمیہؓ ہے، پہلی شہیدہ جن کا مکہ میں خون گرا وہ بی بی سمیہؓ ہے۔ اسلام میں مصطفیٰ ﷺ کی عزت کے لئے، دین کے لئے، کفر کے ہاتھوں سے مظلومانہ حالت میں دو ٹکڑے کیے گئے، جن کو چیرا گیا، جن کو زندہ پھاڑا گیا وہ بی بی سمیہؓ ہے۔ ابو جہل نے کہا کلمہ چھوڑ دے، مصطفیٰ کریم ﷺ سے غلامی کا تعلق توڑ لے۔ بی بی نے کہا ابو جہل! تجھے طاقت پر ناز ہے مجھے صداقت پر ناز ہے، تجھے اپنی سرداری پر ناز ہے مجھے محمد ﷺ کی تابعداری پر ناز ہے۔ ابو جہل نے کہا کہ میں اونٹوں سے باندھ کر ہاتھ میں خنجر لے کر تمہیں دو ٹکڑے کر دوں گا۔ کہنے لگی: ''فاقض ما انت قاض'' تو اپنی طاقت دکھا میں اپنی صداقت دکھاؤں گی۔ ابو جہل! میں دو ٹکڑے ہو سکتی ہوں مگر مصطفیٰ ﷺ کے دیئے ہوئے عقیدے میں فرق نہیں آ سکتا۔ یہ اسلام کی پہلی شہیدہ ہے۔

بی بی سمیہؓ اسلام کی پہلی شہیدہ ہے اور پیغمبر کے تمام خلفاء میں سب سے پہلے شہید مدینہ، شہید نماز، شہید قرآن حضرت عمر فاروقؓ ہیں۔ فجر کی نماز کا وقت تھا، عمرؓ

Marfat.com

مصلی رسول ﷺ پر آئے، ابولولؤ پیچھے ٹھہرا تھا، ازار بند میں تلوار تھی، جب عمرؓ نے تلاوت شروع کی تو ابولولؤ نے وار کیا وار سر پر لگا، عمرؓ زخمی ہو کر گر پڑے اور مصلی رسول ﷺ پر خون میں لت پت ہو کر تڑپنے لگے۔ حضرت عمرؓ نے گرتے وقت بھی فوراً حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا بازو پکڑ کر مصلی پر امامت کے لئے کھڑا کر دیا اور اشارہ سے نماز مکمل کرنے کا حکم دیا۔ امیر المؤمنین نے اپنے جسم کے زخمی ہونے کے باوجود بھی نماز و نیاز کو مکمل کرنا ضروری سمجھا کیونکہ زندگی کیا ہے؟ راہ محبوب میں جان دینے کا نام ہے۔ زندگی آمد برائے بندگی۔ یہ بندگی کی معراج ہے کہ انسان اپنی محبوب متاع لٹتی دیکھے پھر بھی دربار ایزدی میں محو سجدہ رہے اور اپنی تمام نیاز مندیوں اور آرزوؤں کا مرکز ذات باری کو قرار دے۔

قل ان صلوتی ونسکی و محیای ومماتی لله رب العالمین

''آپ فرما دیجئے کہ میری نماز اور قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہاں کا پالنے والا ہے''۔

حضرت عمرؓ جب زخمی ہوئے، بلکہ عمرؓ زخمی نہیں ہوئے معلوم ہوتا تھا کہ مدینہ زخمی ہو گیا ہے۔ جب عمر فاروقؓ کی تین دن کے بعد شہادت کی خبر مشہور ہوئی تو تین سو یتیم بچے، لولے، لنگڑے، بیوہ، اندھے، غریب، ضعیف، تین سو بچے گھسٹ گھسٹ کر عمرؓ کے دروازے پر پڑے تھے اور کہہ رہے تھے کہ:

والله ما مات امیر المؤمنین مات ابونا

مدینہ والو! امیر المؤمنین کا جنازہ نہیں اٹھ رہا۔ ہم یتیموں کے ابا کا جنازہ اٹھ رہا ہے۔ آج ہم یتیم ہو گئے۔ مولانا آزاد لکھتے ہیں کہ ستر بیوہ عورتوں کے ہاتھ جھونپڑیوں سے اُٹھے ہوئے تھے۔ کہتی تھیں کہ عرش والے......! ہماری زندگیاں عمر کو

Marfat.com

دے دینا، ہمارے اللہ......! آج اگر عمر شہید ہوگیا تو ہم اندھی اور بیواؤں کی حفاظت کون کرے گا......؟ ہمارا پہرہ کون دے گا......؟ کون ہماری بکریوں کا دودھ نکالے گا......؟۔ عرش والے......! آج عمرؓ کے جانے سے ہماری جھونپڑیاں ویران ہوگئی ہیں......۔ یہ عمرؓ ہیں......۔

خلافت

خلیفہ دوم حضرت عمر بن الخطابؓ کے دس سالہ عہد خلافت میں جو عظیم الشان فتوحات حاصل ہوئیں انہوں نے اسلام کو اُوجِ ثریا پر پہنچادیا تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کے آغاز کے ساتھ ہی مسلمان فوجوں نے شام اور فلسطین پر کامیاب حملے کیے اور بازنطینی فوجوں کو خفت اور شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ آپکے دور میں ہی دمشق پر بھی قبضہ ہوگیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی یروشلم پر بھی مسلمان قابض ہو چکے تھے۔ گویا ۶۴۱ء تک عرب مسلمانوں نے شام اور فلسطین کو زیرنگین کرنے کے بعد ترکی کی جانب بھی بڑھنا شروع کردیا تھا۔ اس سے پیشتر مصر بھی بازنطینی حکمرانوں کے ماتحت تھا۔ اس سارے پس منظر میں یوں بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں عرب مسلمانوں نے پورے مصر پر صرف تین ہی برسوں میں مکمل طور پر قبضہ کرلیا تھا۔

آپؓ کے عہد خلافت میں روم وایران کی عظیم الشان حکومتوں کا تختہ الٹ دیا لیکن کیا تاریخ ایسی کوئی مثال پیش کرسکتی ہے کہ چند صحرانشینوں نے اس قدر قلیل مدت میں ایسا عظیم الشان انقلاب پیدا کردیا ہو؟ بلاشبہ سکندر، چنگیز اور تیمور نے تمام عالم کو تہ وبالا کردیا لیکن ان کی فتوحات کو فاروق اعظمؓ کی کشور کشائی سے کوئی مناسبت نہیں۔ وہ لوگ ایک طوفان کے طرح اٹھے اور خونریزی کرتے ہوئے ایک طرف سے دوسری طرف گزر گئے۔ چنگیز اور تیمور کا حال تو سب کو معلوم ہے۔ برخلاف اس کے حضرت عمرؓ کی فتوحات میں ایک واقعہ بھی ظلم وتعدی کا نہیں ملتا۔ فوج کو خاص طور پر ہدایت تھی کہ

Marfat.com

بچوں، بوڑھوں اور عورتوں سے مطلق تعرض نہ کیا جائے۔ قتل عام تو ایک طرف ہرے بھرے درخت تک کاٹنے کی اجازت نہ تھی۔ مسلمان حکام مفتوحہ اقوام کے ساتھ ایسا عدل وانصاف کرتے تھے کہ تمام رعایا انکی گرویدہ ہو جاتی اور اسلامی حکومت کو خدا کی رحمت تصور کرتی تھی۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ لوگ جوش امتنان میں مسلمانوں کی اعانت ومساعدت سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ فاروق اعظمؓ نے جو وسیع سلطنت قائم کی اسکی بنیاد عدل، انصاف اور مساوات پر قائم ہوئی تھی۔

نظام خلافت

اسلام میں خلافت کا سلسلہ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد سے شروع ہوا اور انکے زمانہ خلافت میں بھی بڑے بڑے کام انجام پائے۔ لیکن منظم اور باقاعدہ حکومت کا آغاز حضرت عمرؓ کے عہد سے ہوا۔ انہوں نے نہ صرف قیصر وکسریٰ کی وسیع سلطنتوں کو اسلام کے ممالک محروسہ میں شامل کیا بلکہ حکومت وسلطنت کا باقاعدہ نظام بھی قائم کیا اور اسکو اس قدر ترقی دی کہ حکومت کے جس قدر ضروری شعبے ہیں۔ سب ان کے عہد میں وجود پزیر ہو چکے تھے۔ آپکی خلافت جمہوری طرز حکومت سے مشابہ تھی۔ یعنی تمام ملکی وقومی مسائل مجلس شوریٰ میں پیش ہو کر طے ہوتے تھے۔ اس مجلس میں مہاجرین و انصار کے منتخب اور اکابر اہل الرائے شریک ہوتے تھے اور بحث اور مباحثہ کے بعد اتفاق آرا، اور کثرت رائے سے تمام امور کا فیصلہ کرتے تھے۔ مجلس کے ممتاز اور مشہور ارکان یہ تھے۔

حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ۔ مجلس شوریٰ کے علاوہ ایک مجلس عام بھی تھی۔ جس میں مہاجرین وانصار کے علاوہ تمام سرداران قبائل شریک ہوتے تھے۔ یہ مجلس نہایت اہم امور پیش آجانے پر طلب کی جاتی تھی۔ ورنہ روزمرہ کے کاروبار میں

Marfat.com

مجلس شوریٰ کا فیصلہ کافی ہوتا تھا۔ ان دونوں مجلسوں کے سوا ایک تیسری مجلس بھی تھی۔ جس کو ہم مجلس خاصہ کہہ سکتے ہیں۔ اس میں صرف مہاجرین صحابہؓ شریک ہوتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو احکام پر نکتہ چینی کرنے کی ایسی آزادی دی تھی کہ معمولی سے معمولی آدمی کو خود خلیفہ وقت پر اعتراض کرنے میں باک نہیں ہوتا تھا۔ ایک موقع پر ایک شخص نے کئی بار حضرت عمرؓ کو مخاطب کر کے کہا! اے عمرؓ خدا سے ڈر۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے اسکو روکنا چاہا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، نہیں کہنے دو، اگر یہ لوگ نہ کہیں گے تو یہ بے مصرف ہیں۔ اور ہم نہ مانیں تو ہم۔ یہ آزادی صرف مردوں تک محدود نہ تھی بلکہ عورتیں بھی مردوں کے قدم بہ قدم تھیں۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ مہر کی مقدار کے متعلق تقریر فرما رہے تھے۔ ایک عورت نے اثنائے تقریر ٹوک دیا۔ اور کہا اے عمرؓ خدا سے ڈر اُس کا اعتراض صحیح تھا۔ حضرت عمرؓ نے اعتراف کے طور پر کہا کہ ایک عورت عمرؓ سے زیادہ جانتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آزادی اور مساوات کی یہی عام ہوا تھی جس نے حضرت عمرؓ کی خلافت کو اس درجہ کامیاب کیا۔

احتساب

خلیفہ وقت کا سب سے بڑا فرض حکام کی نگرانی اور قوم کے اخلاق و عادات کی حفاظت کے ساتھ ساتھ قوم کی ضروریات کو پورا کرنا بھی ہے۔ حضرت عمرؓ اس فرض کو نہایت اہتمام کے ساتھ انجام دیتے تھے۔ وہ اپنے ہر عامل سے عہد لیتے تھے کہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہوگا۔ باریک کپڑے نہ پہنے گا، چھنا ہوا آٹا نہ کھائے گا۔ دروازہ پر دربان نہ رکھے گا۔ اہل حاجت کے لئے دروازہ ہمیشہ کھلا رہے گا۔ اسکے ساتھ اسکے مال و اسباب کی فہرست تیار کرا کے محفوظ رکھتے تھے اور جب کسی عامل کی مالی حالت میں غیر معمولی اضافہ کا علم ہوتا تھا تو جائزہ لے کر آدھا مال لے کر بیت المال میں داخل کرا دیتے تھے۔ ایک دفعہ بہت سے عمال اس کمزوری میں مبتلا ہوئے۔ خالد بن صعق نے اشعار کے ذریعہ سے حضرت عمرؓ کو اطلاع دی۔ انھوں نے سب کی املاک کا جائزہ لے

Marfat.com

کر آدھا آدھا مال لے کر بیت المال میں داخل کر لیا۔

ایام حج میں اعلان عام تھا کہ جس عامل سے کسی کو شکایت ہو وہ فوراً دربار خلافت میں پیش کرے۔ چنانچہ ذرا ذرا سی شکایتیں پیش ہوتی تھیں۔ اور تحقیقات کے بعد اسکا تدارک کیا جاتا تھا۔ ایک دفعہ ایک شخص نے شکایت کی کہ آپکے فلاں عامل نے مجھے بے قصور کوڑے مارے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے مدعی کو حکم دیا کہ وہ مجمع عام میں اس عامل کو سو کوڑے لگائے۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے التجا کی کہ عمال پر یہ امر گراں ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ میں ملزم سے انتقام نہ لوں۔ البتہ تم اسکو راضی کرلو۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے منت سماجت کر کے مدعی کو راضی کیا کہ ایک ایک کوڑے کے عوض دو دو اشرفیاں لیکر اپنے حق سے دستبردار ہو جائے۔

حضرت خالدؓ سیف اللہ جو اپنی جانبازی اور شجاعت حوالے سے مشہور اور اپنے زمانہ کے نہایت ذی عزت اور بااثر بزرگ تھے۔ محض اس لئے معزول کر دیئے گئے کہ انہوں نے ایک شخص کو انعام دیا تھا۔ حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی تو انھوں نے حضرت ابوعبیدہؓ کو لکھا کہ خالدؓ نے یہ انعام اپنے پاس سے دیا تو اسراف کیا اور بیت المال سے دیا تو خیانت کی۔ دونوں صورتوں میں وہ معزولی کے قابل ہیں۔

بیت المال

حضرت عمرؓ سے پہلے حکومت کا کوئی باقاعدہ خزانہ نہیں تھا۔ آپؓ نے ۱۵ ہجری میں شوریٰ کی منظوری سے ایک باقاعدہ اور مستقل بیت المال (سرکاری خزانہ) قائم کیا۔ مرکزی بیت المال مدینہ منورہ میں تھا اور ہر ضلع میں اسکی شاخیں تھیں۔ بیت المال سے فوجیوں کو تنخواہیں اور ضرورت مندوں کو وظائف دیئے جاتے تھے۔ ملک کے سالانہ خرچ کے بعد جو رقم بچ جاتی اسے مرکزی خزانہ میں جمع کر دیا جاتا۔

Marfat.com

بندوبست اراضی

حضرت عمر فاروقؓ سے پہلے جو علاقے فتح کیے جاتے تھے اُن علاقوں کو حکومت کی ملکیت قرار دیا جاتا تھا لیکن حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں عراق کے علاقوں میں زمین کی پیمائش کروائی اور پیداوار کے لحاظ سے مختلف زمینوں کی مختلف شرح مالیہ مقرر کی۔ اس آمدنی کو رفاہ عامہ کے کاموں پر خرچ کیا جاتا۔ اور جو رقم بچ جاتی اسے بیت المال میں داخل کر دیا جاتا۔ شام، مصر اور ایران میں وہی پرانا نظام تھوڑی بہت ترمیم کے ساتھ رہنے دیا گیا لیکن جاگیرداری نظام یکسر موقوف کر دیا۔

ذرائع آمدن

زکوٰۃ:۔ زکوٰۃ صرف مسلمانوں سے وصول کی جاتی تھی۔ ہر صاحب حیثیت پر زکوٰۃ فرض تھی اور ہر سال شرعی احکام کے مطابق اپنے مال کا چالیسواں حصہ بیت المال میں جمع کرنا پڑتا تھا۔

عشر:۔ یہ زمین کی پیداوار پر مسلمانوں سے لیا جاتا تھا۔ زکوٰۃ کی طرح عشر بھی فرض ہے۔ عشر کی فرضیت قرآن سے ثابت ہے۔

جزیہ:۔ یہ رقم غیر مسلم رعایا یعنی یہودیوں، عیسائیوں، مجوسیوں وغیرہ سے وصول کی جاتی تھی۔ یہ لوگ ذمی کہلاتے تھے اور جنگ کی خدمات سے مستثنیٰ تھے۔ لیکن اس کے باوجود حکومت انکی حفاظت کی ذمہ دار ہوتی تھی۔ صرف ان لوگوں سے جزیہ وصول کیا جاتا جو تلوار اٹھانے کے قابل اور خوشحال ہوں۔ معذور، راہب، بوڑھے، عورتیں، بچے اور نادار لوگ جزیہ سے مستثنیٰ ہوتے تھے۔ جزیہ کی شرح مقرر نہیں۔ اس میں حیثیت کے مطابق کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ معاف بھی ہو سکتا ہے۔

خراج:۔ غیر مسلم کاشتکاروں سے زمین کی پیداوار میں سے کچھ رقم وصول کی

Marfat.com

جاتی تھی۔اسے خراج کہتے تھے۔یہ رقم زمین کی پیداوار کے مطابق لی جاتی تھی اور اسے عام طور پر ملکی دفاع پر خرچ کیا جاتا تھا۔

مال غنیمت:۔ جنگ کے دوران کفار کے جو قیدی اور مال و دولت ہاتھ آتا اسے مال غنیمت کہا جاتا ہے۔ مال غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال میں جمع ہوتا اور باقی کا مجاہدین میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔

محکمہ انصاف

حضرت عمرؓ بڑے انصاف پسند تھے۔ ہمیشہ حق بات کہتے اور اپنے پرائے میں کوئی فرق نہ کرتے۔ان سے قبل عدلیہ کا الگ محکمہ نہ تھا۔ بلکہ انتظامیہ اور عدلیہ کے محکمے اکھٹے اور ایک ہی شخص کے ماتحت ہوتے تھے۔آپؓ نے انصاف کا محکمہ الگ کر دیا اور خلیفہ اس کا نگران اعلیٰ ہوتا۔اس محکمہ کو قضا کا محکمہ کہتے تھے۔ ہر ضلع میں اسکی شاخیں قائم کی گئیں۔اور قاضی مقرر کیئے گئے۔ یہ عدالتیں مساجد میں منعقد ہوتی تھیں اور قرآن و حدیث کی روشنی میں فیصلے ہوتے لیکن سزا کسی ایسی جگہ دیتے جہاں تمام لوگ جمع ہو سکیں۔

محکمہ پولیس اور جیل خانے

حضرت عمر فاروقؓ سے پہلے پولیس کا علیحدہ شعبہ نہ تھا۔آپؓ نے قیام امن کے لئے پولیس کا ایک الگ اور مستقل محکمہ قائم کیا جسے 'احداث' کہا جاتا تھا بعد میں شرطہ کہلانے لگا۔اس کے افسر اعلیٰ کو 'صاحب احداث' کے نام سے پکارا جاتا تھا۔اس محکمے کے ذمے ملک میں امن وامان کے قیام اور احتساب کا کام تھا۔حضرت عمرؓ نے مجرموں کو سزا دینے کے لئے جیل خانے بھی بنوائے۔ جیل خانوں کی تعمیر بھی عہد فاروقیؓ سے شروع ہوئی۔سب سے پہلے قید خانہ مکہ میں قائم ہوا۔ پھر آہستہ آہستہ تمام شہروں میں

Marfat.com

جیلیں بنوائیں گئیں۔اور مجرموں کو قید خانوں میں بھیجا جانے لگا۔

محکمہ ڈاک

حضرت عمرؓ نے ایک جگہ سے دوسری جگہ سرکاری احکام اور مراسلات پہنچانے کے لئے محکمہ ڈاک قائم کیا۔اونٹوں اور تیز رفتار گھوڑوں کے ذریعے ڈاک پہنچائی جاتی تھی۔ یہ نظام اسلامی حکومت کے صوبوں کے درمیان رابطے کا بھی ایک بہانہ تھا۔آپؓ کے زمانے میں اس محکمے کو بڑی ترویج ملی۔

سن ہجری کا اجراء

حضرت عمرؓ سے پہلے تاریخ کا کوئی باقاعدہ نظام نہ تھا۔آپؓ نے ہجرت مدینہ کی نسبت سے ہجری سن مقرر کیا جو آج تک رائج ہے۔اس کے علاوہ آپؓ نے اسلامی سکوں کا بھی اجراء کیا۔آپؓ سے قبل عرب میں سونے چاندی کے غیر ملکی سکے رائج تھے۔ آپؓ نے انکو منسوخ فرمایا اور نئے سکے بنوائے جن پر عربی عبارت کندہ تھی۔

رفاہ عامہ کی خدمات

حضرت عمرؓ عوام کا بے حد خیال رکھتے اور ان کے دُکھ، تکلیفوں کو اپنے دکھ اور تکلیفیں سمجھتے تھے۔انہوں نے رفاہ عامہ کی خدمات کے لئے ایک الگ محکمہ قائم کیا جس کے تحت لاکھوں کی تعداد میں مزدور کام کرتے تھے۔ایک مورخ کے اندازے کے مطابق صرف مصر میں ایک لاکھ ۲۰ ہزار مزدور رفاہ عامہ کے کاموں میں لگے رہتے تھے۔اس محکمے نے حکومت کے تمام شہروں میں سرکاری عمارتیں بنوائیں۔مسافروں کی سہولت اور آرام کے لئے مہمان خانے، سرائیں، سڑکیں، مسجدیں اور دریاؤں پر پل تعمیر کروائے۔فوجیوں کے لئے بیرکیں اور قلعے بنوائے۔خزانہ کے لئے بیت المال تیار

Marfat.com

کروائے۔

مکہ اور مدینہ کے درمیان طویل راستہ تھا، اسکی ہر منزل پر چوکیاں، حوض اور سرائیں تعمیر کروائیں۔ کاشت کاروں کی خوشحالی اور زراعت کی ترقی کے لئے بہت سی نہریں کھدوائیں جن میں سے نہر ابو موسیٰ، نہر معقل، نہر سعد اور نہر امیر المومنین خاص طور پر مشہور ہیں۔ نہر ابو موسیٰ بصرہ کے حاکم حضرت ابو موسیٰ اشعری نے امیر المومنین حضرت عمرؓ کے حکم سے بصرہ کو پانی پہنچانے کے لئے دریائے دجلہ سے نکلوائی اور انہیں کے نام سے موسوم ہوئی۔ اس نہر کی لمبائی ۱۰ میل تھی۔ نہر معقل بھی دریائے دجلہ سے نکالی گئی تھی۔ چونکہ اسکی نگرانی مشہور صحابی حضرت معقلؓ کر رہے تھے۔ اس لئے انہی کے نام سے مشہور ہوئی۔ نہر سعد، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے انبار کے باشندوں کی درخواست اور حضرت عمرؓ کے حکم سے کھدوائی۔ لیکن اس کی تکمیل حجاج بن یوسف کے ہاتھوں ہوئی۔

نہر امیر المومنین کی تعمیر ۱۸ ہجری میں اس وقت شروع ہوئی جب عرب میں قحط پڑا اور مصر سے غلہ منگوانا پڑا۔ چونکہ خشکی کا راستہ بڑا لمبا تھا اس لئے دریائے نیل سے بحیرہ قلزم کو ملانے کے لئے ۹۹ میل لمبی نہر کھدوائی یہ نہر عہد فاروقیؓ کا حیرت انگیز کارنامہ ہے۔ آپؓ نے کل ساڑھے دس برس حکومت کی مگر اتنی ذرا سی مدت میں روم اور ایران کی عظیم سلطنتوں کو فتح کر لیا اور آپ کے دور حکومت میں اسلام پاک و ہند، چین اور روس کی سرحدوں تک پہنچا۔ آپ کا دور خلفائے راشدین کا ایک سنہرا دور کہلاتا ہے جسے دنیا آج تک یاد کرتی ہے۔

ایک انوکھی ضمانت

دو لڑکوں نے ایک مقدمہ خلیفہ کی عدالت میں درج کرایا جس میں انہوں نے ایک جوان کو پیش کیا کہ اس نے ہمارے باپ کو قتل کیا ہے اور اس جوان نے بھی اقرار

Marfat.com

جرم کیا۔ خلیفہ نے اس مجرم کی طرف دیکھا اور بڑے نرم لہجے میں دریافت کیا کہ آپ ان دونوں بھائیوں کا بیان سن چکے ہو۔ اب تم اپنے اوپر لگے الزام کا جواب دو۔ اپنی صفائی پیش کرو۔ اپنے حق میں گواہ پیش کرو۔

ملزم بڑے عتماد سے گویا ہوا۔ امیر المومنینؓ بس اس کے والد نے کوئی ایسی بات کہی تھی جس سے میں پاگل ہوگیا اور میں نے پتھر مارا اور ان کا باپ اس پتھر کے لگنے سے مر گیا۔

خلیفہ نے کہا۔ اس کا مطلب ہے کہ تم نے خود ہی جرم کا اقرار کرلیا۔ اور تم اب قاتل ہو۔ تم پر قصاص لازم ہے۔ اب تمہیں عدل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس قاتل نوجوان نے کہا۔ حضور مجھے دین اسلام کے قانون اور خلیفہ اسلام کے حکم سے ہرگز انکار نہیں۔ لیکن اب میں ایک اعانت چاہتا ہوں۔ اسے آپ اعانت کہہ لیں یا مہلت۔

خلیفہ نے فرمایا! قاتل مہلت اور اعانت کا مستحق نہیں ہوسکتا۔ تاہم تم کہو...... ہم دیکھتے ہیں کہ کیا کیا جائے۔

نوجوان قاتل نے کہا کہ اے خلیفہ میرا ایک چھوٹا بھائی ہے جو ابھی تک چھوٹا ہے۔ والد ہمارا فوت ہوچا ہے، اس کی کفالت میرے ذمے ہے۔ میرے والد نے تھوڑا سا سونا وراثت میں ہمارے لئے چھوڑا ہے۔ اور چوری کے ڈر سے وہ سونا میں نے زمین میں دبایا ہے۔ جہاں سونا دبایا گیا ہے اس کا صرف مجھے ہی علم ہے۔

خلیفہ نے کہا کہ پھر تم کو کیا کرنا ہے۔

نوجوان نے کہا کہ اگر وہ سونا میرے بھائی تک نہ پہنچا تو قیامت کے دن اللہ مجھ سے پوچھے گا کہ تو نے بے ایمانی کی ہے۔ اس وقت میں اللہ کے حضور کسی قسم کا جواب دینے سے قاصر ہونگا۔

خلیفہ نے فرمایا کہ یہ تو سچ ہے قیامت کے دن ہر کسی سے اپنی جوابداری کے

Marfat.com

متعلق پوچھا جائے گا۔اب تم کیا چاہتے ہو۔نوجوان نے کہا کہ میں چاہتا ہوں مجھے تین دن کی مہلت دی جائے تاکہ میں اپنے اس فرض منصبی سے عہدہ برآں ہوسکوں۔اس عرصے میں میں اپنے بھائی کا مال اس کو دے آؤں گا اور اس کو کسی کے سپرد کر آؤں گا۔

یہ بات سن کر حضرت عمرؓ کی گردن جھک گئی۔وہ سوچنے لگے کہ کیا جائے۔تمام حاضرین بھی اس گتھی کو سلجھانے کے بارے میں سوچنے لگے۔خلیفہ کی سمجھ میں اس کا حل آگیا تو اس نے کہا۔برخودار تم کو اجازت دی جاسکتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ تم کوئی اپنا ضامن پیش کرو۔عالی جاہ میں ضامن کہاں سے پیش کروں۔میں تو اس علاقے میں اجنبی ہوں۔اس جوان نے اپنے دل میں سوال کیا۔

یہ سن کر نوجوان نے حاضرین کی طرف دیکھا۔تمام حاضرین خاموش تھے۔ہو کا عالم تھا۔اس جوان کی نظر ایک خوبصورت اور روشن چہرے پر آکر رک گئی۔وہ جوان خلیفہ سے گویا ہوا۔حضور یہ بزرگ میری ضمانت دے گا۔خلیفہ نے کہا کہ اگر یہ ضمانت دیتا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔اس روشن چہرے والے بزرگ نے کہا کہ میں اس جوان کی ضمانت دیتا ہوں۔

خلیفہ نے کہا کہ اے جوان تم کو تین دن کی مہلت دی جاتی ہے۔تمہیں اس دربار میں چوتھے دن سورج کے غروب ہونے سے پہلے آنا ہوگا۔اب تم جاسکتے ہو۔جوان نے کہا کہ انشاءاللہ...... میں وعدہ پورا کروں گا۔

خلیفہ کو سلام کر کے وہ جوان چلا گیا۔اس جوان کو گئے ہوئے آج چار دن ہوگئے ہیں۔لوگوں کی تشویش میں اضافہ ہورہا ہے۔وہ روشن چہرہ بزرگ اسی طرح ہشاش بشاش ہے۔لوگ افسوس کررہے ہیں کہ آج ہمارے اس بااعتماد بزرگ کی گردن کٹ جائے گی۔مگر اس بزرگ کو کسی قسم کا کوئی فکر نہیں ہے۔چہ مگوئیاں ہورہی ہیں۔

Marfat.com

لوگ کبھی اس حسین وجمیل جوان کے بارے میں سوچتے ہیں اور پھر اس بزرگ کی طرف دیکھتے ہیں۔لوگ کہہ رہے ہیں کہ اس بزرگ نے دوراندیشی سے کام نہیں لیا۔ایک قاتل کی ضمانت دے دی اور اس کی جس کو کوئی بھی نہیں جانتا۔لوگوں نے پوچھا۔سیدنا! آپ اس جوان سے واقف تھے۔فرمایا،نہیں میں نے پہلی مرتبہ اس کو دیکھا تھا۔

ابھی تک مجرم نہیں آیا تھا۔ وہ جان بچا کر بھاگ گیا ہوگا۔ پھر لوگ اس بزرگ کے پاس آئے اور کہا کہ ابھی چند ساعت تمھاری زندگی ہے۔بس سورج کے غروب ہوتے ہی تمھاری گردن کاٹ دی جائے گی۔اس میں کوئی راز ہے کہ تم نے یونہی اپنی موت کو دعوت دی بزرگ نے کہا کہ۔واللہ میں اس کو جانتا تک نہیں،مگر جب میں نے اس کے روشن چہرے کو دیکھا تو میں نے یہ خیال کیا کہ ایسا چہرہ جھوٹ نہیں بولا کرتا میں اس جوان کے اعتماد کو ٹھکرانا نہیں چاہتا تھا۔لوگوں نے اس ضمانت کو عجیب کہا۔

جوں جوں وقت گزرتا جارہا تھا۔لوگوں کی تشویش میں مزید اضافہ ہورہا تھا۔

مقتول بوڑھے کے دونوں بیٹے بڑے سخت لہجے مین اس بزرگ سے گویا ہوئے لاؤ ہمارا مجرم کہاں ہے۔اس بزرگ نے کہا کہ ابھی وقت باقی ہے اگر وہ نہ آیا تو میں حاضر ہوں تمہیں انصاف دوں گا۔

خلیفہ نے کہا کہ اگر وہ مجرم نہ آیا تو تمھارے جسم کے ساتھ بھی وہی کارروائی کی جائے گی جو ہم نے اس کے ساتھ کرنا تھی۔ یہ بات سن کر لوگوں میں پریشانی کی لہر دوڑ گئی۔خلیفہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

مقتول بوڑھے کے بیٹے اس بزرگ سے تقاضا کررہے ہیں۔لاؤ ہمارا مجرم۔ اس بزرگ نے کہا کہ تم خون بہا لے لو ثواب کا کام ہے۔ایک لڑکے نے کہا کہ ہم تو اپنے باپ کا خون معاف نہیں کریں گے۔ہم اپنے باپ کے خون کا بدلہ لیں گے۔

Marfat.com

لوگوں کو اس بزرگ صحابی پر افسوس ہو رہا ہے کہ مفت میں جان جائے گی۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ بھی دیکھا۔ خلیفہ اول کے زمانے میں بھی اس نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔

اب سورج نے اپنی شکل تبدیل کر لی ہے۔ وہ اب سورج نہیں تانبے کی ایک تھال کا روپ دھار چکا ہے۔ بس چند لمحوں کی بات ہے کہ اس وقت ایک ناحق بزرگ کی جان جائے گی۔ لوگ اس راستے کی طرف دیکھ رہے ہیں جدھر وہ جوان گیا تھا۔ لوگوں کو دور گرد و غبار اڑتا ہوا دکھائی دیا۔ سب لوگوں کی نظریں اس خاک کی طرف اٹھ گئیں۔ خاک کچھ کم ہوئی تو معلوم ہوا کہ ایک آدمی دوڑتا ہوا مدینہ کی طرف بڑھا جا رہا ہے۔ اس کی سانس پھولی ہوئی ہے مگر وہ ایک لگن کے ساتھ دوڑا جا رہا ہے۔ سب کی آنکھیں اس جوان کی طرف لگ گئیں سب نے اس جوان کو پہچان کر کہا کہ یہ تو وہی جوان ہے جس کی ضمانت دی گئی تھی۔

تشویش اور پریشانی کی فضا میں کمی آئی۔ لوگوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ لوگوں نے بزرگ کی جان بچ جانے پر اسے مبارکباد دی۔ خلیفہ اس جوان کے ساتھ ہم کلام ہوئے اور کہا کہ تم اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے ہو۔ جوان نے کہا کہ میں اب اپنے بھائی کی طرف سے مطمئن ہوں۔ میں اپنے بھائی کا ولی اپنے ماموں کو بنا آیا ہوں وہ اس کی کفالت کرے گا۔ سونے کی جگہ بھی اس کو بتا آیا ہوں۔ اس بات کو سن کر تمام حاضرین رونے لگے۔ ان لڑکوں کا دل پسیج گیا اللہ نے ان کے دل میں رحم ڈال دیا۔ اور انہوں نے کہا کہ ہم اپنے باپ کا خون معاف کرتے ہیں۔

تمام حاضرین اس واقعے سے بڑے خوش ہوئے۔ خلیفہ نے اس جوان سے فرمایا! تم نے نیک نیتی سے اپنا وعدہ پورا کیا تم انعام کے مستحق ہو۔ یہ انعام تمہیں اللہ کی عدالت سے ملے گا۔ بہر حال میں تمہارے مقتول کا خون بہا بیت المال سے ادا کروں گا۔

Marfat.com

سیرت سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رحمت للعالمین ﷺ کے پہلو میں آرام فرمانے والے بائیس لاکھ مربع میل کی اسلامی سلطنت کے بادشاہ، ناقابل تسخیر اسلامی تاریخ کے ناقابل شکست سپہ سالار مراد پیغمبر ﷺ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے یکم محرم الحرام کو مسجد نبوی میں جام شہادت نوش فرمایا۔ یہی وہ دن ہے جو ہمیں ہر سال پختہ ایمان، عظیم سیرت و کردار، انصاف، بہادری و جرات اور وفا کے پیکروں کی یاد دلاتا ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی آتا تو سیدنا حضرت عمر فاروقؓ بن خطاب اللہ کے نبی ہوتے۔ لیکن اللہ نے مجھے خاتم النبیین بنا کر نبوت کا سلسلہ بند کر دیا ہے۔ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ ایک سردار گھرانے کے فرد تھے جو طاقت میں مکہ مکرمہ میں اپنی ایک باوقار حیثیت رکھتا تھا۔ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے مسلمان ہونے سے قبل کفار مسجد الحرام میں مسلمانوں کو کھلے عام نماز ادا نہیں کرنے دیتے تھے۔ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے مسلمان ہونے کے بعد سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا ہمارا دین اسلام سچا نہیں؟۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا! ہمارا دین سچا ہے۔ تو سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ آج کھلے عام نماز ہوگی اور ساتھ ہی اعلان فرما دیا کہ اے مکہ والو! اگر کسی نے اپنے بچے یتیم کروانے ہیں یا اپنی عورتیں بیوہ کروانی ہیں تو ہمت کرے اور مسلمانوں کے خلاف میدان میں نکل آئے۔ مگر کسی کی کیا مجال کہ اس بہادر شیر جوان کی للکار کا جواب دیتا۔ جس کی وجہ سے آپؓ کو "فاروق" کا لقب دیا گیا۔ فاروق کے معنی فرق پیدا کرنے والا کے ہیں اور سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے نام کا حصہ بن گیا۔

سیدنا حضرت عمر فاروقؓ ایک وادی سے گزرتے تو اکثر رو دیتے۔ ایک دفعہ صحابہ کرامؓ نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ بچپن میں میں جب اس وادی میں بکریاں چرایا کرتا

Marfat.com

تھا تو مجھ سے بکریاں بھاگ جایا کرتی تھیں۔ والد صاحب کہا کرتے تھے کہ تم بکریاں تو چرا نہیں سکتے زندگی کیسے گزارو گے۔ لیکن اللہ اور اس کے نبی ﷺ کی نسبت نے مجھے کہاں پہنچا دیا ہے کہ اسی وادی میں شیر اور میری بکریاں اکٹھے چارہ چرتے ہیں۔ اور درندے بھی میری فرمانبرداری کرتے ہیں۔ رحمت عالم ﷺ کی تعلیم و تربیت کے نتیجے میں جو انسان تیار ہوئے انہوں نے اپنے کردار سے انسانیت کا معیار قائم کر دیا کہ جو سنا اور جو کہا اس پر عمل کر کے دکھایا۔

سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کی زندگی میں تین چیزیں بہت عزیز اور پسند تھیں۔ نیکیوں کی اشاعت کرنا پہلی پسند اور برائیوں کا خاتمہ کرنا دوسری پسند، پھٹا پرانا لباس پہننا تیسری پسند تھی۔ حضرت زیدؓ فرماتے ہیں کہ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے نام کی جلالت عرب و عجم تک محسوس کی جا رہی تھی۔ کفر و باطل کے ایوانوں میں فاروق کا نام لرزہ طاری کر دیتا تھا۔ قیصر و کسریٰ کا جنازہ اُٹھ چکا تھا۔ اس جلیل القدر انقلابی انسان کے کردار نے باطل کا منہ کالا کر دیا تھا خط لکھتے ہیں تو دریا عمل کرتا ہے۔ پیغام دیا تو ہواؤں نے تعمیل کی۔ پانی کا چلو پھینکا تو آگ بجھ گئی۔ مدینہ منورہ میں زلزلہ آیا تو کانپتی ہوئی زمین پر ٹھوکر ماری تو زلزلہ تھم گیا۔ اور آج تک اس سرزمین پر دوبارہ زلزلہ نہیں آیا عظمت انسانی کے اس مقام پر پہنچتے ہوئے انسان کی ذاتی کیفیت و حالت یہ تھی کہ حضرت زیدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے کرتے پر سترہ پیوند شمار کئے ہیں۔ ایک کندھے سے دوسرے کندھے تک چار پیوند چمڑے کے لگے ہوئے ہیں۔

۲۲ لاکھ مربع میل کی سلطنت کے حاکم کی عاجزی، انکساری، سادگی اور ایمان کی پختگی ہمارے لئے ایک مثال ہے، جس پر عمل کر کے ہم مسلمان آج بھی کامیابی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ صبح سویرے گلی سے گزر رہے تھے اور ایک یتیم بیٹی اپنی بیوہ ماں سے کہہ رہی تھی کہ امی عمر کا حکم ہے کہ دودھ میں ملاوٹ سخت گناہ ہے۔ تو اس کی بیوہ ماں نے بیٹی کو جواب دیا ''بیٹا عمر تو نہیں دیکھ رہا۔'' بیٹی

Marfat.com

نے جواب دیا امی جان ......عمر تو نہیں دیکھ رہا، لیکن عمر کا اللہ تو دیکھ رہا ہے۔ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے یہ آواز سن کر اگلے روز اس بچی کو اپنی بہو بنانے کا فیصلہ کرلیا۔اور جب اسے بہو بنا کر گھر لے آئے تو فرمانے لگے۔ بیٹی! اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کے بعد بس تیرے ذمہ میرا ایک کام ہے کہ جب بھی عمرؓ گھر سے باہر جانے لگے تو تم نے ایک بار وہی فقرہ دہرانا ہے۔ جو تم اپنی ماں کو کہہ رہی تھی کہ عمر تو نہیں دیکھ رہا، لیکن عمر کا اللہ تو دیکھ رہا ہے۔ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ فرمایا کرتے تھے کہ دریائے فرات کے کنارے پر مرنے والے کتے کے بچے کا بھی عمر جوابدہ ہے۔

سیدنا حضرت عمر فاروقؓ رعایا کا حال جاننے کے لئے رات کو گشت بھی کیا کرتے تھے، سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے ایک رات گشت کے دوران ایک بے بس و لاچار اور غریب الحال عورت کے بچوں کی رونے کی آواز سنی جو اپنی والدہ سے کھانے کا تقاضا کرر ہے تھے۔اور ماں انہیں تسلی دلانے کے لئے خالی ہانڈی میں چمچ ہلا ہلا کر جھوٹی تسلی کی کوشش کر رہی تھی کہ بچے شائد سو جائیں۔ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے ماجرا سنا تو آپؓ سیدھے بیت المال پہنچے اور آٹے کی بوری و دیگر سامان خود اٹھا لائے۔اور ہانڈی خود پکائی۔ جب تک کھانا تیار ہوتا رہا اس دوران عورت امیر المومنینؓ پر تنقید کرتی رہی کہ اگر وہ ہماری خبر گیری نہیں کرسکتا تو امیر المومنینؓ کیوں بنا۔اسے ہرگز امیر المومنین نہیں ہونا چاہئے تھا۔سیدنا حضرت عمر فاروقؓ رات کی تاریکی میں خاموشی سے سب کچھ سنتے رہے اور دل میں اپنی ذمہ داری پر نادم ہوتے رہے، بے یارو مددگار عورت اور اس کے بچوں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانے کے بعد جب اس عورت سے جانے کے لئے اجازت طلب فرمائی تو بوڑھی عورت نے حسرت بھرے انداز میں دعا کی،اور کہا کہ بیٹا میرا بس چلے تو میں "عمر" کی جگہ تمہیں امیر المومنین بنا دوں۔ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے جواب میں فرمایا کہ اماں میں عمرؓ ہوں۔اور آپ کو جو دکھ پہنچا ہے اس کی معذرت چاہتا ہوں جس پر عورت بہت شرمندہ ہوئی اور کہا کہ میں نے انجانے میں امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں جانے کیسی کیسی باتیں کیں اور امیر المومنین

Marfat.com

خاموشی سے سنتے رہے اور برداشت کرتے رہے۔

سیدنا حضرت عمر فاروقؓ حکام کی نگرانی، اخلاق واطوار کی حفاظت پر بلا امتیاز کڑی نظر رکھتے تھے اور قوم کی اخلاقی قدروں کے تقدس اور فرائض کے لئے حکام سے عہد حلف بھی لیتے تھے کہ:۔

☆ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہوگا۔
☆ باریک کپڑا نہ پہنے گا۔
☆ چھنا ہوا آٹا نہ کھائے گا۔
☆ دروازے پر دربان نہ رکھے۔
☆ اہل حاجت کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا رکھے گا۔

اور ساتھ ہی ان احکام کے اثاثوں یعنی مال واسباب کی فہرست بھی اپنے ہاں محفوظ کر لیتے اور وقتاً فوقتاً ان کا احتساب بھی فرماتے رہتے، جیسے سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کو عیاضؓ بن غنم کی نسبت شکایت ملی کہ وہ باریک کپڑا پہنتے ہیں، اور ان کے دروازے پر دربان مقرر ہے۔ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت محمد بن مسلمہؓ کو تحقیقات کے لئے مصر بھیجا تو واقعی عیاضؓ نے باریک کپڑا پہنا ہوا تھا، اور دروازے پر دربان موجود تھا۔ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے عیاضؓ کا وہ کرتا اتروا دیا اور اسے پرانا کرتا پہنا کر جنگل میں بکریاں چرانے کا حکم دیا اور فرمایا یہ عیاضؓ کا آبائی پیشہ ہے۔

سیدنا حضرت عمر فاروقؓ حکام کے علاوہ عام مسلمانوں کی اخلاقی اور مذہبی نگرانی پر خاص توجہ دیا کرتے تھے اور آپؓ نے فخر وغرور کی تمام علامتیں مٹا دیں۔ یہاں تک کہ نوکر اور مالک کی تمیز بھی نہ رہنے۔ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ غلاموں اور فقیروں کو ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ جل شانہ ان لوگوں پر لعنت کرے۔ جن کو غریبوں، مسکینوں، غلاموں کے ساتھ کھانا کھانے میں عار محسوس ہوتی ہے۔ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ خود خوف خدا رکھتے تھے۔ صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ ہم

Marfat.com

پچھلی صف میں کھڑے ہونے کے باوجود سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کی عاجزی وانکساری اور تواضع سے رونے کی آواز سنتے تھے۔ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کی آنکھیں خوف خدا میں رورو کر سوج جاتی تھیں۔ ایک بار راستے میں پڑا ہوا ایک تنکا اٹھالیا اور فرمانے لگے ''کاش میں بھی خس وخاشاک ہوتا'' سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے دل میں ہر لحہ خوف خداوندی کا لرزہ طاری ہوتا۔ آپؓ فرماتے تھے کہ اگر آسمان قدرت سے آواز آئے کہ ایک انسان کے سوا تمام دنیا کے لوگ جنتی ہیں تو مواخذہ کے خوف کی وجہ سے سمجھتا ہوں کہ شائد وہ بدقسمت انسان میں ہی ہوں۔

سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کی رحمت للعالمین ﷺ سے محبت کا اندازہ اس اعلان سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ جب آپ ﷺ نے وفات پائی تو سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ جس کی زبان سے نکلے گا کہ میرے محبوب ﷺ دنیا سے اُٹھ گئے ہیں اس کا سر توڑ دوں گا۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد جب آپ ﷺ کی یاد آتی تو رقت طاری ہوجاتی اور روتے روتے بعض مرتبہ ہچکی بھی بند جاتی۔ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ ایک دفعہ پانی کا گھونٹ پی کر بے ہوش ہوگئے۔ ہوش آنے پر دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ کیا میں یہ پانی کا گھونٹ پی کر بھی اللہ کی مخلوق کا حق ادا کرسکتا ہوں؟۔ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ اپنے وسیع کنبہ کے باوجود بیت المال سے دو درہم روزانہ لیتے تھے۔ کپڑے پھٹ جاتے تو پیوند پر پیوند لگاتے جاتے۔ حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار جمعہ کے خطبہ کے روز آپؓ کے تہمند پر بارہ پیوند شمار کیے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ زمانہ خلافت میں ان کے کرتے کے کندھوں پر تہ درتہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ غرض فاروق اعظمؓ نے زہد وتقوی میں اور اسوہ حسنہ پر عمل کرنے کا جونمونہ پیش کیا دنیا کی تاریخ میں اس کی کوئی مثال پیش نہیں کرسکتا۔

۲۲ لاکھ مربع میل کا حاکم ہونے کے باوجود سیدنا حضرت عمر فاروقؓ بیواؤں کا پانی بھرتے تھے۔ ان کی خدمت کرتے تھے، جہاں جاتے تنہا جاتے تھے۔ خدام اور

Marfat.com

محافظین کا لشکر ساتھ نہ ہوتا۔ اور پھر یہ رعب داب تھا کہ عرب وعجم اس کے نام سے لرزتے تھے اور آپؓ جس طرف رخ کرتے محسوس ہوتا کہ جیسے زمین دہل گئی ہو۔ سکندر وتیمور تیس تیس ہزار فوج کے ہمرکاب نکلتے تھے، تب ان کا رعب قائم ہوتا تھا۔ مگر سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے سفر شام میں سواری کے ایک اونٹ کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ چاروں طرف شور وغل پڑا کہ ''کہ مرکز عالم جنبش میں آگیا ہے۔'' باطل قوتیں اسلامی حکومت کے اسی رعب سے خوفزدہ تھیں۔

۲۷ ذوالحجہ ۲۳ھ کو آپؓ حسب معمول نماز فجر کے لئے مسجد میں تشریف لائے اور نماز شروع کروائی...... ابھی تکبیر تحریمہ ہی کہی جارہی تھی کہ ایک شخص ابولولو فروز مجوسی جو پہلے سے ہی زہر آلود خنجر لئے مسجد کے محراب میں چھپا ہوا تھا اس نے خنجر کے تین وار آپؓ کے پیٹ پر کئے جس سے کافی گہرے زخم آئے...... سیدنا حضرت عمر فاروقؓ بے ہوش ہو کر گر گئے۔ اس دوران قاتل کو پکڑنے کی کوشش میں مزید صحابہ کرامؓ زخمی ہو گئے اور قاتل نے پکڑے جانے کے ڈر سے فوری خودکشی کر لی...... سیدنا حضرت عمر فاروقؓ تندرست نہ ہوئے اور پانچویں روز یکم محرم الحرام کو دس سال چھ ماہ اور دس دن تک اسلامی حکومت کے سربراہ رہے۔ آپؓ کا جنازہ حضرت صہیب رومیؓ نے پڑھایا اور روضہ رسول ﷺ میں خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پہلو میں دفن ہوئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عدل

روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن حاطب بن ابی بلتعہ کے چند غلاموں نے مزینہ کے ایک آدمی کی اونٹنی چرالی۔ مالک چوروں کو پکڑ کر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت میں لے آتے ہیں۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت میں چوروں نے اقرار جرم کیا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عدل

Marfat.com

کی رو سے ایک صحابی حضرت کثیر بن صلتؓ کو ان مجرمین کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ مگر پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا کہ غلام چور بھوکے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ ان غلاموں کے مالک ان سے خوب کام لیتے ہیں مگر ان کو مناسب خوراک نہیں دیتے تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی سزا روک دی اور فرمایا!

''سنو اللہ جل شانہ کی قسم! اگر مجھے یہ نہ معلوم ہوتا کہ تم ان غلاموں سے خوب کام لیتے ہو، مگر ان کو بھوکا رکھتے ہو۔ یہاں تک کہ یہ اس حال کو پہنچ جائیں کہ اگر ان میں سے کوئی حرام بھی کھالے تو بھی جائز ہوگا۔ تو میں ضرور ان کے ہاتھ کٹوا دیتا

پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبدالرحمٰن بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا!

''اللہ جل شانہ کی قسم میں نے اپنا یعنی قطع ید تو نہیں کیا مگر تیرے او پر ایسا تاوان عائد کروں گا کہ تو چیخ اُٹھے گا''

پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزینہ کے آدمی سے دریافت فرمایا کہ تیری اونٹنی کی کیا قیمت تھی؟ جواب ملا کہ چار سو درہم۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاطب کو حکم دیا کہ جاؤ اور آٹھ سو درہم اس آدمی کو ادا کرو۔ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلام چوروں کو معاف کر دیا کیوں کہ وہ سد رمق کے محتاج تھے۔

☆ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نابینا کو ایک دروازے پر بھیک مانگتے دیکھا تو دریافت فرمایا تو آپؓ کو معلوم ہوا کہ وہ یہودی ہے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تمہیں کس چیز نے اس کام پر مجبور کیا تو اس نے جواب دیا۔ جزیہ ضرورت اور بڑھاپے نے مجھے ایسا

Marfat.com

کرنے پر مجبور کیا ہے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے اپنے گھر لے گئے اور اس کی ضرویات کو پورا کیا۔ اس کے بعد خزانچی کو بلا کر کہا کہ اس شخص کی طرف اور اس طرح کے دوسرے اشخاص کی طرف توجہ دو۔ زکوٰۃ فقراء اور مساکین کے لئے ہے اور یہ اہل کتاب کے مساکین ہیں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوری طور پر اس طرح کے مجبور شہریوں کا نہ صرف جزیہ معاف کرنے کا حکم دیا بلکہ ان کے لئے مناسب وظیفے کا اعلان فرمایا۔ یہی اسلام میں عدل کی روح ہے۔

﴿اسلام میں اجتماعی عدل ص ۴۳۱، سید قطب شہید﴾

ایک عیسائی سوداگر گھوڑے لے کر ایران کی سرحد سے دوسرے ممالک کی طرف روانہ ہوا اس کا ارادہ ان گھوڑوں کو فروخت کرنے کا تھا۔ لہذا محصول پوسٹ پر اس سے محصول لیا گیا۔ وہ سوداگر اپنی تجارت کرتا رہا۔ جب وہ واپس آیا تو اس کے چند گھوڑے فروخت نہ ہو سکے۔ تو محصول پوسٹ پر اس سے دوبارہ محصول لیا گیا۔ اس سوداگر نے محصول والے کی بڑی منت سماجت کی مگر اسے محصول دینا پڑا۔ اس سوداگر کو بڑا افسوس ہوا اس نے اپنا سامان تجارت ادھر ہی چھوڑا اور وہ دارلحکومت کی طرف دوڑا اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا۔ اور سارے معاملے کا کہا! حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ آپ کو انصاف ملے گا۔ اس سوداگر نے پھر التجا کی حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر فرمایا آپ کے ساتھ ہرگز زیادتی نہیں ہوگی۔ یہ بات سن کر اس سوداگر نے اسلامی عدل کو بہت برا بھلا کہا اور پژمردہ دلی کی حالت میں اپنے سامان کی طرف چل دیا کہ اس کو محصول ادا کرنا پڑے گا۔ وہ سوداگر جونہی اپنے مال کے پاس آیا اور محصول پوسٹ پر جا کر اپنا محصول دینے کی کوشش کی تو اسلامی حکومت کے اہل کار اس کو تلاش کر رہے تھے کہ اس کی ادا کردہ رقم میں سے جو مال فروخت نہیں ہو سکا اس کا محصول اس کو واپس کیا جائے اس کے علاوہ اس کا ہرجانہ بھی دیا جائے۔ جونہی وہ سوداگر ان سے ملا تو وہ یہ جان کر

Marfat.com

حیران ہو گیا کہ اتنی جلدی حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عدل اس کو مل گیا وہ اس عدل سے متاثر ہو کر اسلام لے آیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین میں عدل وانصاف ایک ضروری عنصر تھا۔ غیر مسلم اقوام سے ذرہ برابر تعصب وعناد نہ تھا اسلام وہ دین ہے جس میں عدل، راحت، امن اور حقوق وغیرہ سب کے لئے یکساں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اقلیت واکثریت کا کوئی سوال نہ تھا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں یمن کے حاکم مقرر ہوئے تو آپؓ نے یمن کے لوگوں میں اس طرح کا بے لاگ عدل قائم کر دیا کہ کسی کو شکوہ کا موقع نہ ملا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کارکردگی کو دیکھتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یمن کا حاکم حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی برقرار رکھا آپؓ نے اپنا فرض ایمانداری اور عادلانی طریقے سے نبھایا اور جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور آتا ہے تو بھی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی یمن کا حکمران برقرار رکھا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیر قیادت یمن کی رعایا اس قدر امیر ہو گئی کہ وہاں کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ تھا۔ جب پہلے سال حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس زکوٰۃ کا ایک ثلث مال بھیجا تو حاکم اسلامؓ نے حکم دیا کہ یہ دولت وہاں کے غرباء، ضعفاء میں تقسیم کردو، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا ...... سیدناؓ اگر مجھے یہاں اس رقم کے لینے والے ملتے تو میں کبھی آپؓ کی خدمت میں یہ رقم ارسال نہ کرتا۔

اگلے سال حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یمن کی زکوٰۃ کا نصف حصہ اسلامی دارالحکومت میں ارسال فرمایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ اس رقم کو یمن کے مستحق لوگوں میں تقسیم

Marfat.com

کردیا کرو!۔ اگلے سال حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یمن کی ساری زکوٰۃ اور سارا عشر اسلامی دارالحکومت کی طرف ارسال فرمایا تو پھر وہی اعتراض لگا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا عالی جاہ! مجھے یہاں کوئی ایسا فرد نہیں ملا کہ جو اس مال کو قبول کرتا۔ یہ مسلمان حاکم کا عدل تھا کہ جس نے لوگوں کو غنی کردیا مسلمان حاکم زکوٰۃ کا مال لے کر منادی کیا کرتے تھے کہ کوئی لے لے مگر وہاں کوئی غریب نہ ہوتا اور زکواۃ کا سارا مال اسی طرح رہ جاتا۔ ﴿کتاب الاموال۔ ص ۵۹۶﴾

☆ اسی طرح مصر کے فاتح اور حاکم سیدنا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے کہ ان کا صاحبزادہ محمد اور ایک مصری کے درمیان گھوڑ دوڑ کا مقابلہ ہوا۔ مصری کا گھوڑا آگے نکل گیا، محمد بن عمرو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ”رب کعبہ کی قسم میرا گھوڑا آگے نکلا ہے“ مصری نے بھی قسم کھائی کہ اس کا گھوڑا آگے نکلا ہے محمد نے غصہ میں آکر مصری کو کوڑے لگا دئے اور کہا! یہ لو میں ابن الاکرم ہوں، یعنی میں بڑوں کی اولاد ہوں۔ مصری نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں فریاد کی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گورنر کو خط لکھ کر ان کو اور ان کے لڑکے کو بلالیا۔ جب یہ دونوں آگئے تو مصری سے کہا کہ تمھارے سامنے یہ درا ہے اس سے اس رئیس زادے کی خبر لو، اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنایا ہے جب کہ ان کی ماؤں نے ان کو آزاد پیدا کیا ہے۔

﴿المرتضیٰ۔ ص۔۱۶۳۔ سید ابوالحسن علی ندوی﴾

ایک بار جبلہ بن ایہم غسانی بادشاہ طواف کعبہ میں مشغول تھا۔ وہ کچھ عرصہ پہلے ہی مسلمان ہوا تھا اس لئے ابھی تک شاہانہ انداز زندگی کا ہی دلدادہ تھا۔ اس نے وہی جہالت والا لباس پہنا ہوا تھا۔ اتفاق سے اس کے دو میٹر لمبے دوشالے پر کسی غریب مسلمان کا پاؤں آگیا۔ جبلہ نے اس گستاخی کو شاہانہ طرز زندگی کے خلاف سمجھا۔ اور اس غریب

Marfat.com

مسلمان کے منہ پر ایسا طمانچہ رسید کیا کہ اس کی ایک آنکھ ضائع ہوگئی۔ وہ غریب مسلمان دوڑ کر خلیفہ کے پاس آیا۔ خلیفہ وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جبلہ کو عدالت میں طلب فرمایا۔ اور فرمایا کہ تم نے اس مسلمان کی آنکھ ضائع کی ہے اس کے بدلہ میں تمھاری آنکھ بھی پھوڑی دی جائے گی۔ یہ بات سن کر جبلہ چیخا اور کہا کہ ایک بدو کی آنکھ کیا میری آنکھ کے برابر ہوگی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اسلام لانے کے بعد تمام مسلمان برابر ہیں۔ جبلہ نے مہلت طلب کی۔ عدالت فاروقی سے اسے مہلت عطا کی گئی۔ جبلہ مہلت پا کر بھاگ گیا تا کہ وہ اسلام کے عدل سے بچ سکے۔ وہ اسلام سے مرتد ہوگیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بدو مسلمان کو انصاف دلانے کی خاطر تمام مادی وسائل کو حرکت میں لائے اور کافی نقصانات برداشت کر کے اس بدو مسلمان کے حق کی بھرپور طریقے سے حفاظت کی۔ ﴿فتوح البلدان البلاذری ص۔۱۲۴﴾

شہادت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا سامان کچھ اس طرح ہوا۔ جس کے بارے میں کعب بن احبارؓ نے فرمایا کہ میں تورات میں یہ دیکھتا ہوں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں عرب میں رہتا ہوا شہید ہو جاؤ۔ پھر دعا فرمائی اے اللہ مجھے اپنے راہ میں شہادت کی دولت عطا فرما۔ یہ دعا اللہ نے قبول فرمائی۔

ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک مرغ آیا ہے اور وہ مجھے ٹھونگیں مار رہا ہے اس کی تعبیر یہ ہوسکتی ہے کہ اب میری موت کا وقت آگیا ہے۔ مری قوم مطالبہ کر رہی ہے کہ میں اپنا ولی عہد مقرر کروں۔ یہ بات یاد رکھو! کہ میں نہ تو موت کا مالک ہوں اور نہ دین اسلام کا، اور نہ ہی خلافت کا۔ اللہ تعالیٰ خود اپنے دین اور خلافت کا محافظ ہے۔

Marfat.com

زہری فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا تھا کہ کوئی مشرک مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہوسکتا۔ اس سلسلے میں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ گورنر کوفہ نے آپؓ کو لکھا کہ فیروز نامی ایک نوجوان جو کہ آہن گری اور نقش نگاری میں مہارت رکھتا ہے اگر آپؓ اس کو مدینے میں آنے کی اجازت دیں تو وہ مسلمانوں کے بہت کام آسکتا ہے ۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ اس کو بھیج دیا جائے۔ جونہی وہ خلیفہ کے سامنے آیا تو اس نے گورنر کے خلاف شکایت کی کہ اس نے مجھ پر زیادہ ٹیکس لگا رکھا ہے، آپؓ اس کو کم کرادیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے پوچھا کہ کتنا ٹیکس ادا کرتے ہو؟۔

فیروز نے کہا! دو درہم روزانہ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا کام کرتے ہو؟

فیروز نے کہا کہ میں نجاری، نقاشی اور آہن گری کرتا ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان کاموں پر یہ ٹیکس زیادہ نہیں ہے۔ یہ سن کر فیروز غصے میں آگیا اور دانت پیستا ہوا باہر نکل گیا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ خلیفہ میرے سوا تمام لوگوں کے ساتھ عدل کرتا ہے۔ چند روز کے بعد فیروز کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طلب فرمایا کہ سنا ہے تم ایک ایسی چکی تیار کرسکتے ہو جو ہوا سے چلتی ہے؟۔ فیروز نے جل بھن کر کہا کہ میں تمہارے لئے ایک ایسی چکی تیار کروں گا جس کو یہاں کے لوگ نہیں بھولیں گے۔ جب فیروز رخصت ہوگیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ فرد مجھے قتل کی دھمکی دے گیا ہے۔

دوسرے روز اس بدبخت نے دودھاری خنجر اپنی آستین میں چھپا لیا۔ اس خنجر کا دستہ درمیان میں تھا۔ صبح سویرے وہ مردود مسجد کے گوشے میں آکر بیٹھ گیا۔ مسجد میں

Marfat.com

صف بندی کا معقول انتظام تھا۔ جب صف بندی ہو جاتی تھی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ آتے اور مصلی رسول ﷺ پر تشریف فرما کر امامت کرواتے تھے۔ حسب روایت آپؓ آئے اور نماز کے لئے تکبیر کہی۔ جونہی آپؓ نماز کے لئے کھڑے ہوئے فیروز بدبخت پردے کے پیچھے سے نکلا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ پر چھ وار کیے۔

خلیفہ شہید ہونے والے ہیں مگر زمانے کی آنکھ نے خدا پرستی کا ایسا منظر دیکھا کہ جس کو کبھی کوئی نہ دیکھ سکا۔ آپؓ نے گرتے گرتے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا ہاتھ پکڑا اور امامت کا کہا۔ اور خود وہیں گر گئے۔ حضرت الرحمٰن بن عوفؓ نے کرب کی حالت میں نماز ادا کروائی۔ اس بدبخت نے اور لوگوں پر بھی حملہ کیا۔ کئی مسلمان اس حملے میں شہید ہو گئے۔ ایک مسلمان مجاہد نے اس بپھرے ہوئے کافر پر اپنا کمبل پھینکا اور اس کو قابو کیا مگر اس نے خودکشی کر لی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کو اٹھا کر گھر لایا گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے دریافت کیا کہ میرا قاتل کون ہے۔ لوگوں نے کہا کہ فیروز...... یہ نام سن کر آپؓ نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے میرا قاتل ایک کافر ہے۔

Marfat.com

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

آپؓ کا اسم مبارک عثمانؓ، کنیت ابو عبداللہ اور لقب ذوالنورین، والد کا نام عفان اور والدہ کا نام اروی تھا۔ چونکہ سرور کائنات کی دو صاحبزادیاں آپ کے ساتھ یکے بعد دیگرے آپؓ کے نکاح میں آئیں تھیں اس لیے آپ کو ذوالنورین کا لقب ملا۔

آپؓ قریش کی مشہور شاخ بنواُمیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ پانچویں پشت پر آپؓ کا نسب رسول کریم ﷺ سے مل جاتا ہے۔ بنواُمیہ کا خاندان زمانہ جاہلیت سے نہایت معزز چلا آرہا تھا۔ پورے قریش میں بنی ہاشم کے سوا کوئی ان کا ہمسر نہ تھا۔

آپؓ ہجرت نبویؐ سے سنتالیس سال قبل یعنی ۵۷۶ء میں پیدا ہوئے۔ آپؓ نے تجارت کو اپنا ذریعہ معاش بنایا۔ آپؓ قریش کے امیر ترین لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ دولت وثروت کے وجہ سے 'غنی' کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ سے آپؓ کے گہرے مراسم تھے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کی تبلیغ نے آپ کو اسلام کی طرف مائل کیا اور آپؓ رسالت مآبؐ کے دست حق پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آنحضرتؐ نے اپنی بیٹی حضرت رقیہؓ کا عقد اِن کے ساتھ کر دیا۔ آپؓ شروع سے ہی بڑے کشادہ دل اور فیاض تھے۔ مالی جہاد میں آپؓ ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ مدینہ منورہ میں میٹھے پانی کا صرف ایک کنواں تھا جو کہ ایک یہودی کی ملکیت تھا جسے آپؓ نے بیس ہزار درہم میں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔

Marfat.com

سیرت عثمان

آپؓ فطرتاً بڑے پاکباز، نیک دل، دیانت دار اور راستباز تھے۔ حیا اور رحمدلی آپؓ کی خاص شان تھی اور طبعاً فیاض اور سخی تھے۔ آپؓ اپنی سخاوت اور فیاضی کے باعث ہر دلعزیز اور خاص و عام میں مقبول تھے۔ خوف خدا تمام محاسن کا سرچشمہ ہے۔ حضرت عثمانؓ اکثر خوفِ خداوندی سے آب دیدہ رہتے تھے۔ صبر اور عاقبت کا خیال ہمیشہ دامنگیر رہتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمانؓ کی حیا سے تو فرشتے بھی شرماتے ہیں۔ آپؓ صبر و تحمل کا پیکر تھے۔ شہادت کے موقع پر چالیس دن تک بھوک اور پیاس پر صبر و تحمل اور جس ضبط و بردباری کا اظہار آپکی ذات سے ہوا وہ اپنی نظیر آپ ہے۔

خلافت کیلئے انتخاب

حضرت عمرؓ کے زخمی ہونے کے بعد جب زندگی کی امید باقی نہ رہی تو آپؓ نے بڑے غور و خوض کے بعد چھ صحابہ کرامؓ پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی جو خلیفہ کا انتخاب کرے، باہمی مشورہ کے بعد اس کمیٹی نے مسند خلافت کیلئے حضرت عثمانؓ کا نام تجویز کیا۔

سیاست اور خلافت

آپؓ کی خلافت میں اسلامی سلطنت کا دائرہ بہت وسیع ہوا۔ افریقہ میں طرابلس اور مراکش فتح ہوئے، ایران کی فتح تکمیل کو پہنچی۔ افغانستان، خراساں اور ترکستان کا ایک حصہ زیرنگین ہوا۔ دوسری طرف آرمینیہ اور آذربائیجان فتح ہوکر اسلامی ممالک کی سرحدیں کوہ قاف تک پھیل گیئں۔ اسی طرح ایشیائے کوچک کا ایک وسیع خطہ ملک شام میں شامل کرلیا گیا۔ بحری فتوحات کا آغاز آپؓ کے عہد خلافت سے ہوا۔ آپکی اولوالعزمی نے خطرات سے بے پرواہ ہوکر ایک عظیم الشان بیڑا بنایا جسے تیار کر

Marfat.com

کے جزیرہ قبرص پر اسلامی پرچم بلند کیا۔آپؓ کے ارادے اتنے بلند تھے کہ آپؓ نے سندھ میں ایک تحقیقاتی وفد بھیجا تا کہ اِس سرزمین کی آب و ہوا پیداوار اور لوگوں کے حالات کا جائزہ لے سکیں۔اس وفد کی رپورٹ چنداں ہمت افزانہ تھی۔اس لیے سندھ فتح کرنے کا منصوبہ عارضی طور پر ملتوی کر دیا گیا۔رے اور روم کے قلعے بھی آپؓ کے عہد میں فتح ہوئے۔

کارنامے

آپؓ کے خاص کارہائے نمایاں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔حفاظت قرآن:۔قرآن کریم کی حفاظت کے سلسلہ میں حضرت عثمان نے جو خدمت سرانجام دی وہ تاریخ اسلام کا زریں باب ہے۔حضرت حذیفہ بن یمانؓ نے جنگی مہمات کے دوران مختلف قبائل کے اختلاف قرآت کا ذکر حضرت عثمانؓ سے کیا جس سے تفرقہ کا اندیشہ تھا۔تو حضرت عثمانؓ صحابہ کرامؓ کے مشورے سے ام المومنین حضرت حفصہؓ کے گھر سے قرآن کا وہ نسخہ جو حضرت صدیقؓ کے عہد میں لکھا گیا تھا منگوا کر اکابر صحابہ کی ایک کمیٹی تشکیل دی جسکی ذمہ داری یہ تھی کہ قرآن کو لغت قریش میں مرتب کر کے متعدد نسخے بنوا کر مملکت کے اہم شہروں میں بھیج دیں اور سابقہ قرآنی نسخوں کو جہاں کہیں ہوں تلف کر دیں۔

۲۔ لوگوں میں جاگیریں مقرر کرنا

۳۔ چراگاہیں قائم کرنا

۴۔ مساجد میں خوشبوئیں جلانا

۵۔ جمعہ میں اذان اول کو مقرر کرنا۔

۶۔ مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر کرنا۔

۷۔ امام کیلئے خاص جگہ بنانا۔

Marfat.com

۸۔ پولیس کا محکمہ قائم کرنا۔

۹۔ تکبیر کی آواز کو پست کرنا۔

۱۰۔ مسلمانوں کو ایک قرآن پر متفق کرنا۔

۱۱۔ جامع القرآن کا لقب پانا۔

۱۲۔ لوگوں مین لہو ولعب کی عادت کا انسداد کرنا۔

۱۳۔ حرمین شریفین کی توسیع کرانا۔

۱۴۔ جدہ کی مشہور بندرگاہ بنوانا۔

۱۵۔ چھاؤنیاں قائم کرنا۔

۱۶۔ کنوئیں کھدوانا۔

۱۷۔ دفاتر کیلئے کشادہ عمارات بنوانا۔

۱۸۔ سڑکیں، پل اور مسافر خانے بنوانا۔

۱۹۔ مدینے کے قریب بند تعمیر کرانا۔

۲۰۔ نہر کھدوا کر سیلاب کا رُخ دوسری جانب تبدیل کرنا۔

۲۱۔ مصحف عثمانی آپؓ کا مشہور کارنامہ ہے جس کے نسخے آج بھی حجرہ نبوی ﷺ، استنبول، مصر اور ماسکو میں موجود ہیں۔ آپؓ نے لکھ کر بھیجے تھے۔

فضائل

نمبر ۱:۔ صُلح حدیبیہ کے موقع پر کفار مکہ کے پاس آپؓ ہی کو سفیر بنا کر بھیجا گیا تھا۔

نمبر ۲:۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر مشہور ہونے پر حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے درخت کے نیچے حضرت عثمانؓ کا بدلہ لینے کیلئے موت پر بیعت لی۔

نمبر ۳:۔ حضرت عثمانؓ کی طرف سے بیعت حضور ﷺ نے اس طرح لی کہ

Marfat.com

اپنے ایک ہاتھ پر اپنا دوسرا ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ یہ ہاتھ عثمانؓ کی طرف سے ہے۔

نمبر۴:۔ صحابہ کرام کے باغیوں کے ساتھ مقابلہ کیلئے اصرار کے باوجود آپؓ نے اپنی جان قربان کردی لیکن مدینہ منورہ اور مکہ میں خونریزی کی اجازت نہ دی۔

نمبر۵:۔ حضور ﷺ کے ساتھ ایسا قرب تھا کہ حضور ﷺ کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپکے نکاح میں آئیں اور آپکو ذوالنورین کا لقب ملا، جبکہ یہ شرف اور کسی کو حاصل نہ ہوا۔

آپؓ کی فیاضی کے واقعات

غزوہ تبوک کے موقع پر جب چندہ کی اپیل کی گئی تو آپؓ کی رقم باقی تمام صحابہؓ کی مشترکہ رقوم سے کہیں زیادہ تھی۔ تین سو اونٹ سامان سے لدے ہوئے پیش کئے جس سے خوش ہو کر حضور ﷺ نے فرمایا کہ آج کے بعد عثمانؓ کا کوئی عمل اسے کچھ نقصان نہ دے گا۔ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں شدید قحط پڑا اس وقت حضرت عثمانؓ کی ملکیت میں ایک ہزار بوری غلہ موجود تھا جسے تاجر بھاری قیمت پر خریدنے کے لیے آمادہ تھے۔ مگر آپؓ نے تمام غلہ مفت تقسیم کر دیا۔ فرمایا باری تعالیٰ مجھے اس پر منافع اور اجر عطا فرمائے گا۔

آپؓ کی زندگی کی خاص خاص باتیں

نمبر ا:۔ بخاری شریف میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت ﷺ اُحد کے پہاڑ پر چڑھے اور آپکے ہمراہ حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ تھے۔ پہاڑ زلزلہ سے ہلنے لگا۔ تو آپ ﷺ نے اپنے پاؤں سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ''اے اُحد ٹھہر جا، تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ یعنی حضرت عثمانؓ اور عمرؓ کو آپ ﷺ نے شہادت کی خوشخبری سنائی جو انہیں نصیب ہوئی''۔

Marfat.com

نمبر۲:۔آپؓ حافظ قرآن تھے۔پوری پوری رات عبادت میں گزار دیتے۔ ایک رات میں پورا قرآن مجید ختم فرما لیتے تھے۔

نمبر۳:۔سب سے پہلے حضورؐ کی ہدایت کے مطابق حضرت عثمانؓ نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی۔آپؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے گھر والوں کے ہمراہ ہجرت فی سبیل اللہ کا شرف حاصل کیا۔آپکی دوسری ہجرت مدینہ منورہ کی طرف تھی۔

نمبر۴:۔آپؓ نے ایام ممنوعہ کے علاوہ روزے کا کبھی ناغہ نہیں فرمایا۔

نمبر۵:۔خوف خدا کا یہ عالم تھا کہ جب کسی قبرستان کے قریب سے گزرتے تو اتنا روتے کہ آنسوں سے داڑھی مبارک تر ہو جاتی اور فرماتے کہ یہ آخرت کی منزلوں میں سے سب سے پہلی منزل ہے۔

سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ اور عدل

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے کسی سے کچھ زمین کا سودا کیا معاملہ طے ہو گیا لیکن زمین کا مالک دام لینے نہ آیا۔تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کو طلب کیا اور دریافت فرمایا کہ تم اپنی رقم لینے کیوں نہیں آئے۔اس نے کہا:۔

”انك غبنتنی فما القی احدا من الناس الا هو یلو منی“

آپ نے مجھے اس سودے میں بہت نقصان پہنچایا ہے۔اتنے دام میں دینے پر ہر شخص مجھے ملامت کر رہا ہے۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:۔

”اختر بین ارضك و مالك“

تمہارا جی چاہے تو اپنا دام لے لو! ورنہ زمین لے لو مجھے کوئی اعتراض نہیں

﴿اشہر مشاہیر اسلام۔ص ۲۴۶۷﴾

Marfat.com

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ والئ کوفہ نے بیت المال سے ایک رقم بطور قرض لی جس کو ادا نہ کر سکے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وزیر خزانہ نے تقاضا کیا۔ انہوں نے ناداری کا عذر کیا۔ یہ شکایت حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی۔ بیت المال میں اس طرح کا تصرف خیانت تھا۔ اس لئے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوری طور پر ان کو معزول کر دیا۔ اور ولید بن عتبہؓ کو کوفہ کا والی مقرر کیا انہوں نے احتساب میں پہلو تہی کی اور بادہ نوشی کی تو ان کو بھی معزول کر دیا گیا اور تحقیق کے بعد ان پر شرعی حد لاگو کر دی گئی۔ ان کی جگہ ابو موسیٰ اشعری کو کوفہ کا والی مقرر کیا گیا جب انہوں نے امیرانہ زندگی اختیار کی تو ان کو بھی علیحدہ کر دیا گیا۔ اور جب کچھ لوگوں کو حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنی زندگی سے متعلق ذاتی شکائت ہوئیں تو آپؓ نے فرمایا!

> ''میں ایک بشر ہوں کبھی خوش اور کبھی ناخوش یہ بشری فطرت ہے۔ لیکن اگر کسی کو بطور خاص مجھ سے کوئی تکلیف پہنچی ہو یا میں نے اس پر ظلم کیا ہو یا اس کی حق تلفی کی ہو تو میں حاضر ہوں اگر چاہے تو مجھے معاف کر دے یا مجھ کو راضی کرنے کا موقع دے۔ یہ بات مدینہ تک محدود نہ رہی بلکہ اسلامی حکومت کے ہر کونے تک یہ اطلاع پھیلا دی گئی۔'' ﴿منتخب کنز العمال جلد ۵۔ص ۲۷﴾

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور بھی عدل وانصاف کا زریں دور تھا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حارث بن حکم کو مدینہ کے ٹیکس پر حاکم مقرر کیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ بازار کے باٹوں، پیمانوں اور سکوں کی نگرانی کریں اور کوئی بدعنوانی نہ ہونے دیں۔ حضرت حارث بن حکم نے مدینہ کے صرافوں کو مجبور کیا کہ وہ اپنا سونا چاندی صرف حضرت حارث بن حکم کو ہی فروخت کریں۔

Marfat.com

جب عوام کی شکایت حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ تک پہنچی تو آپؓ نے حضرت حارث بن حکم کا سختی سے نوٹس لیا اس کی سخت سرزنش فرمائی اور ساتھ ہی اس کو اس عہدے سے معزول کر دیا گیا۔ ﴿تاریخ الخمیس جلد۲ ص ۲۶۸﴾

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے قتل سے ایک دن قبل آپ کے قاتل ابولولو فیروز کو لوگوں نے ہرمزان کے ساتھ باتیں کرتے دیکھا۔ تو ہرمزان کو بھی شامل سازش سمجھ کر عبید اللہ بن عمر نے قتل کر دیا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے خلیفہ بنتے ہی سب سے پہلے ہرمزان کے کیس کی طرف دیکھا۔ حضرت علی نے نے تو قصاص میں عبید اللہ بن عمر کے قتل کا فتویٰ دیا۔ مگر کئی صحابہ اس کے خلاف تھا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے عدل کا ثبوت دیتے ہوئے کہا کہ ہرمزان کا کوئی وارث نہیں ہے اس لئے میں بحیثیت خلیفہ اس کا وارث ہوں اور قتل کی بجائے دیت پر راضی ہوں۔ اس کے بعد اپنے ذاتی مال میں سے دیت کی رقم دے دی اور تمام نقاد لوگوں کے منہ بند کر دیئے کہ مسلمان کسی موقع پر عدل کا دامن نہیں چھوڑتے۔ ﴿مروج الذہب۔ ص، ۳۸۸﴾

جب اسلامی حکومت کے حالات خراب ہوئے تو امیر شام نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کو لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ دارالحکومت کے حالات خراب ہیں میں ادھر شام سے چار ہزار سواروں کا دستہ ارسال کر رہا ہوں تاکہ وہ آپ کی حفاظت کر سکیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ میں ان کا خرچ کہاں سے پورا کروں گا۔ امیر شام نے کہا کہ بیت المال سے ان کو خرچ دے دیجئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ یہ تو سراسر ظلم ہے کہ میں اپنی ذات کے لئے مسلمانوں کے بیت المال سے ایک بڑی رقم نکالوں۔ ایسا ظلم مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ ﴿اشہر مشاہیر اسلام ج۔۱، جز۔۲۔ ص، ۵۸۰﴾

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی ایک ہجو گو شاعر کو سزا دی تھی آپ کے زمانے میں ایک صاحب نے دوسرے سے شکار کے لئے شکاری کتا بطور

Marfat.com

عاریتاً مانگا۔ جب واپسی کا مطالبہ ہوا تو دینے پر راضی نہ ہو رہے تھے۔ عاریتاً دینے والے اپنا کتا زبردستی واپس لے آئے۔ عاریتاً لینے والے غصہ میں آ گئے اور ہجو میں اشعار کہہ گئے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اس کی شکایت پہنچی۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجو اور یہ قصیدہ کہنے والے کو کوڑے سے سزا دی اور پھر جیل خانہ میں ڈال دیا ﴿اصابہ جلد ۲، ص ۲﴾

شہادت

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہادت کی خبر دی تھی عام مسلمان حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاموشی اور باغیوں کی تباہ کاریوں پر خون کے آنسو رو رہے تھے۔ مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالکل خاموش تھے اور رسول اللہ ﷺ کی وصیت کی تکمیل کا انتظار فرما رہے تھے۔ جمعرات کا دن ختم ہو چکا تھا۔ جمعے کا مبارک دن اپنی تابانیاں بکھیرنا چاہ رہا تھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روزہ رکھا اور پھر کچھ اونگھ آ گئی جس میں رسول اللہ ﷺ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خواب میں تشریف لائے تو اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہیں۔ اس کے ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے عثمانؓ ہم تمھارا افطاری پر انتظار فرما رہے ہیں۔ آنکھ کھلی تو آپ نے اہلیہ محترمہ سے فرمایا کہ میری شہادت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ ابھی اسلام کے منافق باغی مجھے زندہ نہیں رہنے دیں گے۔ اہلیہ نے کہا کہ امیرا لمومنین ایسا نہیں ہو سکتا۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں یہ خواب میں دیکھ چکا ہوں۔ بستر سے اٹھ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ پاجامہ طلب فرمایا جو پہلے کبھی آپؓ نے زیب تن نہیں فرمایا تھا۔

Marfat.com

یہ نیا لباس زیب تن فرما کر خلیفہ سوم نے بیس غلاموں کی آزادی کا اعلان فرمادیا اور اس کے ساتھ قرآن پاک لے کر اللہ کی عبادت میں مشغول ہو گئے ۔ اس وقت حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اور دوسرے مجاہد جیالے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی نگرانی پر مامور تھے ۔ اتنے میں محمد بن ابو بکرؓ نے تیر چلانے شروع کر دیئے اور ایک تیر حضرت حسنؓ کے جالگا اور آپؓ شدید زخمی ہو گئے ۔ ایک تیر خلیفہ کے محل میں جا کر مروان کو لگا اور دوسرا تیر حضرت علیؓ کے غلام قنبر کے سر میں لگا۔

جب باغیوں کے سرغنے محمد بن ابی بکر نے یہ دیکھا کہ نواسہ رسولؐ کا لہو بہہ رہا ہے ۔ یہ لہو ضرور رنگ لائے گا ۔ اور یہ بہترین موقع ہے کہ اب بنو ہاشم حضرت امام حسن کا خیال کرے گا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی بھی خیال نہیں کرے گا ۔ یہ کہہ کر اس نے اپنے دوسرے ساتھیوں کو للکارا کہ آؤ اب موقع ہے ۔ یہ للکار سن کر کئی باغی ان کے ہم خیال ہو گئے اور محل خلافت کی دیوار پھلانگ کر اندر کود گئے ۔ اس وقت اللہ کے حکم سے تمام مسلمان جو محل سرا میں موجود تھے وہ اوپر والی منزل میں تھے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیچے والی منزل میں تنہا عبادت میں مشغول تھے، کسی کو معلوم نہیں تھا کہ نیچے کیا ہو رہا ہے ۔ خلیفہ اول کے صاحبزادے نے قابل صد افسوس کام کا مظاہرہ کیا۔ وہ آگے ہوا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ریش مبارک کو پکڑ لیا اور اسے زور سے کھینچا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بھتیجے اگر آج تمہارا والد ہوتا تو وہ کیا تم کو ایسا کرنے دیتا۔ اب محمد بن ابی بکر پشیمان ہوا اور پیچھے ہٹ گیا ۔ مگر محمد بن ابی بکر کے ساتھی کنانہ نے اپنے ہاتھ میں موجود لوہے کی سلاخ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی مبارک پر ماری۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے قرآن کھلا ہوا ہے اور وہ تلاوت کر رہے ہیں ۔ اس پہلی ضرب نے

Marfat.com

اپنا کام دکھایا اور رسول اللہ ﷺ کا ایک رفیق اور امت اسلامیہ کا حاکم زمین پر گر گیا۔ آپؓ کا خون قرآن مجید کی سورۃ بقرہ کی آیت ''فان امنو بمثل ما امنتم بہٖ فقد اھتدوا'' پر گرا پھر ایک دوسرے آدمی سودان نے آگے بڑھ کر دوسرا وار کیا کہ آپؓ پہلو کے بل گر پڑے۔اس وقت زبان مبارک سے بسم اللہ توکلت علی اللہ نکلا۔اس کے بعد یکے بعد دیگرے سب دشمنوں نے تلوار اور نیزوں سے آپؓ کا جسم مبارک چھلنی کر دیا۔آپکی وفادار بیوی حضرت نائلہؓ نے تلوار کے وار کو روکنا چاہا جس سے ان کی تین انگلیاں کٹ کر الگ ہوگئیں۔دودن آپکی لاش بے گوروکفن پڑی رہی۔باغیوں کا غلبہ تھا۔رات کو چند آدمیوں نے چھپ کر تجہیز وتکفین کی ہمت کی۔غسل دیئے بغیر خون آلود کپڑوں میں آپؓ کا جنازہ اٹھایا گیا اور آپؓ کو جنت البقیع کے قبرستان کے آخری حصے میں دفنایا گیا۔آپؓ نے گیارہ سال اور مسند خلافت کے فرائض سرانجام دیئے۔

شہادت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ غمناک منظر حضرت نائلہ کی آنکھوں نے ہی دیکھا۔آپؓ فوراً مکان کی چھت پر گئیں اور چیخنا شروع کر دیا کہ امیرالمومنین شہید ہوگئے ہیں۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوست جو نگرانی کی غرض سے محل سرا میں موجود تھے دوڑتے ہوئے نیچے آئے تو دیکھا کہ خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو چکے ہیں۔ان کو جسم مبارک بری طرح بکھرا پڑا ہے۔

جب یہ کرب ناک خبر مدینہ میں گئی تو لوگوں کے ہوش اڑ گئے اور وہ مدہوشانہ انداز میں گھومنے پھرنے لگے اور دوڑ کر محل خلیفہ کی طرف آگئے۔اتنے میں شیر خدا بھی تشریف لے آئے انہوں نے آکر ایک طمانچہ حضرت حسنؓ کو مارا [illegible] کا حضرت حسینؓ کی چھاتی میں مارا۔مگر اب کیا کیا جا سکتا تھا۔باغیوں کا محاصرہ جاری تھا دودن

Marfat.com

بعد چند خوش نصیب صحابہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم اطہر کو اٹھایا اور اسی خون آلودہ لباس میں جنت البقیع میں لے جا کر دفن کر دیا۔اس عاشق رسولؐ کے جنازے میں صرف سترہ مسلمان شامل تھے۔آپ کی نماز جنازہ حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شہید ہوئے تو آپ کے سامنے قرآن پاک کھلا ہوا تھا تو آپؓ کا مبارک خون جس آیت پر گرا اس کا ترجمہ تھا کہ خدا کی ذات تم کو کافی ہے وہ علیم ہے اور حکیم ہے۔(بقرہ)

اس وقت حضرت علیؓ نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ میں لہو عثمان سے بری ہوں۔حضرت سعید بن میتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لازم ہے اب احد پہاڑ پھٹ جائے اور تم لوگوں پر آگرے۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب تک حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ تھے اسلام کی تلوار نیام میں تھی اور اب وہ نیام سے نکل گئی ہے اور قیامت تک باہر ہی رہے گی۔حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کا مطالبہ نہ کیا جاتا تو بھی آسمان سے پتھر برستے۔حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قتل حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رخنہ قیامت تک بند نہیں ہو سکتا اور اسلام کی خلافت مدینہ سے اس طرح نکلے گی کہ وہ قیامت تک پھر کبھی لوٹ کر مدینہ میں نہیں آئے گی۔

شہادت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر فوراً پورے ملک میں پھیل گئی۔اس وقت حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ایسا جملہ ادا کیا کہ شہادت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسلام میں ایک ایسا رخنہ پڑ گیا ہے کہ قیامت تک اب

Marfat.com

مسلمان ایک نہیں ہو سکتے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون آلود کرتہ اور حضرت نائلہؓ کی انگلیاں امیر معاویہؓ گورنر شام کو ارسال کر دیں گئیں۔ اس وقت وہ بنی امیہ کے سب سے بڑے آدمی تھے۔ انہوں نے یہ کرتا ایک محفل میں کھولا تو وہی ہوا جس کا جلیل القدر صحابہ نے کہا تھا کہ اسلام میں رخنہ پڑ گیا ہے۔ لوگوں نے انتقام...... انتقام...... کی صدائیں لگائیں۔

بنی امیہ کے تمام ارکان معاویہؓ کے گرد جمع ہو گئے۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کے چوتھے خلیفہ بنائے جا چکے تھے۔ خلیفہ چہارم کی شہادت سے لے کر سانحہ کربلا تک جو بھی اہل اسلام شہید کیے گئے ان میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لہو کا ذکر شامل تھا اور قیامت تک رہے گا۔ شہادت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسلام جس رفتار سے دنیا کی طولانیوں کو مسخر کر رہا تھا غش کھا کر گر چکا تھا اور اب اپنی سرحدوں میں ہی محصور ہو کر نہیں بلکہ لوگوں کے دلوں میں ہی محصور ہو گیا۔

Marfat.com

امیر المومنین حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ

کنیت، ابوتراب، لقب، حیدر خلیفہ چہارم داماد رسولؐ والد حسنؓ وحسینؓ نجیب الطرفین شہید فی سبیل اللہ۔

تاریخ اسلام کا ابتدائی دور نہایت شاندار اور فقید المثال تھا۔ چونکہ اس وقت براہ راست دستِ نبوت سے تربیت پانے والے لوگ تھے اس لیے انکے ایمان کی کیفیت اور اسلام کیلئے جانثاری کے جذبہ کی مثال ملنی مشکل ہے۔ آفتابِ نبوت سے براہ راست جن ستاروں نے روشنی حاصل کی انکی روشنی کی کرنیں آج تک اسی آب و تاب سے چمک رہی ہیں۔ انہی ستاروں میں ایک زندہ نام حضرت علیؓ کا ہے۔ جنکی زندگی اور خلافت پر ان سطور میں روشنی ڈالی جائیگی۔

آپؓ کا اصلی نام 'علی' تھا، کنیت ابوالحسن، ابوتراب تھی، ماں نے انکا نام 'حیدر' رکھا جسکا مطلب پھاڑنے والا شیر ہے۔ امین، شریف، مرتضی، اسد اللہ اور امیر المومنین انکے القاب ہیں۔ آپؓ ہجرت سے اکیس سال قبل خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ خاندانی اعتبار سے آپ دونوں طرف سے ہاشمی ہیں۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی بھی ہیں اور آپ کے داماد بھی۔ آپؓ کے والد کا نام ابوطالب بن عبدالمطلب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر آٹھ سال تھی کہ آپ کے دادا عبدالمطلب کا انتقال ہوگیا جو کہ آپؐ کی پرورش کر رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطالب کی کفالت میں آگئے اور چچا کی وفات

Marfat.com

تک انکے پاس رہے۔ حضرت علیؓ کے والد ابو طالب نے حضور ﷺ کو بہت محبت اور شفقت دی۔

حضرت علیؓ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھیں۔ انکا شجرۂ نسب دوسری پشت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ عرب کے رواج کے مطابق حضرت علیؓ نے ابتدائی دودھ قبیلہ بنی ہلال کی ایک دایہ کا پیا اور ڈیڑھ سال اسکے پاس رہے پھر والدہ کے پاس آ گئے جس وقت رسولِ اکرم ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا اس وقت انکی عمر تقریباً نو سال تھی۔ بچوں میں سب سے پہلے آپ ہی مشرف بہ اسلام ہوئے۔ مسلمانوں پر کفار کے مظالم جب بڑھ گئے تو حضورؐ نے مسلمانوں کو ہجرت کو حکم دیا اور آخر میں جب آپ ﷺ خود ہجرت فرما رہے تھے تو حضرت علی مرتضےؓ کو اپنے بستر پر سلایا اور یہ حکم دیا کہ لوگوں کی جو امانتیں میرے پاس ہیں وہ تمام لوٹا کر میرے پاس مدینہ آ جانا۔ حضرت علیؓ ایک بہادر، نڈر، جری اور پہلوان صحابی تھے۔ غزوہ بدر میں بھی شریک ہوئے۔ بہادری کے جوہر دکھائے۔ جنگ احد میں کفار کے گیارہ علمبرداروں کو تہہ تیغ کیا اور مسلمانوں میں جب بھگدڑ مچ گئی تو سب سے پہلے حضرت علیؓ ہی حضور ﷺ کے پاس پہنچے۔ غزوہ خندق میں کافر پہلوان عمرو بن عبدود (جو کہ ایک ہزار جنگجوؤں کے برابر سمجھا جاتا تھا) نے جب مسلمانوں کو للکارا تو حضرت علیؓ اسکے مقابلے کو آئے اور اسکا وار خطا کر کے خود ایک ہی وار میں اسکا سر تن سے جدا کر دیا۔

غزوہ خیبر میں جب قبرض کا قلعہ کسی سے فتح نہیں ہو رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''کل میں لشکر کا جھنڈا ایسے مجاہد کو دونگا جو اللہ اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہو اور اللہ اور اس کا رسول اسکو محبوب رکھتا ہو اور اس کے ہاتھ پر اسکو فتح فرمائے'' اور پھر حضرت علیؓ کو جھنڈا دیا گیا جنہوں نے قلعہ کا دروازہ اکھاڑ دیا اور لشکر اسلام قلعہ میں داخل ہو گیا۔ فتح مکہ، غزوہ حنین اور طائف میں بھی آپؓ شریک ہوئے۔ آپؓ کی شادی حضور ﷺ کی چہیتی بیٹی حضرت فاطمہؓ سے ہوئی۔

Marfat.com

عہد خلافت

شہادت حضرت عثمانؓ کے بعد مدینہ منورہ کی فضا فتنہ وفساد سے آلودہ تھی۔ آفاقی (مصر، بصرہ اور کوفہ کے مفسدین) دارالخلافہ پر چھائے ہوئے تھے۔ اکابر صحابہ میں سے کچھ فوجی وانتظامی ذمہ داریوں کے سلسلہ میں مختلف صوبوں میں تھے کچھ حج کیلئے مکہ معظمہ میں مقیم تھے تھوڑی سی تعداد مدینہ میں موجود تھی مگر آفاقی ان سب پر غالب تھے۔

شہادت عثمانؓ کے بعد تین دن تک مسند خلافت خالی رہی۔ اس عرصہ میں لوگوں نے حضرت علیؓ سے اس منصب کے قبول کرنے کیلئے اصرار کیا۔ حضرت علیؓ نے پہلے تو انکار کیا لیکن جب دیکھا کہ اکابر صحابہ کی یہی رائے ہے تو پھر اس ذمہ داری کو قبول کرلیا۔ تمام باغیوں اور شہر کے بہت سے لوگوں نے آپؓ کی بیعت کر لی۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ چونکہ حضرت عمرؓ کے مجوزہ 'ارباب شوریٰ' میں سے تھے اور انکی طرف سے مخالفت کا احتمال تھا اس لیے حضرت علیؓ نے ان دونوں کو بلوایا اور اُن سے کہا اگر آپ خلافت کے خواہش مند ہوں تو میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کیلئے تیار ہوں۔ لیکن دونوں کے انکار کے بعد آپؓ نے فرمایا تو پھر میرے ہاتھ پر بیعت کرلو۔ کچھ سوچ بچار کے بعد ان دونوں صحابہ نے بھی بیعت کر لی۔ بہت سے اکابر صحابہؓ نے ابتدا میں آپ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی تھی۔ بیعت کے بعد آپ منبر پر تشریف لائے اور خطبہ ارشاد فرمایا جس میں فتنہ وفساد سے پرہیز اور تقویٰ کی طرف توجہ دلائی۔

خلافت کی خاص خاص باتیں

مطالبہ قصاص

حضرت علیؓ کے خطبہ کے بعد صحابہ کی ایک جماعت جس میں حضرت طلحہؓ و

Marfat.com

حضرت زبیر بھی تھے حضرت علیؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا ''آپ خلیفہ منتخب ہو چکے اب آپ کا پہلا کام حدود شرعیہ کا اجرا ہے۔ لہٰذا قاتلین عثمانؓ سے حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لیجئے۔ ہم نے اسی شرط پر آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا! میں خونِ عثمانؓ کو رائیگاں نہیں جانے دونگا لیکن ابھی اسکا موقع نہیں ہے آپ دیکھ رہے ہیں کہ ابھی ہم مفسدین میں گھرے ہوئے ہیں۔ مدینے میں انہی کا زور ہے امور خلافت بھی ابھی مستحکم نہیں۔ آپ تامل فرمائیں جب حالات سازگار ہوں گے تو میں یہ فرض ضرور انجام دونگا''۔ حضرت علیؓ کے اس جواب سے کچھ لوگ مطمئن ہو گئے اور کچھ نے کہا کہ حضرت علیؓ قصاص سے گریز کر رہے ہیں۔ اور مفسدین نے سوچا کہ اگر حضرت علیؓ کو اطمینان کی فضا میں سانس لینے کا موقع ملا تو پھر ہماری خیر نہیں لہٰذا انہوں نے شر و فساد جاری رکھا۔

معزولی عمال

حضرت علیؓ نے خلافت سنبھالتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ حضرت عثمانؓ کے دور کے تمام گورنروں کو معزول کر کے انکی جگہ نئے گورنر مقرر کر دئے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت علیؓ کو مشورہ دیا کہ آپ اس کام میں جلد بازی نہ کریں پہلے ان سے بیعت لے لیں لیکن حضرت علیؓ نہ مانے۔ چنانچہ کچھ گورنروں نے آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور کچھ نے انکار کر دیا اور معزولی کے حکم کو بھی نہیں مانا۔

حضرت امیر معاویہؓ کی مخالفت

حضرت معاویہؓ جو کہ شام کے ایک مضبوط گورنر تھے حضرت علیؓ کی بیعت کے مطالبہ کے جواب میں کہلا بھیجا کہ میں اس وقت تک آپؓ کی بیعت نہیں کرونگا جب تک

Marfat.com

آپؓ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے قصاص نہیں لیتے اور کوئی حکم بھی نہیں مانوں گا۔ حضرت علیؓ نے ان سے جنگ کی تیاری شروع کر دی۔ حضرت حسنؓ نے اپنے والد حضرت علیؓ کو جنگ سے گریز کرنے اور خلافت سے دست بردار ہونے کو کہا لیکن حضرت علیؓ اپنے موقف پر قائم رہے۔

حضرت عائشہؓ کی تیاری

جن دنوں حضرت عثمانؓ شہید ہوئے حضرت عائشہؓ حج کے لیے مکہ معظمہ گئی ہوئی تھیں واپسی پر جب انہیں معلوم ہوا تو بہت صدمہ ہوا اور لوگوں کو جمع کر کے حضرت عثمانؓ کے قتل کا بدلہ لینے کا اعلان کیا۔ مکہ معظمہ سے ڈیڑھ ہزار افراد انکے ساتھ کھڑے ہو گئے اور جب یہ لشکر بصرہ کی طرف روانہ ہوا تو راستے میں جس جس کو پتہ چلتا وہ بھی شامل ہوتا گیا اس طرح لشکر کی تعداد تین ہزار ہوگئی۔

حضرت عائشہؓ، حضرت طلحہؓ، زبیرؓ اور تمام لشکر سمیت بصرہ پہنچیں۔ گورنر بصرہ نے مزاحمت کی کوشش کی فوجیں آمنے سامنے ہوئیں حضرت عائشہؓ کی تقریر سے آدھے مخالفین حضرت عائشہؓ کے ساتھ ہو گئے اور دو دن تھوڑے تھوڑے مقابلہ کے بعد حضرت عائشہؓ نے بصرہ پر قبضہ کر لیا اور بصرہ میں جو لوگ حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک تھے انہیں گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۲۴ ربیع الآخر ۳۶ھ کا ہے (کامل ابن اثیر)

جنگ جمل

حضرت علیؓ امیر معاویہؓ سے جنگ کے لیے جا رہے تھے۔ انہیں خبر ملی کہ حضرت عائشہؓ نے بصرہ پر قبضہ کر لیا ہے اور قاتلین عثمانؓ کے قصاص کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ حضرت علیؓ اپنی فوجوں کے ساتھ بصرہ آ گئے اور دو مرتبہ اکابرین صحابہ نے مصالحت کی کوشش کی لیکن فرقہ سبائیہ (عبداللہ بن منافق کی جماعت) کی سازش کی وجہ

Marfat.com

سے مصالحت نہ ہو سکی اور شدید جنگ چھیڑ دی گئی جسے ''جنگ جمل'' کہتے ہیں۔اس میں دس ہزار صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ حضرت علیؓ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا اللہ تمہاری غلطی معاف کرے۔ حضرت علیؓ نے جنگ کے بعد میدان جنگ کا چکر لگایا تو اپنے مخالفین میں بڑے بڑے حضرات کی لاشیں دیکھ کر بہت افسردہ اور غمگین ہوئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم نے کہا تھا کہ مخالفین میں صرف ناسمجھ لوگ ہیں اور پھر ان سب کے جنازے پڑھا کر ان کو احترام سے دفنایا۔

جنگ صفین

جنگ جمل کے بعد حضرت علیؓ امیر معاویہؓ کے طرف متوجہ ہوئے۔ دونوں طرف سے وفود کے ذریعہ بات چیت ہوئی مگر کوئی بھی اپنے موقف سے نہ ہٹا اور باوجود کوشش کے صلح نہ ہو سکی اور دونوں فوجوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ بالآخر دونوں طرف سے پانچ پانچ سفیر مقرر کر کے صلح ہوئی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ قبائل عرب کے پاس جائیں ایک سفر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔اس طرح آپ ﷺ دورہ کرتے ہوئے شیبان بن ثعلبہ کے قبیلہ کے پاس پہنچے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو کلمہ شہادت کی دعوت دی۔ پھر بھی اس قبیلہ کے خطیب مفروض نے آپ ﷺ سے دریافت فرمایا کہ آپ ﷺ کس کی تعلیم دیتے ہیں۔تب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

قل تعالوا اتل ما حرم ربکم

یہ سن کر بھی مفروض نے کہا کہ کس بات کی دعوت دیتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور آیت کی تلاوت فرمائی

Marfat.com

ان اللہ یا مر بالعدل والاحسان

تب خطیب قبیلہ مفروض نے کہا اے قریشی بھائی تو نے مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کی دعوت دی بے شک وہ قوم حق سے دور جا پڑی جس نے آپ ﷺ کی تکذیب کی اور آپ کے خلاف مظاہرہ کیا اس کے بعد اس کے سردار نے کہا کہ جلدی میں کوئی فیصلہ کرنا مناسب نہیں۔ ہمارا قبیلہ اس مسئلہ پر غور کرے گا۔

حضرت امام ابوداؤد اپنی مشہور کتاب کے باب صدقۃ الزرع کے ذیل میں یہ تحریر فرماتے ہیں۔

قال ابوداؤد شبرت قثاءۃ بمصر ثلث عشر شبرا ورایت اترجۃ علی بعیر قطعتین قطعت و صیرت علی جمل مثل عدلین

ترجمہ:۔ یعنی میں مصر میں ایک ککڑی دیکھی جس کو میں نے تیرہ بالشت ناپا یعنی ساڑھے تین گز لمبی دیکھی اور نیبو دیکھا جس کے دو ٹکڑے ایک اونٹ پر اس طرح لاد دیئے گئے تھے جیسے لادی کو اونٹ کے دونوں جانب لاد دیا جاتا ہے۔

یعنی ایک نیبو پورے ایک اونٹ کا بوجھ تھا یہ زمانہ عدل کی پیداوار تھی۔

علامہ دمیری نے اپنی مشہور کتاب حیواۃ الحیوان میں ظالم بادشاہوں کی نحوست اور عادل بادشاہوں کی برکت کے سلسلے میں بہت سے دلچسپ واقعات لکھے ہیں جن میں یہ واقعہ عبرت کے لیے ذیل میں لکھا جا رہا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بادشاہ پوشیدہ طور پر اپنے شہر سے دور کسی شہر میں گیا اور ایک آدمی کے یہاں ٹھہرا جس کی گائے

Marfat.com

پلی ہوئی تھی کہ ایک گائے سے تیس گائیوں کے دودھ کی مقدار سے زیادہ دودھ نکلا یہ دیکھ کر بادشاہ نے تعجب کیا اور اس نے اپنے دل میں اس گائے کو لے لینے کا خیال کیا دوسرے روز وہ گائے چارہ گاہ میں چرنے گئی اور شام کو گھر واپس آئی تو اس روز کم دودھ نکلا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کیا بات ہے کہ آج اس کا دودھ کیوں کم نکلا کیا اس چراگاہ میں چرنے نہیں گئی تھی جہاں پہلے چرنے جایا کرتی تھی گھر والوں نے کہا گائے وہی ہے اور وہی چراگاہ تھی جس میں یہ روزانہ چرا کرتی تھی۔

اس گائے کے مالک نے جواب دیا کہ ہمارے بادشاہ کی نیت خراب ہوگئی ہے اور اس نے اپنے بعض رعایا پر ظلم کا ارادہ کیا ہے اور ہمارے یہاں دستور ہے کہ جب بادشاہ رعایا پر ظلم کا ارادہ کرتا ہے تو برکت جاتی رہتی ہے جب بادشاہ نے اپنے دل میں یہ ارادہ کیا کہ اب وہ کبھی کسی پر ظلم نہیں کرے گا تو پھر اس گائے نے اسی طرح خوب دودھ دیا۔ اب بادشاہ کو یقین ہوگیا کہ انصاف کی نیت بہت بڑی چیز ہے۔ اس بات سے عبرت حاصل کر کے اس نے پختہ ارادہ کیا کہ اب وہ کبھی بھی کسی سے ناانصافی نہیں کرے گا۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ اور عدل

سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے موت کی آغوش میں بھی کلمہ عدل کہنے سے گریز نہ کیا۔ جب آپؓ پر حملہ ہوگیا۔ آپؓ زخمی حالت میں ہیں۔ دریافت فرمایا کہ میرا قاتل کون ہے۔ آپؓ کو بتایا گیا کہ ابن ملجم آپ کا قاتل ہے۔ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اس کو قید میں رکھو۔ اس کے ساتھ ظلم نہ کرنا۔ اگر میں مر جاؤں تو اس کے ساتھ عدل کرنا اسے بھی اسی طرح قتل کرنا جس طرح اس نے مجھے زخمی کیا ہے اور اس کی نعش کا مثلہ نہ کرنا۔ اس کو زیادہ تکلیف بھی نہ دینا۔ اگر میں زندہ رہوں تو یہ میری مرضی ہے کہ میں اس کے ساتھ کیا سلوک کروں۔ اسے معاف کردوں یا قصاص لوں۔ مگر

Marfat.com

خبردار میرے بعد صرف میرے قاتل ہی کو قتل کرنا کسی اور کو نہ کرنا۔عدل تو یہ کہتا ہے کہ ایک جان کا بدلہ ایک ہی جان سے لیا جائے۔﴿مولانا سید ابوالحسن علی ندوی۔المرتضٰی۔ ص۔۲۸۰اور۲۸۱﴾

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہفرماتے ہیں کہ جب مجھے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن میں مجھے اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا تو وہاں مجھے ایسے لوگوں سے سابقہ پڑا جو آپس میں ایک عجیب قسم کے جھگڑے میں الجھے ہوئے تھے۔ان لوگوں نے شیر کے شکار کے لئے ایک کمین گاہ کھودی تھی،ایک آدمی اس کمین گاہ کے دہانے پر تھا دوسرے آدمی نے اس کو دھکا دیا تو اس نے دھکا دینے والے کو پکڑ لیا،اس نے ساتھ کھڑے ہوئے آدمی کو پکڑ لیا الغرض چار آدمی اس کمین گاہ میں گر گئے۔شیر نے ان چاروں پر حملہ کر دیا۔ان آدمیوں میں سے ایک آدمی نے اپنی چھوٹی تلوار سے شیر کے حملے کا جواب دیا اور شیر کو مار ڈالا۔

کچھ وقت کے بعد وہ چاروں آدمی بھی زخموں کی تاب نہ لا کر چل بسے۔ان کے لواحقین آپس میں لڑنے جھگڑنے لگے۔حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ اس عجیب وغریب مسئلے کو حل کرنے کے لئے آئے۔آپ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول کے ہوتے ہوئے آپس میں کیوں دست وگریباں ہو؟۔میں تمھارے درمیان عدل کرتا ہوں اگر میرا عدل قبول ہو تو ٹھیک ورنہ میں آپ کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عدالت میں لے چلوں گا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فیصلہ فرمایا کہ جن لوگوں نے کمین گاہ کھودی ہے ان سے چار آدمیوں کا خون بہا اکٹھا کرو۔ایک کا چوتھائی،دوسرے کا تہائی،تیسرے کو نصف اور چوتھے کو مکمل خون بہا دیا جائے۔لوگوں نے اس عدل کو قبول نہ کیا اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں چلے آئے۔آپ ﷺ اس وقت مقام ابراہیم کے پاس تشریف فرما تھے۔ان لوگوں نے سارا ماجرا سنایا،سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تمھارا فیصلہ کر دیتا ہوں۔یہ کہہ کر آپ ﷺ بیٹھ گئے۔لوگوں میں سے ایک نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ ہمارے درمیاں یہ فیصلہ کر چکے ہیں تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہکے فیصلے کو مقدم قرار دیا۔﴿مولانا سید ابوالحسن علی ندوی۔المر

Marfat.com

تضٰی ۔ص ۔۳۳۱اور۳۳۲﴾

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ ﷺ کے بتائے ہوئے عدل پر سختی کاربند رہتے ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زرہ گم ہوگئی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاکم وقت ہونے کے باوجود آپ نے مقدمہ قاضی کی عدالت میں دائر کروایا اور خود چل کر عدالت میں گئے ۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شک تھا کہ وہ زرہ ایک یہودی نے چوری کی ہے۔وہ یہودی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عدالت میں آئے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عام لوگوں کے ساتھ کھڑے ہوگئے ،کسی نے آپ سے خصوصی سلوک کرنے کی کوشش کی تو آپ نے ایسا قبول کرنے سے انکار کردیا۔قاضی نے چھان بین کے بعد جو فیصلہ دیا وہ حاکم وقت کے خلاف تھا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقدمہ خارج کردیا گیا ،یہودی بری قرار پایا ،ایسا صرف اسلامی نظام حکومت میں ہی موجود ہے۔یہ ہی عدل کی اصل روح ہے۔عدل کی نظر میں سب برابر ہیں۔حاکم ہو یا یا ادنی سا ملازم ،سفید ہو یا کالا ، عربی ہو یا عجمی سب کو ایک صف میں کھڑا کرتا ہے۔اور یہی عدل قانون قدرت کو بھی مقبول ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عہد خلافت ہے۔موتیوں کا ایک ہار آیا اور بیت المال میں داخل کرلیا گیا۔اس کی خبر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادیؓ کو ہوئی۔ حاکم وقت کی صاحب زادی نے عید سے ایک روز قبل بیت المال کے انچارج کے پاس کہلا بھیجا کہ کل عید ہے اور اس دن تمام عورتیں اچھے اچھے لباس اور خوبصورت زیورات پہن کر آئیں گی ۔میرے پاس کوئی زیور نہیں ہے لہذا آپ اس ہار کو مجھے دے دیں۔ میں اس ہار کو عید کے دن استعمال کر کے نہایت احتیاط سے تمہیں واپس کردوں گی۔ بیت المال کے افسر نے کہا کہ یہ ہار میں تین دن کے لئے آپ کو دے سکتا ہوں۔حاکم وقت کی صاحب زادی راضی ہوگئی اور وہ ہار تین دن کے وعدہ پر افسر نے بھیج دیا۔عید کے دن اس ہار کو پہنا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً اسے پہچان لیا اور دریافت فرمایا کہ یہ ہار تمہیں کہاں سے ملا ہے۔صاجبزادی نے عرض کی کہ بیت المال سے تین روز کے لئے ادھار لیا ہے۔یہ

Marfat.com

سنتے ہیں امیر المومنیں کو سخت غصہ آ گیا اور انچاج کو بلایا، اور کہا کہ تم امت کے مال میں خیانت کرتے ہو؟ عامل نے کہا کہ خدا کی پناہ میں مسلمانوں کے مال میں خیانت نہیں کرتا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم نے میری اجازت کے بغیر یہ ہار میری بیٹی کو کیوں دیا۔ اگر اس نے تین دن کا وعدہ نہ کیا ہوتا تو میں اپنی بیٹی پر چوری کی حد قائم کرتا اور اسے عدل کے مطابق سخت سزا دیتا۔ صاحب زادی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ایک دن کے لئے اس ہار کو عاریتاً مانگا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بیٹی کیا تم اپنے نفس کی خاطر اسلام کے عدل کا خون کرنا چاہتی ہو۔ کیا تمام مسلمان لڑکیاں اس طرح کا ہار پہنے ہوئے ہیں؟ صاجبزادی خاموش ہوگئی اور ہار بیت المال میں واپس کر دیا مگر حاکم وقت کے عدل کو آنچ نہ آنے دی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر آدمی کی جنت اور دوزخ لکھی جا چکی ہے۔ لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ پھر ہم اپنے لکھے ہوئے کا سہارا کیوں نہ لیں۔ اور عمل چھوڑ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں عمل کرو! کیوں کہ ہر آدمی کو اسی چیز کی توفیق ملتی ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ جو خوش نصیب ہوا اس کو جنتی کاموں کی توفیق ملتی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے سورۃ اللیل کی آیات پڑھیں۔ جن کا ترجمہ یہ ہے کہ جس نے مال خرچ کیا اور تقویٰ کی راہ اختیار کی اور بہترین بات کی تصدیق کی، تو ہم اس کو اچھی زندگی کی توفیق دیں گے۔ اور جس نے اپنا مال دینے میں بخل سے کام لیا اور اللہ سے بے پروا رہا اور اچھی بات کو جھٹلایا تو ہم اس کو تکلیف والی زندگی کی توفیق دیں گے۔ (بخاری، مسلم شریف)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ اس کا جنازہ پڑھائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا اس کے ذمے کوئی قرض تو نہیں۔ لوگوں نے کہا کہ اس

Marfat.com

کے ذمے قرض ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی جائیداد بیچ کر اس کا قرض ادا کیا جائے۔ عرض کیا گیا کہ اس کی کوئی جائداد نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا جنازہ تم لوگ ہی پڑھاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ وہاں موجود تھے انہوں نے عرض کیا کہ اس کا قرض میں ادا کروں گا، رسول اللہ ﷺ نے اس فرد کی نماز جنازہ ادا فرمائی اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ اللہ تجھے آگ سے بچائے اور تیری جان بخشی کرے جیسے تو نے اپنے مسلمان بھائی کے قرض کی ادائیگی سے چھڑائی ہے۔ وہ آدمی جس نے اپنے بھائی کا قرض ادا کیا اللہ قیامت کے دن اس کا بھلا کرے گا۔ (شرح السنۃ)

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کہ خلافت کا زمانہ ہے۔ ایک روز بیت المال میں بہت سا شہد آیا جو مشکوں میں بھرا ہوا تھا۔ اتفاق سے اسی وقت آپ کے صاحب زادے حضرت حسن کے یہاں چند مہمان آئے اور روٹی کے ساتھ کھانے کے لئے شہد کی ضرورت پڑی۔ حضرت حسن نے امیر المومنین کے عامل قنبر سے کہا کہ ایک مشک کھول کر تھوڑا سا شہد لاؤ۔ جب شہد تقسیم ہونے لگے تو میرے حصے سے اتنا شہد نکال لینا۔ قنبر نے اس میں کوئی مضائقہ نہ سمجھا اور تھوڑا سا شہد دے دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے شہد تقسیم کرنے کے لئے مشکیں منگوائیں ایک مشک میں کچھ شہد کم محسوس ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے قنبر سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ کچھ شہد آپ کے بیٹے حضرت حسن نے لے لیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ بہت خفا ہوئے اور کہا کہ حضرت حسن کو فوراً حاضر کیا جائے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے دریافت کیا کہ تم کو امت مسلمہ کا مال میری اجازت کے بغیر لینے کی جرات کیسے ہوئی؟ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فوراً حکم دیا کہ وہ شہد حاضر کیا جائے۔ اس طرح مہمانوں کو شہد کھانا نصیب نہ ہوا۔ یہ تھا عدل کہ جس میں سب برابر ہیں، کسی کو برتری کا کوئی حق نہیں۔ ﴿احیاء العلوم جلد ۲ ص ۱۲۲﴾

Marfat.com

شہادت علیؓ

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے جس وقت خلافت حاصل کی اس وقت اہل اسلام پر برا وقت تھا۔ جنگ جمل نے اہل اسلام کی قوت کو بکھیر کر رکھ دیا۔ جنگ صفین نے اہل اسلام میں ایک اور فتنہ ڈال دیا۔ تھا تو یہ سلسلہ سیاسی مگر مسلمانوں نے اس کو دینی رنگ دیا ہوا تھا۔ مگر اہل اسلام کے دشمن اسلام سے خائف تھے اور ان کو اسلام کے مبارک جسم پر وار کرنے کا موقع مل گیا جس سے انہوں نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ اس وقت خارجی مسلمانوں کو تباہ کرنے میں پیش پیش تھے۔ انہوں نے مکہ میں بیٹھ کر ایک پلاننگ بنائی کہ تاریخ اسلام کو بدل دیا جائے اور ان میں تین آدمیوں نے اس بات کا بیڑا اٹھایا کہ ہم ایسا کریں گے۔ ان میں سے ایک کا نام عمرو بن بکر تھا اس نے کہا کہ میں حاکم مصر عمروؓ بن العاص کو شہید کروں گا۔ دوسرے کا نام برک بن عبداللہ تمیمی تھا اس نے معاویہؓ کو شہید کرنے کا بیڑا اٹھایا اور شیر خداؓ کو شہید کرنے کے لئے ایک ابن ملجم کو منتخب کیا گیا۔

یہ تینوں مردود مکہ سے نکلے اور اپنی منزل کی طرف چل دئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے اوپر ہونے والے حملے کو محسوس کرلیا۔ جونہی حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی نظر ابن ملجم پر پڑی تو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے خطرے کو محسوس کرلیا کہ اس کے ہاتھ میرے خون سے رنگین ہوں گے۔

ایک دن حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے خطبے میں فرمایا کہ خدا کی قسم جس نے بیج بویا اور جان پیدا کی یہ ضرور اس سے رنگ جانے والی ہے۔ اس وقت آپؓ نے اپنی داڑھی مبارک اور سر کی طرف اشارہ کیا وہ بدبخت کیوں انتظار کر رہا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ آپؓ بتائیں کو کون ہے جو آپؓ کو قتل کرے گا ہم اس کو پہلے ہی قتل کردیں۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ تم اس آدمی کو کیوں قتل کرتے ہو جس نے

Marfat.com

مجھے قتل نہیں کیا۔ تو لوگوں نے کہا کہ آپؓ کوئی خلیفہ بنا دیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نہیں میں تم کو اس حال میں چھوڑ کر جاؤں گا جس حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو چھوڑ کر گئے تھے۔

لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ جواب سن کر کہا کہ پھر تم خدا کو کیا جواب دو گے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں خدا کو کہوں گا کہ میں ان میں تجھے چھوڑ آیا تھا۔ اور اب یہ تجھ پر منحصر ہے کہ تو ان کی اصلاح کر لے یا ان کو بگاڑ دے۔ (طبقات ابن سعد)

اپنی شہادت سے چند دن قبل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیز آپؓ کے ہاتھ دھلا رہی تھی تو آپؓ نے اپنی داڑھی کو پکڑ کر کہا کہ حیف تجھ پر کہ تو خون سے رنگی جائے گی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے کا کام بنی مراد نے ذمہ لیا تھا۔ آپؓ کے ساتھیوں کو اس بات کا علم تھا ایک دن آپؓ نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک بنی مراد کا فرد آیا اور اس نے کہا کہ ہوشیار رہیں کہ قبیلہ مراد کے چند لوگ آپؓ کے قتل کی فکر میں ہیں۔

اشعث نے ایک دن ابن ملجم کو تلوار تیز کرتے ہوئے دیکھا اور اس کو کہا کہ تلوار دکھاؤ کہاں ہے تمھاری تلوار۔ ابن ملجم نے وہ تلوار اس کو دکھائی تو وہ بالکل نئی تھی اشعث نے پوچھا کہ یہ تلوار تو نئی ہے اس کو لگانے کی کیا ضرورت؟۔ اور یہ زمانہ جنگ کا بھی نہیں ہے۔ ابن ملجم نے کہا کہ میں گاؤں کے اونٹ ذبح کرنا چاہتا ہوں۔ اشعث سمجھ گئے اور وہ دوڑ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ان سے سارا معاملہ کہہ سنایا۔

جمعہ کے دن نماز فجر کا وقت تھا رات بھر ابن ملجم نے اشعث بن قیس سے مسجد میں باتیں کیں۔ ابن ملجم نے بجیرہ نامی ایک اور خارجی کو اپنا ساتھی ملا لیا تھا۔ دونوں رات کو اٹھے اور تلواریں لے کر اس دروازے کے سامنے بیٹھ گئے جس سے حضرت علی

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلا کرتے تھے۔اس رات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نیند نہ آئی۔ صبح ہوئی تو حضرت حسنؓ تشریف لائے کہ والد گرامی کو جگا دیں۔آواز سن کر خلیفہ نے کہا بیٹا ساری رات جاگتا رہا ہوں۔ ذرا بیٹھے ہوئے آنکھ لگ گئی تھی خواب میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تھے۔اور میں نے کہا تھا کہ سرکار آپ ﷺ کی امت سے میں نے بڑی تکلیف پائی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جلد ہی تم کو چھٹکارا مل جائے گا۔اس پر میں نے دعا کی اے اللہ مجھے ان سے بہتر ساتھی دے اور انہیں مجھ سے بدتر ساتھی دے۔اسی وقت موذن نے اذان دی۔اور موذن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آ گیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور مسجد کے لئے چلنے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما رہے تھے لوگو نماز ......لوگو نماز ...... یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دستور تھا کہ لوگوں کو مسجد میں آنے کے لئے جگاتے تھے۔اس دن بھی آپؓ نے لوگوں کو جگایا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگو نماز ......لوگو نماز ...... کہتے ہوئے مسجد کے دروازے میں داخل ہوئے تو عین دروازے کے درمیان دو تلواریں چمکیں اور ایک آواز آئی کہ حکومت خدا کی نہ کہ علی کی۔شعیب کی تلوار تو دروازے کے طاق پر پڑی اور ابن ملجم کی تلوار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک میں دھنس گئی۔

زخم لگتے ہی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلائے خدا کی قسم میں کامیاب ہو گیا اور ساتھ ہی یہ کہنے لگے کہ پکڑو اس کو یہ جانے نہ پائے۔شعیب تو نکل گیا مگر ابن ملجم نے چاروں طرف تلوار چلانا شروع کر دی۔ وہ نہتے مسلمانوں کو ذبح کرنے لگا اتنے میں حضرت مغیرہ بن نوفل آ گئے انہوں نے اپنا کمبل ابن ملجم پر پھینک دیا وہ کمبل میں الجھ گیا اور اہل اسلام نے اس کو پکڑ لیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھا کر گھر لایا گیا۔آپؓ نے قاتل کو طلب فرمایا اور اس کو کہا کہ اے دشمن میں نے تیرا کیا نقصان کیا تھا۔کیا میں نے تم پر احسانات

Marfat.com

نہیں کیے؟ اس نے کہا کہ ہاں تم نے مجھ پر احسانات کیے تھے۔ تو پھر تم نے ایسا کیوں کیا۔ تو اس نے کہا کہ میں نے اس تلوار کو چالیس دن تیز کیا اور اس سے وعدہ کیا کہ تجھ سے اس آدمی کو قتل کروں گا جو اللہ کی دھرتی پر سب سے زیادہ بدترین آدمی ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی بیٹی حضرت ام کلثومؓ نے فرمایا کہ او دشمن خدا تو نے امیر المومنین کو قتل کر دیا۔ ابن ملجم نے کہا میں نے امیر المومنین کو قتل نہیں کیا بلکہ تمھارے باپ کو قتل کیا ہے۔ بیٹی نے کہا اللہ کے حکم سے میرے باپ کا بال بیکا بھی نہیں ہوگا اس نے کہا کہ پھر آنسو بے کیوں بہاتی ہو۔ پھر بولا بخدا میں نے اس تلوار کو چالیس دن زہر پلایا ہے اگر یہ اب بھی بے وفائی کرتی ہے تو اللہ اس کو غارت کرے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت حسنؓ سے فرمایا کہ یہ قیدی ہے اس کی خاطر تواضع کرنا ہے۔ اگر میں زندہ رہوں تو اپنے خون کا سب سے زیادہ دعویٰ دار ہوں اگر میں مر جاؤں تو اس کو تکلیف نہیں دینی جس طرح کے وار سے اس نے مجھے شہید کیا ہے اس طرح کا وار ہی کرنا ہے۔ اگر تم معاف کر دو تو یہ تقویٰ سے زیادہ قریب تر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے پھر فرمایا کہ دیکھو زیادتی نہ کرنا اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ پر غشی طاری ہوگئی تو اسی اثنا میں جندب بن عبداللہ حاضر ہوا۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو ہوش آیا تو اس نے کہا کہ آپؓ کی شہادت کے بعد کیا ہم حضرت حسنؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلیں تو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ نہ میں اس بات کا حکم دیتا ہوں اور نہ آپ کو اس بات سے منع کرتا ہوں۔

اس کے بعد آپؓ نے اپنی بیٹوں کو جمع کیا اور ان کو نصیحتیں کیں کہ ظلم نہ کرنا، دنیا کا پیچھا نہ کرنا، ہمیشہ حق بات کرنا، یتیم کا مال نہ کھانا، بیکس کی مدد کرنا کتاب اللہ پر چلنا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے تمام بیٹوں کے بارے میں وصیتیں

Marfat.com

کیں۔اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا۔جونہی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر مدینہ گئی تو ہر طرف کہرام مچ گیا۔اور وہی منظر لوٹ آیا جب محمد رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۶۳ سال کی عمر شہادت پائی۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے ۴ سال نو مہینے خلیفہ رہے۔آپؓ کی تمام زندگی حق اور باطل کے مابین جنگ میں صرف ہوئی۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت اسلام کی مدد کی جب کوئی اسلام کا نام لینا گوارا نہیں کرتا تھا۔آپؓ کا جنازہ حضرت امام حسنؓ نے پڑھایا۔

Marfat.com

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا
بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ط (آل عمران:۱۶۹)

''اللہ تعالیٰ کے راستہ میں شہید ہونے والوں کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں''

حضرت حمزہؓ اسلام کے نامور مجاہد ہیں۔ جس کی شہادت کا خون اسلام کے گلشن کو ہرا ابھرا کر گیا اور رہتی دنیا تک مسلمان اس عظیم فرزند اسلام کو خراج تحسین پیش کرتے رہیں گے۔

تاریخ گواہ ہے کہ سن چھ نبوی تھا، ابوجہل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بدتمیزی کی عبداللہ بن جدعان کی لونڈی نے حضرت حمزہؓ کو بتایا انہوں نے آ کر اس سے بدلہ لیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ردعمل ظاہر نہ کیا تو پوچھا خوشی نہیں ہوئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں میری خوشی بدلہ لینے میں نہیں ہے بلکہ میری خوشی تو اس بات میں ہے کہ آپ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیں۔ اسی وقت حضرت امیر حمزہؓ نے زبان مبارک سے ادا کیا:۔

لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یوں تو تاریخ اسلام میں ہزاروں شہداء کا تذکرہ موجود ہے اور ہر شہید اپنی قربانی اور بے مثال بہادری کی وجہ سے اپنی مثال آپ ہے۔ مگر دربار رسالت سے جس

Marfat.com

شہید کو تمام شہیدوں کا سردار اور صدر قرار دیا گیا ہے وہ حضرت سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے۔

حضرت امیر حمزہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے اور آپ کی ذات گرامی کو دل و جان سے عزیز رکھتے تھے۔ آپ نے جنگ بدر میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے تھے کہ ملاء اعلیٰ کے مکین بھی عش عش کر اٹھے تھے۔ جنگ بدر میں عتبہ اور طلیحہ بن عدی آپ ہی کے ہاتھوں فی النار والسقر ہوئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیائے کفر میں آپؓ کے نام کی دہشت تھی، آپؓ کو انتقام کا نشانہ بنانے کے لئے کرائے کے آدمی تلاش کئے گئے اور منہ مانگا انعام دے کر حضرت حمزہؓ کو شہید کرنے کے لئے آمادہ کیا گیا۔

سیدنا حمزہؓ جنگ بدر کے بعد جنگ احد میں شریک ہوئے اور جنگ احد میں جنگ بدر کی طرح ہی جو ہر شجاعت دکھائے اور لات و عزیٰ کے پجاریوں کے چھکے چھڑا دیئے۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ جبیر ابن مطعم جس کے چچا کو بدر میں حضرت حمزہؓ نے قتل کیا تھا اپنے چچا کے قتل کا بہت صدمہ تھا، اس نے اپنے غلام وحشی کو کہا کہ اگر تو حمزہؓ کو کسی طرح قتل کر دے تو میں آزاد کر دوں گا۔ وحشی یہ سن کر اسی فکر میں رہتا تھا کہ اب اگر مسلمانوں سے کوئی جنگ ہوئی تو میں اس میں شامل ہو کر ضرور حضرت امیر حمزہؓ کے قتل کی کوشش کروں گا تا کہ مجھے غلامی سے نجات مل جائے۔ جب جنگ احد کے لئے قریش مکہ جانے لگے تو وحشی بھی اپنا مذموم ارادہ لے کر ان کے ہمراہ ہو گیا، وحشی خود بیان کرتا ہے کہ احد میں ایک پتھر کے پیچھے چھپ کر میں بیٹھ گیا اور اس انتظار میں رہا کہ جونہی حضرت حمزہؓ میرے سامنے آئیں تو میں اپنے خاص داؤ سے ان پر حملہ کر دوں چنانچہ میں نے دیکھا کہ سباع نامی ایک شخص میدان میں اترا اور اس نے آتے ہی للکارا **ھل من مبارز** ہے کوئی میرا مقابل؟

حضرت حمزہؓ نے میدان میں آتے ہی فرمایا:

"اے سباع! اے عورتوں کے ختنہ کرنے والی ماں کے بیٹے! کیا تو اللہ اور

Marfat.com

رسول کا مقابلہ کرتا ہے''

یہ کہتے ہوئے شیر کی طرح جھپٹے اور ایک آن میں اس کافر کو جہنم رسید کردیا

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے
رن کیا ہے چرخ کہن کانپ رہا ہے

جونہی حضرت حمزہؓ اس کے قتل سے فارغ ہو کر میرے سامنے سے گزرنے لگے تو میں نے چپکے سے آپ پر اپنا حربہ یعنی خنجر پھینکا جو سیدھا آپ کے ناف کے قریب پہنچا اور پیٹ چاک کرتے ہوئے گزر گیا حضرت حمزہؓ اسی ایک حربے سے شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وحشی کہتا ہے کہ ہندہ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر تو حمزہؓ کو جو میرے باپ عتبہ کا قاتل ہے، قتل کردے گا تو میں تجھے منہ مانگا انعام دوں گی مجھے ہر وقت اس بات پر اکساتی رہتی تھی کہ اگر تو نے آزادی حاصل کرلی ہے اور انعام حاصل کر کے دنیا میں عیش وآرام کی زندگی بسر کرنی ہے تو حمزہ کو قتل کر کے اس کا کلیجہ یعنی جگر نکال کر مجھے لادینا میں اس کا جگر چباؤں گی۔ میں نے اس سے بھی وعدہ کر رکھا تھا اس لئے حمزہؓ کو شہید کر کے اس کا جگر ہندہ کو لا کر دیا اس نے اسے چبانے کی کوشش کی مگر اسے نہ نگل سکی۔اس طرح میں نے حضرت حمزہؓ کو شہید کر کے آزادی حاصل کی اور مجھے ہندہ نے بہت سے کپڑے اور اپنے زیورات اتار کر انعام میں دیئے۔

حضرت حمزہؓ کو شہادت کے بعد بھی معاف نہیں کیا گیا بلکہ آپ کے جسم اطہر کی بے حرمتی کی گئی، یہ نبوت کی یونیورسٹی کا پہلا طالب علم تھا جس کا جسم اطہر شہادت کے بعد بھی اللہ کے راستے میں مزید قربانیاں دیتا رہا۔آپ کی ناک کاٹی گئی، کان کاٹے گئے، جگر نکالا گیا، کلیجہ چبایا گیا، آنکھوں میں نیزے مارے گئے، دانت توڑے گئے، زبان کاٹی گئی اور ان اعضاء کا ہار بنا کر گلے میں ڈالا گیا۔یوں اس شہید اعظم کے جسم کے

Marfat.com

ایک ایک حصے نے شہادت کا حق ادا کردیا۔ تاجدار نبوت ﷺ کے پروانے آپ کی شہادت دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ اور کہہ اُٹھے کہ فرشتوں پر بشر بازی لے گیا۔

وادی احد خون شہید سے مشک بار ہوگئی، جن گردنوں میں حضرت حمزہؓ کے ٹکڑے ہار بن کر لٹکے یا تو وہ گردنیں خدا کے حضور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جھک گئیں یا ہمیشہ کے لئے شکست کھا کر اہل حق کے ہاتھوں کٹ گئیں۔ خدا کے حضور گردنیں جھک گئیں تو بھی حمزہؓ کی جیت ہے...... اہل حق کے ہاتھوں کٹ گئیں تو بھی حمزہؓ کی جیت ہے۔

سرکار دوعالم ﷺ نے جنگ کے خاتمہ کے بعد حضرت حمزہؓ کی لاش مبارک تلاش کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ تلاش کرتے ہوئے حضرت حمزہؓ کے پاس پہنچے ان کی اس ہیئت کو دیکھ کر رونے لگے، واپس آکر سرکار دوعالم ﷺ کو ساتھ لے کر گئے، آپ ﷺ نے اپنے محبوب چچا کی لاش مبارک کو دیکھا تو کان اور ناک کٹے ہوئے ہیں۔ پیٹ اور سینہ چاک ہے، جسم مبارک زخموں سے چور ہے اس جگر خراش اور دل آزار منظر کو دیکھ بے اختیار دل بھر آیا اور فرمایا کہ تم پر اللہ کی رحمت ہو، جہاں تک مجھ کو معلوم ہے کہ تم بڑے ہی مخیّر اور صلہ رحمی کرنے والے تھے اگر صفیہؓ کے حزن و ملال کا خیال نہ ہوتا تو میں تم کو اسی طرح چھوڑ دیتا تاکہ درندے اور پرندے تم کو کھاتے اور پھر قیامت کے دن تم انہیں کے شکم سے اٹھتے۔

اور اسی جگہ کھڑے کھڑے ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم اگر خدا نے مجھ کو کافروں پر غلبہ عطا فرمایا تو آپؓ کے بدلے ستر کافروں کا مثلہ کروں گا۔ عرش سے آواز آئی میرے محبوب کیا کہا؟ ستر کافروں کا مثلہ کروں گا۔ ہرگز نہیں بلکہ تعلیم یہ ہے کہ:۔

فان عاقبتم فعاقبوا بمثل ماعوقبتم به ولئن صبرتم لهو خير للصابرين ٥ واصبر وما

Marfat.com

صبرک الا باللہ ولا تحزن علیھم و لا تک فی ضیق مما یمکرون ٥ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون ٥ (النحل)

''اگر تم بدلہ لو تو اتنا ہی بدلا لو جتنا کہ تم کو تکلیف پہنچائی گئی تھی اور اگر تم صبر کرو تو البتہ وہ بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لئے اور صبر کیجئے اور آپ کا صبر کرنا محض اللہ کی امداد اور توفیق سے ہے اور نہ آپ ان پر غمگین ہوں اور نہ ان کے مکر سے تنگ دل ہوں بے شک اللہ صبر کرنے والوں اور نیکوں کاروں کے ساتھ ہے''۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے جب حضرت حمزہؓ کی لاش مبارک کو اس حالت میں دیکھا تو آپ رو پڑے، روتے روتے آپ کی ہچکی بندھ گئی اور آپ نے ارشاد فرمایا:

سید الشھداء عند اللہ یوم القیامۃ حمزۃ

(مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۹۹)

''شہیدوں کے سردار اللہ کے ہاں قیامت کے دن حضرت حمزہؓ ہوں گے''۔

سید الشہداء کا اعزاز صرف اور صرف حضرت امیر حمزہؓ کے لئے ہوگا۔ آپ کے سوا یہ خطاب کسی کے سر نہ بجتا ہے اور نہ ہی جائز ہے کیونکہ بارگاہ نبوت کی یہ عطاء ہی حضرت حمزہؓ کے لئے ہے۔

آپؓ کی بہن جب اپنے بھائی کا خون آلود چہرہ دیکھنے کے لئے آئی تو آپ ﷺ نے اسے دور سے آتے ہوئے دیکھا، پھوپھی کو آتے دیکھتے ہی آپ ﷺ نے زبیر بن عوام کو آواز دی کہ زبیرؓ! اپنی ماں کو منع کرو، بھائی کی لاش پر نہ جائے۔ خیال تھا کہ روئے گی، ماتم کرے گی، واویلا کرے گی، دامن صبر چھوٹ جائے گا۔ تو بی بی صفیہؓ نے بے ساختہ فرمادیا کہ مجھے جانے دو میں رونے کے لئے نہیں آئی بلکہ مبارک باد

Marfat.com

دینے کے لئے آئی ہوں۔ میرے بھائی نے توحید ورسالت ﷺ کا حق اداء کر دیا ہے۔

قاتل حمزہ دربار رسالت میں

وحشی جنگ احد کے بعد مکہ مکرمہ میں مقیم رہا۔ جب اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم ﷺ کو فتح مکہ عطاء فرمائی تو وحشی بھاگ کر طائف چلا گیا وہ ہر وقت اسی فکر میں رہتا تھا کہ نہ معلوم میرا اب کیا حشر ہوگا؟ اگر میں مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا تو میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ اسی فکر میں شب و روز گھلتا رہتا تھا کہ کسی نے اس کو مشورہ دیا کہ بجائے کسی اور تدبیر یا راستہ اختیار کرنے کے تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ دربار رسالت میں سراپا عجز و نیاز بن کر اپنی معافی کی درخواست لے کر حاضر ہو جاؤ اور کلمہ شہادت پڑھ کر آغوش رسالت ﷺ میں چلے جاؤ۔ وحشی یہ سوچ کر اور دل میں اسلام لانے کا فیصلہ کر کے مدینہ منورہ پہنچا اور اچانک دربار رسالت میں پہنچ کر کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا، وحشی خود بیان کرتا ہے کہ مجھے یوں اچانک کلمہ پڑھتے ہوئے دیکھ کر سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ تو وحشی ہے؟۔ میں نے عرض کیا کہ جی حضور! آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے میرے چچا کو شہید کیا تھا؟ میں نے ندامت سے کہا کہ جی حضور! آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تفصیل سے بتاؤ کہ تم نے میرے چچا کو کیسے شہید کیا تھا؟ آپ ﷺ کے ارشاد کی تعمیل میں میں نے تمام واقعہ تفصیل سے عرض کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:۔

وَيْحَكَ! غَيِّبْ عَنِّي فَلَا أُرِيَنَّكَ

''افسوس ہے تجھ پر! میرے سامنے سے غائب ہو جا! میں تیرا چہرہ پھر کبھی نہ دیکھوں گا''۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

مسیلمہ کذاب کا قاتل وحشیؓ

سچی نبوت کے مقابلہ میں سب سے پہلے جھوٹی نبوت کا سوانگ رچانے والا مسیلمہ کذاب تھا۔ سرکار دو عالم ﷺ کی ہمیشہ خواہش رہی کہ کوئی مرد مومن اس جھوٹی نبوت کے دعوے دار کو کیفر کردار تک پہنچا کر ابدی جنت حاصل کرے۔ قربان جاؤں اس تقدیر کے فیصلہ کرنے والے غفور رحیم کے کہ اس نے یہ عظیم کارنامہ سرانجام دینے کے لئے جس شخص کو چنا وہ وہی وحشی تھا جس نے سیدنا امیر حمزہؓ کو شہید کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قلب رسالت کو مغموم کیا تھا۔ اسی وحشی نے اسی خنجر سے نبوت کے جھوٹے دعوے دار مسیلمہ کذاب کو قتل کر کے فی النار والسقر کر دیا اور یوں وہ جھوٹے نبی کو قتل کر کے سچے نبی ﷺ کے دل میں جگہ پا گیا۔

شہید اعظمؓ کے جنازہ کی خاص بات

شہدائے احد کے جب کفن و دفن کا وقت آیا تو حضرت حمزہؓ کے لئے جو کفن کا کپڑا املاوہ اس قدر چھوٹا تھا کہ اگر سر مبارک ڈھانپا جاتا تو پاؤں مبارک ننگے رہتے اور اگر پاؤں مبارک پر چادر ڈالی جاتی تو سر مبارک ننگا رہتا۔ اس صورت حال کو دیکھ کر سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سر مبارک ڈھانپ دیا جائے اور پاؤں پر (اذخر) گھاس ڈال دیا جائے۔ یوں شہید اعظم ادھوری چادر میں کفنائے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے شہدائے احد کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ایک ایک شہید کو لایا جاتا تھا اور آپ اس کا جنازہ پڑھاتے تھے۔ اس طرح سب سے پہلے حضرت حمزہؓ کا جنازہ پڑھا گیا اور پھر ایک ایک شہید کو حضرت حمزہؓ کے قریب رکھتے جاتے تھے اور آپ ﷺ اس کا جنازہ پڑھاتے تھے۔ اس طرح حضرت حمزہؓ کے لئے ستر مرتبہ مغفرت کی دعاء فرمائی جو صرف آپ ہی کا طرۂ امتیاز ہے۔

Marfat.com

دیکھئے صحابہ کرامؓ نے اس دین کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ اپنا تن، من، دھن اور وطن قربان کر دیا اور آخری حد تک اپنی جانوں کا بھی نذرانہ پیش کر دیا اور حضرت حمزہؓ کا مثلہ کیا گیا، کان، ناک کاٹے گئے، سینہ چاک کیا گیا، کلیجہ چبایا گیا، کیوں؟ کوئی ان کی ذاتی دشمنی تھی؟ کوئی ذاتی فائدہ تھا؟ نہیں بلکہ اسلام کی خاطر۔ اس لئے اگر اسلام کی قدر پوچھنا ہے تو ان صحابہ سے پوچھو جنہوں نے اس دین کی خاطر تکالیف جھیلیں۔ ہمیں کیا قدر؟ جن کو دین اسلام ماں کی گود میں مل گیا ہے اس لئے ہم نے آج دین اسلام کو پس پشت ڈال دیا ہے اسی لئے ہم دنیا میں ذلیل ہیں، رسوا ہیں، تنزلی اور زوال کا شکار ہیں۔

Marfat.com

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہٗ سیف اللہ

خالد بن ولیدؓ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم القریشی رسول اللہ ﷺ کے جلیل القدر صحابی اور ایک عظیم سپہ سالار اور تاریخ ساز فاتح تھے۔ انکی کنیت ابوسلمان اور ابوالولید اور لقب سیف اللہ تھا۔ سلسلہ نسب ساتویں پُشت میں آنحضرت ﷺ سے جا ملتا ہے۔ اُنکی والدہ البابہ الصغریٰ بنت الحارث الہلالیہ تھیں۔ حضرت خالدؓ کے والد الولید بن مغیرہ قریش کے شرفاء اور سرداروں میں سے تھے اور مکہؔ کے بڑے مالدار آدمی تھے۔ قریش انہیں العدل اور الوحید کے القاب سے یاد کرتے تھے۔ ان کا قبیلہ شرافت وخوشحالی کے علاوہ شجاعت وجنگجوئی میں بھی ممتاز تھا۔ اور عسکری قیادت حضرت خالدؓ کے قبیلے بنومخزوم کے پاس تھی۔ حضرت خالدؓ کے اور بھائی بھی تھے لیکن اُن سب میں جو مرتبہ انہیں نصیب ہوا وہ ان کے کسی دوسرے بھائی کو میسر نہ آسکا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو شہسواری اور گھوڑ دوڑ میں زیادہ مہارت حاصل تھی۔ اور جنگی فنون کی مہارت قدرت کی طرف سے خاص طور پر ودیعت ہوئی تھی۔ خاندانی سپاہیانہ روایات اور مخصوص ماحول نے ان کی فطری صلاحیتوں کو اور بھی اجاگر کر دیا تھا۔ ان تمام نمایاں خوبیوں کی بناء پر ان کے والد نے اہل مکہ کے جنگی کیمپ کی انتظامی ذمہ داری ان کے سپرد کر دی تھی جنہیں سنبھالنے کے بعد انہوں نے اسکی اہلیت کا پورا پورا ثبوت بہم پہنچایا۔ قبل از اسلام حضرت خالد بن ولیدؓ کی جنگی مہارت کا پہلا مشہور مظاہرہ جنگ احد تھا۔

صلح حدیبیہ تک کفار مکہ نے اہل اسلام کے خلاف جتنی جنگیں لڑیں حضرت

Marfat.com

خالدؓ ان میں شریک تھے۔ جنگ احد میں انہوں نے سپاہیانہ کردار اور بے پناہ جنگی صلاحیت موقع شناسی اور مہارت کی وجہ سے پہاڑی درے کے نہایت اہم فوجی مقام سے آکر لشکر اسلام پر حملہ کر دیا جس سے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔

غزوہ خندق کے موقع پر بھی حضرت خالدؓ لشکر کفار کے شہسوار دستے کی قیادت کر رہے تھے اور اہل اسلام کو نقصان پہنچانے کیلئے عمرو بن العاص کے ساتھ ملکر مختلف منصوبے بناتے رہے مگر ناکام رہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر بھی حضرت خالدؓ ایک شہسوار دستے کی قیادت میں مسلمانوں کے خلاف نکلے۔ العقاد مصری نے لکھا ہے کہ حضرت خالدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عسکری نظم وضبط اور دفاعی حکمت وتدبیر سے اتنے متاثر ہوئے کہ پیغمبر اسلام کی شخصیت ان کے دل میں گھر کو گئی جو بعد میں اسلام سے مشرف ہونے کا نقطہ آغاز ثابت ہوئی۔

عمرۃ القضاء کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالدؓ کے بھائی سے انکے بارے پوچھا اور ان کے قبول اسلام کی دُعا فرمائی۔ چنانچہ اُن کے بھائی نے حضرت خالدؓ کو دعوت اسلام دی۔ پھر حضرت خالدؓ نے ایک ساتھی عثمان بن طلحہ سے مشورہ کیا اور دونوں تلاش حق کیلئے مکہ سے نکل کر مدینہ کی راہ پر چل پڑے۔ راستے میں حضرت عمرو بن العاصؓ ملے وہ بھی اسی ارادے سے مدینہ جا رہے تھے۔ تینوں یکم صفر ۸ ہجری مدینہ پہنچے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں کو دیکھ کر صحابہؓ سے فرمایا کہ مکہ نے اپنے جگر گوشے تمھاری جانب پھینک دیے۔ حضرت خالدؓ نے سب سے پہلے آپؐ سے بیعت کی بعد میں دوسرے ساتھی بیعت سے سرفراز ہوئے اور حضرت خالدؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپؐ کی بہت مخالفت کی کیا میری خطائیں معاف ہوسکتی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ فکر دل سے نکال دو۔ اَلاِسْلَامُ یَھْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَہٗ۔ کہ اسلام پچھلے تمام گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ خالدؓ کی تمام لغزشیں جو دین کی

Marfat.com

مخالفت میں اس سے سرزرد ہوئیں معاف فرما اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ خالدؓ تیری عقل و دانش اور فہم و فراست کی بناء پر مجھے بہت امید تھی کہ تم ایک نہ ایک دن ضرور اسلام قبول کرو گے۔ یہ غزوہ موتہ سے دو ماہ اور فتح مکہ سے چھ ماہ پہلے ۸ ہجری کی بات ہے۔ قبول اسلام کے بعد حضرت خالدؓ نے عہد نبوت، عہد صدیقی اور عہد فاروقی میں مختلف معرکوں میں لشکر اسلام کی قیادت کی اور شاندار جنگی کارنامے سرانجام دیے۔

- جمادی الاولی ۸ ہجری میں غزوہ موتہ میں حضرت خالدؓ نے شرکت کی اور یکے بعد دیگرے تین سپہ سالاروں کی شہادت کے بعد لشکر اسلام کی قیادت سنبھالی۔ اس موقع پر پہلی بار خالدؓ کی جنگی مہارت و صلاحیت اسلام کے کام آئی۔ اعلیٰ ترین جنگی قیادت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہ صرف گھرے ہوئے مسلمانوں کو دشمن کے نرغے سے نکالا بلکہ رومیوں پر کاری ضرب لگا کر ان کے دلوں میں اسلام کی عسکری قوت و برتری کا رعب بھی ڈال دیا۔

جب حضرت خالدؓ نے قیادت سنبھالی تو آپ ﷺ نے فرمایا اَلْخَالِدُ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ کہ خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ اس روز سے حضرت خالدؓ کا لقب سیف اللہ قرار پایا جسکے وہ پورے مستحق ثابت ہوئے۔

حضرت خالدؓ فرمایا کرتے تھے کہ غزوہ موتہ میں نو تلواریں میرے ہاتھ میں ٹوٹ گئیں اور بالآخر ایک یمنی تلوار ہی باقی رہ گئی۔ حضرت خالدؓ کی زبردست جنگی حکمت عملی کے کارنامے سارا عرب اور پورا مشرق دیکھ کر ششدر رہ گیا۔

۱۰ رمضان ۹ ہجری میں فتح مکہ کے موقع پر حضرت خالدؓ عساکر نبوت میں شامل تھے۔ میمنہ کی قیادت آپؓ کے سپرد تھی اور فتح مکہ کی راہ میں ایک واحد مزاحمت حضرت خالدؓ کے ہاتھوں ختم ہوئی۔ اس جھڑپ میں جس دلیری اور شجاعت کا حضرت خالدؓ نے مظاہرہ کیا اس کا اعتراف کئی نو مسلموں اور کئی غیر مسلموں نے کیا۔ فتح مکہ کے پانچویں روز حضرت محمد ﷺ نے انہیں وادی نخلہ میں عزیٰ کے بت توڑنے کیلئے بھیجا۔

Marfat.com

حضرت خالدؓ عزیٰ کے مندر میں داخل ہوئے۔ اللہ اکبر کہہ کر بت کے ٹکڑے کر دیے۔ پھر ماہ شوال ۸ ہجری میں حضرت خالدؓ بنو جزیمہ کی تادیب کیلئے روانہ ہوئے۔ غزوہ حنین اور غزوہ طائف کے موقع پر بھی حضرت خالدؓ لشکر اسلام کے مقدمتہ الجیش کی قیادت کر رہے تھے جو ایک سو شہسواروں پر مشتمل تھا۔ بنو المصطلق کی تادیب و اصلاح کیلئے جو لشکر روانہ کیا گیا اس کی قیادت بھی حضرت خالدؓ کے سپرد تھی۔

ربیع الاخر ۱۰ ہجری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالدؓ کو اہل نجران کی جانب روانہ کیا۔ حضرت خالدؓ نے انہیں اسلام کی دعوت دی جسے انہوں نے بخوشی قبول کیا اور ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

فتنہ ارتداد میں اہم ترین اور مشکل ترین کام جھوٹے مدعیان نبوت کی سرکوبی تھی۔ ان سے نپٹنے کیلئے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت خالدؓ کو منتخب کیا۔ حضرت خالدؓ نے داخلی اور خارجی محاذ پر جو عظیم اور عالیشان خدمات سرانجام دیں وہ بلاشبہ اسلامی تاریخ میں ایک سنہری باب کی حیثیت رکھتی ہیں۔ پہلے جزیرۃ العرب کے سرکش مرتدین کے خلاف حضرت ابو بکرؓ نے جو افواج روانہ فرمائیں ان میں سے ایک فوج کی قیادت حضرت خالدؓ کے سپرد فرمائی۔ اس فوج نے جھوٹے مدعی نبوت اور مالک بن نویرہ کی سرکوبی میں شاندار کامیابیاں حاصل کیں۔ طلیحہ بھاگ گیا اور مالک قتل ہوا۔ اس کے بعد حضرت خالدؓ مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ کیلئے روانہ کر دیے گئے۔ شدید جنگ کے بعد مسیلمہ کذاب قتل ہوا، اور اس کی قوم بنو حنیفہ اسلام میں داخل ہو گئی۔ مسیلمہ کذاب کا قتل دراصل فتنوں کا خاتمہ تھا اور یوں حضرت خالدؓ کے ہاتھوں خلافت اسلامیہ کو ایک ہولناک داخلی فتنے سے نجات مل گئی۔

مسلمانوں نے حضرت خالدؓ کی قیادت میں اس فتنہ عظیم کو کچلنے میں جو عظیم الشان کامیابیاں حاصل کیں اس پر مسلم اور غیر مسلم مورخین انگشت بدنداں ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے جہاں رومیوں کے مقابلے کیلئے شام و عراق میں افواج روانہ کیں

Marfat.com

وہاں ان کی تلوار کا رخ ایرانی سرکشوں کی طرف بھی موڑ دیا۔

الاُبلّہ کے مقام پر ایرانی افواج اور مجاہدین اسلام کے درمیان حضرت خالدؓ کی قیادت میں سب سے پہلا معرکہ برپا ہوا جس میں اللہ تعالیٰ نے لشکر اسلام کو فتح عطا فرمائی۔ اس کے بعد المذا ا، ابوالجر، یّس اور امغیشا کے مقامات پر مقابلے میں حضرت خالدؓ کے ہاتھوں شکست ہوئی جو الحیر ہ کی فتح کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ الحیر ہ کو مستحکم کرنے کے بعد حضرت خالدؓ کو حضرت عیاض بن غنیم کی امداد کا حکم ملا جو فتح عراق کیلئے روانہ کیے گئے۔ چنانچہ حضرت خالدؓ نے پیش قدمی کر کے الانبار کا محاصرہ کیا اور اسے فتح کرنے کے بعد عین التمر، دومتہ الجند ل، الخناس، المصیح، الزمیل اور العزاض کے معرکے فتح کرتے ہوئے فاتحانہ آگے بڑھتے ہی چلے گئے اور وہ ایک سال دو ماہ عراق میں رہے اور پندرہ جنگیں لڑیں اور سب میں فتح یاب ہوئے۔

پھر یہاں سے انہیں یرموک پہنچنے کا حکم ملا اور وہ حیرت انگیز برق رفتاری سے پیش قدمی کرتے ہوئے یرموک پہنچے۔ جہاں انہیں تمام امرائے لشکر نے قائد اعلیٰ منتخب کیا اور رومی شہنشائیت کے خلاف مجاہدین اسلام نے فیصلہ کن معرکہ سر کیا۔ انہی جنگوں کے دوران حضرت خالدؓ کو دربار فاروقی سے معزولی کا حکم ملا۔ لیکن کسی قسم کے ملال کا اظہار کیے بغیر امین الامتہ حضرت ابوعبیدہؓ کی قیادت میں شریک جہاد رہے۔

حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں حضرت خالدؓ شام کی فتح میں ایک سپاہی کی حیثیت سے شریک جہاد رہے اور دمشق کے علاوہ فحل، مرج الروم، حمص، الحاضر، قنسرین اور مرعش وغیرہ فتح ہوئے۔

جنگی مہارت و صلاحیت کے سلسلے میں حضرت خالد بن ولیدؓ کو دنیا کے تمام سوانح نگاروں نے خراج عقیدت پیش کیا ہے اور عسکری قائدانہ اوصاف میں سے کوئی وصف ایسا نہ ہوگا جو خالدؓ میں نہ ہو۔ شجاعت و جوانمردی، حاضر دماغی، پھرتی و قوت، تاثیر میں لاثانی تھے اور دم کے دم میں جنگ کا پانسہ پلٹ دینا ان کیلئے ایک کھیل تھا۔

Marfat.com

اللہ کی تلوار جب قید ہوئی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت اللہ کے فضل سے اپنے عروج پر تھی۔ اسلام کے مجاہد جدھر جاتے کامیابی ان کے قدم چومتی تھی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اسلامی فوجی کے ایک دستے کی قیادت کر رہے تھے اور رومیوں کے خلاف نبرد آزما تھے اسلامی لشکر قلعہ ماردین پر قابض ہو چکے تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ ملک شہر ریاض کا تعاقب کر رہا تھا۔ ملک شہر ریاض کا لشکر مرجِ رغبان میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اب ملک شہر ریاض کو اپنا انجام نظر آ رہا تھا۔ مسلمان جدھر جاتے عدل کی حکومت قائم کرتے اور آگے بڑھ جاتے۔ عدل ایک ایسی شے تھی جس سے کسی کو انکار نہیں تھا۔ ہر کوئی اس کی آغوش میں لپٹنا چاہتا تھا۔ کیونکہ غیر اللہ کے پجاریوں نے لوگوں سے عدل چھین کر ان کا جینا دوبھر کر رکھا تھا۔

ملک شہر ریاض نے اپنی مدد کے لئے اپنے ملک کے گرد و نواح سے فوجیں اکٹھی کرنے کی گذارش کر دی تھی۔ اس کے معتمد اس کی مدد کرنے کے لئے سر توڑ کوشش میں لگے ہوئے تھے۔ جب شہر ریاض کو تمام باجگذار قلعہ داروں سے امداد مل گئی تو اس نے قلعہ سے باہر نکل کر اپنے ٹڈی دل لشکر کو کھلے میدان میں خیمہ زن کر دیا۔ مسلمانوں کی تعداد تھوڑی تھی اور رومیوں کی تعداد لاکھوں میں تھی۔ مگر پھر بھی ملک شہر ریاض مسلمانوں کے رعب تلے دبا ہوا تھا۔ وہ مزید امداد کی فکر میں مسلمانوں پر حملہ آور نہ ہوا۔

مسلمان بھی اس عرصہ میں اپنی فوجیں مستحکم کرنے کی کوشش میں لگے رہے۔ عیاضؓ بن غنم نے اپنے چھوٹے چھوٹے دستے رومیوں کے قلعوں کی طرف بھیجے۔ ان مسلمان دستوں نے بہت سے رومی قلعے فتح کر کے ملکہ شہر ریاض کی شکست میں آخری کیل ٹھونک دی۔ جب دشمن نے اپنے قلعوں جن میں رہا، حران اور کفر توتا شامل تھے کے قبضے کا حال معلوم کیا تو وہ یہ سُن کر بہت غصے میں آیا اور اپنی فوجوں کو میدان میں لے

Marfat.com

آیا۔

ادھر مسلمان بھی ان کے استقبال کے لئے تیار کھڑے تھے۔اسلامی فوج کے سالار حضرت عیاض بن غنمؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو جنگ کا مہتمم مقرر کیا۔حضرت خالد بن ولیدؓ اپنے اسلامی لشکر کے سامنے آئے اور سب کو للکار کر کہا!

اے مسلمانوں! تم ایک اللہ کی عبادت کرتے ہو،تم اس کو واحد جانتے ہو،تم نے اس کے حضور اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے ہیں اللہ نے تمھارے یہ نذرانے قبول کر کے تمھارے لئے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔یہاں ہمارے لئے دو اعزاز ہیں۔ اگر مارے گئے تو شہید اور اگر بچ نکلے تو غازی۔ادھر بھی ہیں عبادتیں،ادھر بھی ہیں عبادتیں۔آج تم اس اپنے مدمقابل دشمن کو بتادو کہ ہم ایک اللہ کے پجاری ہیں۔ابھی حضرت خالد بن ولیدؓ تقریر ہی کر رہے تھے کہ دشمن کے فوج میں حرکت ہوئی اور ایک طوفان بلاخیز کی مانند اٹھا۔اس طوفان نے اسلامی لشکر کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔

گھمسان کی لڑائی جاری ہوئی۔ اسلامی تلواریں دشمن کی صفوں کو چیر رہیں تھیں۔ یہاں بھالوں،تلواروں ڈھالوں،نیزوں کا آزادانہ استعمال ہو رہا تھا۔ اللہ کی تلوار اللہ کے دشمنوں پر بجلی کی مانند کوندرہی تھی۔دشمن کے لاشے پر لاشے گر رہے تھے۔ادھر مسلمان بھی جام شہادت نوش فرمارہے تھے۔مسلمان اہل کفر کے سیلاب میں گم ہو کر رہ گئے تھے مگران کا نعرہ تکبیران کی زندگی کی ضمانت دیتا تھا۔دشمن کے لشکر میں باجے اور شہنائیاں بج رہی تھیں جو نعرہ تکبیر میں دب کر رہ جاتیں۔ جب نعرہ تکبیر بلند ہوتا تو میدن جنگ میں ایک عجیب بھونچال سا آجاتا۔اس کی شدت سے کئی کافر خاک چاٹنے لگتے اور تڑپ کر خاموش ہوجاتے۔

دوپہر تک اسلامی فوج دشمن کے طوفان میں گم تھی۔آفتاب ڈھل رہا تھا۔ اذان ظہر کی آواز نے آدھے اسلامی لشکر کو سپہ سالار کی قیادت میں سجدے میں سر جھکانے کی مہلت دی۔ان سجدہ گروں میں حضرت خالد بن ولیدؓ بھی تھے۔ پہلی رکعت

Marfat.com

ادا کر کے مہتمم لشکر حضرت خالد بن ولیدؓ نماز سے ہٹ آئے تا کہ دوسرے نماز ادا کرلیں۔ جب کفار نے دیکھا کہ جنگ میں اللہ کی عبادت کی جارہی ہے تو انہوں نے خیال کیا کہ اب آدھا لشکر نماز میں ہے تو اس آدھے کو دبا لو، انہوں نے بڑے زور سے حملہ کیا مگر حضرت خالد بن ولیدؓ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر اپنے گھوڑے کی زین سنبھال چکے تھے۔ اس نے لشکر کفار کو للکارا اور ان پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑے۔ لشکر حضرت خالد بن ولیدؓ کے حملے کی تاب نہ لا کر پسپا ہو گیا۔ شام تک بڑی سختی سے لڑائی ہوئی۔ شام کو دونوں لشکر اپنے اپنے کیمپ میں آگئے۔

اگلے دن پھر حضرت خالد بن ولیدؓ نے اپنے دستے کی یلغار سے اہل کفر کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کر دیا۔ جو لوگ حضرت خالد بن ولیدؓ کی تلوار کی خوراک نہ بنتے ان کو گھوڑے کچل ڈالتے تھے۔ جنگ بڑی خونخوار انداز اختیار کر چکی تھی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے دشمن فوج کے سالار کو دیکھ لیا جو اپنے حکمران ٹولے کے ہمراہ ایک اونچے مقام پر لڑائی کا نظارہ کر رہا تھا۔ ادھر اس کو دیکھ کر حضرت خالد بن ولیدؓ کا خون کھول اُٹھا۔ انہوں نے سروں اور دھڑوں کے انبار لگا دیئے، خون کے کشتے بہا دیئے۔ ملک شہر ریاض بڑے احتشام کے ساتھ کھڑا تھا۔ اس کے سامنے جواہر نگار صلیب تھی۔ جو دھوپ میں چمک رہی تھی۔ اس کے نزدیک بہت سے پادری انجیل کھول کر پڑھ رہے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ اسلام برحق ہے مگر انہوں نے اسلام کی حقانیت سے ملک شہر ریاض کو محروم رکھا۔ سینکڑوں خادم صلیب کے گرد چاندی کی انگیٹھیوں میں خوشبو جلانے میں مشغول تھے۔

صلیب پرستی کے اس منظر کو دیکھ کر مسلمان خون کے گھونٹ پی کر رہ گئے۔
حضرت خالد بن ولیدؓ صلیب کو قابو کرنے کے لئے گھوڑا دوڑا کو اس تک جانا چاہتے تھے آپؓ نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ رومیوں کا رسالہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے سامنے آپؓ کی یلغار کو روکنے کے لئے آیا مگر حضرت خالد بن ولیدؓ کا برق رفتار گھوڑا اچھلانگیں

Marfat.com

لگاتا ہوا اپنے ہمدموں کی کے ہمراہ بڑھ رہا تھا۔اب حضرت خالد بن ولیدؓ صلیب سے سو گز دور ہی تھے کہ آپؓ کے گھوڑے کو ٹھوکر لگی اور وہ گر گیا۔اس کے ساتھ دوسرے گھوڑے بھی گر گئے ۔یہ کیا ہوا؟۔اس میدان میں اہل صلیب نے گوکھڑوں بچھا دئے تھے۔جو گھوڑے کے پاؤں میں پھنس جاتے تھے ۔حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہمراہ پانچ سو مجاہد زمین بوس ہو گئے ۔تمام مجاہدوں کی تلواریں اور جنگی ساز و سامان بھی دور جا گرے۔یہ دیکھ کر رومی مسکرائے اور اسلامی فوج کے سردار کو قیدی بنانے کے لئے اس دستے کو گھیر لیا۔رومیوں نے لوہے کے جوتے پہن کر ان مجروح مجاہدوں کو قید کر لیا۔ رومیوں میں سے کسی کو معلوم نہیں کہ قیدیوں میں حضرت خالد بن ولیدؓ بھی ہیں۔اگر ان کو معلوم ہوتا تو وہ اسی وقت آپؓ کو شہید کر دیتے۔

جب حضرت خالد بن ولیدؓ کی قید کی خبر سالار اعظم کو ملی تو اس کو بڑا دکھ ہوا۔ مسلمان نے جوش سے حملہ کیا اور اہل صلیب کو تلوار کی باڑھ پر رکھ لیا۔رومی لشکر کی تعداد ہی کچھ اتنی تھی کہ ہزاروں کی موت ان کی صحت پر کچھ برا اثر نہ ڈال سکی۔

حضرت عیاضؓ بن غنم کو حضرت خالد بن ولیدؓ کی گرفتاری کا بہت دکھ تھا۔ انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ! میں شکائت کرتا ہوں تجھ سے اس امر کی جس نے مجھے بہت زیادہ غم دیا۔وہ مجاہد جو کبھی دشمن سے نہیں ڈرا آج وہ میرے علم کے سائے میں قیدی بن گیا۔میں خلیفہ کے سامنے کیا عذر پیش کروں گا وہ بڑی سخت باز پرس کرتے ہیں ۔اے اللہ حضرت خالد بن ولیدؓ اور ان کے ساتھیوں کی خود حفاظت فرما۔حضرت خالد بن ولیدؓ کی گرفتاری کا اہل اسلام کو بہت دکھ ہوا انہوں اس دن کھانا نہ کھایا۔وہ سب اپنے کمانڈر کو آزاد کرانے کے عہد میں مشغول تھے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ اور ان کو ساتھیوں کو قلعہ راس العین میں بھیج دیا گیا۔ ملک شہر ریاض قتل ہو چکا تھا۔مسلمانوں نے اس کے لشکر کا مال لوٹ لیا تھا۔مگر اہل صلیب کو مسلمان قیدیوں کی وجہ سے بہت خوشی ہوئی۔کیونکہ آج تک مسلمان قیدی نہیں

Marfat.com

ہوئے تھے۔ اہل راس العین نے بہت خوشی منائی۔ اب اہل صلیب کا کمانڈر مرسیوس تھا ۔اس نے فوری حکم دیا کہ مسلمانوں کو شہید کردو۔ مگ راس کے ایک وزیر نے اسے کہا کہ ہمارے بہت سے قیدی مسلمانوں کے پاس ہیں ہم ان کے بدلے میں اپنے قیدی آزاد کرواسکتے ہیں۔ لہذا یہ تجویز مناسب تھی کہ ان کو قتل نہ کیا جائے نہیں تو مسلمان ہمارے ہزاروں قیدیوں کو قتل کرکے کے حساب برابر کردیں گے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کو جس کی سپردگی میں رکھا گیا اس کا نام عاصم تھا۔ اسی نے قیدیوں کو اس قلعے مین قید کرنے کی تجویز کی تھی وہ اصل میں مسلمان تھا۔ انہوں نے حضرت سعید بن زیدؓ کی تبلیغ پر اسلام قبول کیا تھا مگر اس نے ابھی تک اپنے اسلام کو خفیہ رکھا تھا۔ اس نے جھٹ حضرت خالد بن ولیدؓ کو دیکھ کر پہچان لیا۔ اوران کے پاس آکر سلام کہا۔ اور کہا کہ آپ صرف مجھے اتنا جانتے ہیں کہ میں اباذ الشمطا کے ساتھیوں میں سے ہوں آپ یہ نہیں جانتے کہ میں مسلمان ہوں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ یہ سن کر اللہ کا شکرادا کرنے لگے۔ اور کہا کہ اللہ نے خود ہماری رہائی کا بندوبست کرلیا ہے۔ عاصم نے کہا کہ ہاں میں آپ سب کو یہاں سے آزاد کرکے لے جاؤں گا۔

اس وقت مرسیوس اپنے مجاہدوں کے ہمراہ مسلمانوں کے خلاف ایک حکمت عملی ترتیب دے رہا ہے اس کے تمام ساتھی اس کے ساتھ ایک بڑے ہال میں ہیں۔ میں یہاں سے تم کو آزاد کرتا ہوں تم بس اس ہال میں جاکر ان کا کام تمام کردو!۔ عاصم نے کہا کہ ایک جگہ پر بیت المذبح کے نام کا ایک سٹور ہے جہاں اسلحہ کا ایک ڈپو ہے آپ وہاں سے ہتھیار لے کر دشمن پر حملہ کردیں۔ یہ بات کرکے عاصم قیدیوں کے کمرے سے باہر نکلا۔ تاکہ وہ دیکھ سکے کہ تمام حکام کانفرنس روم میں ہیں یا کہ نہیں۔

تھوڑی دیر میں عاصم آئے اور حضرت خالد بن ولید کی ٹیم کو آزاد کردیا اوران کو بیت المذبح میں لے گئے جہاں سے انہوں نے ہتھیار لئے عاصم بیت المذبح سے نکلے اور دوڑنے لگے حضرت خالد بن ولیدؓ اس کا پیچھا کرنے لگے۔ عاصم نے شور مچایا

Marfat.com

کہ کسی نے قیدیوں کو آزاد کر دیا ہے اور وہ مجھ کو مارنا چاہتے ہیں۔ وہ شور مچا کر اس ہال میں چلا گیا جہاں ابھی کانفرنس ہو رہی تھی۔

عاصم کی چیخ و پکار سن کر عیسائی خوف کے مارے کانپ اٹھے جب انہوں نے محمد ﷺ کے جیالوں کو تلوار بردار دیکھا تو ان کی روح نکل گئی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے تمام کو للکار کر کہا کہ اے باطل کے پرستاروں تم لوگ نہیں جانتے کہ اللہ نے تمہاری سرکشی کی وجہ سے تمھارے دارالامن کو چھین کر ہمارے حوالے کر دیا ہے۔ تمھاری حکومتوں کو تباہ کر دیا ہے۔ کہاں ہیں وہ ہستیان جنہوں نے تم کو برباد کیا۔ حق آ گیا، باطل مٹ گیا، باطل مٹنے کے لئے ہی تھا۔

عیسائی خوف کے مارے مرنے لگے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے حکم دیا کہ ان تمام کو کچل دو۔ اسلامی فوج نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور تمام عیسائیوں کو قتل کر دیا۔ تھوڑی دیر میں تمام صلیب کے پرستار قتل ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اس کانفرنس ہال سے باہر آئے اور نعرہ تکبیر لگا کر اہل کفر کی فوجوں سے ٹکرا گئے۔ ان کے نعرے کو سن کر اسلامی فوج کے سالار امیر عیاضؓ نے اپنے دستے کو قلعے کے دروازے پر لا کھڑا کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھیوں نے لڑ بھڑ کر قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ جہاں امیر عیاضؓ کا دستہ کھڑا تھا۔ یہ دستہ فوراً قلعہ میں گھس گیا اور نعرہ تکبیر بلند کیا۔ صلیب کے پرستار لڑائی کے لئے کھڑے ہوئے مگر حضرت خالد بن ولیدؓ کو دیکھ کر سب کے حوصلے ٹوٹ گئے۔ اہل قلعہ نے ہتھیار ڈال دئے۔ اسلامی فوج نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ وہاں سے بے شمار قیدی اور مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ مال غنیمت کا خمس نکال کر حضرت فاروق اعظم کی خدمت میں فتح نامے کے ہمراہ بھیجا گیا۔ شہر ریاض کا قتل اور قلعہ راس العین ۱۷ھ میں فتح ہوا۔ (حضرت خالد بن ولیدؓ از صادق حسین صدیقی۔ ص ۱۱ سے ۴۹۸)

حضرت خالد سیف اللہؓ شہادت سے محروم رہے

شام مصر اور جزیرہ اور بھیا کے قلعہ کی فتح کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ اپنے

Marfat.com

لشکر کو لے کر عراق سے آئے تھے۔ اس دورے میں حضرت خالد بن ولیدؓ کا بیٹا شہید ہو گیا تھا وہ بھی اپنے باپ کی طرح بہادر اور دلیر تھا۔ ان کی شہادت کا حضرت خالد بن ولیدؓ کو بڑا صدمہ ہوا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ حمص میں تشریف لے آئے۔ آپ یہاں آ کر بیمار پڑ گئے۔ وہ بہادر جو ہر لڑائی میں شہادت کی خواہش لے کر جاتا تا مگر اللہ کی اس نعمت کو حاصل کرنے سے قاصر رہا۔ وہ سالار جس نے تیس سے زائد جنگوں میں حصہ لیا سب جنگوں کو جیتا مگر آج بستر مرگ پر پڑا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو بزدل ہوتے ہیں ان کی زندگی طویل نہیں ہوتی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ ایک دلیر اور بہادر تھے۔ موت کی آنکھوں میں جھانکنا ان کا کام تھا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی وفات ۲۱ ہجری میں حمص کے مقام پر ہوئی اور ان کی قبر زیارت گاہ عوام ہے۔ بوقت وفات حضرت خالدؓ نے فرمایا میں نے تقریباً تین سو جنگیں لڑی ہیں۔ میرے جسم کے ہر حصے پر کہیں تلوار کہیں نیزے اور کہیں تیر کا زخم لگا ہے مگر شہادت سے محروم رہا اور آج بستر پر مر رہا ہوں۔ خدا بزدلوں کو کبھی چین نصیب نہ کرے۔ موت کے وقت آپؓ نے وصیت فرمائی کہ میرا اسلحہ اور سواری کا گھوڑا اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے وقف کر دیا جائے اور یہی ان کا سارا اثاثہ تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ خالدؓ کو اذیت نہ پہنچاؤ کیونکہ وہ تو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جسے اللہ نے کفار کے خلاف میان سے نکالا ہے۔ غرض خالدؓ قیادت ہی کیلئے پیدا ہوئے۔ انہوں نے قائد کی حیثیت سے زندگی گزاری۔ گو وہ آج دنیا میں نہیں لیکن اُن کی یاد بدستور دلوں میں موجود اور باقی ہے۔ اور ان کی فتوحات اسلام کی جنگی تاریخ ہی میں نہیں بلکہ دنیا کی قوموں کی جنگی تاریخ میں معجزہ کی طرح باقی رہیں گی۔

Marfat.com

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

اسلام کی تاریخ بہت ہی روشن و تابندہ ہے۔ جب ہم اسکا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ہمارے اسلاف کیا تھے اور انہوں نے کیا کیا کارنامے سرانجام دیے۔ تاریخ کے مطالعہ سے جہاں اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں پر قابو پانے کا موقع ملتا ہے وہیں ہمارے اندر ایک تڑپ اور امنگ پیدا ہوتی ہے اور اپنے کردار کو اپنے اسلاف کے کردار کے مطابق ڈھالنے کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اسلامی تاریخ کے نامور سپہ سالار ہیں آپ اکابر صحابہ اور سابقون الاوّلون میں سے ہیں۔

سعد نام اور کنیت ابو اسحاق ہے اور آپ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام سے مشہور ہیں۔ سعد بن ابی وقاصؓ مالک بن وہیب اور حمنہ بنت سفیان بن امیہ کے بیٹے تھے۔ آپ نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کے چچازاد بھائی تھے اس طرح آپکو آنحضرت ﷺ سے عزیزداری کا شرف حاصل ہے۔

آپؓ سترہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ آپؓ سے پہلے زیدؓ بن حارثہ، علی ابن طالبؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اسلام قبول کر چکے تھے۔ اس لحاظ سے آپ چوتھے مسلمان ہیں۔ آپکو اسلام لانے کی بشارت ایک خواب میں مل چکی تھی۔ آپ آنحضرت ﷺ کے قدیم ترین اور محبوب اصحاب میں سے ہیں۔ آپؓ اُن دس خوش نصیب حضرات میں سے ہیں جنہیں رسول رحمت ﷺ نے دنیا میں جنت کی خوشخبری دی تھی۔ آپ کے قبول اسلام پر آپؓ کی والدہ بہت ناراض ہوئیں اور قسم کھائی کہ جب

Marfat.com

تک تم اس دین سے پھر نہیں جاتے میں نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی یونہی بھوکی پیاسی مر جاؤں گی۔ اور لوگ تمہیں بدنام کرینگے۔ والدہ اپنی بات پر اڑ گئیں اور کھانا پینا چھوڑ دیا۔ حالت نازک سے نازک تر ہوتی چلی گئی مگر آپ کے قدم نہ ڈگمگائے اور انکی خدمت میں عرض کیا، اگر آپ کی ایسی ہزار جانیں بھی ہوتیں اور وہ سب ایک ایک کر کے نکل جاتیں تب بھی میں اسلام سے نہ پھرتا یہ تو خیر ایک جان ہے۔ آپکے اس بے مثال استقلال پر وہ کھانے پینے لگ گئیں۔ قرآن پاک کی یہ آیت کریمہ آپ ہی کے بارے میں نازل ہوئی۔

ترجمہ:۔ اگر تیرے ماں باپ یہ کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تب تو اس وقت اُن کا کہنا نہ مان۔ ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا رہ (پارہ ۲۱ رکوع ۱۱)۔

فضیلت غزوہ احد میں جب حضرت سعدؓ نبی اکرم ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے تیراندازی کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ سعدؓ تیر پھینکو میرے ماں باپ تجھ پہ قربان ہوں۔ یہ الفاظ آپ ﷺ نے کسی اور صحابی کے بارے میں نہیں فرمائے۔ آپ ﷺ نے حضرت سعدؓ کے حق میں یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ جب سعد تجھ سے دعا مانگے تو اُس کی دعا کو قبول کر۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے حضرت سعدؓ کو سامنے سے آتے ہوئے دیکھ کر فرمایا یہ میرے ماموں ہیں مجھے کوئی اپنا ایسا ماموں تو دکھائے۔

آپؓ نے تمام غزوات میں شرکت کی اور بڑی بہادری اور دلیری سے دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ غزوہ بدر میں اسلام کے بعض سخت موذی دشمن آپکے ہاتھ سے اپنے انجام کو پہنچے۔ آپ کے بھائی عمیرؓ نے بھی بہادری کے جوہر دکھائے اور غزوہ بدر میں شہادت کا شرف حاصل کیا۔ غزوہ احد میں جب خالد بن ولیدؓ نے درہ کو خالی پا کر وہاں سے حملہ کر دیا تو کافروں کا سارا زور رسول پاک ﷺ کی طرف تھا۔ صحابہ بھی سمٹ سمٹ کر رسول پاک ﷺ کی طرف آ رہے تھے تاکہ ان کی حفاظت کر سکیں۔ ایک مقام پر تو

Marfat.com

صرف نو صحابی آپؐ کے ساتھ رہ گئے جن میں سے سات انصاری اور دو قریشی تھے۔ یہ دو قریشی طلحہؓ اور سعدؓ تھے۔ اس حالت میں کافر آپ ﷺ پر دفعتاً ٹوٹ پڑے۔ یہ جانثار آنحضرت ﷺ پر اپنی جانیں قربان کرتے چلے گئے یہاں تک کہ ساتوں انصاری بزرگ شہید ہو گئے۔

اب حضرت طلحہؓ اور حضرت سعدؓ کی جانثاری کا وقت آیا تو حضرت سعدؓ کے سامنے آنحضرت ﷺ نے اپنا ترکش بکھیر دیا اور فرمایا ''اے سعد تیر پھینکو! تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں'' آپؓ سپر لے کر آنحضرت ﷺ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور تیر چلانے لگے۔ اور اس شدت سے تیر اندازی کی کہ دو تین کمانیں ٹوٹ گئیں۔ حضرت سعدؓ نے اس دن ایک ہزار تیر چلائے جب آپؓ آنحضرت ﷺ کے سامنے ڈھال بنے ہوئے تھے اور برابر تیر چلا رہے تھے۔ اتنے میں ایک کافر آنحضرت ﷺ کے سامنے آ گیا، حضرت سعدؓ نے ایک ہی تیر سے اُس کا کام تمام کر دیا۔ اس کافر کا کام ابھی تمام ہوا ہی تھا کہ ایک اور کافر جنگجو سامنے آ گیا۔ حضرت سعدؓ نے اُسے حلق میں ایک تیر ایسا تاک کر مارا کہ اس کی کتے کی طرح زبان نکل پڑی اور تڑپ تڑپ کر جہنم پہنچ گیا۔

غزوہ اُحد کے بعد اور جتنے بھی غزوات ہوئے حضرت سعدؓ ان میں شریک رہے اور بڑی دلیری کے ساتھ دُشمنوں سے لڑتے رہے یہاں تک کہ مکہ معظمہ فتح ہو گیا، حنین کی مہم سر ہو گئی، یہودیوں کے قلعے قبضہ میں آ گئے اور عرب کے کونے کونے میں اسلام کا نور پھیل گیا، اس طرح غزوہ تبوک (رجب ۹ ہجری) میں بھی آپ شریک تھے۔

حضرت سعدؓ کے بہادرانہ کارنامے تمام صحابہؓ کی نظر میں تھے۔ اس لیے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب مغرور ایرانیوں کو سبق سکھانے کا وقت آیا تو سپہ سالاری کے لیے سب کی نظریں حضرت سعدؓ پر پڑ رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے انہیں کا انتخاب کیا اور اسلامی لشکر کی قیادت انہیں سونپی۔ مدینہ منورہ سے حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ اور

Marfat.com

سلامی لشکروں کو رخصت کیا تو قائد لشکر سے یوں مخاطب ہوئے ''اے سعدؓ! اس بات سے کہیں دھوکے میں نہ آجانا کہ میں رسول پاک ﷺ کا ماموں ہوں، انکا ساتھی نہیں۔ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ برائی کو نیکی سے مٹاتا ہے نہ کہ برائی کو برائی سے''۔

اے سعد! اللہ تعالیٰ کو کسی سے کوئی رشتہ داری نہیں ہے بندے کا اللہ سے تعلق صرف اسکی اطاعت کی وجہ سے ہے۔ آدمی شریف ہوں یا غیر شریف اللہ کے بندے ہونیکے لحاظ سے سب برابر ہیں۔ ان سب کا رب اللہ ہی ہے۔ وہ ایک دوسرے سے صرف تقوٰی اور اطاعت کے باعث برتری حاصل کرتے ہیں۔ آپ رسول پاک ﷺ کا نمونہ ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔

مبارک لشکر روانہ ہوا جس میں ننانوے وہ صحابی تھے جنہیں غزوہ بدر میں شرکت کی سعادت ملی تھی اور تین سو سے زائد وہ جو بیعت رضوان کے وقت موجود تھے اور تین سو وہ جو فتح مکہ میں حاضر تھے اور سات سو وہ جو صحابہ کے جگر گوشے تھے۔ حضرت سعدؓ نے اپنے لشکر کے ساتھ قادسیہ میں قیام کیا اور حضرت عمرؓ سے برابر ہدایات لیتے رہے۔ ڈاکٹر حمید الدین لکھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے رستم کا مقابلہ کرنے کیلئے سعدؓ بن ابی وقاص کی سپہ سالاری میں مجاہدین کی ایک تازہ دم فوج بھیجی۔ اس فوج میں حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ جیسے بلند مرتبہ صحابہ بھی موجود تھے۔ حضرت سعدؓ نے قادسیہ جا کر قیام کیا اور امیر المومنین کی ہدایت کے مطابق چودہ آدمیوں کو سفیر بنا کر یزدگرد کے پاس بھیجا۔ بادشاہ نے پہلے اپنی شان و شوکت اور قوت سے انہیں مرعوب کرنا چاہا۔ پھر روپے پیسے کا لالچ دیکر کہا کہ تم اپنے ملک کو واپس چلے جاؤ مگر وہ نہ مانے اور کہا کہ یا تو مسلمان ہو جاؤ یا جزیہ دینا قبول کرو ورنہ ہم تم سے جنگ کرینگے۔ یزدگرد نے غصہ میں آکر کہا کہ جاؤ ہمیں تمہاری شرطیں منظور نہیں ہیں۔ رستم آرہا ہے وہ تم سب کو قادسیہ کی خندق میں دفن کر دے گا۔

رستم کے پاس ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی مگر وہ مسلمانوں کا سامنا کرنے سے

Marfat.com

گریز کررہا تھا۔ چنانچہ ایک عرصہ تک لڑائی کو ٹالتا رہا اور مصالحت کی کوشش کرتا رہا لیکن ناکامی ہوئی۔ حضرت سعدؓ نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور سپاہیوں کو اسلام کی عزت قائم رکھنے اور اللہ کا نام بلند رکھنے کی نصیحت کی اور اس راہ میں جان کی بازی لگانے پر آمادہ کیا۔ آپکی اس تقریر نے مسلمانوں کے دلوں میں ایک آگ سی لگادی۔

محرم ۱۴ ہجری یعنی مئی ۶۳۷ء میں دونوں فوجیں صف آرا ہوئیں۔ حضرت سعدؓ بیماری کی وجہ سے حرکت سے معذور تھے اور ایک بلند جگہ پر قیام پذیر تھے۔ خالد بن عرفطہ کو نیچے کھڑا کردیا تھا اور خود پرچوں پر حکم لکھ لکھ کر نیچے پھینکتے جاتے تھے۔ خالدؓ ان ہدایات کے مطابق فوج کو احکام پہنچاتے تھے۔

اللہ اکبر کے نعروں سے جنگ شروع ہوئی، دن بھر ہنگامہ محشر بپا رہا شام کو جب تاریکی چھاگئی تو دونوں حریف اپنے اپنے خیموں میں واپس آگئے۔ قادسیہ کی جنگ کا پہلا دن تھا۔ عربی میں اس کو یوم الارماث کہتے ہیں۔ اس روز بظاہر ایرانی غالب نظر آتے تھے اور اسکی وجہ انکے ہاتھی تھے۔ دوسرے دن عربوں نے بھی اونٹوں کو کالے برقعے پہنا کر ہیبت ناک بنادیا جس سے ایرانی گھوڑے بدکنے لگے۔ آدھی رات تک جنگ جاری رہی۔ مولانا معین الدین لکھتے ہیں۔ قادسیہ کی دوسرے دن کی جنگ کو معرکہ اغواث کہتے ہیں اس معرکہ میں مسلمانوں کی امداد کیلئے شام کی چھ ہزار فوج عین جنگ کے وقت پہنچی اور حضرت عمرؓ کے قاصد بھی جنکے پاس بیش قیمت تحائف تھے عین جنگ کے موقع پر پہنچے اور پکار کر کہا امیر المومنین نے یہ انعام ان لوگوں کے لیے بھیجا ہے جو اس کا حق ادا کریں۔ اس نے مسلمانوں کے جوش وخروش کو اور بھڑکا دیا۔ تمام دن جنگ ہوتی رہی شام تک مسلمان دو ہزار اور ایرانی دس ہزار مقتول ومجروح ہوئے مگر فتح وشکست کا کچھ فیصلہ نہ ہوا۔ تیسرا معرکہ ''یوم العماس'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں مسلمانوں نے سب سے پہلے کوہ پیکر ہاتھیوں سے نجات حاصل کرنیکی کوشش کی۔ حضرت سعدؓ نے ضخم وسلم دو پارسی نومسلموں سے اسکے متعلق مشورہ طلب کیا۔ انہوں نے

Marfat.com

کہا کہ انکی آنکھیں اور سونڈ بیکار کر دیے جائیں۔ حضرت سعدؓ نے فوج کو مخاطب کیا اور کہا "میرے بہادرو! ہماری فتح ان ہاتھیوں پر قابو حاصل کر لینے پر موقوف ہے۔ کوشش کر کے ان ہاتھیوں سے نمٹ لو، بہت جلد فتح کا جھنڈا تمہارے ہاتھوں میں ہوگا"۔ انہوں نے قعقاع، حمال اور ربیع کو اس خدمت پر مامور کیا۔ انہوں نے ہاتھیوں کو نرغے میں لے لیا اور برچھے مار مار کر انکی آنکھیں بیکار کر دیں۔ قعقاع نے آگے بڑھ کر سفید ہاتھی کی سونڈ پر ایسی تلوار ماری کہ اُس کی سونڈ الگ ہوگئی۔ ہاتھی جُھرجُھری لیکر بھاگا۔ اس کا بھاگنا تھا کہ تمام ہاتھی اسکے پیچھے ہو لیے۔ اس طرح دم ہی دم میں سیاہ بادل چھٹ گئے۔ اب بہادروں کو حوصلہ افزائی کا موقع ملا۔ گھمسان کا رن پڑا۔ مجاہدین اسلام کے نعروں سے زمین دہل اٹھتی تھی۔ رستم پامردی اور استقلال کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا۔ آخر کار زخموں سے چور ہو کر بھاگ نکلا اور ایک نہر میں کود پڑا کہ تیر کر نکل جائے مگر بلال نامی مجاہد نے اس کا تعاقب کیا اور ٹانگیں پکڑ کر نہر سے کھینچ لایا اور تلوار سے کام تمام کر دیا۔

رستم کی موت کے ساتھ ایران کی قسمت کا بھی فیصلہ ہو گیا۔ ایرانی سپاہیوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ مسلمانوں نے دور دور تک تعاقب کر کے ہزاروں نعشیں میدان میں بچھا دیں۔ خدا کی شان دیکھئے کہ رستم مسلمانوں کو قادسیہ کی خندق میں دفن کرنے آیا تھا لیکن آج انہی ناتواں ہاتھوں اسکی طاقت کا خاتمہ ہو چکا تھا اور اس کی بے گور و کفن لاش قادسیہ کے میدان میں پڑی تھی۔ قادسیہ کے میدان میں ایرانی عظمت ختم ہوئی۔ وہ محلات، باغات، چشمے، کھیت اور صحت افزا مقامات جن میں خدا کے باغی رنگ رلیاں منایا کرتے تھے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ایرانیوں کی شکست فاش پر ایرانی محلات میں داخل ہوتے ہوئے فاتح ایران حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی آنکھوں میں آنسو اور زبان سے بے ساختہ یہ آیات جاری ہو گئیں

ترجمہ:۔ کافر بہت سے باغ اور چشمے اور کھیت اور عمدہ مکانات

Marfat.com

اور آرام کا سامان چھوڑ گئے جس میں وہ باتیں بنایا کرتے تھے۔
یونہی ہوتا تھا اور یہ سامان ہم نے دوسری قوموں کو عطا کر دیا نہ اُن پر آسمان رویا نہ زمین اور نہ انہیں مہلت دی گئی۔ (الدّخان ۲۵۔۲۹)۔

حضرت سعدؓ نے شاہی محل میں نماز شکرادا کی، پھر وہیں جماعت کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی گئی۔

فتح مدائن

حضرت سعدؓ فتح ایران کے بعد دو مہینے قادسیہ میں ٹھہرے رہے جب انکی فوجیں تازہ دم ہوگئیں تو دربار خلافت کے حکم کے مطابق مدائن کی فتح کے ارادے سے آگے بڑھے۔ زہرہ بن حویّہ کی سرکردگی میں آپؓ نے کچھ فوج آگے روانہ کر دی تھی موام برس میں زہرہ کا ہرمز سے مقابلہ ہوا اور اسے شکست دی اور وہ بابل کی طرف بھاگ گیا۔

بابل کی فتح

حضرت سعدؓ اپنی فوج لیے ہوئے فرات کو پار کر کے بابل پہنچے۔ یہاں بہت سے ایرانی سردار فیروز، ہرمز، مہران اور مرجان وغیرہ اپنی فوجیں لیے پڑے تھے لیکن مسلسل شکستوں سے کچھ ایسے مرعوب ہو گئے تھے کہ مقابلہ میں نہ ٹھہر سکے اور پہلے ہی حملے میں بھاگ کھڑے ہوئے۔

Marfat.com

فتح بہرہ شیر

فتح بابل کے بعد حضرت سعدؓ نے بہرہ شیر کا رُخ کیا اور دو ماہ تک محاصرہ کئے رکھا۔ایک دن محصورین نے قلعہ سے جوش وخروش کے ساتھ نکل کر مقابلہ کیا لیکن آخر کار بھاگ نکلے اور سعدؓ دریا پار کر کے مدائن میں داخل ہو گئے۔آپ نے زندگی میں بڑے بڑے کام کئے۔قادسیہ اور مدائن آپکی قیادت میں فتح ہوئے۔حضرت عمرؓ کی طرف سے ایک مدت تک عراق کے والی رہے پھر حضرت عثمانؓ کی طرف سے کوفہ کے والی ہوئے۔شہر کوفہ اور نہر سعد آپ ہی کے عہد ولایت کی یادگاریں ہیں۔

وصال

حضرت علیؓ کے عہد میں جب مسلمانوں کے آپس کے اختلاف پیدا ہو گئے تو آپؓ اس صورت حال سے پریشان ہو گئے اور ہر قسم کے سیاسی اور حکومتی معاملات سے الگ ہو کر وادی عتیق میں گوشہ نشین ہو گئے اور آخر دم تک وہیں مقیم رہے۔عشرہ مبشرہ میں سب سے آخر میں ۵۵ ہجری یعنی ۶۷۸ء میں آپؓ کا وصال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی سیرت اپنانے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

Marfat.com

حضرت ابوعُبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

حضرت عامر بن عبداللہ ابن الجراحؓ بن ہلال بن اھیب بن الحارث بن فہر بن مالک بن النغر بن کنانہ بن خزیمہ پانچویں پشت میں آپ کا سلسلہ فہر بن مالک پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔آپ کی والدہ کا نام امیمہ بنت غنم بن جابر تھا۔آپ کے والد عبداللہ بحالت کفر غزوہ بدر میں آپؓ ہی کے ہاتھوں مقتول ہوئے۔والدہ مسلمان ہوگئی تھیں۔غزوہ بدر میں آپ کی عمر ۴۱ سال تھی۔آپؓ کا شمار اُن صحابہ میں ہوتا ہے جو اپنی کنیت سے مشہور ہوئے۔آپ السَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ آپؓ نے عثمان بن مظعون، عبدالرحمٰن بن عوف اور اُن کے رفقاً کے ساتھ اسلام قبول کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں وہ سب اذیتیں برداشت کیں جو حلقہ بگوشان اسلام کو کفار کے ہاتھوں پہنچیں۔آپ نے مدینہ منورہ ہجرت کی تو حضرت کلثومؓ بن ہدم کے یہاں قیام فرمایا۔آپ کا رشتہ مواخات حضرت ابوطلحہؓ سے جوڑا گیا۔آپؓ کا لقب ''امین الامتہ ہے (بخاری شریف)۔

آپ کے والد اسلام نہیں لائے تھے۔جنگ بدر میں آپ نے ان سے بھی قتال کیا۔اس واقع پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَ

Marfat.com

هُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ (سورۃ المجادلہ)

اللہ اور قیامت پر ایمان رکھنے والوں کو تم کبھی نہ دیکھو گے کہ وہ خدا اور رسول ﷺ کے دشمنوں سے محبت رکھتے ہو اگرچہ وہ اِن کے ماں باپ ہوں یا بیٹا بیٹی یا بہن بھائی، یا ان کا خاندان۔

غزوہ اُحد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک میں زرہ کے دو حلقے پیوست ہو گئے۔ سیدنا ابوعبیدہؓ نے اِن کو اپنے دانتوں میں دبا کر کھینچا اللہ کی قدرت اِن کے دانت نکل گئے۔ لیکن دانت نکلنے سے اُن کا چہرہ پہلے سے زیادہ خوبصورت معلوم ہونے لگا۔ جب سیّدنا عمرؓ نے انہیں سیّدنا خالد بن ولیدؓ کی جگہ شام میں اسلامی لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا تو حضرت خالدؓ نے اس تقرر پر فرمایا تھا کہ لوگو! تم پر اس امت کے امین کو حاکم بنایا ہے۔ سیّدنا انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَاَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ (بخاری ومسلم)

ترجمہ:۔ کہ ہر امت کے لیے ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن الجراحؓ ہیں۔

سیّدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ 'میں نے ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کو سب سے زیادہ پیارا کون ہے۔' فرمایا ابوبکرؓ پھر عمرؓ پھر ابوعبیدہؓ۔' (نامور مسلم سپہ سالار صفحہ۔۲۲)

حضرت ابوعبیدہؓ پر حد درجہ خوف خدا غالب رہتا تھا۔ طبیعت میں کمال زہد اور تواضع تھی۔ حضرت عمرؓ ملک شام تشریف لے گئے ابوعبیدہؓ اِن دنوں شام و فلسطین کی مہم پر افواج اسلامی کے امیر تھے۔ حضرت عمرؓ نے اِن کے خیمے میں سوائے تلوار اور ڈھال

Marfat.com

کے اور کچھ نہ دیکھ کر فرمایا۔ لَوِاتَّخَذْتَ مَتَاعاً اَوْقَالَ شَیْئاً۔ کاش آپ کچھ اسباب تو رکھ لیتے۔ اِس پر اُبوعبیدہؓ نے جواب دیا امیر المومنین! ہماری یہی حالت ہمیں بہت جلد ہماری آسائش گاہ تک پہنچا دے گی۔

غزوہ احد، بدر و حدیبیہ سمیت تمام غزوات میں کمال استقامت کا مظاہرہ کیا۔ ربیع الثانی ۶ ھ میں آپؓ کو قبیلہ ثُعَلَبہ و انمار کی سرکوبی پر معمور کیا گیا۔ یہ لوگ اطراف مدینہ میں غارت گری کیا کرتے تھے۔ آپؓ نے اِن کے مرکزی مقام ذی القصہ پر چھاپہ مارا، جس سے غارت گروں کی یہ جمیعت پہاڑوں میں منتشر ہوگئی البتہ ایک شخص گرفتار ہوا اور اُس نے بطیبِ خاطر اسلام قبول کرلیا۔

حدیبیہ ۶ ھ کے صلح نامے میں بھی آپؓ بطور گواہ شامل تھے۔ آپ نے ذات السلاسل (۷ ہجری) سیف البحر (رجب ۸ ہجری) اور غزوۃ الفتح (رمضان ۸ ہجری) میں بھی حصہ لیا۔ اس آخری غزوے میں فوج کے ایک حصے کی امارت آپ کے سپرد تھی۔ ۹ ھ میں جب وفد نجران یمن واپس گیا تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بھی تبلیغ اسلام اور صدقات کی وصولی کے لیے اس کے ساتھ روانہ کیا یہی موقع تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے، جیسا کہ روایات سے ثابت ہے۔ آپ کو امین الامہ کہا۔ (بخاری شریف بحوالہ مسلم سپہ سالار صفحہ۔۱۳) پھر اسی سال ۹ ھ میں آپ نے جذیہ کی وصولی کے لیے بحرین کا سفر کیا۔

۱۳ ہجری کے آغاز میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے شام میں لشکر کشی کی تو حضرت ابوعبیدہؓ نے بھی سات ہزار سپاہیوں کے ساتھ معرفت کے راستے شام کا رُخ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو حمص کی فتح کے لیے نامزد فرمایا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے تھوڑی دور تک پیدل ان کی مشایعت بھی کی۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے یرموک سے گزرتے ہوئے پہلے بُصریٰ کو محاصرے میں لیا اور پھر ادائیگی جذیہ پر صلح کے بعد دمشق روانہ ہوئے جہاں سب اسلامی فوجیں جمع ہو رہی تھیں تاکہ قیصر کی جنگی تیاریوں کا مقابلہ کریں۔ اول اجنادین کا معرکہ پیش آیا جس میں حضرت خالد بن الولیدؓ بھی حضرت

Marfat.com

ابوعبیدہؓ کے ساتھ شریک تھے اور جس میں رومیوں کی شکست فاش کے بعد ۱۳ھ میں اسلامی فوجوں نے دمشق کا محاصرہ کرلیا۔ یہ محاصرہ جاری تھا کہ ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ ہجری حضرت ابوبکرؓ نے وفات پائی ۔ گویا دمشق حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں فتح ہوا۔ حضرت عمرؓ کی خلافت کا آغاز رجب ۱۳ھ میں ہوا تھا۔ اُنہوں نے زمام خلافت ہاتھ میں لیتے ہی ایک فرمان جاری کیا جس کی رُو سے حضرت ابوعبیدہؓ شام کے سپہ سالار اعظم مقرر ہوئے۔ حیثیت سپہ سالار شام آپ نے سب سے پہلے اس رومی لشکر کو شکست فاش دی جو فحل میں جمع ہو رہا تھا۔

۱۴ ہجری کو حمص فتح ہوا اور ۱۵ ہجری کو یرموک کی فیصلہ کن جنگ پیش آئی۔ یرموک کے بعد قنسرین فتح ہوا۔ پھر انطاکیہ اس کے بعد حضرت ابوعبیدہؓ بیت المقدس روانہ ہو گئے ۔ جس کا حضرت عمر بن العاصؓ نے اِن کی آمد سے پہلے محاصرہ کر رکھا تھا۔ بیت المقدس حضرت عمرؓ کی تشریف آوری پر مسلمانوں کے حوالے کیا گیا۔ ۱۷ ہجری میں عیسائیوں نے حمص پر دوبارہ فوج کشی کی، لیکن ناکام رہے۔ یہ آخری معرکہ تھا جو حضرت ابوعبیدہؓ کو اپنی زندگی میں پیش آیا۔

بحیثیت امیر لشکر انہوں نے اپنی فوجی اور انتظامی ذمہ داریوں کے علاوہ اس امر کا بھی بالخصوص خیال رکھا کہ اسلام کی اشاعت کے ساتھ ساتھ لوگوں کی تعلیم وتربیت سے غافل نہ رہیں۔ چنانچہ اِن کے اشارے سے بعض مفتوحہ شہروں میں حلقہ ہائے درس قائم ہوئے۔ جس میں صحابہ قرآن پاک کی تعلیم دیتے اور فقہی مسائل حل کرتے تھے۔ عام الرّمادہ میں جب حضرت عمرؓ نے ہر طرف سے امداد طلب کی تو سب سے پہلے حضرت ابوعبیدہؓ ہی نے اِن کی آواز پر لبیک کہا اور غلّے سے لدے ہوئے چار ہزار اونٹ لے کر خود بارگاہ خلافت میں حاضر ہوئے۔

آپ کبھی کبھی وعظ و نصیحت بھی کیا کرتے تھے۔ اُمارت شام کے زمانہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا خبردار بہت سے لوگ اپنا لباس اُجلا رکھتے ہیں مگر اپنا دین میلا رکھتے ہیں۔ خبردار! بہت سے لوگ اپنے نفس کو عزیز رکھتے ہیں مگر وہی ذلیل دشمن ہے۔

Marfat.com

لوگو! اپنی پرانی برائیوں کو نئی نیکیوں سے دور کرو۔ اگر کسی نے زمین و آسمان کو بھر دینے والی برائیاں بھی کی ہوں گی اور پھر اِن کے بعد نیکی کرے گا تو وہ نیکی اِن سب پر غالب آجائے گی اور سب کو دبالے گی (نامور مسلم سپہ سالار صفحہ۔۲۳)۔

مختصر یہ کہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ تا حیات اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے لیے پیش پیش رہے۔ اور جب تک حضور علیہ الصلوۃ والسلام حیات رہے ہر موقع پر اُن کے ساتھ رہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر بھی آپ حضور ﷺ کے ہمراہ تھے آپ حقیقت میں اُن صحابہ کی طرح تھے جو پروانوں کی طرح شمع رسالت کے گرد چکر لگاتے رہتے تھے اور کبھی جُدا نہ ہوتے تھے۔ حضرت ابوعبیدہؓ کو اپنی ذات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ذرا سی تکلیف پہنچانا بھی گوارا نہ تھا۔ آج اگر ہمیں بھی احساس ہو جائے کہ ہماری وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ذرا بھر تکلیف نہ ہو تو بہت سی سنتوں کو زندہ کیا جاسکتا ہے اور بہت سی سنتوں پر دوام کے ساتھ عمل کیا جاسکتا ہے۔

ملک شام میں ایک ایسا خوفناک طاعون پھوٹ پڑا، جو ۱۸ھ تک مسلسل قائم رہا اور اس کے اثرات بڑھتے بڑھتے عراق تک پھیل گئے۔ اِس مرض ناگہانی اور بلائے آسمانی کی روک تھام کے لیے حضرت عمر فاروقؓ نے بہ نفس نفیس شام کا سفر کیا۔ اور وہاں پہنچ کر بڑے بڑے صحابہ سے صلاح مشورے کیے اور حضرت ابوعبیدہؓ کو حکم دیا کہ وہ مجاہدین اسلام کو نشیبی علاقوں سے نکال کر بالائی علاقوں میں پھیلا دیں لیکن حضرت ابوعبیدہؓ حکم کی تعمیل نہ کر سکے۔ اُن پر طاعون اثر کر چکا تھا وہ وفات پا گئے۔ اِن کی عمر اس وقت اٹھاون برس تھی۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے تجہیز و تکفین کا سامان کیا اور ایک بڑی پُر درد تقریر کرتے ہوئے فرمایا'' آج ہم میں سے ایک ایسا شخص اُٹھ گیا جس سے زیادہ صاف دِل، زیادہ بے کینہ، زیادہ سیر چشم اور خلق خدا کے لئے زیادہ خیر خواہ خدا کی قسم! میں نے کسی کو نہیں دیکھا! آپ سب اِن کے لیے رحم اور مغفرت کی دعا کریں''۔

Marfat.com

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ ﷺ کے نواسے تھے۔ آپؓ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت فاطمہؓ تھا۔ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ بہت زیادہ حسین وجمیل تھے۔ آپؓ کا کردار بھی مثالی تھا۔ تاریخ اسلام میں آپؓ سے زیادہ دافع شر اور کشت وخون اور باہم جنگ وجدل سے دور رہنے والی ہستی کوئی نہیں۔ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ سخی رحم دل اور بامروت تھے۔

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت مدینہ منورہ میں ۳ھ میں ہوئی تھی۔ شکل وصورت میں آپؓ کو محمد ﷺ سے مشابہت تھی۔ رسول اللہ ﷺ آپؓ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو حسنؓ کو دوست رکھتا ہے اس نے مجھ سے دوستی کی اور جس نے ان سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔ حضرت علیؓ کے بعد حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ سے بڑا اور قابل کوئی جج نہ تھا۔

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ بہت دلیر تھے۔ آپؓ نے بہت سے معرکوں میں حصہ لیا۔ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ جب خلافت سے دست بردار ہوئے تو انہوں نے اپنے بھائی کے لئے دو لاکھ سالانہ وظیفہ حضرت معاویہؓ سے منوایا تھا۔ آپؓ دراصل امت مسلمہ کو خون خرابے سے بچانا چاہتے تھے۔ آپؓ کی دستبرداری کے حق میں حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالی عنہ نہیں تھے۔ ایک خنزیر صفت انسان نے حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ کو زہر دے دیا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ یہ

Marfat.com

زہر حضرت امیر معاویہؓ نے دلوایا ہے حالانکہ آپؓ تو پہلے ہی اس کے حق میں دست بردار ہو گئے تھے۔ وصال کرنے سے پہلے آپؓ نے حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے زہر کا پتا بتا دیا تھا انہوں نے زہر دینے والے کا نام پوچھا تو آپؓ نے فرمایا کہ تم جان کر کیا کرو گے۔ جواب ملا میں اس کو قتل کروں گا۔ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر میرا شک ٹھیک ہے تو میں اس کا فیصلہ اللہ کی عدالت میں مانگو گا اگر میرا شک ٹھیک نہیں تو میں کیوں کسی ناکردہ آدمی کو ملوث کروں۔ وفات کے بعد حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ماں حضرت فاطمہؓ کے قریب جنت البقیع میں دفن کیا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپؓ کو زہر کسی سازش کی بنا پر آپؓ کی بیوی نے دیا تھا۔ اور وہ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ زہر دے کر خود شام کی طرف سفر کر گئی۔ ۲۸ صفر ۵۰ ھ کو اسلام کا یہ مجاہد اور خانوادہ رسول کا چشم و چراغ ۴۷ سال کی عمر میں شہید ہو گیا۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در اقدس سے کبھی کوئی سوالی خالی نہیں گیا تھا۔ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت موٹا لباس زیب تن فرماتے تھے۔ لباس بھی ایسا جس پر جا بجا پیوند لگے ہوتے تھے۔ آپؓ معاملات حکومت سے دور ہی رہے۔ جب حضرت علیؓ کی شہادت ہوئی تو آپؓ کو تخت حکومت سونپا گیا۔ مگر اموی حضرات فسادات کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ حضرت معاویہؓ ساٹھ ہزار کا لشکر لے کر عراق و عرب کو فتح کرنے کے لئے اٹھے۔ آپؓ بھی اپنے دفاع کے لئے نکلے۔ جب آپؓ سفر کر رہے تھے تو ایک خارجی نے آپؓ کو زخمی کر دیا۔ آپؓ نے امت مسلمہ کو خون ریزی سے بچایا اور امیر معاویہ سے صلح کر لی۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں آٹھ لڑکے اور سات لڑکیاں تھیں۔ لڑکوں میں حضرت عبداللہ، حضرت قاسم حضرت ابو بکر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ کربلا میں شہید ہوئے۔ حضرت زیدؓ اور حضرت حسنؓ باقی رہے جن سے نسل چلی۔ دوسری اولاد کم سنی میں وفات پا گئی۔

Marfat.com

حضرت حسین رضی اللہ عنہ

حضرت حسینؓ حضرت علیؓ کے نور العین تھے...... حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کے دل کا چین تھے...... دوش رسالت کے شہسوار تھے۔ حضرت حسینؓ کی پیدائش پر رسول اللہ ﷺ خوش ہوئے۔ جب حضرت حسینؓ کی پیدائش ہوئی، جب حضرت حسینؓ اس دنیائے فانی میں جلوہ گر ہوئے تو وہی دن تھا جس دن رسول اللہ اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔ جب حضرت حسینؓ آئے تو مدینہ کے تاجدار محمد مصطفیٰ ﷺ کو بہت مسرت ہوئی۔

لہذا تاریخ کہتی ہے کہ جب مہینہ شعبان المعظم کا تھا...... 5 تاریخ تھی...... دن سوموار کا تھا...... سنہ 4 ہجری تھا...... زمین مدینہ منورہ کی تھی...... کمرہ فاطمۃ الزہراءؓ کا تھا...... بستر علیؓ کا تھا...... پیدا کرنے والا رب العالمین تھا...... سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے نواسہ کو دیکھا، پیار کیا پھر آپ ﷺ نے گھٹی دی۔ سیدنا حسینؓ کتنے خوش نصیب تھے کہ گھٹی کے طور پر رسول اللہ ﷺ نے کھجور نہیں کھلائی، شربت نہیں پلایا، چینی نہیں کھلائی، بلکہ رسول اللہ نے جو گھٹی دی وہ بھی بے مثال تھی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جو گھٹی دی وہ اپنا لعاب دہن دیا۔

اور پھر جناب رسالت مآب ﷺ نے حضرت حسینؓ کے ایک کان میں اذان دی اور دوسرے کان میں تکبیر فرمائی۔ سیدنا حسینؓ کی عظمت اور شان دیکھئے کہ دنیا میں آکر حسینؓ کے کانوں میں سب سے پہلے صدائے نبوت کو سنا۔ گویا کان حسینؓ کے تھے،

Marfat.com

زبان نبی ﷺ کی تھی اور نام اللہ کا تھا۔ جس کے کانوں میں کملی والے ﷺ نے اذان دی ہو اس کی نماز اس کی عظمت کے کیا کہنے۔ سیدنا حسینؓ نے تلواروں کی چھاؤں میں اور تیروں کی بارش میں نماز عشق اداء کر کے نانا ﷺ کی دی ہوئی اذان کی لاج رکھ لی......

نہ مسجد میں نہ مندر میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں
نمازِ عشق اداء ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

حضرت حسینؓ کی تربیت کے تین بڑے مکتب تھے۔ پہلا مکتب آغوش فاطمہؓ، دوسرا مکتب حضرت علی کرمہ اللہ اور تیسرا مکتب نانا پاک ﷺ کی مبارک گود تھی۔ یعنی حضرت حسینؓ کی اول تربیت گاہ فاطمۃ الزہراءؓ کی گود تھی۔ کیونکہ اول تربیت گاہ ماں کی گود ہوتی ہے۔ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کے بارے میں سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت حسینؓ کو دودھ کبھی بغیر وضوء کے نہیں دیا۔ اکثر ایسا ہوتا کہ آپؓ ہاتھوں سے چکی پیستے ہوئے حضرت حسینؓ کو دودھ پلا رہی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ خدا کا قرآن پڑھ رہی ہیں۔ یقیناً ماں کی گود ہی اولاد کی اصل تربیت گاہ ہوتی ہے اور ماں کے دودھ کی تاثیر اولاد پر اثرات مرتب کرتی ہے۔ ماں جب شب بیدار ہو، جب قرآن کی قاریہ ہو، جب وضوء کر کے دودھ پلاتی ہو اور جب ماں اللہ کے رسول ﷺ کی بیٹی ہو تو بیٹا کتنا عظیم ہو گا، کتنا بہادر ہو گا، کتنے صبر واستقلال والا ہو گا۔

آنحضرت ﷺ نے جتنا پیار حضرت حسینؓ سے کیا اتنا کسی اور سے نہیں کیا۔ سرکار دو عالم ﷺ کا اپنے نواسہ سے پیار کا یہ عالم تھا کہ آپؐ کی گردن، پیشانی، آنکھوں اور لبوں پر بوسے دیا کرتے تھے۔ حتی کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ حضرت حسینؓ سے پیار کر رہے تھے تو ایک صحابیؓ نے دیکھ کر عرض کی کہ میرے بھی بچے ہیں مگر میں نے تو کبھی ان سے پیار نہیں کیا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا

Marfat.com

جاتا۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تیرے دل کو اللہ نے سخت کر دیا ہے تو میں کیا کروں یہ صحابی حضرت اقرع بن حابسؓ تھے۔

آنحضرت ﷺ کو اپنے دونوں نواسوں سے پیار تھا۔ ایک صحابیؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ حضرت حسینؓ کے ہاتھوں کو پکڑے کھڑے تھے۔ حضرت حسینؓ کے پاؤں آپ ﷺ کے پاؤں مبارک پر تھے۔ سرکار دو جہاں ﷺ نے حضرت حسینؓ کو اوپر کی طرف کھینچا یہاں تک کہ حضرت حسینؓ کے ننھے منے قدم آپ ﷺ کے سینہ مبارک تک آگئے پھر سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت حسینؓ کو چوما اور ان کے لبوں پر اپنے پیارے لب رکھ کر فرمایا پروردگار! یہ مجھے عزیز ہے تو اسے عزیز رکھ۔

ایک مرتبہ جناب رسالت مآب ﷺ مسجد نبوی میں جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے ادھر حسنؓ اور حسینؓ مسجد نبوی میں داخل ہوئے دونوں شہزادے کبھی گرتے اور کبھی اُٹھ کھڑے ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کو اس حالت میں دیکھا تو خطبہ روک دیا اور منبر سے اتر کر دونوں کو اٹھالیا، چوما اور پھر اپنے پاس لا کر صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا:۔

انما اموالکم و اولادکم فتنه

ترجمہ: بے شک تمہارے مال اور اولادیں آزمائش ہیں۔

حضرت حسنؓ و حسینؓ میرے دل کے ٹکڑے ہیں انہیں اس طرح گرتے دیکھ کر میں برداشت نہ کرسکا۔ اسی طرح ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی میں نماز اداء کر رہے تھے حضرت حسینؓ کھیلتے ہوئے مسجد نبوی میں آگئے اور کھیلتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی پشت پر بیٹھ گئے تو قربان جائیں، حضرت حسینؓ کی شان پر رسول اللہ ﷺ نے نماز لمبی کر دی، سجدہ لمبا کر دیا کہیں حسینؓ کو چوٹ نہ لگ جائے۔ ایک مرتبہ حضرت حسینؓ

Marfat.com

آنحضرت ﷺ کے کاندھوں پر سوار تھے کہ سامنے سے حضرت عمرؓ آ گئے۔ آپؓ نے دیکھتے ہی فرمایا نعم المرکب؟ کتنی اچھی سواری ہے؟ سرکار دو جہاں ﷺ نے فرمایا نعم الراکب؟ عمرؓ! یہ بھی تو دیکھ کہ سوار کتنے اچھے ہیں؟۔ اور حقیقت یہ ہے کہ سواری بھی لاجواب تھی اور سوار بھی لاجواب تھا۔

صحابہؓ کو بھی حضرت حسینؓ سے بڑا پیار تھا صرف حضرت عمرؓ کا پیار دیکھئے کہ فاروق اعظمؓ کے دور میں حسنینؓ نے بڑے آرام سے وقت گذارا۔ کسی کوئی لایونی کو جرأت نہیں ہوئی، کسی بلوائی کو جرأت نہیں ہوئی، کسی حلوائی کو جرأت نہیں ہوئی، کسی دشمن اہل بیت کو اتنی جرأت نہیں ہوئی کہ وہ آنکھ اٹھا کر حسنینؓ کی طرف دیکھ سکے۔ فاروقؓ کے دور میں اہل بیت بڑے آرام اور سکون سے زندگی گذارتے رہے۔

حضرت عمرؓ اپنے عبداللہ کو ماہانہ پانچ سو درہم دیتے تھے۔ ازواج مطہرات کو، ہماری ماؤں کو، مصطفیٰ کی عزت بی بی عائشہؓ کو بارہ ہزار دینار دیتے تھے اور میرے حسینؓ کو ایک ہزار سے دس ہزار تک دیتے تھے۔ عمرؓ کا بیٹا بول اٹھا۔ کہنے لگا کہ میرا عیال زیادہ ہے اور آپؓ کو حسینؓ کا خیال زیادہ ہے۔ حضرت فاروقؓ کو جلال آیا فرمایا سنو!

تو عمرؓ کا بیٹا ہے، وہ حیدر کا بیٹا ہے۔ تیری اماں وہ ہے جو چکی پیستی چلی گئی، اس کی اماں وہ بتول ہے کہ سیدۃ النساء ہے۔ اس کی پیشانی کو حضور ﷺ کھڑے ہو کر چومتے تھے اور وہ بضعة من جسد رسول اللہ ہے۔ بیٹا میں تجھے دیکھوں تو عمر کی شکل یاد آتی ہے، حسن اور حسینؓ کو دیکھوں تو محمد ﷺ کی صورت یاد آتی ہے۔

بیٹا تو میرے سینے پر کھیلتا رہا، میں نے حسینؓ کو نبی ﷺ کے سینے پر کھیلتا دیکھا ہے۔ میں نے پیغمبر ﷺ کو حسنؓ اور حسینؓ کو اپنے کاندھوں پر اٹھائے ہوئے دیکھا ہے۔ بیٹا تو عام آدمی ہے، حسینؓ کا خاندان وہ ہے جس پر پوری دنیا درود پڑھتی ہے اور ہمیں آل رسولؐ سے پیار ہے۔

Marfat.com

حضرت عمرؓ کے پاس ایک لباس آیا جو مال غنیمت میں آیا تھا حضرت عمرؓ نے ہاتھ میں اُٹھایا، ان کو ہوا میں لہرایا، بار بار لوگوں کو دکھایا۔ مجاہدین سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ سب نے سوچا کہ ہمیں دیں گے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ بہترین لباس، یہ چمک دار لباس، یہ شاندار لباس میں آج اس کو دوں گا جو مدینہ میں سب سے زیادہ حسین ہے، آج میں یہ لباس اس کو دوں گا جسے محمد ﷺ دیکھ کر خوش ہوتے تھے، جس کو دیکھ کر کملی والے ﷺ خوش ہوتے تھے آج میں عمرؓ اس کو یہ لباس پہنا کر خوش ہونا چاہتا ہوں۔ یہ پیار ہے۔

سر مبارک سے لے کر ناف تک کا حصہ پیغمبر کا نقشہ حضرت حسنؓ میں تھا اور ناف سے لے کر پاؤں تک پیغمبر کے وجود کا نقشہ حضرت حسینؓ میں تھا۔ جب دونوں بھائی کھڑے ہوتے ''کانا شبیھین رسول اللہ'' معلوم ہوتا کہ محمدؐ ہمارے سامنے آگئے ہیں۔ یہ صحابہؓ کا بیان ہے۔ گویا حضرت حسنؓ میں حسن ہے اور حضرت حسینؓ حسین ہے...... بڑا بہترین ہے...... دل نشین ہے...... نازنین ہے...... ان کا نانا رحمۃ للعالمین ہے...... اسی لئے ہم جب نام لیتے ہیں تو کہتے ہیں ابن رسول اللہ...... فرزند بتول...... جن کا نانا محمد مصطفیٰ ﷺ...... جن کا ابا علیؓ المرتضیٰ...... جن کا بھائی حسن مجتبیٰؓ ......اور جو خود ہے شہید کربلا۔ بلکہ:۔ حضرت حسین گلشن نبوت کی بہار ہیں، حضرت حسینؓ دین کا مطلع انوار ہیں، حسینؓ آل محمدؐ کے تاج دار ہیں۔ حسینؓ امت مصطفیٰ کے دل دار ہیں، حسینؓ دوش رسالت کے شہسوار ہیں، حسینؓ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں، حسینؓ عزم و ہمت کی تلوار ہیں، حسینؓ عثمان غنی کے پہرے دار ہیں، حسینؓ علی المرتضیٰؓ کے دل کا قرار ہیں، حسینؓ جسم نبوت کی یادگار ہیں۔

حضرت حسین گلشن نبوت کی بہار ہیں — حضرت حسینؓ دین کا مطلع انوار ہیں
حسینؓ آل محمدؐ کے تاج دار ہیں — حسینؓ امت مصطفیٰ کے دل دار ہیں
حسینؓ دوش رسالت کے شہسوار ہیں — حسینؓ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں

Marfat.com

حسینؓ عزم و ہمت کی تلوار ہیں — حسینؓ عثمان غنی کے پہرے دار ہیں
حسینؓ علیؓ کے دل کا قرار ہیں — حسینؓ جسم نبوت کی یادگار ہیں

یہی حضرت حسینؓ جب میدان کربلا میں آئے وہاں بے حیائی تھی، اضطراب تھا، بدکاری تھی، فساد تھا، خون تھا خار تھا، افراتفری تھی، عدم اطمینان تھا اور دہشت گردی تھی الغرض احکام اسلامیہ کا آئینہ پاش پاش تھا تب ضرورت تھی اک ایسی ہستی کی جو غیر معمولی ہو، غیر معمولی ہو کر مسلمان ہو، مسلمان ہو کر مؤمن ہو، مؤمن ہو کر محسن ہو، محسن ہو کر مبلغ ہو، مبلغ ہو کر صحابی رسول ہو، صحابی رسول ہو کر پسر علیؓ ہو، پسر علیؓ ہو کر لخت بتول بھی ہو اور نواسۂ رسول بھی ہو لیکن جب نواسہ رسولؐ وہاں پہنچے تو جنہوں نے ساتھ چھوڑا وہ لعین بن گئے اور جنہوں نے جان دیدی، ہمت نہیں ہاری وہ نیزوں کی انی پر بھی قرآن پڑھتے رہے۔

وہ وقت آ گیا جب یزید تخت پر بیٹھا، حضرت حسینؓ نے اپنے پورے آل کو قربان کر دیا، ننھے علی اصغرؓ کو قربان کر دیا، جعفر بن عقیل کو قربان کر دیا، فرزندان حسنؓ کو قربان کر دیا، حضرت قاسم کو قربان کر دیا، ابو بکر بن علی کو قربان کر دیا، عمر بن علی کو قربان کر دیا، عثمان بن علی کو قربان کر دیا، عون بن علی کو قربان کر دیا، اور عبداللہ بن علی کو قربان کر دیا مگر یزید کے ہاتھ میں ہاتھ دینا گوارا نہیں کیا۔

میدان کربلا میں سارے اہل بیت نے ایک ایک کر کے اسلام کی سربلندی کے لئے بھوک تو برداشت کر لی، تین تین دن پیاسا رہنا تو برداشت کر لیا، جان تو دیدی، سر کٹا تو دیا مگر سر جھکایا نہیں۔ آج مؤرخین ترس خوردہ انداز میں لکھتے ہیں کہ اہل بیت میدان کربلا میں پیاس کے عالم میں شہید ہو گئے مگر ہم کہتے ہیں کہ ہمیں ناز ہے ان مجاہدین و شہداء پر جنہوں نے اپنی پیاس جام کوثر سے بجھائی ہے۔

اس لشکر کا کیا حال ہوگا کہ جب وہ مدینہ سے چلا تو 182 افراد تھے اور اب نوجوانوں میں سے حضرت زین العابدین اور نواسہ رسول حضرت حسینؓ موجود ہیں باقی

Marfat.com

سارے ایک ایک کر کے جام شہادت نوش کر گئے۔ حضرت حسینؓ نے سر سجدے میں رکھا ہوا ہے اور فرماتے ہیں اے اللہ! میں نے تیری رضاء کے لئے، نانا کے دین کے لئے سب تن قربان کر دیئے۔

ایک منی کا میدان تھا اور ایک یہ کربلا کا میدان تھا۔ منی کے میدان میں حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کی قربانی دی۔ اللہ نے قبول فرمائی، اور دس محرم کو نواسۂ نبی نے اپنے سارے آل کی قربانی دی۔ یہ قربانی اُدھر بھی مقبول اِدھر بھی مقبول، امتحان میں وہ بھی پاس امتحان یہ بھی پاس، وہ بھی اللہ کی رضا پر راضی اور یہ بھی اللہ کی رضا پر راضی۔

حضرت حسینؓ نے پیاسارہ کر، بھوکے رہ کر قرآن پڑھا ہے۔ سارے اہل بیت نے قرآن پڑھا ہے۔ راتوں کو نوافل پڑھے ہیں قرآن کی تلاوت کی ہے۔ جیسا کہ حضرت عثمانؓ نے چالیس دن پیاسے رہ کر قرآن پڑھا۔ گویا حضرت حسینؓ جو کچھ میدان کربلا میں کیا وہ سب کچھ حضرت عثمانؓ سے سیکھا ہے۔ پیاسا رہ کر قرآن پڑھنا انہیں سے سیکھا، بھوکے رہ کر خدا کے حضور سجدہ کرنا انہیں سے سیکھا، خون میں نہا کر عبادت کرنا انہیں سے سیکھا، اور خون میں غسل کر کے خطبہ دینا انہیں سے سیکھا۔

حضرت عثمانؓ نے بھی آخری خطبہ دیا، قوم کو جھنجوڑا اور حضرت حسینؓ نے بھی آخری خطبہ میدان کربلا میں دیا میرے حسینؓ نے فرمایا:

''اے لوگو! میرے حسب ونسب کو یاد کرو، اپنے ضمیر کا محاسبہ کرو، خوب غور و فکر کرو، میں فاطمۃ الزہراء کا بیٹا ہوں، علی المرتضی کا نور العین ہوں، سید الشہداء امیر حمزہؓ کا بھتیجا ہوں، میں وہ ہوں جسے رسول اللہ بوسہ دیا کرتے تھے، میں وہ ہوں جسے رسول اللہ سونگھا کرتے تھے، میں وہ ہوں جسے رسول اللہ نے گھٹی دی، میں وہ ہوں جسے رسول اللہ نے اپنا لعاب دہن دیا، میں وہ ہوں جس کے کانوں میں اذان و تکبیر رسول اللہ نے دی، میں وہ ہوں جس نے رسول اللہ کے کاندھوں پہ سواری کی، میں وہ ہوں جس کے

Marfat.com

بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "میں جنت کے جوانوں کا سردار ہوں"

مگر ان ظالموں پر ایک لفظ کا اثر بھی نہیں ہوا بالآخر انہوں نے حضرت حسینؓ کو شہید کر دیا۔ حضرت حسینؓ کی شہادت نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ اگر کسی فرد یا جماعت میں کوئی برائی جنم لے لے، اسلام کے خلاف کوئی صداء بلند ہو تو مسلم امت کا یہ فرض ہے کہ اس برائی کے خاتمہ کے لئے اپنی پوری کوشش صرف کر دے حتی کہ معاشرہ برائیوں سے پاک ہو جائے۔ اس راستہ میں جان بھی دینے پڑے تو دریغ نہ کرے۔

سیرت حضرت حسین رضی اللہ عنہ

حضرت محمد ﷺ کے نواسے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کے فرزند حضرت حسینؓ ۳ شعبان بمطابق ۵ جون ۶۲۶ء کو پیدا ہوئے حضرت حسینؓ حضرت حسنؓ سے دس ماہ چھوٹے تھے۔ پیدائش کے بعد رسول اللہ ﷺ نے آپ کو گود میں لیا اور کان میں اذان دی جبکہ ساتویں دن آپ کا نام حضرت حسینؓ رکھا گیا۔ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کا نام حرب رکھنا چاہتے تھے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے حسین تجویز کیا اور آپؓ کے سر کے بالوں کے ہم وزن چاندی اللہ کی راہ میں خیرات کی۔

رسول اللہ ﷺ کو اپنے نواسے سے کس قدر محبت تھی اس کا اندازہ ان واقعات سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ آپ ﷺ نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد نبوی ﷺ تشریف لاتے تو آپ ﷺ کی گود میں حضرت حسینؓ تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں اپنے قریب بٹھایا اور نماز پڑھانے لگے۔ آپ ﷺ سجدے میں گئے تو حضرت حسینؓ اُٹھے اور آپ ﷺ کی پیٹھ پر سوار ہو گئے۔ آپ ﷺ نے اپنے نواسے کو نیچے اتارنے کی

Marfat.com

بجائے سجدے کو طویل کر دیا۔ نماز کے اختتام پر لوگوں نے معلوم کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آج سجدہ بہت طویل تھا، اس کی کوئی خاص وجہ تھی؟۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میرا نواسہ مجھ پر سوار ہو گیا تھا میں نے اس کو ہٹانا مناسب نہ سمجھا بلکہ سجدے کو طویل کر دیا''۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ اپنی لخت جگر حضرت فاطمۃ الزہرا کے گھر کے قریب سے گزر رہے تھے تو آپ ﷺ نے حضرت حسینؓ کے رونے کی آواز سنی تو آپ ﷺ اندر آ گئے اور فرمایا'' کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مجھے حسینؓ کے رونے سے تکلیف ہوتی ہے؟''۔ آپؓ کی ظاہری زندگی قابل تعریف تھی اور سیرت بھی بے داغ تھی آپؓ سخاوت، غرباء پروری، انسانی ہمدردی، فیاضی فراخدلی، عفو درگزر اور دیگر اخلاقی خوبیوں کا نمونہ تھے۔

حضور اکرم ﷺ کے ایک صحابی حضرت حسینؓ کے زمانے تک زندہ تھے مگر عمر زیادہ ہونے کے باعث سخت بیمار تھے۔ وہ جب بہت زیادہ بیمار ہوئے تو حضرت حسینؓ ان کی عیادت کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ انہیں اپنی بیماری کی وجہ سے سخت تکلیف محسوس ہو رہی تھی، اس کے باوجود انہیں اس کی کچھ زیادہ پرواہ نہ تھی، کیونکہ وہ جانتے تھے موت کا ایک دن مقرر ہے اور سب کو ایک دن فنا ہونا ہے۔ انہیں صرف اس بات کی فکر تھی کہ ان کے سر پر قرض کا بوجھ ہے اور وہ موت کے دروازے پر کھڑے ہیں وہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ مقروض اس دنیا سے رخصت ہوں۔ وہ پریشان تھے، حضرت حسینؓ نے ان کی پریشانی کے بارے میں دریافت فرمایا تو انہوں نے اس کی وجہ بیان کر دی۔ حضرت حسینؓ نے دریافت فرمایا کہ قرضہ کتنا ہے؟ صحابیؓ نے بتایا ''ڈیڑھ ہزار درہم'' حضرت حسینؓ نے فوراً کہا'' آپ پریشان نہ ہوں میں آپ کا قرضہ ابھی ادا کر دیتا ہوں'' اور اپنے گھر واپس آ کر ان کا سارا قرض ادا کر دیا۔

حضرت حسینؓ بعض اوقات اس قدر فیاضی اور سخاوت کا مظاہرہ فرماتے کہ وہ نہ صرف مقروض ہو جاتے بلکہ وہ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے بچانا بھی بھول جاتے۔ حضرت حسینؓ عبادت و ریاضت میں بھی بہت زیادہ وقت صرف کرتے۔

Marfat.com

حضرت حسینؓ ساری ساری رات عبادت میں مصروف رہتے۔ حضرت حسینؓ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپؓ جب نماز کی ادائیگی کے لئے کھڑے ہوتے تو خدا کا خوف اس قدر طاری ہو جاتا کہ آپ کا چہرہ مبارک زرد ہو جاتا اور جسم تھر تھر کانپنے لگتا۔ آپؓ نے اپنی زندگی میں ۲۵ حج پا پیادہ کئے۔ آپ عفوودرگزر میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔

حضرت حسینؓ کے سوانح حیات سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ آپؓ کی زندگی قرآن حکیم کی تعلیمات اور اسوہء رسول کی مظہر تھی ان کے فکر ونظر کی آب یاری رسول اللہ ﷺ، حضرت علیؓ اور فاطمۃ الزہرہ نے کی تھی جس انسان کی تربیت وتعلیم ایسی جلیل القدر ہستیوں کے زیر سایہ ہوئی ہو اس کی عظمت، کردار اور علوئے مرتبہ میں کسے شک ہو سکتا ہے؟ ایسے عظیم انسان کی زندگی کو قرآن حکیم کے حقائق و معارف کا ترجمان قرار دینا ہی پڑتا ہے، شہید کربلا نے اسلام کے نظام حیات کی حمایت و بقا کی خاطر اپنی جان عزیز کا نذرانہ پیش کر کے یہ ثابت کر دیا کہ وہ صرف نظری طور پر ہی نہیں بلکہ عملی طور پر بھی اسلام اور قرآن سے بے پناہ محبت رکھتے تھے۔ اس امر سے باخبر ہونا ضروری ہے کہ ایک بندہ مومن اور سچے مسلمان کی زندگی قرآن مجید کی عملی تفسیر ہوا کرتی ہے۔ خداوند تعالی کی یہ آخری اور ابدی کتاب ہدایت ہمارا بہترین دستور العمل اور مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس لئے یہ ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی میں نمایاں کردار ادا کرتی ہے۔ اس کی محض تلاوت ہی کافی نہیں، کیونکہ یہ ہماری عملی عقیدت ومحبت کا تقاضہ کرتی ہے۔ انؓ کی شہادت کو قرآن کے آئینے میں دیکھنے کے لئے ہمیں درج ذیل بات کو ذہن نشین کرنا ہوگا۔ قرآن مجید میں ایک سچے مسلمان کی ہمہ وقتی اطاعت خداوندی اور عبودیت کی حقیقت کو منکشف کرتے ہوئے اور رضائے الٰہی کو اس کی تمام سرگرمیوں کا محور ومرکز قرار دیتے ہوئے یہ کہا گیا ہے۔

"بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت تمام جہانوں کے پروردگا کے لئے ہے۔"

Marfat.com

حضرت حسینؓ نے خدا کی ہمہ وقتی اطاعت کو خدائے لم یزل کی بندگی کا اولین مقصد قرار دیا ہے اور ان کی زندگی اور موت بھی اس قادر مطلق کے پیش کردہ نظام کے قیام واستحکام کے لئے مختص ہو کر رہ گئی تھی۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ انہوں نے خدا کی حقیقی بندگی کا راز پاتے ہوئے یزید کی ملوکیت اور جبری بیعت کے غلط نظریے کی ڈٹ کر مخالفت کی اور اس کے بجائے خلافت راشدہ کے بابرکت اور انسانیت ساز سیاسی نظام کو بچانے کے لئے اپنا تن من دھن بھی قربان کر دیا۔ نہ صرف یہ بلکہ انہوں نے اپنے خاندان کے افراد کی زندگیاں بھی اس ارفع واعلیٰ مقصد کے حصول کے لئے برضا ورغبت نثار کر دیں، کیا دنیا کی تاریخ کوئی اور ایسی عظیم اور فقید المثال داستان ایثار پیش کر سکتی ہے۔

اقوال سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ

- ☆ جو اپنے بھائی کی دنیاوی مصیبت میں کام آیا تو اللہ اس کی آخرت کی مصیبت کو دور کرتا ہے۔
- ☆ جو سخاوت کرتا ہے سردار بنتا ہے، جو کنجوسی کرتا ہے ذلیل ہوتا ہے۔
- ☆ اچھے کام کرتے رہو مگر دل سے۔
- ☆ سب سے زیادہ معافی دینے والا وہ ہے جو بدلہ لینے کی قدرت رکھتا ہو اور بدلہ نہ لے۔
- ☆ عطا کے ذریعے نیک نامی حاصل کرو!
- ☆ جلد بازی نادانی ہے اور صلہ رحمی نعمت ہے۔
- ☆ بخل افلاس ہے، سخاوت دولت مندی ہے
- ☆ نرمی عقلمندی ہے رازداری امانت ہے۔
- ☆ حسن خلق عبادت ہے۔ راست بازی عزت ہے۔ حلم زینت ہے عمل تجربہ ہے، امداد دوستی ہے۔

Marfat.com

☆ اپنی زیادہ تعریف کرنا ہلاکت کا باعث ہے۔

☆ جو کسی پر احسان کرتا ہے خدا اس پر احسان کرتا ہے۔اور خدا احسان کرنے والوں کو دوست بنالیتا ہے۔

☆ حاجت مند نے تم سے سوال کر کے اپنی آبرو کا خیال نہ رکھا تو تم اس کی حاجت روائی کر کے اپنی آبرو قائم رکھو!

فلسفہ شہادت اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ

شہادت اللہ کی نعمتوں میں سے ایک گراں بہا نعمت ہے۔جن خوش نصیب حضرات کو یہ نعمت میسر آتی ہے ان انعام یافتہ بندوں کا ذکر اللہ تعالی نے قرآن پاک میں ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے۔جو کوئی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے۔پس وہی ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام کیا ہے جو کہ انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔(قرآن مجید سورۃ النساء ۴۔۶۹) مذکورہ آیۃ کریمہ میں شہداء کو اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندوں میں شامل کیا گیا ہے اور شہدا کو صالحین پر فضیلت دی گئی ہے۔اللہ تعالی نے اپنی جو نعمتیں اور فضل و کمال باقی مخلوق کو عطا کیا ہے ان تمام کو آقائے علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارکہ میں جمع فرمایا ہے اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ ”میں قیامت کے دن بنی آدم کا سردار ہونگا“ (صحیح مسلم، کتاب الفضائل)

آقائے دوعالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ ”اللہ رب العزت نے مجھے اعلیٰ اخلاق اور عمدہ افعال کو کمال بخشنے کی لئے بھیجا ہے“ (مشکواۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین)

شہادت بھی ایک کمال اور اللہ تعالی کی ایک نعمت ہے، بلکہ یہ تو ایسی نعمت ہے کہ اس کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی آرزو تھی۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری

Marfat.com

جان ہے۔اگر مسلمان کے دل میں اس سے رنج نہ ہوتا کہ میں ان کو چھوڑ کر جہاد کیلئے نکل جاؤں اور میرے پاس اتنی سواریاں نہیں ہیں کہ سب کو ساتھ لے جاؤں تو میں ہر اس گروہ کے ساتھ نکلتا۔ جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے جاتا ہے۔اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں۔(صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب تمنی الشہادۃ)

چنانچہ حضرت اُم فضل بنت حارثؓ جو کہ حضرت عباس کی زوجہ محترمہ آنحضرت ﷺ کی چچی ہیں۔ان سے مروی ہے کہ ایک روز وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بولیں کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے آج رات ایک ڈراؤنا خواب دیکھا ہے۔آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ وہ کیا ہے؟۔حضرت اُم فضلؓ نے عرض کی کہ سخت ڈراؤنا ہے۔(نہ تو میں اس کا بیان کرنا پسند کرتی ہوں اور نہ ہی آپ ﷺ اس کو سننا پسند کریں گے۔) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا (مجھے سناؤ تو سہی) وہ کیا ہے؟ حضرت اُم فضلؓ نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا گویا آپ کے جسم مبارک کا ایک ٹکڑا کاٹا گیا ہے۔اور میری گود میں رکھ دیا گیا ہے۔یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" تم نے اچھا خواب دیکھا ہے" اور اسکی تعبیر اس طرح فرمائی کہ حضرت فاطمہؓ کے گھر لڑکا پیدا ہوگا جو تمھاری گود میں دیا جائے گا۔ کیونکہ خاندان کی عورتوں میں تمھارا ہی رشتہ بڑا ہے اور تم اس لڑکے کی زیادہ بہتر تربیت کر سکو گی۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔جس کا نام حضرت امام حسینؓ رکھا گیا۔اور جیسا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کر دیا گیا۔پھر ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی۔اور حضرت امام حسینؓ کو آپ کی گود میں دے کر ذرا دوسری طرف متوجہ ہو گئی اور پھر مڑ کر میں نے جو آپ ﷺ کی طرف نظر اُٹھائی تو کیا دیکھتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو ہیں"

حضرت اُم فضلؓ کہتی ہیں کہ" میں نے پوچھا اے اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ

Marfat.com

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کو کیا ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ابھی حضرت جبرائیلؑ آئے تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ میری امت میرے اس بیٹے کو عنقریب قتل کر دے گی۔ میں نے پوچھا۔کیا اس بیٹے کو؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! اس بیٹے کو‘‘ (مشکوٰۃ المصابیح ،باب مناقب اہلبیت)

Marfat.com

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

بنت زہرہ و علیؓ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالی عنہا وہ محسنہ اسلام ہیں جنہوں نے میدان کربلا میں حضرت سیدنا حسینؓ کے حوصلے بڑھائے اور سانحہ کربلا کے بعد خاندان نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی سرپرستی فرمائی۔ شجاعت و بہادری تو انہیں ورثے میں ملی تھی اور یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ تاریخ انسانی میں ان جیسی شجاع اور بہادر خاتون پیدا ہی نہیں ہوئیں۔ ان کے علم و فضل و زہد و تقویٰ، جرات و حق گوئی اور فصاحت و بلاغت کے ساتھ ساتھ شان خطابت کا اعتراف اپنوں اور بیگانوں سبھی نے کیا ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو؟۔ کیونکہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی، سیدنا علی المرتضیٰؓ کی لخت جگر، سیدۃ النساء خاتون جنت حضرت فاطمہؓ کی نور نظر حضرت حسینؓ کی بہن اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کی بیوی جو تھیں۔

پھر ان تمام عالی نسبتوں کا یہ اعزاز تھا کہ انہوں نے دین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سربلندی اور بالادستی کے لئے سب سے پہلے اپنے دو لخت جگر عونؓ و محمدؓ قربان کیے اور اسی جذبہ ایثار کی سب سے بڑی وجہ بھی یہی تھی کہ انہوں نے جس پرنور ماحول میں پرورش پائی وہ ماحول فہم و فراست علم و معرفت، بصیرت و صداقت، صبر و تحمل اور ایثار و قربانی کے عالی اقدار سے روشن تھا۔

جب اہل کوفہ نے شور و غوغا کیا تو حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالی عنہا نے ایک تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا:۔

Marfat.com

"ساری تعریف اور ساری حمد وثناء اسی خدا کے لئے زیبا ہیں۔ جس کا کوئی شریک نہیں اور درود وسلام ہوں محمد ﷺ پر! اے کوفہ والو! خدا کرے تمھارے آنسو بھی خشک نہ ہوں۔ نہ تمھاری نالہ وشیون کی صدائیں خاموش ہوں۔ تمھاری مثال تو قرآن کی روشنی میں اس بڑھیا کی سی ہے، جس نے اپنا محنت سے کاتا ہوا سوت خود ہی تار تار کر دیا۔ تم وعدہ خلافی کے مجرم ہو تم نے اپنے رسول ﷺ سے بے وفائی کی۔ تم نے اسلام کی بے حرمتی کی اور خدا کا خوف نہ کیا۔ خبردار رہو کہ تم نے قیامت کے لئے بڑا بوجھ اٹھالیا ہے۔ ہاں خدا کی قسم تم کو ضرور رونا چاہئے۔ خوب آنسو بہانا چاہئے۔ اور کم سے کم ہنسنا چاہئے۔ تم نے اپنے دامن کو جس پاک خون سے رنگین کیا ہے اس کو تم اشکوں سے نہیں دھو سکتے۔ تم نے آخرت تک کے لئے رسوائی خرید لی ہے تم اپنے دامن سے سبط رسول ﷺ کا خون کیسے دھوسکو گے؟ تم نے اپنے ہی سردار کا سر کاٹ لیا وہ تو جوانان جنت کا سردار ہے۔ تمہیں خدا سمجھائے۔ اے کوفہ والوں! تمہارے نفس نے تمہیں بڑا فریب دیا ہے اور تم نے خدا کے غضب کو للکارا ہے۔ تمہیں اس کے عذاب سے کون بچائے گا؟ کیا تم جانتے ہو کہ تم نے کس کے جگر کے ٹکڑے کئے ہیں؟ کس کا خون بہایا ہے؟ تم نے بہت بڑی جسارت کی ہے کہ اگر آسمان ٹوٹ پڑے زمین پھٹ جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہوگی۔

Marfat.com

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خویلد پہلی اُم المومنین ہیں۔ آپؓ مکہ کے ایک شریف متمول اور معزز خاندان کی حسین وجمیل خاتون تھیں۔ آپؓ کا پیشہ تجارت تھا۔ زمانہ جاہلیت میں بھی آپؓ طاہرہ کے معزز نام سے جانی جاتیں تھیں۔ قریش مکہ کے بہت سے سردار آپؓ کے مال اور اعلیٰ خاندان کی وجہ سے شادی کے متمنی تھے۔ آپؓ کی پہلی شادی عتیق بن عائد سے ہوئی۔ اس شوہر سے آپ کی ایک لڑکی ہوئی جس کا نام ہند تھا۔ ہند نے بڑے ہو کر اسلام قبول کیا۔ پہلے شوہر کی وفات کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خویلد نے ابو ہالہ سے شادی کی۔ ابو ہالہ سے آپؓ کے ہاں دو بچے پیدا ہوئے۔ اس کی وفات کے بعد آپؓ دوہری بیوگی کی زندگی گذار رہیں تھی کہ محمد ﷺ کی نیک نامی اور بلند مقامی سے بہت متاثر ہوئیں اور اس نے محمد ﷺ سے شادی کرنے کا پروگرام بنایا۔ لہٰذا آپؓ نے اپنی کنیز نفیسہ یا اپنی بہن کے ہاتھ پیغام عقد بھیجا جو آپ ﷺ نے اپنے چچا کی رضامندی سے قبول فرمالیا۔ اس طرح حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خویلد رسول اللہ ﷺ کی دلہن بن کر ام المومنین کے مقام پر فائز ہوئیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خویلد نے اسلام کے لیے بہت سی قربانیاں دیں جب کوئی آپ ﷺ کا ساتھی نہ تھا آپؓ اس وقت محمد ﷺ کی ہمدم تھیں۔ عورتوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ جب تک آپؓ رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ رہیں

Marfat.com

آپ ﷺ نے دوسرا عقد نہ فرمایا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خویلد نے اپنی تمام دولت اسلام کے لئے وقف فرما دی۔ آپؓ کا وصال حضرت ابوطالب کے وصال کے تین روز بعد ہوا۔ آپؓ کی عمر مبارک ۶۵ سال تھی۔ آپؓ کا شانہ نبوت میں ۲۵ سال رہیں۔ آپؓ کی قبر بمقام حجون جس کو آج کل جنت المعلیٰ کہتے ہیں میں ہے۔ آپؓ کی وفات تک اسلام میں نماز جنازہ کا حکم نہیں ملا تھا۔ (سیرت خاتم النبیین ﷺ از ڈاکٹر ماجد علی خان صفحہ ۴۹۱)

Marfat.com

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ

رسول اللہ ﷺ کی دوسری بیوی محترمہ کا نام حضرت سودہ رضی اللہ تعالی عنہا بنت زمعہ ہے۔ آپؓ کا پہلا عقد حضرت سکران بن عمرو سے ہوا۔ آپؓ نے اسلام قبول کیا۔ دونوں میاں بیوی نے اہل کفر کی ظلمتوں کا سامنا کیا۔ آپؓ نے اپنے میاں سکرانؓ کے ہمراہ ہجرت حبشہ بھی کی۔ حبشہ میں حضرت سکران کا انتقال ہوگیا۔ اس حادثے کے بعد آپؓ غمگین حالت میں مکہ آگئیں اس سال رسول اللہ ﷺ نے آپؓ سے نکاح کرلیا۔ اس طرح اللہ کے حکم سے آپؓ کو ام المومنین کا لقب ملا۔ ایک مقام پر لکھا ہوا ملا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت سودہ رضی اللہ تعالی عنہا بنت زمعہ کو طلاق دینے کا ارداہ رکھتے تھے تو آپؓ نے اپنی باری حضرت عائشہ کو دینے کی درخواست کی اور کہا کہ میری عمر زیادہ ہوچکی ہے مجھے جنسی تعلقات میں دلچسپی نہیں ہے اس لئے مجھے طلاق نہ دیں میں قیامت کے دن آپ ﷺ کی بیوی کی حیثیت سے اٹھنا چاہتی ہوں۔ اسطرح رسول اللہ ﷺ نے طلاق رجعی کی مثال قائم فرمادی۔ حضرت سودہ رضی اللہ تعالی عنہا بنت زمعہ کے سن انتقال میں لوگوں میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک ۱۹ھ ہے اور بعض کے نزدیک ۵۵ھ ہے۔ آپؓ ایک باکمال، باعمل، اعلیٰ کردار کی حامل خاتون تھیں۔

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی تھیں۔آپؓ وہ واحد کنواری لڑکی تھیں جن سے رسول اللہ ﷺ سے نکاح فرمایا۔آپؓ سے رسول اللہ ﷺ کا نکاح سودہؓ کے بعد ہوا۔نکاح کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی عمر بہت تھوڑی تھی۔اس لئے آپؓ ایک عرصہ اپنے والدین کے ہمراہ ہی رہیں۔۳ھ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی رخصتی ہوئی اس طرح آپؓ یار غار کے گھر سے رسول اللہ ﷺ کے گھر تشریف لے آئیں۔آپؓ سے بہت سی احادیث مروی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے ۶۷ سال عمر پائی آپؓ کا وصال ۵۷ھ میں ہوا (ابن سعد الطبقات الکبریٰ، جلد ۸ صفحہ ۵۸)

Marfat.com

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا حضرت فاروق اعظمؓ کی بیٹی تھیں۔آپؓ ۵ نبوی میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔آپؓ کے شوہر کا نام حضرت خنیس بن حزافہ تھا۔ آپؓ کے شوہر بدر کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے۔حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا ابھی جوان ہی تھیں کہ آپؓ کے والد نے آپؓ کی شادی کسی اچھے مرد سے کرنے کی کوشش کی اور اس کوشش میں حضرت عمر نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے تذکرہ کیا۔آپؓ نے معذوری ظاہر کی۔اس کے بعد حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمھیں حفصہ کے لیے عثمان سے بہتر شوہر بتاتا ہوں اور عثمانؓ کے لئے حفصہ سے بہتر بیوی۔لہذا آپ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا سے خود شادی کر لی اور حضرت عثمانؓ سے اپنی بیٹی حضرت ام کلثوم کی شادی فرمادی۔اس وقت حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو خاموش رہنے کا راز بتایا کہ میں آپؓ کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا راز ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔اگر رسول اللہ ﷺ اس شادی سے انکار کرتے تو میں ان سے شادی کر لیتا۔حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی دل و جان سے خدمت کی۔آپؓ کی وفات ۶۳ سال کی عمر میں ۴۵ھ میں ہوئی۔(ابن سعد الطبقات الکبریٰ، جلد ۸ صفحہ ۸۶)

Marfat.com

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت خزیمہ

حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا بنت خزیمہ کا لقب ام المساکین تھا۔حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا بنت خزیمہ کی پہلی شادی حضرت عبید اللہ بن حارث سے ہوئی تھی۔حضرت عبید اللہ بن حارث غزوہ بدر میں شہید ہو گئے۔اس صدمے کا آپؓ کو بہت دکھ ہوا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس کے دکھ کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے رمضان المبارک ۳ھ میں حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا بنت خزیمہ سے شادی کر لی۔۔حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا بنت خزیمہ رسول اللہ ﷺ کے حرم میں صرف آٹھ ماہ رہیں حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا بنت خزیمہ اور حضرت خدیجہؓ ہی دو بیویاں ایسی ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے سامنے فوت ہوئیں۔(ابن ہشام السیرۃ النبویہ، ج ۲۔ص ۶۴۵)

Marfat.com

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابو امیہ کی بیٹی تھیں۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پہلی شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی عبداللہ بن الاسد سے ہوئی تھی۔ دونوں میاں بیوی نے مکہ میں ہی اسلام قبول کرلیا تھا۔ اور ہجرت حبشہ میں بھی دونوں ایک دوسرے کے ہمدم رہے تھے۔ حبشہ میں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا تھا اس کا نام سلمیٰ رکھا گیا اسی نسبت سے آپؓ کا نام ام سلمہؓ پڑ گیا۔ جب آپؓ کے شوہر شہید ہو گئے تو آپؓ حالت حمل میں تھیں۔ اپنے شوہر کی وفات کا ان کو حد درجہ غم ہوا، ان کی کثیر اولاد بھی تھی، ان کی دل جوئی لازمی تھی۔ ان کی دل جوئی کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شادی کرلی۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات امہات المومنین میں سب سے آخر میں ۵۹ھ میں ہوئی۔ آپؓ نے ۸۴ سال کی عمر پائی۔ (ابن سعد، الطبقات الکبریٰ۔ ج، ۸۔ ص، ۹۷)

Marfat.com

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش رسول اللہ ﷺ کی پھوپی زاد بہن تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش کی پہلی شادی حضرت زیدؓ بن حارثہ سے ہوئی تھی۔ جب حضرت زیدؓ بن حارثہ سے گھریلو جھگڑا رہنے لگا تو حضرت زیدؓ نے ان کو طلاق دے دی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ۵ ھ میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش سے شادی کر لی اور ایک رسم جو چلی آ رہی تھی کہ منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے شادی نہیں کی جا سکتی اس رسم کا خاتمہ کر دیا گیا، چنانچہ اللہ نے آپ ﷺ کی حمایت میں میں سورۃ احزاب میں چند آیات نازل فرمائیں کہ منہ بولا بیٹا بیٹا نہیں اور یاد رکھو محمد ﷺ تم میں کسی مرد کے باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد سب سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش کا وصال ہوا۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش کا انتقال ۲۰ ھ میں ہوا آپؓ کی نماز جنازہ حضرت فاروق اعظمؓ نے پڑھائی۔ اس وقت آپؓ کی عمر شریف ۵۰ سال تھی۔ سخاوت میں آپؓ کا کوئی ثانی نہ تھا۔

Marfat.com

حضرت جویرہ رضی اللہ عنہا بنت حارث

حضرت جویرہ رضی اللہ تعالی عنہا بنت حارث کے والد کا نام حارث تھا۔ جو کہ اپنے وقت اور علاقے کے ایک بڑے سردار تھے۔ جنگ مریسیع میں حضرت جویرہ رضی اللہ تعالی عنہا بنت حارث جنگی قیدی بن کر آئیں اور حضرت ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فدیہ دے کران کو آزاد کر دیا اور ان کی رضا مندی سے ۵ھ کو ان سے شادی کر لی۔ اس شادی کی وجہ سے آپؓ کے قبیلہ کے سو سے زائد قیدیوں کو آزاد کر دیا گیا۔ جب حضرت جویرہ رضی اللہ تعالی عنہا بنت حارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلہن بنی اس ان کی عمر ۲۰ سال تھی۔ حضرت جویرہ رضی اللہ تعالی عنہا بنت حارث بہت حسین وجمیل تھیں۔ آپؓ کا انتقال ۵۰ھ میں مدینہ منورہ میں ہوا۔ (ابن سعد الطبقات الکبریٰ۔ ج۔۸، ص۹۶)

Marfat.com

حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا

حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ کے سردار ابوسفیان کی بیٹی تھی۔ آپؓ کی پہلی شادی حضرت عبداللہ بن جحش سے مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ دونوں میاں بیوی نے اسلام قبول کرلیا تو مکہ کے کفار نے تنگ کرنا شروع کردیا۔ ان کے مظالم سے تنگ آکر آپؓ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ وہاں آپؓ کے شوہر اسلام سے پھر گیا اور عیسائی ہوگیا۔ اس طرح آپؓ ان کی زوجیت سے الگ ہوگئیں۔ اب وہ اکیلی حبشہ میں تھیں ۷ھ میں ان کا نکاح نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کردیا اس طرح آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلہن بن گئیں۔ آپؓ کا وصال ۴۴ھ میں ہوا۔ (ابن سعد، الطبقات الکبریٰ۔ ج،۸۔ص۱۰۰)

Marfat.com

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا کی پہلی شادی ایک اسلام دشمن سلام بن مشکم سے ہوئی ۔دوسری شادی کنانہ بن حقیق سے ہوئی ۔ جنگ خیبر میں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا مال غنیمت میں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں ۔لوگوں نے آپ ﷺ کو مشورہ دیا کہ صفیہ ایک سردار کی بیٹی ہے لہذا آپ ﷺ اس سے شادی کرلیں ۔رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی بات مان لی اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا کو اپنی زوجیت میں لے لیا ۔حضرت صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا کا وصال ۵۰ ھ میں مدینہ میں ہوا اس وقت آپؓ کی عمر شریف ۶۰ سال تھی ۔

Marfat.com

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا والد حارث بن حزن تھا۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اصلی نام برہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے نکاح سے قبل آپؓ دو نکاح کر چکیں تھیں۔ ۷ھ میں حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ کی دلہن بنیں۔ آپؓ سے مقام سرف پر نکاح کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارادہ تھا کہ نکاح کے بعد امت کو ولیمہ دیا جائے مگر اہل مکہ نے ایسا کرنے کی اجازت نہ دی کیونکہ ان سے تین دن کا معاہدہ تھا۔ بعض تاریخ دانوں کے نزدیک آپ ﷺ نے سرف میں ولیمہ کیا۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال بھی مقام سرف پر ۵۱ھ میں ہوا۔

Marfat.com

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالی عنہا امہات المومنین سے واحد مکرم خاتون ہیں جن کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے مگر سولہ ماہ کی عمر میں انتقال فرمایا۔ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالی عنہا کو قبطی بادشاہ مقوقس کی جانب سے آئیں تھیں۔ آپؓ کا انتقال ۱۶ھ میں مدینہ میں ہوا۔

Marfat.com

حضرت زینب رضی اللہ عنہا

حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا رسول اللہ کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کی شادی کو پانچ سال ہوئے تو حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا کی ولادت ہوئی۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا کا نکاح ابوالعاص ابن الربیع سے ہوا تھا۔ جب حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا مدینہ ہجرت کر کے جا رہی تھیں تو راستے میں زخمی ہو گئیں انہی زخموں کی وجہ سے آپؓ بیمار رہنے لگیں اور اسی بیماری میں ۸ ھ میں آپؓ کا انتقال ہوا۔ (ابن سعد الطبقات الکبریٰ)

Marfat.com

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا

جب رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک ۳۳ سال ہوئی تو حضرت رقیہ رضی اللہ تعالی عنہا کی ولادت ہوئی۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالی عنہا کی پہلی شادی ابولہب کے لڑکے عتبہ سے ہوئی۔ مگر عتبہ نے باپ کے کہنے پر طلاق دے دی۔ اس طرح آپؓ کی دوسری شادی حضرت سیدنا عثمانؓ سے ہوئی۔ ۲ھ میں آپؓ کا انتقال ہوا۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالی عنہا کے نماز جنازہ میں رسول اللہ ﷺ شرکت نہ کر سکے۔ (ابن سعد الطبقات الکبریٰ)

Marfat.com

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری صاحبزادی تھیں ۔حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی بھی ابولہب کے بیٹے عتیبہ سے ہوئی تھی ۔ ان کو عتیبہ نے اپنے باپ کے کہنے پر طلاق دے دی تھی ۔حضرت رقیہؓ کے وصال کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دوسری شادی حضرت عثمان غنیؓ کے ساتھ ہوئی ۔حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال شعبان ۹ ھ میں ہوا۔

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

''بیشک رسول اللہ کی زندگی میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے''۔ (القرآن)

اور بحیثیت مسلمان ہمیں چاہیے کہ ہم حضور ﷺ کی گفتار دیکھیں...... پیغمبر کی رفتار دیکھیں...... پیغمبر کے اطوار دیکھیں...... پیغمبر کے افکار دیکھیں...... پیغمبر کے لیل ونہار دیکھیں...... پیغمبر کی آواز دیکھیں...... پیغمبر کا انداز دیکھیں...... پیغمبر کا راز دیکھیں...... اور ہم دیکھیں کہ پیغمبر کی عبادت کیسی ہے؟...... پیغمبر کی ریاضت کیسی ہے؟...... پیغمبر کی امانت کیسی ہے؟...... پیغمبر کی دیانت کیسی ہے؟...... پیغمبر کی صداقت کیسی ہے؟...... پیغمبر کی سخاوت کیسی ہے؟...... پیغمبر کی شجاعت کیسی ہے؟...... پیغمبر کی صورت کیسی ہے؟...... پیغمبر کی سیرت کیسی ہے؟۔

جب تک آمنہ کے لال، دریتیم نہیں آئے عرب میں اس طرح شادی کا انتظام نہیں تھا۔ ایک نوجوان لڑکی بن سنور کر آتی، ادھر سارے نوجوان جمع ہو جاتے، نہ جانے کیا ہوتا؟ نہ نکاح، نہ ایجاب وقبول، نہ ولیمہ، نہ حق مہر، نہ گواہ، نہ کوئی خطبہ، لڑکی آکر جس کو مینگنی مارتی کہ یہ میرا خاوند ہے بس اس سے بندھ جاتی۔ یا جس کو وہ پسند کر لیتی، اس کی ہو جاتی کوئی اس طرح باعزت طریقے پر منگنی نہیں تھی، کسی کی عزت کے مطابق فیصلہ نہیں تھا۔ آج یہ جو کچھ ہمیں شادی کا سلسلہ ملا ہے یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم کے ذریعے ملا۔

آپ ﷺ نے اپنی بیٹی فاطمۃ الزہراءؓ کی شادی فرمائی دیکھیں کہ وہ کس طرح فرمائی ہے؟ جب آپ ﷺ کی لختِ جگر کی عمر 15 سال 5 ماہ ہوئی بہت سے معزز لوگوں کے رشتے آئے مگر خاموشی فرمائی۔ کسی کو ہاں نہیں فرمائی ایک دن حضرت صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ آپ رحمت دو عالم ﷺ سے حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کے رشتہ کی اپنے لئے استدعاء کریں۔ حضرت علیؓ نے اپنے شفیق اور ہمدرد رفقاء سے کہا کہ مجھے خود پیغام نکاح دیتے ہوئے حجاب محسوس ہوتا ہے مگر صدیقؓ اور فاروقؓ کے اصرار اور حضرت اُم ایمنؓ کی تائید نے آپ کو حوصلہ دیا۔ آپؓ کا شانہ اقدس پر حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ...... علیؓ کیسے آئے ہو؟ حضرت علیؓ نے شرماتے ہوئے عرض کیا کہ حضور میں حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کے رشتہ کی درخواست لے کر حاضر ہوا ہوں (یعنی پیغام نکاح لایا ہوں)۔ سرورِ کائنات ﷺ نے حضرت علیؓ سے پیغام نکاح سن کر فرمایا: **اھلاً و سھلاً** یعنی آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کی درخواست قبول فرمالی۔

علیؓ نے رشتہ نبی سے مانگا نبی ﷺ نے فاطمہ دے دی اور نبیؑ نے رشتہ خدا سے مانگا خدا نے عائشہؓ دے دی۔ فاطمہؓ مرادِ علی ہیں اور عائشہؓ مرادِ نبی ہیں۔ ہم فاطمۃ الزہراءؓ کی عظمت کو سلام کرتے ہیں جو نبی کی بیٹی ...... علی کی بیوی ...... اور حسنین کی ماں ہیں تو ہم حضرت عائشہؓ کی عظمت اور مقام کو بھی سلام کرتے ہیں جو صدیقؓ کی بیٹی ...... نبی کی بیوی ...... اور تمام امت مسلمہ کی ماں ہیں۔

اس درخواست کی قبولیت کے بعد شادی کا پہلا سلسلہ ختم ہو گیا یعنی منگنی ہوگئی نہ کوئی رسم مہندی، نہ کوئی روپیہ، نہ کوئی ڈھول باجہ، اور نہ سہیلیوں کے گیت بس ایک سادہ سا علیؓ کا سوال اور ایک سادہ اور پُر وقار سا نبی کا جواب اور بس علیؓ اور فاطمۃ الزہراءؓ کی شادی طے ہوگئی۔

تاجدارِ رسالت نے علی مرتضیٰؓ سے فرمایا کہ تمہارے پاس شادی کے

Marfat.com

اخراجات کے لئے کچھ ہے؟ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ ایک گھوڑا اور ایک زرہ ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گھوڑا تو آپ کی ضروریات میں سے ہے جہاد میں کام آئے گا آپ اس کو اپنے پاس رکھیں البتہ زرہ فروخت کر دیں تاکہ اس سے شادی کے اخراجات پورے ہوسکیں۔

علی المرتضیٰؓ اپنی زرہ بیچنے کے لئے بازار چلے گئے تو بازار میں مدینہ کے تاجر عثمان غنیؓ سے ملاقات ہوگئی۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ کیسے آئے ہو؟ آپ نے تمام حالات و واقعات اپنے دیرینہ رفیق حضرت عثمانؓ کو سنا دیئے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ آپ زرہ کس قیمت پر بیچو گے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ساڑھے چار سو درہم میں بیچوں گا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ یہ زرہ میں خرید کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر ساڑھے چار سو درہم حضرت علیؓ کو ادا کر دیئے۔

ہم قربان جائیں بیچنے والے کے کہ بیچنے والا علیؓ ہے...... خریدنے والا عثمانؓ ہے۔ زرہ بیچنے والا بھی جنتی اور زرہ خریدنے والا بھی جنتی۔ اور جب سودا ہوگیا تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اے علیؓ! میری طرف سے شادی کا تحفہ قبول فرمائیں۔ حضرت علیؓ نے پوچھا کہ کیا تحفہ؟ فرمایا کہ یہ زرہ میری طرف سے تحفہ ہے۔ میرے دوست جب تک خدا کے راستہ میں جہاد کرتے رہو گے تلوار خدا رحمان کی ہوگی، زرہ تیرے عثمانؓ کی ہوگی۔ تلوار دشمنان خدا و رسول کو مزہ چکھائے گی اور زرہ جسم علیؓ کو دشمنوں کے وار سے بچائے گی۔ حضرت علیؓ کو زرہ واپس کرتے ہوئے حضرت عثمانؓ نے فرمایا:

یا ابا الحسن لست اولی بالذرع منك و انت
اولی بالدرهم منی

بحر الانوار میں لکھا ہے کہ جب حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کے زرہ واپس کرنے کا واقعہ رسول اللہ ﷺ کو بتلایا تو آنحضرت ﷺ نے دُعا کی۔ فدعا له بخير

Marfat.com

کہ آپ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کے لئے دعاء فرمائی۔

جب حضرت علیؓ زرہ کے پیسہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو حضور ﷺ نے اپنے جگری دوست حضرت ابوبکرؓ کو بلا کر فرمایا کہ یہ رقم لے جاؤ اور بازار سے شادی کا سامان خرید کر لاؤ۔ حضرت ابوبکرؓ چونکہ حضور ﷺ کے وزیر تھے اس لئے اپنی پسند کا سامان بازار سے خرید کر لائے کیونکہ آپؓ کی پسند نبی کی پسند...... آپؓ کی پسند علیؓ کی پسند...... آپؓ کی پسند زہراءؓ کی پسند...... بلکہ آپؓ کی پسند خود خدا کی پسند۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھوں سے خریدا ہوا سامان جب کاشانہ نبوت پر پہنچا تو آپ ﷺ نے تقریب نکاح میں شرکت کے لئے اپنے جگری دوستوں اور جاں نثاروں کو دعوت شادی دینے کے لئے اپنے خادم خاص حضرت انسؓ کو حکم دیا کہ میرے دوستوں کو اور انصار و مہاجرین کے فلاں فلاں اصحابؓ کو میری طرف سے دعوت شرکت دے آؤ جن میں خاص طور پر ابوبکرؓ بھی ہیں، عمر فاروقؓ بھی ہیں، عثمان غنیؓ بھی ہیں، سعدؓ بھی ہیں اور اکچھ انصار بھی ہیں۔ مجلس نکاح منعقد ہوئی، تاجدار رسالت نے خود زبان رسالت سے خطبہ نکاح پڑھایا خطبہ کیا تھا حکمت و بصیرت کے موتی تھے اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ میں نے تمہارا نکاح فاطمہؓ سے کر دیا چار سو مثقال مہر کے عوض۔ حضرت علیؓ نے منظور کر لیا پھر سرکار دو عالم ﷺ کی آواز گونجی اور حضرت ابوبکرؓ اور فاروقؓ سے فرمایا کہ:

انی اشهد کم انی زوجت فاطمة بعلی

(کشف الغمہ: ۱۵۴)

"بیشک میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے فاطمہ کا نکاح علیؓ سے کر دیا۔"

نکاح کے بعد آپ ﷺ نے میاں بیوی کے لئے دعاء فرمائی:

جمع الله شملکما و بارك علیکما و اخرج

Marfat.com

منکما کنزا طیبا

یہ ایسا نکاح ہوا جس میں جہیز خریدنے والے صدیق اکبرؓ...... جہیز کی رقم دینے والے عثمان غنیؓ...... فاطمۃ الزہراءؓ کولباس پہنانے والی بی بی اسماءؓ...... سرمہ لگانے والی بی بی اسماءؓ...... تیار کرنے والی بی بی اسماءؓ...... نکاح پڑھانے والے رحمۃ للعالمین...... اور نکاح کے گواہ صدیق و فاروقؓ۔ یہ وہ گواہ ہیں جو نبوت کے گواہ ہیں...... سیدہ زہراءؓ کی شادی کے گواہ ہیں...... نکاح علیؓ کے گواہ ہیں...... بدر واحد کے گواہ ہیں...... معراج وہجرت کے گواہ ہیں۔

سرکار دوعالم ﷺ نے اپنی لخت جگر اور نور نظر سیدہؓ کو جو جہیز دیا وہ تاریخ کا ایک نادر اور بے مثال پہلو ہے۔ والد نے بیٹی کو کیا دیا؟ ذرا کلیجہ پر ہاتھ رکھ کر دیکھئے کہ ایک چار پائی...... ایک چکی...... ایک مشکیزہ...... ایک پیالہ...... دو گدے جو کھجور کے پتوں سے بھرے ہوئے تھے۔ آج کے اس معاشرہ میں اگر ہم حضور ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے جہیز کی بڑی تعداد کی لعنت سے بچ جائیں امت کی ساری بیٹیوں، بہنوں کی شادی میں کوئی دقت نہیں، کوئی بیٹی، کوئی بہن جہیز نہ ہونے کی وجہ سے گھر نہ بیٹھی رہے، کسی بیٹی اور کسی بہن کی گھر آئی بارات واپس نہ جائے، کسی بیٹی اور کسی بہن کو سسرال کے گھر جہیز نہ لانے کی وجہ سے طعنوں بھری زندگی نہ گذارنی پڑے مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم میں جذبہ عشق رسالت ہو جو زبانی دعووں سے آگے ہو کر دل میں بھی مقام رکھتا ہو۔

جب حضرت فاطمہؓ کی رخصتی ہوئی کوئی ڈھول نہیں، کوئی باجا نہیں، کوئی بینڈ نہیں، کوئی رقص وسرود نہیں بالکل سادگی سے رخصتی ہوگئی۔ اور آج کل ہماری شادیوں میں چاچے خوش، ماے خوش، میخانے خوش، سارے خوش، عزیز واقارب خوش مگر اللہ ناراض رسول اللہ ناراض۔ یاد رکھئے شادی کا معنی خوشی ہے۔ اور یہ خوشی ہمارے لئے تب ہے جب اس میں اللہ خوش ہو اور رسول اللہ خوش ہو۔ اگر شادی میں رقص ہو، دینی

Marfat.com

احکامات کی ذلت ہو، شریعت کے منہ پر طمانچہ ہو تو اس میں سارا خاندان تو خوش ہو سکتا ہے مگر اللہ اور اللہ کا رسول خوش نہیں ہو سکتا۔

نکاح ہونے کے بعد جب حضرت ام ایمنؓ حضرت فاطمہؓ کو لینے کے لئے آئیں تو ام سلمہؓ کی زبان سے نکل گیا اے کاش! اپنی بیٹی کی رخصتی کے وقت آج خدیجہؓ طاہرہؓ بھی موجود ہوتیں تو وہ بھی اپنی بیٹی کے سر پر دست شفقت رکھتیں۔ بس سیدہ خدیجہؓ کا نام آنا ہی تھا کہ ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا اور تاجدار رسالت کے دل کا طوفان آنسوؤں کی شکل میں رخسار نبوت پر بہہ نکلا:

فبکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال خدیجہ و این خدیجہ صدقتنی و ارزقتنی علی دین اللہ و اعانتنی علیہ بمالہ

"فرمایا ام سلمہؓ! تم نے ٹھیک کہا ہے خدیجہؓ خدیجہؓ ہی تھیں۔ اس نے میرے لئے بہت سے مصائب برداشت کئے۔ اس نے سب سے پہلے میری نبوت کی تصدیق کی۔ اس نے اپنا تمام مال میرے لئے وقف کر دیا۔"

اُدھر سیدہؓ کو بھی ماں کی یاد نے مغموم کر دیا۔ خدیجہؓ کی یاد نے دل میں ایک طوفان سا برپا کر دیا، آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہہ پڑا، سینے میں یادوں کے طوفان اٹھے ہوئے تھے، دل کی حالت یہ تھی جیسے ڈوبتا ہی چلا جا رہا ہو، ماں کی شفقت بھری یاد آئی تو سینے پر چھریاں چل گئیں، اگرچہ امہات المؤمنین نے خدمت اور پیار عطاء کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا مگر ماں ماں ہوتی ہے۔ ماں کی کمی کوئی دوسرا پورا نہیں کر سکتا۔ بیٹی کی رخصتی کے وقت ماں کی موجودگی کس قدر ضروری ہوتی ہے اسے یا تو ماں جان سکتی ہے یا سسرال جانے والی بیٹی جان سکتی ہے۔ بیٹی کی رخصتی کے وقت ماں کے دل میں کیا کیا ارمان ہوتے ہیں۔ یہ ماں ہی کو معلوم ہوتے ہیں۔

Marfat.com

ماں بیٹی کے دل کی دھڑکنوں کا سکون ہوتی ہے...... ماں بیٹی کے لئے جنت کی خوشبوؤں کا مہکتا ہوا گلدستہ ہوتی ہے۔

ماں کی یاد نے سیدہ کے دل کو مغموم کر دیا تو رحمت عالم ﷺ کا دل جوش میں آ گیا بیٹی کو سینے سے لگایا اور آنسو پوچھتے ہوئے فرمایا:

فاطمة الله غنی و انتم فقراء

''بیٹی فاطمہ! اللہ بے نیاز ہے اور تم سب اس کے محتاج ہو''۔ بیٹی تم میری لخت جگر ہو، میں تمہیں دل سے پیار کرتا ہوں، فاطمة بضعة منی۔ فاطمہ تم میرے دل کا ٹکڑا ہو جو تم سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کرے گا جو تم سے عداوت رکھے گا وہ مجھ سے عداوت رکھے گا۔

باپ نے بیٹی کو رخصت کرتے ہوئے دعاؤں کا تحفہ دیا اور ایک پیالہ میں پانی ڈال کر اس میں اپنی کلی کا پانی ڈالا اور سیدہ کے جسم اطہر پر چھڑکا۔ یہ لعاب دہن وہ ہی تھا ابو بکرؓ کی ایڑی پر لگا تو زہر دور ہو گیا...... علی المرتضیٰ کی آنکھوں پر لگا درد کافور ہو گیا...... کڑوے پانی میں گیا تو وہ میٹھا ہو گیا۔ اور نبی دو عالم ﷺ نے رخصت کرتے وقت دعاء فرمائی:۔

انی اعیذها بک و ذریتها من الشیطان الرجیم۔

''بیشک میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتا ہوں''۔

اب ذرا دیکھئے اور غور کیجئے اور اپنے پر نظر دوڑایئے کہ نبیؐ اپنی بیٹی کو جو جہیز دیا وہ ایک چارپائی...... ایک چکی...... ایک مشکیزہ...... ایک پیالہ...... دو گدے جو کھجور کے پتوں سے بھرے ہوئے تھے۔ جب شادی ہوئی فاطمۃ الزہراءؓ کی اس وقت ان کی عمر 15 سال 5 ماہ تھی۔ فرمایا جب بچی بالغ ہو جائے تو نکاح کرنے میں دیر نہ کرو۔ میں

Marfat.com

اس عمر میں اس کا نکاح کر کے امت کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ وہ شریعت ہے جس پر محمد ﷺ خود عمل کر رہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین کاموں میں دیر نہ کرو۔ (1) قرضہ اداء کرنے میں دیر نہ کرو۔ (2) نماز اداء کرنے میں دیر نہ کرو۔ (3) بیٹی جب بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کرنے میں دیر نہ کرو۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق اول تو قرض نہ لو اگر لے لو تو جتنی جلدی ہو سکے اس کو اداء کر دو۔ حضور ﷺ کے دور میں کچھ لوگ ایسے فوت ہو گئے جنہوں نے قرضہ اداء نہ کیا تھا تو میرے پیغمبرؐ نے ناراض ہو کر فرمایا کہ ان کا جنازہ کوئی اور پڑھے میں اس کا جنازہ نہیں پڑھوں گا کیونکہ اس نے قرضہ اداء نہیں کیا۔

دوم یہ کہ جب نماز کا وقت ہو جائے تو اس کو اداء کر لو، قضاء نہ کرو، کیونکہ قضاء قضاء ہوتی ہے اور اداء اداء ہوتی ہے۔ اگر نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھو گے تو ستائیس نمازوں کا ثواب، مسواک کر کے نماز پڑھو گے تو مزید ثواب زیادہ ملے گا۔ بیت المقدس میں نماز پڑھو گے تو ایک ہزار نمازوں کا ثواب، مسجد نبوی میں نماز پڑھو گے تو پچاس ہزار نمازوں کا ثواب حضور ﷺ نے فرمایا:

صلوة فی مسجدی هذا خير من خمسين الف صلوة

میری مسجد (مسجد نبوی) میں ایک نماز پچاس ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔

بات نکاح کی ہو رہی تھی رسول اللہ نے فرمایا کہ بیٹی کی شادی میں جلدی کرو اگر اولاد بالغ ہو جائے، نکاح میں تاخیر ہو جائے اس دوران اگر ان سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو وبال والدین پر ہوگا۔ یہ میرے نبی نے فرمایا ہے اور ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جو نبی ﷺ نے فرما دیا وہ حق ہے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ تعالی عنہ ان اصحاب میں سے ہیں جنہوں نے نبوت کے پہلے سال میں اسلام قبول کیا۔ جب اللہ کے حکم سے ماہتاب رسالت فاران کی چوٹیوں سے جلوہ افروز ہوا تو حضرت سیدنا ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ تعالی عنہ کو اس کا علم ہوا تو آپؓ دوڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا!

لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ

آپ سابقون الاولون میں سے ہیں آپؓ نے اسلام ساتویں نمبر پر قبول کیا ۔حضرت سیدنا ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ تعالی عنہ کا تعلق بنی مخزوم سے ہے۔آپؓ کا پیشہ تجارت تھا اور آپ مکہ کے رئیس ترین لوگوں میں شامل تھے ۔آپ کے گھر کو اللہ نے اسلامی تبلیغ کے لئے پسند کر لیا تھا آپؓ کا گھر دار ارقم کے نام سے عام ہے۔ یہی وہ گھر ہے جہاں سیدنا عمرؓ نے اسلام قبول کیا تھا ۔ یہی وہ گھر ہے جو اسلام کی اولین یونیورسٹی بنا۔ جہاں کے فارغ التحصیل مجاہدوں نے اسلام کی بڑے اچھے انداز سے نمائندگی کی ۔اس سے پہلے حضرت حمزہؓ اسلام لے آئے تھے تو اسلام کو کچھ حوصلہ ہوا۔مگر جونہی رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی تبلیغ کا کام شروع کیا مظالم کے پہاڑ آپ ﷺ اور آپؓ کے رفقاء پر ٹوٹ پڑے ۔ جب آپؓ نے اسلام قبول کیا تھا اس وقت آپؓ کے خاندان کے بڑے فاجر اور قاہر لوگوں نے اسلام کی مخالفت کی ۔ان میں ابو جہل اور

Marfat.com

مغیرہ وغیرہ شامل تھے۔

جب رسول اللہ کو کفار مکہ نے ستانا شروع کر دیا تو آپؐ حضرت سیدنا ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر گئے یہ گھر کوہ صفا پر حرم اور دار الندوہ کے عین سامنے واقع تھا۔ یہاں بیٹھ کر مشرکین کی تمام حرکات وسکنات کا مطالعہ کیا جا سکتا تھا مگر اللہ کے کرم سے یہ گھر ان مشرکین کے ظلم سے محفوظ تھا۔ اس گھر کی طرف ان کی گندی نظریں نہیں اٹھتی تھیں۔ یہ ایک خفیہ جگہ تھی جہاں پر رہ کر اسلام کی اول اول تبلیغ کی جا سکے۔ یہاں سے اسلام کی کرن پھوٹی۔ یہاں سے حق کی پہلی آواز نکلی، یہاں سے ہی حق کے شہسوار اُٹھ کر پوری دنیا کے فاتح بن گئے۔

حضرت سیدنا ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ تعالی عنہ کا گھر امن وسلامتی کا گڑھ بنا ہوا ہے۔ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نئے مسلمانوں کی تربیت کرتے ہیں یہاں ہی حضرت امیر حمزہؓ نے اسلام قبول کیا۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے بھی یہاں ہی اسلام کی دعوت پر لبیک کہا۔ دراصل عمر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے آئے تھے مگر جونہی دروازہ کھلا وہ اس طرح گھر میں داخل ہوئے کہ ان کو حمزہؓ وزبیرؓ نے پکڑ رکھا ہے۔

حضرت سیدنا ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ تعالی عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنا گھر اہل اسلام کی خدمت میں پیش کیا۔ بلکہ آپ نے تو اپنی جان بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں رکھ دی۔ جب مدینہ کی طرف ہجرت ہونے لگی تو مہاجرین کے ساتھ ہجرت کر گئے۔ مدینہ میں ان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے قبیلہ بنی زریق میں ایک مکان مخصوص کر کے دیا اور اس کا نام دار ارقم رکھا، گویا مدینہ میں بھی آپؓ کو اپنا مقام مل گیا یعنی اللہ نے آپ ہی کے گھر کو اسلام کا مرکز بنوالیا۔

جب مدینہ میں مواخات ہوئی تو حضرت سیدنا ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ تعالی عنہ کو ابوطلحہؓ زید بن سہل انصاری کے درمیان مواخات قائم فرمائی۔ یہ دونوں مجاہد ہر میدان میں ایک دوسرے کے لئے ستون ثابت ہوئے۔ میدان بدر میں رسول اللہ

Marfat.com

ﷺ نے تمام صحابہ کو فرمایا جس نے جو سامان اٹھایا ہے وہ وہاں ہی رکھ دے۔ ابو اسیدؓ نے ایک تلوار اٹھائی تھی انہوں نے وہ تلوار رکھ دی۔ حضرت سیدنا ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تلوار کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں التماس کی کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ تلوار مجھے دے دیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے وہ تلوار آپ کو دیدی۔ آپ نے اس تلوار سے میدان جہاد میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دئے جس سے دوسرے مجاہد محروم رہے۔

حضرت سیدنا ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے امین اور عظیم عامل تھے۔ آپؓ کو رسول اللہ ﷺ نے صدقات کو اکٹھا کرنے کے لئے عامل بنایا۔ جسے آپؓ نے بڑے اچھے انداز میں سرانجام فرمایا اور کسی کو شکایت کا موقع نہیں دیا، آپؓ راوی حدیث بھی ہیں۔

حضرت سیدنا ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی شاندار زندگی گزاری۔ تمام صحابہ کرام آپؓ کی بڑی عزت کیا کرتے تھے۔ جب آپؓ کا وصال ہوا تو آپؓ نے وصیت کی کہ میرا جنازہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ پڑھائیں۔ اس وقت حضرت سعدؓ جائے موقع سے بہت دور تھے۔ لوگوں نے چاہا کہ کوئی اور نماز جنازہ پڑھائے مگر اللہ کے کرم سے حضرت سعدؓ اس وقت آ گئے اور آپؓ کی وصیت کے مطابق نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت سیدنا ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ۸۳ سال کی عمر میں ۵۳ھ میں ہوا۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت سعدؓ نے پڑھائی۔ آپ کے جنازے میں کثیر تعداد میں صحابہ کرامؓ اور کبار تابعین نے شرکت کی۔ آپ کی آخری آرام گاہ جنت البقیع میں ہے۔ (مسند احمد، طبقات ابن سعد)

Marfat.com

حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہ نے بچپن ہی میں اسلام قبول کرلیا تھا۔آپؓ نے قرآن پاک کی بعض سورتوں کو زبانی یاد کرلیا تھا۔آپؓ انصاری شہسواروں میں ایک ہیں۔غزوہ بدر میں کم سن ہونے کی وجہ سے شمولیت کی اجازت نہ مل سکی۔غزوہ احد میں بھی آپؓ کو اجازت نہ مل سکی۔اسلامی فوج رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں اپنی منزل کی طرف جارہی ہے۔رسول اللہ ﷺ میدان احد کے پاس پہنچ کررک گئے اور اپنی فوج کے لشکریوں کو ترتیب دینا شروع کردیا۔اس وقت آپ ﷺ نے اپنی فوج میں ایسے نوجوان مجاہد بھی دیکھے جن کی عمریں چودہ سال سے کم تھیں ازراہ ہمدردی واپس کردیا کیونکہ وہ نہ تو شہسواری میں طاق تھے اور نہ ہی تیر اندازی میں مہارت رکھتے تھے۔

غزوہ احد میں جب حضرت امیر حمزہؓ کی بہن اپنے بھائی کا خون آلود چہرہ دیکھنے کے لئے آتی ہے تو آپ ﷺ نے اسے دور سے آتے ہوئے دیکھا، پھوپھی کو آتے دیکھتے ہی آپ ﷺ نے زبیر بن عوام کو آواز دی کہ زبیرؓ! اپنی ماں کو منع کرو، بھائی کی لاش پر نہ جائے۔خیال تھا کہ روئے گی، ماتم کرے گی، واویلا کرے گی، دامن صبر چھوٹ جائے گا۔تو بی بی صفیہؓ نے بے ساختہ فرمادیا کہ مجھے جانے دو میں رونے کے لئے نہیں آئی بلکہ مبارک باد دینے کے لئے آئی ہوں۔میرے بھائی نے تو حیدورسالت کا حق اداء کردیا ہے۔یہ تھا جذبہ جہاد جس نے بڑے تو کیا بچوں کو بھی میدان جنگ میں

Marfat.com

لا کھڑا کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے سترہ جوانوں کو لڑائی کی اجازت نہ دی اور ان جوانوں کے ایک ہم عمر حضرت رافع بن خدیج کو اجازت دے دی مگر حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت نہ مل سکی۔

البتہ ان مجاہدوں کو غزوہ خندق میں جہاد کرنے کی اجازت دی گئی۔ ان مجاہدوں نے کفر واسلام کے معرکوں میں بڑے جوش وخروش سے حصہ لیا۔ غزوہ خندق میں حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہؓ نے بڑی جرات بہادری سے کام کیا اور کافی خندق کھودی۔ خندق کی کھدائی کے دوران رسول اللہ ﷺ بھی خندق کی کھدائی میں مشغول ہیں۔ آپ ﷺ کے جسم اطہر پر اتنی مٹی جمی ہوئی ہے کہ جسم مبارک نظر نہیں آرہا تھا۔ حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خندق کی مٹی نقل کر رہے تھے۔ حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم سب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ خندق کھود رہے ہیں تو ایک جگہ ایک سخت چٹان آگئی اس چٹان پر کسی کا کدال اثر نہیں کر رہا تھا۔ لہذا اس چٹان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گذارش کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ اللہ کا نام لے کر اپنی کدال چٹان کے پاس لے کر آئے اور بسم اللہ پڑھ کر چٹان پر وار کیا پہلے وار میں چٹان کا ایک تہائی حصہ ٹوٹ گیا اور اس چٹان کے ٹکڑے شام کی طرف اڑ کر گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور صحابہ کو بشارت دی کہ ہمیں شام کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم میں یہاں سے شام کے سرخ محلات دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے دوسری اور تیسری چوٹ لگائی تو چٹان کا باقی حصہ ٹوٹ گیا۔ یہاں رسول اللہ ﷺ نے اور بشارتیں دیں۔

حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیبیہ کے معرکے میں حصہ لیا۔ بیت رضوان میں بھی آپؓ شامل تھے۔ حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو معاہدہ مسلمانوں اور کفار مکہ کے درمیان ہوا تھا اس کو نقل کیا ہے کہ

Marfat.com

دیکھنے میں یہ معاہدہ بڑا مشکل تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے اس معاہدے کو مسلمانوں کے حق میں کر دیا۔ معاہدہ حدیبیہ اسلام کی سب سے بڑی کامیابی تھی۔

حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح مکہ اور فتح حنین میں بھی شامل تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو اسلام کی تبلیغ کے لئے حضرت خالد بن ولید کے ہمراہ یمن بھیجا آپؓ نے وہاں خوب محنت سے اسلام کی تبلیغ کی، مگر اہل یمن نے اسلام کی طرف دھیان نہ دیا۔ جب حضرت خالدؓ کی جگہ حضرت علیؓ آئے تو بھی آپؓ ان کے ہمراہ رہے اور خوب منافع کمایا۔

حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحیثیت سالار بھی اپنی خدمات سرانجام دیں۔ خلیفہ سوم کے زمانے میں حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہر رسی کے طرف بھیجا گیا جس کو آپؓ نے فتح کر لیا رسی شہر آپؓ نے ۲۴ھ میں فتح کیا تھا۔ اس کے علاوہ تمام غزوات میں حصہ لیا۔ خلیفہ اولؓ بھی آپؓ کی بڑی عزت کرتے تھے۔ خلیفہ دومؓ بھی آپؓ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس کے علاوہ اور بہت سے معرکے سر کئے جن میں تستر کی جنگ قابل ذکر ہے تستر خورستان کا ایک شہر ہے اس کے علاوہ جنگ جمل اور نہروان میں بھی آپؓ نے حصہ لیا اور اپنی بہادری کے نئے نئے باب رقم فرمائے۔ ۷۲ھ میں آپؓ کا وصال ہوا۔ اس وقت حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک ۸۰ سال تھی۔ حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تمام زندگی میں مسلمہ کے لئے بہت خدمت سرانجام دیں، آپؓ بڑے سخی، محسن بہادر تھے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ

ہر طرف مار دھاڑ کا بازار گرم ہے۔تلوار اپنے جوہر دکھا رہی ہے۔ایک لشکر کا مقصد اللہ کی رضا اور دوسرے لات مناۃ کے پجاری۔لاشیں کٹ کر گر رہی ہیں کوئی تڑپ رہا ہے۔کوئی مارے درد کے چیخ رہا ہے۔کسی کو نیزہ لگا ہوا ہے اور کسی کو برچھی کا وار لگا۔اتنے میں ایک لاش گری اور یہ لاش گرتے ہی اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر خاموش ہو گئی۔ارے یہ کس کی لاش...... ہے۔ارے یہ تو زندہ...... ہے اس کی تو ٹانگ کٹ گئی ہے۔خون کی ندی بہہ رہی ہے مگر شیر کی طرح تلوار تھامے کھڑا ہو گیا اسے کسی قسم کا درد محسوس نہیں ہو رہا۔چہرہ نورانی ہے۔آنکھوں میں چمک ہے کسی قسم کا کوئی خوف عیاں نہیں ہے۔ارے یہ تو غزوہ بدر کے فاتح لشکر کا ایک مجاہد ہے۔اس کا نام حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے آپؓ بڑی بہادری سے لڑتے رہے ہیں۔

حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ کے خاندان قریش کے قبیلہ بنی ہاشم میں ۵۶۳ء میں پیدا ہوئے۔آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد حارث بن عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا نام سخیلہ بنت خزاعی تھا۔آپؓ کے بھائی کا نام عبداللہ تھا۔ان کی کنیت ابو معاویہ تھی۔حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شاندار شخصیت کے خوبرو جوان تھے۔بہادری آپؓ کی نس نس میں رچی ہوئی تھی۔اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلام کی جھولی میں ڈال دیا۔

Marfat.com

حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ زینب نامی ایک خاتون سے شادی کی۔ زینب کی پہلے ایک شادی ہو چکی تھی۔ زینبؓ کے سامنے جب اسلام پیش کیا گیا تو آپؓ نے بخوشی اسلام قبول کرلیا۔ مکہ میں حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلامی بھائی چارہ موذن اسلام حضرت بلالؓ سے ہوا تھا۔ جب اہل اسلام کفر کے ظلم کا نشانہ بنے تو حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی زوجہ محترمہ حضرت زینبؓ کو بھی ظلم سہنا پڑا۔ آپؓ سب نے مل کر اسلام کے لئے کام کیا آپؓ کی جرات اور ثابت قدمی کو دیکھ کر آپؓ کے بھائیوں نے بھی اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کرلیا۔ یہ حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت بڑی کامیابی تھی۔

جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی اجازت مرحمت فرمائی تو حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے تمام بھائیوں کے ہمراہ بڑی شان سے مدینہ کے لئے نکلے۔ اس کاررواں میں حضرت مسطح بن اثاثہؓ بھی شریک ہو گئے۔ اس قافلہ کو قریش کے حملے کا ڈر تھا اس لئے یہ قافلہ تیزی سے اپنی منازل کو طے کر رہا تھا۔ ایسے میں اللہ نے حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلوص اور نیک نیتی کا امتحان کچھ اس طرح لیا کہ راستے میں حضرت مسطحؓ کو صحرائی موذی جانور نے ڈنگ مارا۔ آپؓ کو اس جانور کے زہر سے بہت تکلیف ہو رہی تھی۔ تکلیف اس قدر شدید تھی کہ آپؓ اپنا سفر جاری نہیں رکھ سکتے تھے۔ اوپر سے کفار کے حملے کا ڈر تھا۔ حضرت مسطحؓ نے حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ آپؓ اپنا سفر جاری رکھیں۔ اہل قافلہ نے موقع کی سنگینی کا کہا تو حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ مان گئے اور حضرت مسطحؓ کو چھوڑ کر آگے چل دیئے۔

تھوڑی دور آگے جا کر حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت مسطحؓ کی حالت یاد آئی کہ اگر رات پڑ گئی تو اسے جنگلی جانور کھا جائیں گے یا پھر

Marfat.com

قریش نے اگر حملہ کیا تو وہ اکیلا ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔اس وقت تو ان کو ہماری ضرورت ہے۔لہٰذا یہ سوچ کر وہ رک گئے اور اپنے مجبور بھائی کو اپنے ساتھ ملا لیا۔یہ ایک بہت بڑا فیصلہ تھا۔اس فیصلے سے تمام مسلمانوں کی جان بھی جا سکتی تھی اور ایک مسلمان کی جان بھی مجروح ہونے سے بچ سکتی تھی۔یہ حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انسانیت دوستی کا امتحان تھا۔جس میں اللہ جل شانہ نے آپ ﷺ کو سرخرو کیا۔حضرت مسطح جب کارواں کے ساتھ ملے تو ان کی وجہ سے قافلے کی رفتار بہت سست پڑ گئی۔مگر اللہ تعالیٰ نے اس قافلے پر اپنا کرم کیا اور اہل حق کا یہ قافلہ چند دنوں کے کرب میں مبتلا رہنے کے بعد مدینہ آ لگا۔مدینہ آ کر سب نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ رسول اللہ ﷺ آپؓ اور اہل قافلہ سے مل کر بہت خوش ہوئے۔

دربار نبوی ﷺ سے حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیخ المہاجرین کا اعزاز ملا۔اور حضرت زینبؓ کی سخاوت اور خدا ترسی کی بنا پر ام المساکین کے اعزاز سے سرخرو ہوئیں۔رسول اللہ ﷺ کو اپنے بھائی حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت زیادہ محبت تھی۔

ہجرت کے آٹھ ماہ بعد حضرت امیر حمزہؓ کی روانگی کے چند روز بعد یہ لشکر سرور عالم ﷺ کے حکم سے حضرت عبیدۃ بن حارثؓ کی قیادت میں روانہ ہوا تا کہ دشمن کفار کے حملے کی قبل از وقت اطلاع مل سکے۔اس لشکر میں کوئی انصاری شامل نہ تھا۔رابغ پہنچ کر قریش کے دو صد سواروں سے مسلمان لشکر کی مڈ بھیڑ ہو گئی مگر لڑائی کی نوبت نہ آئی۔اس وقت حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے دشمن کی طرف ایک تیر چلایا اور یہ تیر اسلام کا پہلا تیر تھا جو دشمن کی طرف چلایا گیا تھا۔دشمنوں کی جماعت کے کمانڈر کے بارے میں تاریخ میں اختلاف پایا جاتا ہے کوئی کہہ رہا ہے کہ ابوسفیان کمانڈر تھا یا عکرمہ بن ابی جہل یا پھر مکرز بن حفص تھا مگر کفار کا کمانڈر ان ہی سالاروں میں سے تھا۔

یہاں ایک اور واقعہ ہوا کہ حضرت مقداد بن عمرو اور حضرت عتبہ بن غزوان

Marfat.com

چونکہ مسلمان ہو چکے تھے وہ کچھ مجبوریوں کی وجہ سے مسلمان مہاجروں کے ساتھ مدینہ نہ آسکے تھے وہ اس لشکر کے ساتھ آئے اور اسلامی لشکر کے ساتھ مل گئے۔ ﴿زرقانی۔ج،ا ،ص:۳۹۱﴾

جب رسول اللہ کو قریش کی ہٹ دھرمی کی اطلاع ملی تو حضور ﷺ نبی مکرم تین سو تیرہ مسلمانوں کی معیت میں مدینہ سے نکلے جن میں ۸۳ مہاجر، ۶۱ اوس اور باقی ۱۷۰ کے قریب قبیلہ خزرج کے انصار تھے۔ اس لشکر میں ایک معمر مجاہد بھی شامل تھا جس کا نام حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ حضور ﷺ جب وادی ذفران میں پہنچے تو اطلاع ملی کہ ابو جہل ایک لشکر جرار لیکر مدینہ کی طرف آرہا ہے۔ اب مسلمانوں کا مد مقابل وہ تجارتی قافلہ نہ تھا۔ جس کے محافظوں کی تعداد چالیس کے قریب تھی بلکہ جنگجو اور بہادروں کا ایک لشکر جرار تھا جسکی قیادت مکہ کا مشہور سردار ابو جہل کر رہا تھا۔ جو تعداد میں مسلمانوں کی اس مختصر جماعت سے تین گنا زیادہ تھی ساز و سامان اور اسلحہ میں مسلمانوں کو ان سے کوئی نسبت نہ تھی۔ حضور ﷺ رحمت عالم بھی گہری نظر رکھے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ کو یہ معلوم تھا کہ اگر آج کمزوری دکھائی گئی تو صرف یہی نہیں کہ کفار مکہ کے حوصلے بڑھ جائینگے اور وہ مسلمانوں کے خلاف اپنی مساعی کو تیز تر کر دینگے بلکہ خود مدینہ میں مسلمانوں کے لیئے زندہ رہنا مشکل ہو جائیگا اس لیئے اب موقع تھا کہ جرأت و ہمت سے کام لیکر کفار کی قوت سے ٹکر لی جائے۔

لیکن کوئی قدم اٹھانے سے پہلے ایک مجلس مشاورت طلب کی گئی جس میں مہاجرین اور انصار نے شرکت کی ان کے سامنے حضور ﷺ نے ساری صورتحال پیش فرمادی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ نے بڑے پر زور انداز میں اپنے جذبہ جانفروشی کا اظہار کیا۔ حضرت مقدادؓ بن اسود کھڑے ہوئے اور عرض کی:

Marfat.com

''یارسول اللہ! جیسے اللہ کا حکم ہے تشریف لے چلیئے ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہیں بخدا ہم حضور ﷺ کی خدمت میں وہ بات نہیں کرینگے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے کہی تھی کہ تم اور تمہارا خدا جاکر لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں بلکہ ہم تو یہ عرض کرینگے کہ آپ اور آپکا رب دشمن سے نبرد آزما ہوں ہم سب آپ کے ساتھ ہیں''۔

اسی طرح حضرت سعد بن معاذؓ نے بھی ان سے بڑھ کر پیمان سرفروشی کیا۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا:۔

'' روانہ ہو جاؤ اور تمہیں خوشخبری ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے دو گروہوں میں سے ایک گروہ پر غلبہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ بخدا میں قوم کے مقتولوں کی قتل گاہ دیکھ رہا ہوں''

یہ عہد و پیمان کر کے آپکے یہ جانثار صحابہؓ اپنے آقا کے ہمراہ میدان بدر میں فروکش ہوئے۔ مشیران سید الکونین ﷺ یوں سوال کرتے تھے کہ حضور ﷺ یہاں ٹھہرنے کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یا اچھے مقام کا انتخاب کرنے کی بھی اجازت ہے۔ باہمی مشورہ سے بدر کے ذخائر آب کو قبضہ میں لیا گیا اور اپنے لشکر کے لیئے پانی کا حوض بنایا گیا تاکہ کسی بھی ہنگامی ضرورت کے پیش نظر فراہمی آب بغیر کسی دقت کے میسر ہو۔ میدان جنگ کا منظر یہ تھا کہ آیت قرآنیہ کے ساتھ ساتھ باران رحمت کا بھی نزول ہو رہا تھا۔ حضورؐ ساری رات جاگ کر اپنے پروردگار سے فتح و نصرت کی نیازمندانہ التجا کرتے رہے جس سے مسلمانوں کے دلوں پر سکون طاری ہو گیا جب کہ ارشاد ربانی ہے:۔

''اور اتارا تم پر آسمان سے پانی کہ اس سے تم کو پاک کردے اور

Marfat.com

دور کر دے تم سے شیطان کی نجاست کو۔اور مضبوط کر دے
تمہارے دلوں کو اور جما دے اس سے تمہارے قدموں کو"۔

﴿قرآن مجید۔سورۃ الانفال۔آیت ۱۱۔﴾

میدان جنگ میں گرمی ہوئی۔اُدھر سے یکا یک "ھل من مّبارز" کا نعرہ بلند ہوا۔کیا دیکھتے ہیں کہ عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ اور اپنے بیٹے ولید کولیکر مسلمانوں کے مقابل کھڑے ہیں اور دعوت مبارزت دے رہے ہیں۔تین انصاری نوجوان حضرات،عوفؓ،معوذؓ اور عبداللہ بن رواحؓ شیر کی طرح دھاڑتے ہوئے اُن سے مقابلے کے لیئے نکلے۔عتبہ نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہمارا تعلق انصار سے ہے۔انہوں نے بآواز بلند کہا۔ہمارے ساتھ پنجہ آزمائی کے لیئے ہماری قوم سے مد مقابل بھیجو۔سرور عالم ﷺ نے ان کے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے فرمایا......

اے عبیدہؓ تم اُٹھو!

اے حمزہؓ تم اٹھو!

اے علیؓ! تم اُٹھو!

اللہ کے یہ تینوں شیر جب کفار کے نزدیک پہنچے تو انہوں نے پوچھا تم کون ہو۔کیونکہ زرہ پہنی ہوئی تھی۔ہتھیار سجے تھے اس لیئے پہچان نہ سکے۔ان تینوں نے اپنا اپنا نام لیکر تعارف کرایا یہ سن کر وہ کہنے لگے۔بے شک تم معزز مقابل ہو۔حضرت عبیدہؓ نے عتبہ کو للکارا۔حضرت حمزہؓ نے شیبہ کو اور حضرت علیؓ نے ولید کو للکارا۔

حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالی عنہ اپنے آقا ﷺ کے حکم پر علیؓ اور حمزہؓ کے ہمراہ کفار کی پکار پر نکلے تھے۔ایک بوڑھا ہے اور دو جوان ہیں مگر بوڑھے کا دل چیتے کی مانند دھڑک رہا ہے۔دل میں کچھ کرنے کی لگن ہے۔ادھر بوڑھا شیر حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالی عنہ ہے تو ادھر مکار دشمن کا بہادر ولید۔جو

Marfat.com

کہ نامی گرامی پہلوان ہے۔ ادھر ایک دوسرے پر تلوار کے حملے ہو رہے ہیں۔ مگر بوڑھا شیر اپنا مکمل دفاع کر رہا ہے۔ مگر مقابل ایک جوان تھا جس کی تلوار کا ایک وار حضرت سیدنا عبیدہ بنِ حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹانک پر لگا اور ٹانگ کٹ کر دور جا گری۔ مگر حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہؓ کے پائے استقلال میں کوئی فرق نہ پڑا۔ بوڑھے شیر نے مکار دشمن کو زخمی کر رکھا مگر بوڑھے شیر کا زخم کاری تھا اس سے لہو بہہ رہا تھا۔ اتنے میں عتبہ اور شیبہ کو جہنم میں ڈال کر علیؓ اور حمزہؓ بوڑھے شیر کی مدد کو آئے اور عقاب کی طرح دشمن اسلام کا صفایا کر دیا۔

علیؓ اور حمزہ نے بوڑھے شیر یعنیؓ حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی گود میں اٹھایا اور سرکار ﷺ کے قدموں میں ڈال دیا۔ حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے ایک سوال نکلا! کیا میں شہید نہیں ہوا۔

رسول اللہ ﷺ کا حکم ہوا بے شک آپؓ شہید ہیں۔ میدان اللہ نے مسلمانوں پر فتح کے ساتھ کھول دیا۔ اب مسلمان کامیابی کے ساتھ اللہ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے مدینہ طیبہ کی طرف آرہے ہیں۔ یہ لشکر صفرء کے مقام پر آلگا ہے تو اتنے میں حضرت عزرائیلؑ تشریف لاتے ہیں اور غزوہ بدر کے غازی کو شہید کا لقب دے کر روح اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ کتنا خوش قسمت ہے یہ شہید جس کا جنازہ رسول اللہ ﷺ پڑھا رہے ہیں اور اس کی مغفرت کے لئے دعا گو ہیں۔ آپؓ کو اسی مقام یعنی صفراء پر دفن کر دیا گیا۔

ادھر حضرت زینبؓ کو ایک اور صدمہ سہنا پڑا مگر آپؓ حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر مایوس نہ ہوئیں۔ حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت زینب کی شادی رسول اللہ ﷺ کے ایک پھوپھی زاد بھائی حضرت جحشؓ سے ہوئی۔ آپؓ حضرت جحشؓ کے نکاح میں آٹھ ماہ رہیں تو آپؓ کے شوہر کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد آپؓ رسول اللہ ﷺ کے عقد میں آکرام

Marfat.com

المومنین بن گئیں۔

حضرت سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالی عنہ ۵۶۳ء میں پیدا ہوئے اور ۲ھ میں شہید ہو گئے۔آپ کی ساری زندگی اسلام کے لئے وقف رہی آپؓ اللہ کے حکم سے غزوہ بدر کے پہلے زخمی ہیں۔ اللہ اور اس کا رسول ﷺ آپؓ کے کارناموں سے خوش ہو گیا۔(جرنیل صحابہ)

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ

سرورِ عالم ﷺ کفار کی ہر طرح کی حرکت سے بخوبی واقف تھے پھر بھی آپ ﷺ نے ان کی جانب کوئی جارحانہ قدم نہ اُٹھایا۔ کیونکہ آپ ﷺ تو امن وسلامتی کے علمبردار ہیں اور آپ ﷺ پہلے کوئی کارروائی کرنا بھی نہیں چاہتے تھے۔

رجب میں آپ ﷺ نے ایک مجاہدؓ کو طلب فرمایا اور کہا کے آپؓ ایک مسلح دستہ لیں اس دستہ میں آٹھ جانباز مجاہد شامل تھے اس دستہ کو حکم ملا کہ مقام نخلہ میں جا کر چھپ جائیں، وہاں رک کر دشمن کی اطلاعات حاصل کریں اور سرورِ کونین ﷺ کو ان اطلاعات سے بروقت آگاہ فرمائیں۔ سرورِ دو عالم ﷺ نے سالارِ دستہ کو ایک خط بھی دیا اور کہا کہ اس کو دو دن کے سفر کے بعد کھولیں۔ چنانچہ ہدایات کے مطابق سالارِ دستہ نے خط کو کھولا تو لکھا تھا کہ:۔

''وادیٔ نخلہ جاؤ۔ اور قریش کے گھات میں بیٹھو!'' ﴿ابن سعد ج:۲،ص۱۰﴾

ابن اسحاق لکھتے ہیں۔

مکہ اور طائف کے درمیان نخلہ کی وادی جاؤ۔ اور قریش کی جاسوسی کر کے ان کے منصوبے و پلاننگ سے اسلامی دارالحکومت کو آگاہ کرو! ﴿ابن ھشام ج:۱،ص۶۰۲﴾

یہ تھے اسلام کے مجاہد جنہیں حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے جانتے ہیں۔ آپؓ کی کنیت ابو محمد تھی۔ والدہ کا نام امیمہ عبدالمطلب کی صاحب زادی

Marfat.com

اور رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی تھی ۔ آپؓ کی پیدائش ۵۸۶ء میں ہوئی ۔ ابھی آپ ﷺ دارارقم میں ہی تھے کہ آپؓ نے اسلام قبول کرلیا اور سابقون الاولون میں شامل ہو گئے ۔ آپؓ نے دو مرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی ۔

آپؓ رسول کے حکم کے مطابق اپنی جائے ڈیوٹی پر گئے اور اپنے ٹاسک میں مشغول ہو گئے ۔ جس وقت حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالی عنہ قریش کی نقل و حرکت کا جائزہ لے رہے تھے اسی وقت قریش کا ایک چھوٹا سا قافلہ جو کہ شام سے تجارتی معاملات حل کر کے آ رہا تھا ۔ وہ قافلہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالی عنہ اوران کے دستہ کے قریب سے گزرا، غلطی سے انہوں نے اس پر حملہ کر دیا، جس کے نتیجے میں ایک معمولی سی جھڑپ ہوئی اور عمرو حضرمی نامی ایک آدمی جو کہ قریشی تھا مارا گیا، نیز اس کے دو ساتھیوں کو مسلمانوں نے قیدی بنالیا، مسلمانوں کے ہاتھ کافی مال غنیمت لگا ۔ جس کو لیکر وہ مدینہ منورہ واپس آ گئے ۔ اور واپسی پر حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالی عنہ نے سرور کونین ﷺ سے سارا ماجرہ کہہ دیا ۔ آپ ﷺ نے اس سارے ماجرے کو سن کر ناپسندیدگی کا اظہار کیا ۔ اور فرمایا: ۔

”میں نے تمہیں ایسا کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دی تھی“

﴿محمد زرقانی ۔ ج:۱، ص: ۳۹۷﴾

رسول اللہ ﷺ نے وہ مال غنیمت لینے سے انکار کر دیا ۔ دوسرے حضرات گرامی بھی حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالی عنہ سے ناراض ہوئے ۔ قریش کا جو آدمی مارا گیا تھا اور جو قیدی تھے وہ قریش کے ایک اعلی خاندان کے افراد تھے ۔ وہ حرب بن امیہ کے حلیف تھے حرب بن امیہ ابوسفیان کا والد تھا ۔

کفار مکہ اس واقعہ کی اطلاع ملتے ہی سیخ پا ہو گئے اور سخت نرم گرم ہوئے اور سرور عالم ﷺ پر یہ الزام لگایا کہ آپ ﷺ نے رجب کے محترم ماہ میں خون ریزی کروائی ہے ۔

Marfat.com

بلکہ یہ لڑائی تو شعبان کے ماہ میں ہوئی تھی۔ بہر حال کفار مکہ اوران کے حلیفوں کو مسلمانوں کے خلاف ایک بڑا پروپیگنڈا کرنے کا موقع مل گیا۔انہوں نے مسلمانوں کو ہدف تنقید بنایا اور کہنا شروع کردیا کہ یہ ہے مومن لوگوں کا عمل۔اسی وقت اللہ کے رسول ﷺ پر وحی نازل ہوئی:۔

ترجمہ:۔لوگ آپ ﷺ سے شہر حرام میں قتال کرنے کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ ﷺ فرمادیجئے کہ اس میں قتال کرنا جرم عظیم ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے روک ٹوک کرنا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنا، اور مسجد حرام کے ساتھ اور جو لوگ مسجد حرام کے اہل تھے ان کو اس سے خارج کردینا اللہ تعالیٰ کے نزدیک جرم عظیم ہے۔اور فتنہ پردازی کرنا قتل سے بڑھ کر ہے۔اور یہ کفار! تمہارے ساتھ ہمیشہ جنگ جاری رکھیں گے۔اس غرض سے کہ اگر قابو پاویں تو تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں۔اور جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے پھر کفر کی حالت میں مرجائے تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا و آخرت میں سب غارت ہوجاتے ہیں۔اور ایسے لوگ جہنمی ہوتے ہیں اور یہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔﴿سورۃ البقرہ۔آیت ۲۱۷﴾

حقیقت میں لڑائی اس لئے ہوئی تھی کہ مسلمانوں کے دو مجاہد راستہ بھٹک گئے تو مسلمانوں نے خیال کیا کہ ان کو کفار نے قیدی بنالیا ہے لہٰذا اہل اسلام نے اپنے ساتھیوں کو آزاد کروانے کے لئے یہ کارروائی کی۔ جب مسلمان جو راستہ بھٹک گئے تھے واپس آگئے تو حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستے میں آگئے تو انہوں نے دشمن کے قیدی رہا کردئے۔

نخلہ کا یہ واقعہ کوئی اتنا اہم نہ تھا مگر کفار کے شور نے اس کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا وہ اس لئے زیادہ پریشان تھے کہ یہ واقعہ ان کے گھروں کے قریب ہی ہوا۔اہل مکہ مقتول کے خون بہا لینے کے علاوہ اس بات سے زیادہ سیخ پا تھے کہ یہ سارا واقعہ ان کے قرب وجوار میں ہوا ہے۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ میں حصہ لیا اور اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ جس طرف آپؓ جاتے دشمن خش وخاشاک کی مانند بہہ جاتا تھا اور آپؓ بہادری سے دشمن کو تہہ تیغ کر رہے تھے۔

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے بہادر اور نڈر رسالا تھے۔ آپؓ نے غزوہ احد سے ایک دن قبل یہ دعا مانگی کہ اے اللہ! کل میرے سامنے ایسا آدمی آئے جو حملہ میں سخت ہو اور اس کا رعب وغضب بہت زیادہ ہو وہ بڑا بہادر ہو۔ وہ مجھ پر وار کرے میں اس پر وار کروں۔ وہ مجھ کو اسلام کے بدلے قتل کردے پھر میرا مثلہ کرے۔ جب میں تیرے حضور بغیر کان اور ناک کے حاضر ہوں تو تو مجھ سے پوچھے کہ تمہارے کان اور ناک کہاں ہیں تو میں کہوں گا تیرے محبوب ﷺ اور تیری راہ میں میں نے اپنی ناک اور کان اور سب سے بڑھ کر اپنی جان بھی لٹادی اور پس جواب میں تو یہ فرمائے کہ ہاں تو سچ کہتا ہے۔ میدان احد جب لگا تو آپؓ بڑی بہادری سے لڑے آپؓ دشمن پر اس شدت سے حملہ آور ہوئے کہ آپؓ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے آپ کو ایک عرجون کی تلوار دی عرجوں کھجور کی شاخ کو کہتے ہیں۔ کھجور کی شاخ دی جو دیکھتے ہی دیکھتے اللہ کے حکم سے تلوار بن گئی

آپ کی دعا قبول ہوئی میدان اُحد میں آپؓ کا مقابلہ ابوالحکم بن اخنس سے ہوا۔ اس نے آپؓ پر حملہ کیا۔ آپؓ نے اس پر حملہ کیا۔ اس مردود کی تلوار آپؓ کے جسم مبارک میں گھس گئی اور اس وار سے آپؓ شہید ہو گئے۔ وہ تلوار جو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو دی تھی ایک عرصہ مختلف لوگوں کے پاس رہی۔ بعد میں اس تلوار کو دوسو دینار میں فروخت کردیا گیا۔ جب حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے تو ایک کافر نے آپؓ کے جسم مبارک کے حصے کاٹ لئے۔ آپؓ کے جسم مبارک کی توہین کی۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امیر حمزہؓ کے بھتیجے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں شہیدوں کو ایک قبر میں دفن کیا کیونکہ ان دونوں کے جسم کے ہر حصے نے شہادت کا حق ادا کیا

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوری زندگی بہادری، جرات اور حوصلے سے پر تھی۔ آپؓ نے ہر میدان میں اللہ جل شانہ کی واحدانیت کا پرچار کیا۔ اس کام میں اگر آپؓ کو جان کا بھی خطرہ ہوا تو آپؓ نے اس کو خطرہ تصور نہ کیا بلکہ موت کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر اس کا مقابلہ کیا۔

Marfat.com

حضرت سیدنا عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ

اللہ کا ایک بندہ الصلوٰۃ خیر من نوم کی صدا سن کر اپنے بستر سے اُٹھا، ہاتھ میں ایک لاٹھی سنبھالی ہوئی ہے۔ خراماں خراماں بڑے وقار سے چل رہے ہیں۔ ان کو کسی قسم کا کوئی ڈر نہیں ہے۔ مسجد کی طرف رواں دواں ہیں۔ آپؓ ایک نابینا صحابی ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے آپؓ کے دل میں حُبِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کا ڈر کوٹ کوٹ کو بھر رکھا ہے۔ اہلِ تاریخ آپؓ کا نام حضرت سیدنا عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں۔

حضرت سیدنا عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نابینا ہونے کے باوجود بڑے بہادر اور دلیر تھے۔ مسلمان کفر کے ساتھ ٹکر لینے کے لئے تیاریاں کر رہے ہیں۔ آپؓ نابینا ہونے کی وجہ سے اس سعادت سے محروم ہو رہے ہیں۔ آپؓ کو حد درجہ افسوس ہے کہ اگر میری آنکھ کام کرتی تو میں اللہ جل شانہ کی راہ میں اپنا تن، من، دھن قربان کر دیتا۔

حضرت سیدنا عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حد درجہ محبت تھی۔ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے باہر چلے جاتے تو آپؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا فکر ہوتا۔ آپؓ اس وقت تک چین سے نہ بیٹھتے جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں حاضری نہ دے لیتے۔

عصماء نامی ایک یہودیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو گالیاں نکالتی تھی۔ ایک دن آپؓ کو اس پر بہت غصہ آیا۔ آپؓ نے آدھی رات کو اپنی تلوار اٹھائی اور گھر سے

Marfat.com

نکل کھڑے ہوئے۔وہ کتنا عجیب منظر ہوگا جب ایک نابینا عاشق رسول ﷺ اور عشق الٰہی میں گرفتار ہو کر ایک یہودیہ کو قتل کرنے کے لئے اس کے گھر جا رہا ہے۔ ہر طرف اندھیرا ہے۔ ہر کوئی خواب خرگوش کے مزے لے رہا ہے۔مگر آپؓ ہیں کہ بڑھتے جا رہے ہیں۔دشمن ہر قدم پر نزدیک سے نزدیک ہو رہا ہے۔اس مہم میں اپنی جان بھی جا سکتی ہے مگر مشن بڑا عظیم ہے۔آپؓ بچتے بچاتے آگے بڑھ رہے ہیں دل دھڑک رہا ہے۔لب پر دعا ہے اے اللہ مجھے کامیاب کر۔

حضرت سیدنا عمیر بن عدی رضی اللہ تعالی عنہ کے قدم اس مردودہ کے دروازے تک پہنچ گئے۔آپؓ نے بڑی محنت سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گئے۔ کسی کو کوئی خبر نہیں کہ جنت کا سوداگر کیا کر رہا ہے۔مگر اللہ کا مجاہد بڑھتا جا رہا ہے۔ مردودہ سو رہی ہے۔اس پر نیند کا بڑا سخت غلبہ ہے۔ارے یہ کیا ہے یہ کیسی آواز ہے۔ آپؓ نے ذرا غور سے سنا تو ایک ننھا بچہ اپنی ماں کا سوتے میں دودھ پی رہا ہے۔آپؓ نے اس بچے کو ٹٹولا تو سامنے حضرت سیدنا عمیر بن عدی رضی اللہ تعالی عنہ کی منزل تھی۔ آپؓ کو ڈر تھا کہ کہیں بچہ ناحق نہ مارا جائے۔آپؓ نے تلوار چارپائی کے ساتھ رکھ کر بچے کو گود میں لیا۔شائد یہ کل مسلمان ہو جائے۔اور میری طرح اسلام کا محافظ بن جائے۔ اس احساس کے ساتھ اس بچے کو الگ کیا اور اپنی تلوار میاں سے نکالی۔عصماء کے پیٹ پر رکھ کر اس کو خوب زور سے دبایا۔تلوار نے اپنا کام پورا کر دیا،تلوار نے اس مردودہ کو کاٹ ڈالا۔وہ مارے درد کے تڑپی اور شور کرنے لگی مگر حضرت عزرائیلؑ نے اس کو خاموشی سے سلا دیا۔

حضرت سیدنا عمیر بن عدی رضی اللہ تعالی عنہ سابقون الاولون میں سے ہیں آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تبلیغ پر اسلام قبول فرمایا تھا۔حضرت سیدنا عمیر بن عدی رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ ﷺ کے سچے عاشقوں میں سے تھے۔عصماء مردودہ کا قتل آپؓ کی بہادری ہمت اور سچائی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔آپؓ کی ہمت سے یہ بات

Marfat.com

بھی واضح ہوتی ہے کہ انسان کی جسمانی معذوری اس انسان کی ہمت کے آگے گھٹنے ٹیک دیتی ہے۔ جو عزم بالجزم کر لیتا ہے۔ حضرت سیدنا عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مشن مکمل کر کے آرام سے باہر نکلے اور سیدھے مسجد میں چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس کارنامے سے بہت خوش ہوئے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۵۸۸ء میں یثرب میں پیدا ہوئے۔ آپؓ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔ آپؓ کے والدین کا تعلق قبیلہ اوس سے تھا۔ جب اسلام کی کرنوں نے یثرب کو مدینہ بنایا تو آپؓ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا جو رسول اللہ ﷺ کے ہم شکل تھے۔ ہجرت کے بعد آپؓ کا امین الامت حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کے ساتھ رشتہ اخوت طے ہوا۔

غزوہ بدر میں آپؓ نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ مشرکین مکہ کو اس لڑائی میں ایک بہت بڑی اور عبرت ناک شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ دلی طور پر وہ مسلمانوں پر فتح حاصل کرنے کے خبط میں مبتلا تھے مگر اللہ نے ان کو ایک عبرت ناک شکست سے دوچار کر دیا۔ اس شکست سے وہ بہت غمزدہ تھے۔ ان کے سینوں میں انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی۔ جب کعب بن اشرف کو اس امر کی اطلاع ملی کہ مسلمانوں نے قریش کے روساء کو نہ صرف شکست دی ہے بلکہ قتل بھی کیا ہے تو اس کی رگ عداوت جنبش میں آئی اور وہ دوڑ کر مکہ جا پہنچا تاکہ جو مارے گئے ہیں ان کی تعزیت کی جا سکے اور ان کی ہمدردیاں حاصل کر کے مسلمانوں کو مدینہ سے نکالنے کی کوشش کی جا سکے۔ مکہ پہنچ کر اس نے اپنے اشعار کی مدد سے قریش مکہ کے زخموں پر نمک پاشی کی اور ان کو خوب جی بھر کر رلایا۔ اس طرح اہل مکہ کی ہمدردیاں کعب بن اشرف کے ساتھ ہو گئیں اور وہ ایسا ہی چاہتا تھا کہ اہل مکہ اس کا ساتھ دیں جب کعب نے کفار کو خوب پاگل بنا لیا

Marfat.com

تو جلدی سے اپنے گاؤں دوڑ آیا۔

اللہ کے رسول ﷺ کو کعب بن اشرف کی اس گھناونی سازش کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہے کوئی جو کعب کی دست درازیوں سے ہمیں آزاد کرے۔ تو ایسے میں حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالی عنہ نے لبیک کہا۔

سرور دو عالم ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہؓ کو تیاری کا حکم دیا جب وہ تیار ہو کر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو پانچ اور مجاہد دے کر اس مردود کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ کعب بن اشرف ایک ایسا مردود تھا جو کبھی مسلمانوں کا حلیف اور کبھی حریف ہوتا تھا اور پھر یہ برسرِ عام آکر نہیں لڑتا تھا بلکہ پسِ پردہ خفیہ رہ کر سازشیں کرتا تھا اس لئے اس کے استیصال کی صرف ایک ہی صورت تھی کہ پسِ پردہ ہی اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا جائے چنانچہ اس مشن کے لئے رسول اللہ ﷺ نے محمدؓ بن مسلمہ کو منتخب کیا اور آپؓ نے یہ کام بڑی خوش اسلوبی سے کیا آپؓ نے اسے اس کے قلعہ سے کچھ فاصلہ پر لے جا کر قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالی عنہ اور ان کی پارٹی کو دعا دی اور فرمایا اللہ تعالی نے ان چہروں کو فلاح یاب کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے ۶ ھ میں حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالی عنہ کا تیس سواروں کا ایک دستہ دے کر بنی کلاب کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔ بنی کلاب مدینہ سے چوبیس میل کے فاصلے پر تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالی عنہ کو حکم دیا تھا کہ اچانک ان پر حملہ کرنا تاکہ وہ سنبھل نہ سکیں۔ چنانچہ حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ایسا ہی کیا۔ اور ایک رات آپؓ کی پارٹی نے بنی کلاب پر رات کی تاریکی میں شب خون مارا۔ دس کے قریب بنی کلابی مارے گئے دوسروں نے بھاگ کر جان بچائی۔ حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالی عنہ کے سامنے جو بھیڑ بکری اور اونٹ آئے ان کو پکڑ کر مال غنیمت کے طور پر لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ اس کارروائی سے بہت خوش ہوئے۔

Marfat.com

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذی القصہ کی طرف ایک دستہ جو کہ دس مجاہدین پر مشتمل تھا دے کر ارسال فرمایا۔ حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دستہ دشمن کے پاس جب پہنچا تو اس وقت رات تھی وہاں سو آدمی جمع تھے دونوں اطرف سے تیر اندازی شروع ہو گئی۔ بعد میں دشمنوں نے نیزوں سے حملہ کر دیا جس سے تمام مسلمان شہید ہو گئے اور حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ٹخنے پر شدید زخم آیا جس کی وجہ سے آپؓ گر گئے۔ کفار نے آپؓ کی ٹیم کا سامان لوٹ لیا حتیٰ کہ انہوں نے شہیدوں کے کپڑے تک اتار لئے۔ خوش قسمتی سے حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچ گئے۔ وہاں سے ایک مسلمان کا گزر ہوا۔ وہ حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کندھے پر اُٹھا کر لے آیا۔

خیبر کی لڑائی جاری ہے۔ اللہ کے سربکف مجاہد اللہ کے دشمنوں کے ساتھ سر دھڑ کی بازی لگا کر اللہ اکبر کی صدا بلند کرنے میں مشغول ہیں۔ ایسے میں ایک قلعے کا سردار اشعار پڑھتا ہوا باہر نکلا اور کہنے لگا کہ میں ایک بہت بڑا بہادر ہوں، سارا خیبر مجھے جانتا ہے۔ میں ایک تجربہ کار جنگجو ہوں میں نے بہت سے کارنامے سرانجام دئیے ہیں۔ میرے رعب داب سے مدمقابل میدان چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس یہودی کے یہ الفاظ سنے تو امت مسلمہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ کون ہے جو اس کا مقابلہ کرے گا۔ فوراً ایک التجا آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کی گئی۔ سرکار ﷺ کل میرا ایک بھائی یہاں شہید ہوا ہے۔ میرے دل میں قصاص کی آگ بھڑک رہی ہے میں اپنے مسلمان بھائی کا قصاص لینا چاہتا ہوں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس آوز کی سمت دیکھا تو آگے حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑا تھا۔ اگر مدمقابل خیبر کا شیر تھا تو یہ محمد ﷺ کا شیر تھا۔ اگر اس کو اپنے بہادر پن پر غرور تھا تو اس کو اپنے اللہ کی واحدانیت پر رشک تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اہل اسلام کے شیر حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقابلے کی اجازت ملی۔ مدمقابل بڑا بہادر

Marfat.com

اور اپنے ناپ تول کا پکا تھا۔ پے در پے پینترے تبدیل ہو رہے ہیں ہر ایک اپنے مقابل کو گرانے کی سوچ رہا ہے۔ اتنے میں اللہ کی مدد آئی اور حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار نے مدمقابل یہودی کا سر تن سے جدا کر ڈالا۔ یہ یہودی سردار مرحب تھا۔ بعض کتب میں مرحب کو قتل کرنے والے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ مگر اس کا حال اللہ کو بہتر معلوم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بہادر سالار کو ایک تلوار بھی عطا کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس تلوار کو اپنے ساتھ رکھو اور اس سے جہاد کرو۔ جب تم دو مسلمان گروہوں کو آپس میں لڑتے دیکھو تو اس تلوار کو زمین پر مار کر توڑ دینا اور ہاتھ نہ اٹھانا۔ زبان سے بھی کوئی لفظ ادا نہ کرنا۔ اس وقت تک خاموش رہنا جب تک فیصلہ کرنے والی موت نہ آ جائے۔

حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلح حدیبیہ میں بھی شامل تھے اس کے علاوہ عمرۃ القضاء میں بھی آپؓ شامل تھے۔ آپؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سوار کہا جاتا ہے آپؓ کا دستہ عمرۃ القضاء کے وقت مرالظہر ان میں ٹھہرے رہیں۔

آپؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانے میں بھی بہت کام کیا اور حضرت عمرؓ کے زمانے میں جب لوگوں نے حضرت سعدؓ کے خلاف شکائت کی کہ آپؓ نے اپنے مکان کے سامنے ایک ڈیوڑھی بنالی ہے تو اس ڈیوڑھی کو حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ کے حکم سے آگ لگائی تھی۔

حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک بار خلیفہ نے حضرت عیاض بن غنمؓ کے حالات دیکھنے اور ان کو دربار خلافت میں لانے کے لئے بھیجا کیونکہ آپ کسی سے کوئی رورعایت نہیں کرتے تھے۔ لوگوں کی شکایت عامل کے خلاف ٹھیک تھیں تو خلیفہ نے ان کو بالوں کی قمیض پہنائی اور بکریوں کا گلہ دے کر کہا کہ ان کو چراؤ۔

حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضرت ابو حدرد الاسلمی فرماتے ہیں کہ میں حض کے ارادے سے ملل کے مقام آ پہنچا تو میں نے اللہ سے

Marfat.com

دعا کی کہ اے اللہ مجھے راستے میں کوئی اپنا نیک بندہ عطا فرما۔ جس سے تو اور تیرا نبی محبت کرتا ہے۔ تو اسی وقت میرے سامنے سے ایک اونٹنی والا گزرا میں نے اس سے دریافت کیا کہ یہ کون ہے تو جواب ملا کہ یہ حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے تو میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ ان سے بہتر کوئی ہمدم نہیں ہو سکتا۔

خلیفہ دوم حضرت عمرؓ حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے مداح تھے۔ جب بھی کوئی عامل کوئی بدنظمی کرتا تھا تو خلیفہ حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی اس کی تفتیش کے لئے بھیجتے۔ کیونکہ آپؓ کسی سے کوئی رورعایت نہیں کرتے تھے۔ آپؓ کی نظر میں کوئی عہدہ بڑا نہیں۔ اگر کوئی بڑائی تھی تو وہ اس فرد کا تقویٰ تھا۔ جب آپؓ کو سعدؓ کی تفتیش کے لئے بھیجا گیا تو آپ نے اپنی چقماق روشن کی اور باب سعد کو آگ لگا دی۔ ایک مرتبہ خلیفہ حضرت عمرؓ بنو حارثہ کی زمین میں آئے ہوئے تھے تو وہاں حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کسی کام کی غرض سے آ ملے۔ خلیفہ نے فرمایا کہ اے محمد بن مسلمہ تم مجھے خلافت میں کیسا پاتے ہو؟۔ حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں جیسا چاہتا ہوں آپ ویسے ہی ہیں اور جو آدمی خیر کو چاہتا ہے وہ عمرؓ کو چاہتا ہے۔ اور اگر عمرؓ ذرا ٹیڑھا چلے گا اور رسول اللہ ﷺ کے راستے سے ہٹے گا تو ہم تجھے تلوار سے سیدھا کر دیں گے۔ حضرت عمرؓ یہ سن کر اللہ کی حمد بیان کرنے لگے کہ اس اللہ نے مجھے ایسی عوام دی ہے جو مجھے کجی کی صورت میں سیدھا کر دیں گے۔

جب خلیفہ کو حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف شکایت ملی کہ وہ قانون کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ تو خلیفہ نے آپؓ کو اس کی تفتیش کرنے کے لئے بھیجا۔ عمرو بن العاصؓ کی تفتیش کی گئی اور فالتو جو مال ملا وہ خلیفہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

خلیفہ سوم کے زمانے میں آپؓ نے بڑی خدمت کی اور جب خلیفہ کو شہید کیا

Marfat.com

گیا تو اس سازش میں چند مسلمانوں کا بھی ہاتھ تھا تو حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی تلوار پتھر پر دے ماری اور اس کو توڑ دیا۔

حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالی عنہ اپنے خیمے میں بیٹھے اللہ کی عبادت کر رہے تھے۔ آپؓ اس وقت بوڑھے ہو چکے تھے۔ ایک شامی خیمے کے اندر آیا اور اس نے حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالی عنہ کو شہید کر دیا۔ اسلام کا یہ مجاہد ۴۶ھ میں ۷۷ سال کی عمر میں شہید ہوا۔ اس شامی نے آپؓ پر یہ الزام لگایا تھا کہ آپؓ نے معاویہؓ کے حق میں تلوار کیوں نہ اٹھائی۔ حاکم مدینہ نے آپؓ کی نماز جنازہ پڑھائی اور مدینہ کے قبرستان میں آپؓ آرام فرما ہیں۔ آپؓ چھ احادیث کے راوی ہیں۔ آپؓ نے پسماندگان میں دس لڑکے اور چھ لڑکیاں چھوڑیں۔

Marfat.com

حضرت سیدنا ابی سلمہ عبداللہ بن الاسد رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا ابی سلمہ عبداللہ بن الاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق کعب بن لوی پر پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے مل جاتا ہے۔ ابو سلمہ آپؓ کی کنیت اسم شریف عبداللہ تھا۔ آپؓ کی والدہ ماجدہ برہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ گویا آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔ ثوبیہ نے پہلے حضرت حمزہؓ کو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپؓ کو دودھ پلایا گویا آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ شریک بھائی بھی ہیں۔

ابھی اسلام کے نوخیز پودے نے کونپل ہی نکالی تھی کہ حضرت سیدنا ابی سلمہ عبداللہ بن الاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مقدس پودے کے گرد بھنور بن کر منڈلانا شروع کر دیا۔ آپؓ سابقون الاولون میں سے ہیں۔ آپؓ سے قبل صرف دس انسانوں نے اسلام قبول کیا تھا گویا آپ گیارہویں انسان تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا۔ آپؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی تبلیغ پر اسلام قبول کیا۔ آپؓ نے پہلی ہجرت حبشہ کی تھی۔ جب قریش کو معلوم ہوا کہ حبشہ میں مسلمان بڑے آرام سے رہ رہے ہیں تو انہوں نے بہلا پھسلا کر مہاجرین کو کہا کہ تم مکہ میں لوٹ آؤ، وہاں امن ہو گیا۔ لہذا آپؓ ان کی چال میں آگئے اور مکہ چلے آئے یہاں آ کر حالات معلوم ہوئے کہ وہ تو جوں کے توں ہیں۔ پھر چھٹے سال جب دوسری حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم ملا تو اس میں بھی آپؓ شامل تھے۔

جب مسلمان مدینہ ہجرت کر کے تشریف لے آئے تو کچھ عرصہ بعد آپؓ بھی

Marfat.com

مدینہ تشریف لے آئے۔ آپؓ مدینہ میں حضرت عمرو بن عوفؓ کے ہاں رکے اور مسلسل دو ماہ قیام فرمایا۔ آپؓ کا بھائی چارہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن خیثمہؓ کے ساتھ کیا۔ اسی نے آپؓ کو مکان کے لئے جگہ دی بعد میں آپؓ نے وہ جگہ فروخت کر کے بنو کعب میں رہائش اختیار کر لی۔

ایک دن حضرت سیدنا ابی سلمہ عبداللہ بن الاسد رضی اللہ تعالی عنہ اپنے گھر میں بڑے خوش باش آئے تو آپ کی زوجہ محترمہ نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے آج آپ بڑے خوش ہیں۔ تو آپؓ نے فرمایا کہ آج رسول اللہ ﷺ کے ایک ارشاد نے مجھے بہت خوش کر دیا۔ زوجہ محترمہ نے گزارش کی کہ مجھے بھی بتاؤ کیا بات تھی جو رسول اللہ ﷺ نے کی تھی۔ حضرت سیدنا ابی سلمہ عبداللہ بن الاسد رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو مصیبت میں اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرے اس نے میری مدد کی۔ اس کو اللہ اس مدد کا بہتر نعم البدل دے گا۔ جب زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ نے سنا تو وہ بہت خوش ہوئیں۔

جب رسول اللہ ﷺ غزوہ عشیرہ کے لئے تشریف لے گئے تو آپؓ کو اسلامی حکومت کا حاکم بنایا گیا تھا۔ سنہ ۲ھ میں حق و باطل کا معرکہ ہوا تو آپؓ نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اپنا حق ادا کیا۔ جب غزوہ احد لڑا گیا تو ایک مردود ابو اسامہ جشمی نے ایک زہر آلود تیر آپؓ پر پھینکا جو کہ آپؓ کے جسم میں پیوست ہو گیا۔ مرہم پٹی کرنے سے زخم تو ختم ہو گیا مگر زہر اپنا کام کرتا رہا۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک گروہ جو کہ بنی اسد کے نام سے مشہور تھا اس کی شورش کو ختم کرنے کے لئے ان کے گاؤں میں مسلح لشکر کی قیادت سونپ کر بھیجا۔ اس معرکے میں اللہ کے کرم سے آپؓ نے فتح پائی۔ مال غنیمت رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں نچھاور کیا اسی دوران آپؓ کا وہ زہر والا زخم پھٹ گیا۔ اور اسی کے ساتھ آپؓ کی شہادت کا وقت آ گیا۔ آپؓ اس حالت میں شہید ہوئے کہ آپؓ کی مبارک آنکھیں

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے بند کیں۔

حضرت سیدنا ابی سلمہ عبداللہ بن الاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو الیسیر ہ کے کنویں کے پانی سے غسل دیا گیا۔ آپؓ کو کنویں کے دونوں کناروں کے درمیان غسل دیا گیا۔ اس کنویں کا جاہلیت کا نام العبیر تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کنویں کا نام الیسیر ہ رکھ دیا۔ حضرت سیدنا ابی سلمہ عبداللہ بن الاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی میت کو امیہ بن زید نے اٹھا کر مدینہ منورہ میں دفن کیا۔ نماز جنازہ رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی۔ رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کے لئے نو تکبیریں کہیں۔ لوگوں نے دریافت کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو ہزار تکبیروں کے مستحق ہیں حضرت سیدنا ابی سلمہ عبداللہ بن الاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پس ماندگان میں دو لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔

آپؓ کی زوجہ محترمہ اُم سلمہؓ نے جب عدت مکمل کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو نکاح کا پیغام دیا تو وہ محترمہ مان گئیں اور ام المومنین بن کر رسول اللہ ﷺ کے حرم میں شامل ہو گئیں۔

Marfat.com

حضرت سیدنا عبداللہ بن انیس جہنی رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نے ایک مجاہد کا نام لے کر کہا کہ فلاں کو بلاؤ۔ آپؓ تشریف لائے۔ آپؓ کو حکم ملا کہ ایک مردود سفیان بن خالد ہے اس نے مسلمانوں کے خلاف کارروائی کا دل میں ارادہ کر رکھا ہے۔ لہٰذا جاؤ اور اس کا کام کردو۔ وہ مجاہد عرض کرتا ہے! سرکار مجھے اس مردود کا علم نہیں ہے۔ سرکار عرب عجم ﷺ نے فرمایا جب تم اس آدمی کو دیکھو گے تو ڈر جاؤ گے اور تمہیں شیطان یاد آجائے گا۔

یہ مرد مجاہد رسول اللہ ﷺ سے اذن لے کر اپنی تلوار اٹھا منزل کی طرف چل دیا۔ وہ مجاہد تھوڑی دیر میں سفیان کے محلے میں چلا گیا۔ اس مجاہد کے کانوں میں یہ صدا گونج رہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ جھوٹ نہیں بولتے اور جو بات کرتے ہیں وہ سچ کرتے ہیں۔ جب گیدڑ کی موت آتی ہے تو وہ بستی کا رخ کرتا ہے اس کے مصداق وہ مردود سفیان اس مجاہد کے راستے پر آگیا اس نے خیال کیا کہ یہ اجنبی ہمارے گاؤں میں کون ہے اس نے مجاہد سے پوچھا کہ تم کون ہو؟

مجاہد نے جواب دیا کہ میں مرد خزاعی ہوں سنا ہے کہ تم محمد ﷺ سے جنگ کرنے کی تیاری کر رہے ہو اس لئے میں تمہارا ہمرکاب ہونا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر سفیان کی تو باچھیں کھل گئیں۔ اس نے خوش ہو کر کہا کہ ہاں تم نے ٹھیک سنا۔ وہ مجاہد اس کیساتھ ہولیا وہ مجاہد بڑی خوش گپیاں لگا رہا تھا کبھی وہ اشعار پڑھتا اور کبھی شیریں باتیں کرتا تا کہ اس مردود کا دل موہ لے۔ وہ مردود تھوڑی دور جا کر اپنے خیمے میں گھس

Marfat.com

گیا اور آرام کرنے لگا۔ جب آدھی رات ہو گئی تو سفیان کے دوست واحباب اس سے رخصت ہو گئے تو مجاہد اسلام نے اس مردود کا سر تن سے جدا کر لیا اور اس کے سر کو کپڑے میں باندھ کر مدینہ کی طرف چلے۔ اسے یہ ڈر تھا کہ ابھی سفیان کے ساتھی نکلیں گے اور وہ پکڑا جائے گا۔ اس وجہ سے اس نے ایک غار میں پناہ لی۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ سفیان کے ساتھی دور جا چکے ہیں وہ نکلا اور سیدھا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کو خوشخبری سنائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا چہرہ فلاح پائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کامیابی کی خوشی میں اس مجاہد کو ایک لاٹھی بطور انعام عطا فرمائی جو اس مجاہد کے ہمراہ ساری عمر رہی۔

یہ تھے اسلام کے ایک مجاہد جن کو اسلامی تاریخ حضرت سیدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے جانتی ہے۔ آپ کا اسم شریف عبداللہ اور کنیت ابو یحییٰ تھی۔ آپؓ کا تعلق قبیلہ قضاء سے تھا۔ لیکن آپ کے جد امجد قبیلہ جہنیہ میں شامل ہو گئے۔ اس وجہ سے آپ جہنی کہلاتے ہیں۔

جونہی حضرت سیدنا عبداللہ بن انیس جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا آپؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہنے لگے۔ جب حکم الٰہی سے مسلمانوں نے ہجرت کی تو آپؓ بھی اس ہجرت میں شامل تھے۔ اس وجہ سے آپؓ بیک وقت انصاری اور مہاجر کہلاتے تھے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن انیس جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے عابد اور زاہد انسان تھے۔ آپ کا گھر مسجد نبوی سے بہت دور تھا۔ لہٰذا آپؓ روزانہ مسجد نبوی میں حاضر نہیں ہو سکتے تھے۔ آپؓ رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا گھر مسجد سے بہت دور ہے میں لیلۃ القدر کی رات پانا چاہتا ہوں تو آپ ﷺ مجھے ارشاد فرما دیں کہ میں کس رات قیام کروں۔ آپ ﷺ سارا معاملہ جان گئے اور اپنے دیوانے سے کہا کہ بس تم تیسویں رمضان کی رات جاگ لیا کرو اللہ تعالیٰ

Marfat.com

اسی رات کو تمھارے لئے لیلۃ القدر بنا دے گا۔ کیونکہ اس رات کا تعین اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت سیدنا عبداللہ بن انیس جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے فرمایا تھا تو یہ رات لیلۃ الجہنی کہلاتی ہے۔

وصال مصطفیٰ ﷺ سے آپؓ کو بڑا دکھ ہوا۔ اس سانحہ عظیم کے بعد آپ شام کے شہر غزہ میں چلے گئے۔ آپ کا وصال ۵۴ھ میں ہوا۔ بعض حضرات ۴۷ھ فرماتے ہیں۔ آپؓ سے چوبیس احادیث مروی ہیں۔ غزہ میں ہی آپؓ کو دفن کیا گیا۔ آپؓ کی اولاد چار نفوس پر مشتمل تھی۔

Marfat.com

حضرت سیدنا منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا منذر بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بہادر مسلمان تھے آپؓ نے اس وقت اسلام قبول کیا جب اسلام صرف چند لوگوں نے قبول کیا تھا۔ آپؓ رات کے وقت نماز و ذکر و تلاوت قرآن پاک کا بڑا اہتمام کرتے تھے۔ آپؓ اسلام کے لئے ہر طرح کی قربانی کے لئے ہمہ تن تیار رہے۔

صفر ۴ھ میں قبیلہ کلاب کے سردار ابو براء عامر ابن مالک الکلابی نے سرور عالم ﷺ سے کچھ مبلغین اسلام کا تقاضا کیا کہ وہ اس کے قبیلہ میں جا کر اسلام کی تعلیم کا کام کریں، کیونکہ ہمارے لوگ جاہل اور ناخواندہ ہیں اس لئے ان کی مناسب تعلیم ضروری ہے۔ آپ ﷺ ان لوگوں کی غداری سے واقف تھے آپ ﷺ نے پہلے تو ہچکچاہٹ ظاہر کی مگر جب آپ ﷺ کو مبلغین کی حفاظت کا مکمل اطمینان ہو گیا تو آپ ﷺ مبلغین کے بھیجنے پر راضی ہو گئے۔ آپ نے ۷۰ انصار صحابہ کو اس مشن پر مامور کیا۔ راستے میں مبلغین اسلام بئر معونہ کے مقام پر رکے۔ آپ ﷺ نے حضرت حرام بن ملحانؓ کو ایک خط دیا کہ وہ اس خط کو عامر بن طفیل کو دے جو کہ ابو براء کا چچا زاد بھائی تھا اور اپنے قبیلہ کا سردار بھی تھا۔

عامر بن طفیل نے نہ صرف حضرت حرام بن ملحانؓ کو شہید کیا بلکہ آس پاس کے قبائل کو بلا کر مسلمانوں کی جماعت کے خلاف بھڑکایا۔ اور ایک صحابیؓ کو چھوڑ کر باقی تمام کو شہید کر دیا۔ جو زندہ بچے ان کا نام حضرت عمروؓ بن اُمیہ تھا۔ ان کو یہ کہہ کر آزاد کیا کہ تجھے میں اپنی ماں کی قسم کے بدلے چھوڑ رہا ہوں۔ اسی معرکہ میں حضرت صدیق اکبرؓ کا آزاد

Marfat.com

کردہ غلام حضرت عامر بن فہیرہؓ شہید ہوئے جن کا جنازہ آسمان پر اُٹھایا گیا۔

جبار بن سلمیٰ جو کہ حضرت عامر بن فہیرہؓ کا قاتل تھا اس سے مروی ہے کہ جب میں نے حضرت عامر بن فہیرہؓ کو نیزہ مارا تو اس وقت اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ۔فزت واللہ خدا کی قسم میں مراد کو پہنچ گیا۔

میں یہ سن کر حیران ہوا اور دل میں کہا کہ کیا مراد کو پہنچے ۔ضحاک بن سفیانؓ سے آکر سارا قصہ کہا آپؓ نے فرمایا مراد سے مراد جنت الفردوس ہے میں یہ سن کر مسلمان ہو گیا۔اور میں نے دیکھا کہ حضرت عامر بن فہیرہؓ آسمان کی طرف اُٹھائے گئے۔جب تمام مسلمان شہید ہو گئے تو ان علماء کا سالار بچ گیا اور عامر بن طفیل نے کہا کہ اگر تم امان چاہتے ہو تو امان مل سکتی ہے۔آپؓ نے کہا کہ نہیں۔

دو صحابہ کو حضرت سیدنا منذر بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونٹوں کے لئے گھاس کے لئے روانہ کیا تھا۔ان کے نام حضرت عمرو بن امیہ اور حارث بن صمہ تھا جب وہ واپس آئے تو یہ خونی کام ہو چکا تھا۔دونوں نے مشورہ کیا کہ کیا جائے۔دونوں مجاہدوں نے فیصلہ کیا کہ شہادت چند قدم کے فاصلے پر ہے کیوں نہ اس کے حصول کی جدوجہد کی جائے۔لہٰذا ان مجاہدوں نے لشکر کفار پر حملہ کر دیا۔دو کافر جہنم کا ایندھن بن گئے۔اس کے علاوہ دونوں مجاہدین جانبازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جام شہادت نوش کر گئے۔

حضرت ضحاکؓ نے اس واقعہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لکھ بھیجا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

”فرشتوں نے حضرت عامر بن فہیرہؓ کے جثہ کو چھپا لیا۔اور علیین میں اتار دیا۔“

جب اس وقعہ کی اطلاع سرور عالم ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ بہت زیادہ پریشان

Marfat.com

ہوئے کہ تمام عمر کبھی اتنا پریشان نہیں ہوئے تھے۔ اور ایک مہینہ تک صبح کی قنوت میں ان لوگوں کے حق میں بددعا فرماتے رہے اور صحابہ کو اس اطلاع کی خبر دی کہ تمھارے اصحاب کرامؓ اور احبابؓ شہید ہو گئے ہیں اور انہوں نے حق تعالیٰ سے درخواست کی ہے کہ ہمارے بھائیوں کو یہ پیغام دے دو کہ ہم اپنے رب سے جا ملے ہیں اور ہم اس سے راضی ہیں اور ہمارا اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو گیا ہے۔

Marfat.com

حضرت نعیم النحام رضی اللہ عنہ

حضرت نعیم النحام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق قریش کے خاندان بنو عدی سے تھا ۔آپؓ کا لقب نحام تھا۔آپؓ سابقون الاولون میں سے تھے ۔حضرت نعیم النحام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے سخی تھے ۔آپؓ چونکہ بڑے مالدار تھے ۔اس لئے مکہ میں بڑے اثر رسوخ کے مالک تھے ۔آپؓ نے جب اسلام قبول کیا تو اہل کفر آپؓ کے بھی دشمن بن گئے ۔ جب دشمنوں نے اہل اسلام پر ظلم ڈھائے اور ان کا قافیہ حیات تنگ کر دیا تو اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت مدینہ کا حکم دیا ۔یہ حکم لے کر سارے مسلمان مدینہ کی طرف ہجرت کرنے گئے ۔ جب حضرت نعیم النحام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کا ارداہ کیا تو مکہ کے غریب یہ سن کر رونے لگے کہ آج ہمارا مددگار جا رہا ہے تو ہم کہاں سے کھائیں گے ۔انہوں نے حضرت نعیم النحام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ اپنے اسلام پر قائم رہیں مگر یہاں سے نہ جائیں اگر آپؓ پر کسی نے ظلم کیا تو ہم اپنی جان دے کر آپؓ کا دفاع کریں ۔ان غریب لوگوں نے حضرت نعیم النحام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں تھام لیا اس وجہ سے آپؓ کا دل پسیج گیا اور آپ مکہ ہجرت سے رک گئے ۔

حضرت نعیم النحام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۶ ھ میں مدینہ کی طرف ہجرت کی اس وقت آپؓ کے ہمراہ آپؓ کے خاندان کے چالیس افراد تھے ۔ جب آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے معانقہ کیا سر چوما اور فرمایا اے نعیم! آپؓ کا قبیلہ میرے قبیلے سے اچھا ہے ۔اس

Marfat.com

کے بعد حضرت نعیم النحام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کی تمام لڑائیوں میں حصہ لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد شام کی طرف بھی آپؓ نے جہاد کیا۔ جنگ یرموک میں آپؓ نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے اور یہاں اللہ نے آپؓ کو شہادت کے رتبے سے سرفراز فرمایا۔ جب آپؓ شہید ہوئے اس وقت حضرت فاروق اعظمؓ کی خلافت تھی اور ۱۵ھ کا سال تھا۔ بوقت شہادت آپؓ نے ایک بیٹا اور ایک بیٹی وارثوں میں چھوڑے تھے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا مرثد بن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ

یہ میدان بدر ہے۔ایک السبل نامی گھوڑا ہے جس پر ایک مجاہد سوار ہے، یہ سوار جدھر جاتا ہے دشمن کائی کی مانند ہٹ جاتے ہیں یہ مجاہد بڑی بہادری اور بے جگری سے دشمن کا مقابلہ کررہا ہے۔اس مجاہد کو دیکھ کر دوسرے مسلمان بھی دشمن پر بڑھ چڑھ کر حملہ آور ہیں۔ جو بھی اس مجاہد کے سامنے آتا اگر جان سے ہاتھ نہ دھوتا تو شدید زخمی ضرور ہوجاتا تھا۔رسول اللہ ﷺ اس بہادر سوار کے کارناموں سے خوش دکھائی دے رہے ہیں۔اس بہادر کا نام حضرت سیدنا مرثد بن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ تعالی عنہ ہے۔آپؓ کے والد گرامی کا نام کنانہ بن حصین ہے۔لیکن وہ ابی مرثد الغنوی کے نام سے مشہور ہیں۔وہ حضرت حمزہؓ کے حلیف اور دوست تھے۔حضرت سیدنا مرثد بن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ تعالی عنہ بلند قد وقامت کے مالک ہیں۔جب اللہ نے اہل اسلام کو ہجرت کا حکم دیا تو آپؓ نے اپنے والد کے ہمراہ اپنے گھر بار کو خیر باد کہا اور حضرت کلثوم بن ہدم کے مہمان بنے۔

۸ رمضان المبارک ۲ھ ہے رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان کے قافلے کو روکنے کا ارادہ فرمایا۔سواری کا مناسب بندوبست نہیں ہے۔دو، دو چار، چار افراد ایک اونٹ پر سواری کے لئے مخصوص ہیں۔رسول اللہ ﷺ، حضرت علیؓ، حضرت سیدنا مرثد بن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ تعالی عنہ اور ایک صحابی دوسروں کی طرح ایک اونٹ پر سوار ہوئے۔جب اسلام کا پہلا معرکہ ہوا تو حضرت سیدنا مرثد بن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہ اپنے ایک خاص گھوڑے پر سوار تھے۔میدان کارزار میں آپؓ بڑی بے جگری سے لڑے اور بہادری کے جوہر دکھائے۔

حضرت سیدنا مرثد بن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے بہادر اور شجاع تھے۔ ہر کوئی آپ کی بہادری کا لوہا مانتا تھا۔آپ کی بہادری کی وجہ سے مکہ سے قیدیوں کو لانے کا ذمہ آپؓ کو ملا تھا۔ایک مرتبہ آپؓ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے مکہ اپنی ڈیوٹی کی انجام دہی کے لئے مکہ گئے ہوئے تھے کہ رات چاندنی تھی مکہ کی ایک طائف نے آپؓ پر ڈورے ڈالنے کی کوشش کی مگر آپؓ تو سرکار مدنی و مکی ﷺ کے جیالے تھے بھلا آپ کی طرف شیطان کیسے آتا۔آپؓ نے اس بات کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اپنا فیصلہ سورۃ النور میں سنا دیا کہ ناپاک مرد کے لئے ناپاک عورت اور ناپاک عورت کے لئے ناپاک مرد اور پاکباز مرد کے لئے پاک باز عورت ہی ہے۔

ہجرت کے تیسرے سال رسول اللہ ﷺ نے دس اصحاب کی ایک جماعت کو رجیع کی جانب ارسال فرمایا،اس جماعت کے قائد حضرت سیدنا مرثد بن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر کیا اس جماعت کا مقصد یہ تھا کہ وہ مقام رجیع میں جا کر نو مسلموں کو اسلام کی تعلیم دیں۔رجیع ایک کنواں ہے۔

مسلمانوں کی یہ جماعت جب رجیع پہنچی تو صبح کا وقت تھا۔رجیع کے کنویں کے پاس ایک عورت بکریاں چرا رہی تھی کہ اس نے کھجوروں کی گٹھلیاں اونٹوں کے فضلے میں دیکھ کر اس بات کا اندازہ لگایا کہ یہ اونٹ مدینہ والوں کے ہیں۔لہذا اس نے دوڑ کر سفیان کو اس کی اطلاع دی۔سفیان اپنے گروہ کے ہمراہ آگا اور مسلمانوں کو قتل کرنے کے ارادے کو عملی جامہ پہنانے لگا۔مسلمان ان کے سامنے ڈٹ گئے۔حضرت سیدنا مرثد بن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مجاہدوں کے ہمراہ اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر اپنی جان کی بازی لگا گئے۔

Marfat.com

سرور دو عالم ﷺ کو واقعہ رجیع سے بڑا دکھ تھا کیونکہ اس میں معصوم مسلمانوں کو دھوکے سے قتل کیا گیا تھا، اس لئے سرور عالم ﷺ نے ان شہداء کا بدلہ لینے کے لئے ۲۰۰ صحابہ کرام کو مسلح ہونے کا حکم دیا جب تمام مسلمان مسلح ہو کر آ گئے تو آپ ﷺ ان کے ساتھ بنو لحیان تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے حضرت اُم مکتومؓ کو اسلامی سلطنت کا حاکم مقرر فرمایا۔

مسلمانوں کی آمد کی خبر سن کر دشمن بھاگ گئے۔ اور پہاڑوں میں چڑھ گئے۔ آپ ﷺ نے ایک دو روز یہاں قیام فرمایا۔ اور اطراف و جوانب میں چھوٹی مہمیں روانہ کیں۔ جن میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کو بھی ۱۰ سوار کا سالار بنا کر کرع الغمیم کے طرف روانہ کیا۔ مگر تمام مہمیں بغیر کسی قتال کے واپس لوٹ آئیں۔ آپ ﷺ اس مہم سے واپس لوٹے۔ اور راستے میں یہ دعا پڑھتے رہے۔

آئبون تائبون ان شاء اللّٰہ لربنا حامدون، اعوذ باللّٰہ من و عشاء السفر و کآبۃ المنقلب و سوء المنظر فی الاصل و المال

ترجمہ:۔ اللہ نے چاہا تو ہم لوٹ کر آنے اور توبہ کرنے والے ہیں اپنے پروردگار کی حمد و ثناء کرنے والے ہیں۔ میں سفر کی مشقتوں، بدانجامی نیز اہل و عیال، مال و اسباب کی بدحالی دیکھنے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

حضرت سیدنا مرثد بن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہے، آپؓ نے مقام رجیع پر جام شہادت نوش فرمایا۔

Marfat.com

حضرت سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالی عنہ غزوہ بدر میں اپنی بہادری کے جوہر دکھا رہے ہیں کہ ایک مقام پر آ کر آپ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ آپؓ فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میری تلوار ٹوٹ گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک خشک لکڑی دے دی اور کہا کہ اس کو لے کر لڑائی کرو تو وہ لکڑی دیکھتے ہی دیکھتے ایک مضبوط تلوار بن گئی۔

حضرت عکاشہؓ بڑی خوبصورت مرد مومن تھے۔ آپؓ اکابر صحابہ کرام میں سے تھے۔ آپ محصن بن جرثان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کی کنیت ابو محصن تھی ایام جاہلیت میں آپؓ کا نام عبد شمس تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا تو آپؓ نے اسلام قبول کر کے اسلام کے بازوؤں کو مضبوط کر دیا۔

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ الغمر کے علاقے میں جہاں بنو اسد کے لوگ آباد ہیں اور وہ مسلمانوں سے لڑائی کا ارادہ رکھتے ہیں چنانچہ اس بغاوت کی سرکوبی لازمی تھی۔

ربیع الاول کی ماہ میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عکاشہؓ ابن محصن کی امارت میں ۵۰ مجاہدوں کی ایک ٹولی کو بنو اسد سے مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا۔ بنو اسد

Marfat.com

نے الغمر کے مقام پر مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لئے ایک چھوٹی سی جماعت جمع کر رکھی تھی۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ محمد عربی ﷺ کے جیالے آ چکے ہیں تو وہ حوصلہ ہار کر میدان جنگ سے دوڑ گئے۔ اس معرکہ میں کوئی لڑائی نہیں ہوئی کیونکہ دشمن مسلمانوں کے لشکر کی آمد کا سن کر فرار ہو گئے۔ اسلامی لشکر نے دشمنوں کو اِدھر اُدھر تلاش کیا وہ نہ ملے۔ شجاع بن وہب کو اِدھر اُدھر تلاش کرنے کے لئے بھیجا۔ مگر کوئی نہ ملا قرائن سے ان کو ان کے جانوروں کا پتہ لگا انہیں وہاں سے ایک آدمی ملا اس کو پکڑ لیا گیا اس کے بتائے ہوئے مقام پر چھاپہ مارا گیا تو وہاں سے ۲۰۰ اونٹ ملے۔

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد جب کئی جھوٹے مدعیان نبوت نے اپنی نبوت کا اعلان کیا تو آپؓ نے ان کے خلاف جنگ کی۔ جب حضرت خالد بن ولید کو طلیحہ بن خویلد کی سرکوبی کے لئے بھیجا تو آپؓ بھی اس لشکر میں شامل تھے۔ حضرت عکاشہؓ ابن محصن اس مردود کے پاس پہنچے قریب تھا کہ آپؓ اس کافر کو جہنم میں بھیجتے اس نے اپنے بھائی کو اپنی مدد کے لئے بلا لیا۔ ان دونوں بھائیوں نے مل کر حضرت عکاشہؓ ابن محصن کو شہید کر دیا۔

حضرت خالد بن ولید کا ایک دستہ جس کی قیادت زید بن خطابؓ کر رہا تھا اس نے دیکھا کہ دور کئی جانور کسی چیز کے گرد چکر لگا رہے ہیں جب وہ اس جگہ آئے تو انہوں نے ایک بڑا خوفناک منظر دیکھا کہ حضرت عکاشہؓ ابن محصن اور حضرت ثابت بن اقرمؓ کی لاش پڑی ہوئی اور جانوران کو کچل رہے ہیں۔ سالار گھوڑے سے اترا۔ ان شہیدوں کی لاش کو دیکھ کر بڑا افسوس ہوا۔ آپؓ نے فوراً ان شہداء کو کپڑوں سمیت اسی وقت دفن کر دیا۔

Marfat.com

حضرت سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالی عنہ کا تعلق قبیلہ بنوخزرج سے تھا۔ ہجرت سے پہلے آپؓ کے خاندان نے اسلام قبول کیا۔ آپ کے خاندان نے اسلام کی بہت خدمت کی ہے۔ ابن اثیر کی روایت ہے کہ آپؓ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ لیکن بعض رایات اس کی تصدیق نہیں کرتیں۔ بعض روایات کے مطابق آپؓ نے جنگ یمامہ میں حصہ لیا تھا اور اس میں ہی آپؓ کی شہادت ہوئی تھی۔ آپؓ کی اولاد میں ایک بیٹا تھا جس کا نام محمد تھا۔

آپؓ نے اسلام کی خدمت میں اپنی جان کی پراوہ نہ کرتے ہوئے بڑے کارنامے سرانجام دیئے۔ ابورافع اسلام دشمنی اور سازش جیسی صفات کی بناء پر گویا کعب بن اشرف کا برادر عزیز نظر آتا تھا۔ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچاتا تھا اور اسلام کے خلاف دشمنوں کی معاونت کرتا تھا۔ ابورافع نے قبیلہ غطفان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ میں بہت طریقوں سے مددد ی تھی۔ اس نے بھی جنگ احزاب میں مسلمانوں کے خلاف فوجیں اکٹھی کی تھیں۔ ابورافع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل اسلام کا مذاق اڑایا کرتا تھا اس کی زندگی کا مقصد مسلمانوں کو ایذا پہنچانا اور ان کے خلاف محاذ آرائی کرنا تھا۔

ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ ابورافع نے غطفان اور دیگر مشرکین عرب کی بہت بڑی جمعیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جمع کی تھی۔ نیز یہ کعب بن اشرف کو

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کے خلاف مدد دیتا تھا۔اس سے معلوم ہوا کہ یہ بھی کعب کی طرح خود کبھی کسی میدان میں لڑنے نہیں آیا بلکہ پردے کے پیچھے سے دشمنوں کو مال اور فوجوں سے مدد دے کر رسول اللہ ﷺ کے خلاف استعمال کرتا رہا۔گویا وہ آستین کا سانپ تھا کسی بھی وقت اس کا داؤ کارگر ہوسکتا تھا اس پیشگی خطرے کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ نے پانچ مجاہدوں کو تیاری کا حکم دیا۔جب وہ مجاہد تیار ہوکر آگئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس ٹیم کا حاکم بنادیا بعض علماء کے نزدیک اس مہم کے لئے حضرت عبداللہ بن اریقطؓ آگئے تھے اور ان کے پاؤں کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ لیکن کئی کتابوں میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہے۔اللہ کو بہتر علم ہے کہ ابورافع کے خلاف کونسا غازی تھا۔حضرت سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے تمام ہدایات وصول کرکے یہ حق کے راہی ابورافع کے مکان کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی پارٹی کے ہمراہ نکلے اور ابورافع کے محل کے پاس پہنچ گئے اس وقت ہلکا ہلکا اندھیرا ہورہا تھا۔حضرت سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ٹیم کو قلعہ سے تھوڑے فاصلے پر رک جانے کا کہا اور خود منہ سر لپیٹ کر قلعہ کے دروازے کے پاس بیٹھ گئے جب دربان دروازہ بند کرنے آیا تو اس نے کہا۔میں گیٹ بند کرنا چاہتا ہوں۔اندر آجائیں۔دربان نے خیال کیا کہ کوئی آدمی رفع حاجت کے لئے بیٹھا ہے۔لہذا یہ آواز سن کر حضرت سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور قلعہ میں گھس گئے۔آپؓ نے تھوڑا سا توقف کیا تاکہ یہ معلوم ہوسکے کہ دربان چابیاں کدھر رکھتا ہے۔

اب رات کافی اندھیری ہوچکی تھی۔آپؓ اپنی جگہ سے اٹھے اور دربان نے جس جگہ پر چابیاں رکھیں تھیں ان کو اٹھایا اور ابورافع کے کمرے کی طرف چل دئے۔ آپ جس دروازے کو کھول کر اندر جاتے اس دروازے کو اندر سے اس کی کنڈی لگا

Marfat.com

دیتے تا کہ کوئی باہر سے نہ آئے۔ اللہ اللہ کر کے آپؓ ابورافع کے کمرے تک پہنچ گئے۔ آپؓ کی بینائی کمزور تھی اس لئے آپؓ یہ اندازہ نہ کر سکے کہ کس جگہ پر ابورافع ہے۔ لیکن آپؓ نے یہ محسوس کرلیا کہ ابورافع یہاں پر ہی ہے۔ آپؓ نے ہلکی سی آواز میں کہا کہ اے ابورافع کہاں ہو۔

ابورافع نے سوال کیا! کون؟ اور ساتھ ہی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالی عنہ نے تلوار کا وار کیا، مگر خطا گیا۔ وہ دوڑ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ آپؓ بھی اس کے پیچھے اسی کمرے میں گئے اور آواز بدل کر پھر صدا دی۔ اور پوچھا کہ یہ کیسا شور تھا۔ پھر آپ نے آواز کے رخ اپنی تلوار لہرائی۔ اس مرتبہ وار خالی نہ گیا اور تلوار ابورافع کے پیٹ میں گھس گئی۔ اس وار نے اس کا کام تمام کر دیا اس کی آواز سے اس کے اہل خانہ اٹھ گئے اور انہوں نے شور مچانا شروع کر دیا۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالی عنہ وہاں نکلے اور ہر دروازے کی کنڈی کھولتے اور باہر نکل کر باہر سے کنڈی لگا دیتے۔ اس طرح جب آپؓ ایک سیڑھی سے اتر رہے تھے تو آپؓ کا پاؤں پھسل گیا جس سے آپؓ کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ آپؓ نے اپنی ٹانگ پر اپنا عمامہ باندھا اور اللہ کا نام لے کر قلعہ سے باہر نکل گئے۔ آپؓ کے ساتھیوں نے آپؓ کو اٹھا لیا جب ابورافع کی موت کا اعلان سنا تو یہ مجاہد فوراً وہاں سے نکل گئے اور آپؐ کے پاس پہنچ کر آپؐ کو ابورافع کی موت کی اطلاع دی۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالی عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے لایا گیا تو آپ ﷺ نے اس کی ٹانگ پر ہاتھ پھیرا تو آپؓ کی ٹانگ جڑ گئی، اور وہاں سے درد فوراً ختم ہو گیا۔

Marfat.com

حضرت سیدنا کرز بن جابر الفہری رضی اللہ عنہ

غزوہ عشیرہ سے واپسی پر سردار الانبیاء ﷺ مشکل سے چند دن ہی ٹھہرے تھے کہ آپ ﷺ کو اطلاع ملی کہ ایک سرپھرے ڈاکو نے مدینہ کی چراگاہ پر حملہ کیا اور مسلمانوں کے پالتو جانور جن میں سرورِ عالم ﷺ کے جانور بھی تھے۔ چوری کر کے لے گیا۔

آپ ﷺ فوراً ڈاکو کے تعاقب کے لئے کھڑے ہوئے، جتنے صحابہ وہاں موجود ملے وہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہو لیے۔ اس وقت آپ ﷺ نے حضرت زید بن حارثؓ کو اسلامی سلطنت کا حاکم مقرر کیا۔ اسلامی لشکر نے کرز کا تعاقب صفوان تک کیا مگر وہ ڈاکو بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوا۔ اس ڈاکو کا نام کرز بن جابر الفہری تھا جس کا نام آنے والے دور میں حضرت سیدنا کرز بن جابر الفہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑ گیا۔

اس ڈاکے کے بعد اللہ تعالیٰ نے کرز کا سینہ کھول دیا اس کی اسلام دشمنی اللہ نے اسلام دوستی میں بدل دی۔ چنانچہ وہ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ اور بڑے ادب احترام سے گذارش کی کہ سردار مدینہ! مجھے بھی اپنی کملی میں جگہ عطا فرما دیں۔ رسول اللہ ﷺ کا دامن تو ہمیشہ کشادہ ہی رہا۔ اس طرح حضرت سیدنا کرز بن جابر الفہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام دشمن سے اسلام دوست بن گئے۔

Marfat.com

شوال ۶ ھ میں قبیلہ عرینہ اور عکل کے کچھ اعرابی سرورِ کونین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرلیا۔ انہوں نے اول اول مدینہ میں رہنا شروع کردیا مگر کسی وجہ سے بیمار ہوگئے۔ اس طرح وہ اعرابی سرورِ کونین ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم دیہاتی طبع کے لوگ ہیں۔ اب تک ہمارا گزارا دودھ پر ہوا ہے ہم غلہ کے عادی نہیں ہیں۔ ہمیں مدینہ کی ہوا موافق نہیں ہے اس لئے اگر ہم کو شہر سے باہر صدقات کے اونٹوں میں رہنے کی اجازت دی جائے تاکہ ان کے دودھ سے ہمارا گزارا ہوتا رہے گا۔ سرورِ کونین ﷺ نے ان کی درخواست کو قبول فرمالیا اور ان کو وہاں رہنے کی اجازت عطا فرمادی۔

وہ سارے اعرابی جنگل میں چلے گئے۔ مسلمانوں کے جانوروں کا دودھ پیا ... چند دنوں میں موٹے اور توانا ہوگئے۔ اس وقت ان کو ایک شرارت سوجھی اور وہ اسلام سے مرتد ہوگئے۔ مسلمانوں کے جانوروں کے چرواہے حضرت یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکڑا اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے۔ آپؓ کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دیں۔ ان کو دھوپ میں پھینک دیا۔ وہ پیاس سے تڑپتے رہے اور ان کو پانی تک نہ دیا اس طرح حضرت یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ تڑپ تڑپ کر شہید ہوگئے۔

اس شرارت کی اطلاع سرورِ کونین ﷺ کو ملی تو آپ نے شوال ۶ ھ میں حضرت کرز بن جابر الفہریؓ کو ۲۰ مجاہدین دیئے اور ان گمراہوں کے سدباب کا حکم دیا۔ مسلم سالار اپنی ٹولی کو لے کر دشمنوں کے لئے دوڑے۔ حضرت کرز بن جابر الفہری کی ٹیم نے سارے لوگوں کو قیدی بنالیا اور قیدیوں کو اقلیم عدل وانصاف کے شہنشاہ سرورِ کونین ﷺ کی عدالت نے ان سے قصاص لینے کا حکم دیا۔ اور ان کو اسی طریقے سے قتل کیا جس طریقے سے انہوں نے مسلمان نگران کو قتل کیا تھا۔ لیکن آئندہ کے لئے حکم ہوا کہ خواہ کوئی اسلام کا کتنا ہی بڑا دشمن کیوں نہ ہو اس کا مثلہ نہیں کیا جائے گا یعنی کہ اسلام نے مثلہ کو حرام کردیا۔ اگر کوئی کافر کسی مسلمان کو ہلاک کرتا ہے اور اس کا مثلہ کرتا ہے تو

Marfat.com

بدلے میں صرف اس کافر کو قتل کیا جائے گا مثلہ نہیں کیا جائے گا۔

اہل عرینین کے ساتھ جو سلوک کیا گیا وہ سلوک عدل کے مطابق ہوا کیونکہ ان کی کالی کرتوت ہی اس طرح کی تھی کہ ان کو اسی بے رحمی سے قتل کیا جائے جس بے رحمی سے انہوں نے مسلمانوں کو کیا تھا۔ ﴿علامہ زرقانی۔ج ۲،ص ۱۷۶۔﴾

شعبان ۸ ھ میں اہل قریش نے بنوخزاعہ پر جب حملہ کیا وہ مسلمانوں کے حلیف تھے ان کی مدد کے لئے جب رسول اللہ ﷺ مکہ پر حملہ آور ہوئے تو حضرت سیدنا کرز بن جابر الفہری رضی اللہ تعالی عنہ بھی اس لشکر کے ہمراہ تھے۔آپ کو حضرت خالد بن ولید کی سرکردگی میں مکہ میں داخل ہونا تھا۔مگر حضرت سیدنا کرز بن جابر الفہری رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت حبیشؓ راستہ بھول کر دوسری گلی میں داخل ہو گئے۔ جب یہ دونوں مجاہد جارہے تھے تو کسی نے تیر مارا جس سے حضرت حبیشؓ شہید ہو گئے۔

جب یہ واقعہ حضرت سیدنا کرز بن جابر الفہری رضی اللہ تعالی عنہ نے دیکھا تو بڑا دکھ ہوا۔آپ نے اپنے مسلمان بھائی کی لاش اپنے پاس رکھی اور لڑنا شروع کر دیا آپ کہتے جاتے تھے کہ میں آج بڑی صفائی سے لڑوں گا۔آپ اکیلے تھے اور دشمن زیادہ تھے۔اس طرح دشمن آپ پر غالب آ گئے اور آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ اس دن بیس رمضان المبارک تھا۔حضرت سیدنا کرز بن جابر الفہری رضی اللہ تعالی عنہ کی زندگی سے ہمیں بہادری جرات لگن اور ہمت کا درس ملتا ہے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا عمرو بن امیہ الفہری رضی اللہ عنہ

مکہ میں ایک آدمی ابوسفیان بن حرب کے اعلان کے بعد اس کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ محمد ﷺ کھلے عام گلیوں میں پھرتا ہے کیوں نہ میں ادھر جاؤں اور اس کا کام تمام کردوں، میرے پاس ایک بہت ہلکا سا خنجر ہے یہ منصوبہ بندی سن کر ابوسفیان کھل اٹھا اسے راستے کا خرچ اور اونٹ دیا۔ وہ مردود مسجد میں گیا قریب تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر حملہ کرتا، ایک صحابی حضرت اسید بن حضیرؓ نے اس پر جھپٹ کر رسول اللہ ﷺ سے اسے دور کیا۔ اس کا چہرہ دیکھتے ہی رسول اللہ ﷺ نے کہا تھا کہ یہ آدمی کوئی بدعہدی کرنے آیا ہے۔ جب اس آدمی کا تہبند تلاش کیا گیا تو اس میں سے ایک خنجر نکلا۔ اس آدمی نے یہ اقرار کیا کہ وہ تو محمد ﷺ کو قتل کرنے آیا تھا۔ مگر محمد ﷺ کے اخلاق سے اس نے اسی وقت کلمہ طیبہ پڑھا اور ہمیشہ کے لئے اسلام کا حامی بن گیا۔ اس آدمی کا نام تھا حضرت سیدنا عمرو بن امیہ الفہری رضی اللہ تعالی عنہ۔ جو آدمی شکار کرنے آیا تھا خود شکار ہوگیا۔ پھر اس کے بعد آپؓ نے ہمیشہ اسلام کی خدمت میں دل کھول کر حصہ لیا۔

مدینہ منورہ میں کئی گروہ ایسے تھے جو کسی بھی وقت مسلمانوں کے لئے کوئی بڑا مسئلہ کھڑا کر سکتے تھے۔ ان میں یہود اور منافقین سرفہرست تھے۔ وہ آئے روز مسلمانوں

Marfat.com

سے کئے گئے وعدوں سے منحرف ہوجاتے۔ وہ سمجھتے تھے کہ مسلمان غزوہ اُحد سے کمزور ہوچکے ہیں وہ ہمارا محاسبہ کرنے سے عاجز ہیں اس خیال سے ان کا حوصلہ اور بڑھ جاتا اور اپنی من مانی کرنے لگے۔

ان کارروائیوں سے کفار مکہ بھی باخبر تھے انہوں نے اہل یہود کو خط لکھا کہ مسلمانوں کو مدینہ سے نکال دو ورنہ ہم تم پر حملہ کرینگے۔ بنونضیر، بنو عامر کے حلیف تھے اور ان دونوں کا مسلمانوں سے امن کا معاہدہ ہوا تھا۔ سریہ بعر معونہ میں حضرت خبیب بن عدیؓ بھی شریک تھے انہیں مکہ میں لاکر کفار نے سولی چڑھا دیا تھا۔ جب حضرت سیدنا عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بھائی کو سولی پر دیکھا تو آپ کی روح تڑپ گئی۔ آپ نے اس کی لاش کو سولی سے اتارا۔ اسی دوران کسی طرح قریش کا ایک اور آدمی جو کانا ہونے کے ساتھ ساتھ قد آور تھا بھی حضرت سیدنا عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قید میں آگیا تھا اس کو آپ نے ٹھکانے لگا دیا تھا۔ آگے چل کر حضرت سیدنا عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قریش کے دو آدمی مل گئے جو آپ اور آپ کے ساتھی کو تلاش کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک کو آپ نے قتل کر دیا اور ایک کو قیدی بنالیا تھا۔ اور اس قیدی کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور سارا قصہ رسول پاک ﷺ سے کہہ سنایا جس کو سن کر رسول اللہ ﷺ نے تبسم کیا۔

وہ دو یہودی جن کو حضرت سیدنا عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا تھا وہ مسلمانوں کے معاہد تھے۔ معاہدہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ ان دونوں مقتولوں کا خون بہا ادا کرنا چاہتے تھے۔ اور معاہدہ کی رو سے ایک کا خون بہا۔ بنونضیر کے حصے میں آتا تھا۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ دس آدمیوں کے ہمراہ بنونضیر سے ملنے گئے

Marfat.com

تاکہ معاملہ حل ہو۔ظاہری طور سے وہ خوش اخلاقی سے پیش آئے مگر دل میں ان کے کھوٹ تھا۔انہوں نے آپ ﷺ کو ایک اونچی دیوار کے نیچے بٹھا دیا۔ان کا ارادہ تھا کہ اوپر سے ایک پتھر گرا کر رسول مقبول ﷺ کو شہید کر دیا جائے۔اس کام کے لئے انہوں نے عمرو بن جحش کو کہا کہ وہ یہ کام کرے۔رسول اللہ ﷺ کو اس چال کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے دی اور آپ ﷺ وہاں سے نکل آئے۔

۶ھ میں رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کو ایک خط دے کر شاہ نجاشی کے پاس بھیجا تھا۔اس خط میں نجاشی کو اسلام کی دعوت کا کہا گیا تھا۔مسلمانوں کی میزبانی کی سفارش کی گئی تھی اور اُم حبیبہؓ کے عقد کا کہا گیا تھا۔خط پڑھ کر نجاشی نے حضرت جعفر طیارؓ کے ہاتھ اسلام قبول کیا۔حضرت سیدنا عمرو بن امیہ الفہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال حضرت معاویہ کے دور میں ۶۰ھ میں ہوا۔آپؓ سے ۲۰ احادیث مروی ہیں۔بوقت وصال آپؓ کے تین فرزند تھے۔آپؓ اسلام کے بڑی بہادر سپاہی تھے۔

Marfat.com

حضرت یاسر بن عامر رضی اللہ عنہ

حضرت یاسر بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ کے والدین کا تعلق یمن سے تھا۔ آپؓ کا بھائی گم ہوگیا تھا۔ آپؓ اپنے دو بھائیوں کے ہمراہ اپنے گم شدہ بھائی کو تلاش کرنے کی کوشش میں مکہ آگئے۔ مگر آپؓ کا گم شدہ بھائی مکہ میں نہ مل سکا۔ تو مایوس ہو کر آپؓ کے بھائی تو اپنے وطن کو سدھار گئے مگر حضرت یاسر بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ مکہ کے ہی ہوکر رہ گئے۔ مکہ کے ایک سردار ابوحذیفہ سے آپؓ کے تعلقات قائم ہو گئے۔ ابو حذیفہ نے اپنی ایک لونڈی کی شادی حضرت یاسر بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ سے کر دی۔ اس لونڈی کے بطن سے اللہ نے آپؓ کو دو بیٹے پیدا ہوئے۔ یہ مختصر سا قبیلہ بڑی ہنسی خوشی رہ رہا تھا۔ کہ انہی دنوں میں آفتاب رسالت ﷺ طلوع ہو گیا۔ اس آفتاب نے اس خاندان کی قسمت ہی بدل دی۔ ان کو گمراہی سے نکال کر روشنی میں لا کھڑا کر دیا۔

اس آفتاب ﷺ کی کرنیں مکہ اور اس کے گرد ونواح میں موجود آبادیوں کو منور کرنے لگیں تو ایسی ہی ایک مبارک کرن حضرت یاسر بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ پر پڑی تو آپؓ نے فوراً اسلام قبول کرلیا۔ آپ کے ہمراہ آپؓ کے سارے خاندان نے اسلام قبول کرلیا۔ اس وقت صرف پینتیس خوش نصیب اسلام قبول کر چکے تھے۔ اہل مکہ اہل اسلام کے مخالف تو تھے ہی مگر جب ان کو معلوم ہوا کہ ایک پردیسی خاندان نے اسلام قبول کرلیا ہے تو ان کے غصے کی انتہا نہ رہی انہوں نے حضرت یاسر بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ کے تمام خاندان پر ظلم کے پہاڑ توڑ دیے۔ حضرت یاسر بن عامر رضی اللہ

Marfat.com

تعالی عنہ کے بیٹے عمار کو تو دشمنان اسلام نے بہت زیادہ تکلیفیں دیں۔ وہ اس خاندان پر ظلم کے پہاڑ توڑتے تھے۔ (ابن سعد)

ایک دن یہ خاندان مشرکین مکہ ظلم وستم نہایت جرات سے سہہ رہا تھا کہ یہاں سے رسول اللہ ﷺ کا گذر ہوا تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر یہ خاندان بہت خوش ہوا رسول اللہ ﷺ حضرت یاسر بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ اور ان کے خاندان کو ظلم سہتے دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے۔ اور فرمایا کہ آل یاسر صبر کرو اللہ نے تمہارے لئے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

حضرت یاسر بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ کی زوجہ محترمہ ابو جہل کی خادمہ تھیں۔ ابو جہل ان کو کہتا تھا کہ آپ اسلام سے دور ہو جائیں تمہیں آرام ہی آرام ملے گا۔ مگر یہ اسلام تھا کہ اس سے دوری دل کو اچھی نہیں لگتی تھی۔ اسلام کی خاطر ایک کیا لاکھوں جانیں بھی قربان کی جاسکتی ہیں۔ ابو جہل نے غصے میں آکر حضرت سمیہؓ کو برچھا مارا اس طرح یہ مومنہ شہید ہو گئیں۔ یہ اسلام کی پہلی شہید تھیں۔ پھر ایک دن اس ظالم نے ایک تیر حضرت عبداللہ بن یاسر بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ کو مارا تو آپؓ بھی شہید ہو گئے۔ بوڑھے حضرت یاسر بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ کب تک یہ ظلم برداشت کرتے۔ ایک دن ایک کافر نے ان کو ایک تیر مارا اور حضرت یاسر بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ بھی شہید ہو گئے۔

حضرت یاسر بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ کا ایک بیٹا جس کا نام عمار تھا۔ حضرت عمار بن یاسر بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ نے بڑی جرات سے اپنے اسلام کی حفاظت کی اللہ نے ان کی اس معاملے میں بڑی مدد فرمائی۔ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کے بعد ہجرت مدینہ کی اسلام کی خاطر ہر لڑائی میں حصہ لیا۔ دشمن کو یہ بتایا کہ اسلام سب سے بڑی طاقت ہے۔ حضرت عمار بن یاسر بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ جنگ صفین میں شہید ہوئے اس وقت آپؓ کی عمر اکیانوے سال تھی۔ (اسد الغابہ)

Marfat.com

حضرت سیدنا بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ

۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو جب اللہ جل شانہ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بلالیا تو خلافت کا سنگین مسئلہ کھڑا ہو چلا تھا۔ سقیفہ بن ساعدہ سے متضاد خبریں آرہی تھیں تمام اہل اسلام کے دل غمگین تھے۔ انصار یہ کہنے لگے کہ ہم نے سب سے پہلے اپنے آپ کو اسلام کی مدد کے لئے پیش کیا اس لئے خلافت ہمارا حق ہے۔ مہاجرین نے کہا کہ خلافت ہمارا حق ہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے فرمایا کہ اے انصار! تمہیں تھے جنہوں نے اس دین کی نصرت کی خاطر سب کچھ کیا......

یہ الفاظ سن کر ایک بزرگ صحابی کھڑے ہوئے، متانت ان کے چہرے سے ڈھلک رہی تھی۔ بڑے بااثر معلوم ہوتے تھے۔ بڑے وقار سے گویا ہوئے!

''اللہ کی قسم! اگرچہ ہمیں مشرکین سے جہاد اور دین میں سبقت اختیار کرنے کے معاملے برتری حاصل ہے۔ لیکن تم نے یہ سب کچھ صرف اللہ کی رضا کے لئے کیا تھا اسلئے ہمیں زیبا نہیں دیتا کہ ہم اپنی اصلاح نفس کا کسی سے سودا کریں اور اس بات پر فخر کریں کہ ہم نے اسلام کی خدمت کی تھی۔ اس کا صلہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیں گے۔ بے شک وہ ہی صلہ دینا والا ہے۔ بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کے لوگ ہی خلافت کے زیادہ حق دار ہیں۔ اللہ نہ کرے کہ ہم اس معاملے میں ان سے ٹکرلیں تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، مہاجریں کی مخالفت نہ کرو اور ان سے مت ٹکرلو۔''

Marfat.com

اس بزرگ کی تقریر کے بعد انصار نے مہاجریں کی مدد کرنے کا تہیہ کرلیا لوگ آپ میں باتیں کرنے لگے کہ اصل میں حق تو مہاجرین کا ہے ۔یہ کون تھے جن کی فصاحت و بلاغت اور دوراندیشی نے امت مسلمہ کوایک بہت بڑے فساد سے بچالیا۔ اس کا نام حضرت سیدنا بشیر بن سعد رضی اللہ تعالی عنہ تھا۔

حضرت سیدنا بشیر بن سعد رضی اللہ تعالی عنہ کی کنیت ابونعمان تھی ۔آپ کا سلسلہ نسب ثعلبہ بن کعب تک جا تا ہے۔آپؓ کی والدہ کا نام عمرہ تھا جو حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی بہن تھیں ۔قبول اسلام سے قبل آپ ان آدمیوں میں تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے ۔آپ نے بیعت عقبہ میں ۷۰ مسلمانوں کے ہمراہ اسلام قبول کیا۔ بدر کی لڑائی میں آپ بڑی بہادری سے لڑے۔

شعبان المعظم کا مبارک مہینہ ہے ۔سال ہے ساتویں ہجری کا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کا ذکر فرمایا کہ وہ کہاں ہے اس کو بلاؤ۔ جب آپؓ آئے تو رسول اللہ ﷺ تیس مجاہدوں کو آپؓ کی سالاری میں دیا اور کہا کہ فدک بنی مرہ کی طرف جاؤ وہ اسلام کے خلاف کارروائیاں کررہے ہیں ان کی خبرلو۔

یہ مجاہد آقائے نامدار ﷺ سے حکم لے کر روانہ ہوا۔ جب آپؓ مطلوبہ مقام پر پہنچے تو وہاں پر چند چرواہے بکریاں چرا رہے تھے۔آپؓ نے ان سے دریافت کیا کہ مرہ کہاں ہے؟

وہ......تو اپنے جنگلوں میں ہیں ۔انہوں نے بڑی بے نیازی سے جواب دیا ۔آپ نے بڑی جرات سے کام لیا اور وہ تمام بکریاں اور اونٹ اکٹھے کئے ۔اور مدینہ کی طرف چل پڑے۔

اچانک چند آوازیں سنائی دیں ، ساتھ ہی ایک چیخ اُبھری، یہ کیسی سنسناہٹ ہے۔آپؓ لوگ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ آپؓ لوگوں کے آس پاس چند تیر گرے اور اس

Marfat.com

کے بعد تیروں کی بارش ہونے لگی۔ دونوں طرف سے تیروں کا تبادلہ ہوا۔ ساری رات اسی طرح بیت گئی جب صبح ہوئی اہل اسلام کے تیر ختم ہو گئے۔ اس وقت قتال شروع ہو گیا۔ اس لڑائی میں آپ لوگوں کو سخت ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا اہل بنی مرہ نے اپنے اونٹ اور بکریاں واپس کر لیں۔ سالار عسکر کو ٹخنے میں سخت چوٹ لگی۔ وہ ایک یہودی کے گھر آرام کے لئے رک گئے جب پاؤں ٹھیک ہو گیا تو مدینہ لوٹ آئے۔

۷ھ میں جب عینیہ حصین فرازی کی سازش کا علم ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے تین سو مجاہدوں پر حضرت سیدنا بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر بنا کر بھیجا۔ جب اہل اسلام عمرۃ القضاء کے لئے گئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اسلامی دستے کا سالار بنا کر پہلے مکہ کی طرف بھیجا تھا۔ حضرت سیدنا بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدعیان نبوت کے خلاف بھی لڑائی میں حصہ لیا۔

جب حضرت خالد بن ولیدؓ مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے تو اس لشکر میں حضرت سیدنا بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ آپ نے اس لڑائی میں بہادری کے جوہر دکھائے۔ اس میدان میں جب آپ کو ایک مردود کے وار سے شدید زخم آیا تو آپ گر گئے۔ اس وقت حضرت عزرائیلؑ تشریف لائے اور آپؓ کی روح قبض کر کے رب ذوالجلال کی خدمت میں لے گئے۔

Marfat.com

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ

صفر ۴ھ میں قبیلہ کلاب کے سردار ابو براء عامر ابن مالک الکلابی نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مبلغین اسلام کا تقاضا کیا کہ وہ اس کے قبیلہ میں جا کر اسلام کی تعلیم کا کام کریں، کیونکہ ہمارے لوگ جاہل اور ناخواندہ ہیں اس لئے ان کی مناسب تعلیم ضروری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کی غداری سے واقف تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تو ہچکچاہٹ ظاہر کی مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبلغین کی حفاظت کا مکمل اطمینان ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مبلغین کے بھیجنے پر راضی ہو گئے۔ آپ نے ۷۰ انصار صحابہ کو اس مشن پر مامور کیا۔ اس مبارک مشن میں حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔ راستے میں مبلغین اسلام بئر معونہ کے مقام پر رکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حرام بن ملحان ؓ کو ایک خط دیا کہ وہ اس خط کو عامر بن طفیل کو دے جو کہ ابو براء کا چچازاد بھائی تھا اور اپنے قبیلہ کا سردار بھی تھا۔

عامر بن طفیل نے نہ صرف حضرت حرام بن ملحان ؓ کو شہید کیا بلکہ آس پاس کے قبائل کو بلا کر مسلمانوں کی جماعت کے خلاف بھڑکایا۔ اور ایک صحابیؓ کو چھوڑ کر باقی تمام کو شہید کر دیا۔ جو زندہ بچے ان کا نام حضرت عمروؓ بن اُمیہ تھا۔ ان کو یہ کہہ کر آزاد کیا کہ تجھے میں اپنی ماں کی قسم کے بدلے چھوڑ رہا ہوں۔ اسی معرکہ میں حضرت صدیق اکبرؓ کا آزاد کردہ غلام حضرت عامر بن فہیرہؓ شہید ہوئے جن کا جنازہ آسمان پر اٹھایا گیا۔ اس کے

Marfat.com

علاوہ جو بچ گئے ان میں حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔

جبار بن سلمیٰ جو کہ حضرت عامر بن فہیرہؓ کا قاتل تھا اس سے مروی ہے کہ جب میں نے حضرت عامر بن فہیرہؓ کو نیزہ مارا تو اس وقت اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔

فزت واللہ

ترجمہ:۔ خدا کی قسم میں مراد کو پہنچ گیا۔

میں یہ سن کر حیران ہوا اور دل میں کہا کہ کیا مراد کو پہنچے۔ ضحاک بن سفیانؓ سے آ کر سارا قصہ کہا آپؓ نے فرمایا مراد سے مراد جنت الفردوس ہے میں یہ سن کر مسلمان ہو گیا۔ اور میں نے دیکھا کہ حضرت عامر بن فہیرہؓ آسمان کی طرف اُٹھائے گئے۔ حضرت ضحاکؓ نے اس واقعہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لکھ بھیجا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

''فرشتوں نے حضرت عامر بن فہیرہؓ کے جثہ کو چھپالیا۔ اور علیین میں اتار دیا۔''

جب اس واقعہ کی اطلاع سرورِ عالم ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ بہت زیادہ پریشان ہوئے کہ تمام عمر کبھی اتنا پریشان نہیں ہوئے تھے۔ اور ایک مہینہ تک صبح کی قنوت میں ان لوگوں کے حق میں بددعا فرماتے رہے اور صحابہ کو اس اطلاع کی خبر دی کہ تمہارے اصحاب کرامؓ اور احبابؓ شہید ہو گئے ہیں اور انہوں نے حق تعالیٰ سے درخواست کی ہے کہ ہمارے بھائیوں کو یہ پیغام دے دو کہ ہم اپنے رب سے جا ملے ہیں اور ہم اس سے راضی ہیں اور ہمارا اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو گیا ہے۔

سریہ بئر معونہ میں حضرت خبیب بن عدیؓ بھی شریک تھے انہیں مکہ میں لا کر کفار نے سولی چڑھا دیا تھا۔ جب حضرت سیدنا عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

نے اپنے بھائی کو سولی پر دیکھا تو آپ کی روح تڑپ گئی۔آپ نے اس کی لاش کو سولی سے اتارا۔اسی دوران کسی طرح قریش کا ایک اور آدمی جو کانا ہونے کے ساتھ ساتھ قد آور تھا بھی حضرت سیدنا عمرو بن امیہ الفہری رضی اللہ تعالی عنہ کی قید میں آ گیا تھا اس کو آپ نے ٹھکانے لگا دیا تھا۔آگے چل حضرت سیدنا عمرو بن امیہ الفہری رضی اللہ تعالی عنہ کو قریش کے دو آدمی مل گئے جو آپ اور آپ کے ساتھی کو تلاش کر رہے تھے۔ان میں سے ایک کو آپ نے قتل کر دیا اور ایک کو قیدی بنا لیا تھا۔اور اس قیدی کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور سارا قصہ رسول پاک ﷺ سے کہہ سنایا جس کو سن کر رسول اللہ ﷺ نے تبسم کیا۔

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کا منظر اس طرح ہے کہ مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آ گئے۔ دشمنان اسلام نے مسلمانوں کو ستانے کا یہاں بھی سلسلہ جاری رکھا۔ جب اہل اسلام سے انہوں نے مبلغین کو مانگا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو مبلغین عطا فرما دئے تو جب وہ آئے تو ان کو ایک گھاٹی میں اہل کفر نے گھیر لیا ان نہتے مسلمانوں پر انہوں نے اپنی بہادری کے جوہر دکھانے شروع کر دیئے۔اہل اسلام میں دس تلواریں میانوں سے تڑپ کر نکلیں اور کفر کو جہنم کا پیغام دینے لگیں۔مگر دس کا مقابلہ سینکڑوں سے نہیں ہو سکتا۔تمام مسلمان شہید ہو گئے مگر دو مسلمان قیدی بنا لئے گئے جن میں حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ تھے ان اصحاب کو شہادت نہ ملنے کا بڑا غم تھا اور ساتھ ہی لوگوں کی بدعہدی کا بھی الم تھا۔ان قیدیوں کو سفیان ہزلی مکہ لے آیا اور اہل مکہ کے ہاتھوں مہنگے داموں فروخت کر دیا۔ان دونوں مجاہدوں کو عامر کے گھر ٹھہرایا گیا۔عامر نے حکم دیا کہ ان مسلمانوں کو کسی قسم کی خوراک وغیرہ نہ دی جائے۔حارث بن عامر نے ایسا ہی کیا اس نے ان مسلمانوں پر اور بڑھ کر ظلم کرنا شروع کر دیا۔ایک دن حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالی عنہ تشریف فرما تھے کہ عامر کا ایک بیٹا چھری سے کھیلتا ہوا گھر سے

Marfat.com

باہر نکلا اور حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر کھیلنے لگا تو انہوں نے اس کو پکڑ لیا اور اس بچے سے پیار کرنے لگے۔ اتنے میں بچے کی ماں نے جب یہ دیکھا کہ بچہ تو حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہے اور اس کے پاس چھری بھی ہے اس نے شور مچانا شروع کر دیا کہ یہ مسلمان میرے بچے کو ذبح کر دے گا۔ حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت سے کہا کہ ہم مسلمان ہیں اور ظلم کا جواب ہم ظلم سے نہیں امن سے دیتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی گود کھول دی تو وہ بچہ ہنستا اور مسکراتا ہوا اپنی ماں کی گود میں چلا گیا۔ قریش نے چند روز حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی قیدی کو بھوکا رکھا مگر ان کو مقصد حاصل نہ ہوا تو انہوں نے ان اصحاب کو شہید کرنے کی حکمت عملی طے کر لی۔

ہر سو اعلان کر دیا گیا کہ دو مسلمانوں کو اس میدان میں پھانسی کی سزا دی جائے۔ ایک کھلے میدان میں فیصلہ کے مطابق پھانسی گھاٹ بنایا گیا۔ ادھر تمام کافر یہ تماشہ دیکھنے کے لئے اپنے ہتھیار سجا کر آئے ادھر یہ مومن اللہ کی عبادت میں مست تھے اور رو رو کر اللہ کی حمد بیان کر رہے تھے۔ میدان میں ہر آدمی مصروف تھا۔ ایک اللہ کی عبادت مین مگن ہیں تو دوسری طرف کئی مردود اپنی تلواریں تیز کر رہے ہیں۔ کوئی تیر کا نشانہ باندھ رہا ہے۔ اتنے میں ایک آواز آئی:۔ لوگو! وہ آ رہا ہے جس کا تم انظار کر رہے ہو وہ ہیں خبیب (حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)' اتنے میں حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان کرب میں آئے تو ہر طرف کھلبلی مچ گئی۔ تمام لوگ اپنے ہتھیار سنبھالنے میں لگ گئے۔

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پھانسی گھاٹ پر لایا گیا۔ ایک آدمی جو حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باندھنے پر مامور تھا اس نے با آواز بلند کہا کہ خبیب ہم تمہارے غم کا احساس کرتے ہیں اگر تم اب بھی اسلام چھوڑ دو تو ہم

Marfat.com

تمھیں آزاد کر دیں گے۔ حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کہ جب اسلام ہی نہ رہا تو پھر جان بچانے کا کیا فائدہ۔ یہ جواب سن کر تمام اہل کفر کے ایوانوں میں سکوت طاری ہو گیا کیسا مومن ہے کہ جان کی پروا نہیں مگر اسلام کی ضد کر رہا ہے۔

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ کوئی آخری آرزو ہو۔ حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کوئی آرزو نہیں بس دو رکعت نماز کی اجازت دے دو۔ اجازت مل گئی۔ حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کے حضور گردن کو جھکا دی۔ وہ کتنا بابرکت منظر ہوگا جب ہر طرف اللہ کے دشمن ہیں اور ایک فرد اللہ کی حکومت کا تن تنہا اعلان کر رہا ہے جب کہ اس کی حکومت کی نفی کرنے والے اس کی جان کے دشمن ہیں۔ حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلدی میں اللہ کا سجدہ مکمل کیا تاکہ اہل کفر یہ نہ کہیں کہ موت سے ڈر کر سجدہ لمبا کر رہا ہے۔ آپؓ نے سلام پھیرا تو تلواروں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر دوسری طرف سلام پھیرا تو نیزوں کی انیوں نے سلام کا جواب دیا۔ اس سلام و جواب کو شہید کی روح ہی سن سکتی تھی۔

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل اللہ کے عشق میں مچل رہا ہے محمد ﷺ کی غلامی پر رشک کر رہا ہے۔ حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام پھیرا اور بڑی بے نیازی سے پھانسی گھاٹ کے نیچے آ کر کھڑے ہو گئے اور اپنی شہادت کا انتظار کرنے لگے۔ کفار نے مرد مجاہد کو رسیوں سے پھانسی گھاٹ کے ساتھ جکڑ دیا اور تیر و نیزہ مارنے والوں کو دعوت دی کہ وہ آگے آئیں۔ ایک کافر آگے آیا اور اس نے حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم اطہر پر اپنے نیزے سے چرکے لگا کر آپؓ کی شہادت کی منزل تیار کر دی۔ وہ لہو جو چند لمحے قبل آنسو بن کر اللہ کے حضور آنکھوں سے اُمڈ رہا تھا اب وہ لہو جنت کا عطر محسوس ہو رہا تھا اس لہو کی خوشبو سے تمام کافروں کے نتھنے معطر ہو رہے تھے مگر وہ اس خوشبو کو سمجھنے کی طاقت سے بے نیاز تھے۔

Marfat.com

اس کے بعد نیزہ آزمانے کے لئے عام دعوت دی گئی۔ ہر طرف سے حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیزوں اور تلواروں کی بارش ہوگئی۔ آپؓ کی آنکھیں نیزوں اور تلواروں کو آتا دیکھ رہیں تھیں۔ آپؓ کے جسم اطہر کے ہر پرزے نے شہادت کا حق ادا کردیا۔

اتنے میں ایک اور کافر اٹھا اس نے حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے پر اپنا نیزہ رکھا اور اوپر سے دبایا۔ اتنا دبایا کہ وہ نیزہ آپؓ کے جسم سے پار ہوگیا۔ آپؓ کی آنکھوں نے جنت کے اس سفر کو خوب مزے لے لے کر دیکھا۔ اس کافر نے کہا کہ اب تو تم بھی کہو! گے کہ محمد ﷺ اس جگہ لگ جائیں اور میں بچ جاؤں۔ حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک خون نہ ہونے کی وجہ سے خشک تھی مگر پھر عشق محمد ﷺ میں تڑپی۔ اور کہا اے ظالم خدا جانتا ہے کہ مجھے جان دے دینا بہت پسند ہے مگر رسول اللہ ﷺ کو ایک کانٹا بھی لگنا پسند نہیں۔

اس نورانی شہادت کو حضرت سعید بن عامر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ بعض اوقات آپؓ کو بیٹھے بیٹھے دورہ پڑ جاتا تھا۔ ایک دن فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے وہ آرام فرماتے تھے کہ ان کو دورہ پڑا۔ خلیفہ اعظم نے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے۔ آپؓ نے تمام قصہ کہہ سنایا۔ جب حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا گیا تھا میں بھی اس مجمع میں شامل تھا جب وہ منظر میری نظروں کے سامنے آتا ہے تو میں عشق مصطفیٰ ﷺ کے دیوانے کی منزل کو یاد کرتا ہوں اور اپنے ہواش کھو دیتا ہوں۔

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بڑے بہادر مجاہد تھے آپؓ نے اپنی زندگی تو عزرائیل کے حوالے کردی مگر رسول اللہ ﷺ کی ذات پر انگلی نہ اٹھنے دی۔ آپؓ جیسے مجاہدوں کی حیات طیبہ کی وجہ سے کہ اسلام آج تک ہماری آنکھوں کا نور بنا ہوا ہے اللہ ان پر اپنی رحمتوں کے دروازے کھول کر رکھے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ نے ایک دن حضرت سیدنا غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب فرمایا اور ۱۳۰ مجاہدین کا ایک لشکر آپ کے حوالے کیا اور فرمایا کہ المیفعہ کی طرف جاؤ اور وہاں پر موجود بنی عوال اور بنی عبد بن ثعلبہ رہتے ہیں۔ حضرت سیدنا غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر کو لے کر منزل مقصود کی طرف چلے گئے یہ مجاہدوں کا لشکر اچانک دشمن کے علاقے میں پہنچ گیا اور ان پر اچانک حملہ کر دیا۔ دشمن اس اچانک حملے کی تاب نہ لا سکا جو بھی مسلمانوں کے سامنے آیا کچلا گیا۔ اس معرکے کی خاص بات یہ تھی کہ اب بار کسی کو قیدی نہیں بنایا گیا جو سامنے آیا کٹ مرا اور جو بچا بھاگ گیا۔ تھوڑی دیر میں میدان صاف ہو گیا۔ مسلمانوں کے ہاتھ بہت سا مال غنیمت لگا۔ اس لڑائی میں حضرت اسامہؓ کے ہاتھ سے وہ آدمی مرا تھا جس نے کلمہ کہا تھا اور لوگوں نے اس بات کا تقاضا رسول اللہ ﷺ سے کیا تو انہوں نے معذرت کی اور پھر کبھی مسلمان پر ہاتھ نہ اُٹھانے کا وعدہ کیا۔

صفر ۸ھ میں آں حضرت ﷺ نے ایک صحابی کا نام لے کر بلایا اور مقام کدید کی جانب بنی الملوح پر حملہ کرنے کے لئے ایک جماعت کی قیادت سونپ کر روانہ کیا کہ بنی الملوح کے لوگ اسلام سے متنفر ہیں ان کی اصلاح کرو۔ آپؓ نے اس وادی میں پہنچ کر شب خون مارا اور ان کے اونٹ وغیرہ پکڑ کر مدینہ کی طرف چل دیئے۔

بنی الملوح کی ایک جماعت متحد ہوئی اور مسلمانوں کے تعاقب میں دوڑی۔

Marfat.com

جب گمراہوں نے دیکھا کہ مسلمان تھوڑے ہیں تو انہوں نے زور سے مسلمانوں کا پیچھا کرنے کی کوشش کی۔اس وقت اللہ تعالی نے مسلمانوں کی امداد خدائی طاقت سے کی اسی وقت بارش شروع ہوگئی اور اتنی بارش ہوئی کہ ہر طرف جل تھل ہو گیا۔مسلمانوں اور گمراہوں کے درمیان میں ایک ندی تھی اس ندی میں اس کمال کی طغیانی آئی کہ گمراہ مسلمانوں کو دیکھتے ہی رہ گئے اور مسلمان اللہ کے کرم سے صحیح سالم مدینہ منورہ آگئے۔

﴿علامہ زرقانی، ج:۲،ص:۲٦٦۔﴾

اس دستے کا سالار کا نام حضرت سیدنا غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ تعالی عنہ تھا۔آپؓ کا نام غالب اور والد ماجد کا نام عبداللہ تھا۔آپ مکہ مکرمہ کے رہنے والے تھے فتح مکہ سے کچھ عرصہ قبل آپ نے اسلام کا طوق اپنے گلے میں ڈالا تھا۔اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے آپ کو راستہ کی درستی کے لئے مامور فرمایا تھا۔سرراہ جب آپ اسلامی لشکر کی راہنمائی کر رہے تھے تو بنی کنانہ کے چھ ہزار اونٹوں کا گلہ آپ کو ملا جس پر آپ نے قبضہ کرلیا تھا اور ایک اونٹنی کا دودھ دوہ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جس کو وصول کر کے رسول اللہ ﷺ خوش ہوئے۔جس سے اللہ کے رسول اللہ ﷺ خوش ہوئے بس اس کی تو زندگی سنور گئی۔

عہد صدیقیؓ میں آپؓ کو حضرت اسامہؓ کے لشکر کے ہمراہ روانہ کیا گیا تھا۔عہد فاروقیؓ میں بھی آپؓ نے اپنی بہادری کا لوہا منوایا۔عہد عثمانیؓ میں بھی آپؓ نے اپنی تیغ آبدار سے دشمن کی صفوں کا ملیا میٹ کیا۔علویؓ دور میں بھی آپؓ نے بھرپور حصہ لیا۔اللہ کے رسول ﷺ کا یہ مجاہد حضرت معاویہؓ کے زمانے میں خراسان کا گورنر مقرر ہوا اس دوران آپؓ نے عدل کا دامن اپنے ہاتھ میں تھامے رکھا۔وہاں ہی آپؓ کا وصال ہوا اور وہاں پر ہی آپ کی قبر ہے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا ابن ابی لعوجا اسلمی رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ کی محفل میں تمام صحابہ کرام تشریف فرما ہیں۔ ان میں برق رفتار تلوار چلانے والے بھی ہیں۔ ان میں صدیقؓ بھی ہیں۔ عمر بھی گردن جھکائے تشریف فرما ہیں۔ علی بھی تجلیات مصطفیٰ سے منور ہو رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے لب مبارک جنبش میں آئے، سب خاموش بیٹھے ہیں۔ یہاں اونچا بولنے والوں کو اللہ نے حکم کر رکھا تھا کہ یہاں آرام سے بولا جائے۔ یہ محفل اللہ کے محبوب کی ہے جس کے واسطے اس نے ہر شے کو پیدا فرمایا ہے۔ تمام صحابی رسول اللہ ﷺ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے متوجہ ہوئے۔ ان صحابہ میں ایک غیر معروف صحابی بھی تھے مگر اللہ کے ہاں ان کا ایک بڑا مقام تھا۔ انہوں نے ابھی ابھی اسلام قبول کیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس مکرم صحابی کو حکم دیا کہ پچاس مجاہدوں کا ایک دستہ لو اور بنو سلیم کی طرف جاؤ۔ وہ اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی سے کام لے رہے ہیں ان کی خبر لینے کا حکم ملا تھا۔ وہ صحابی بڑے وقار سے اٹھے اور جہاں کا حکم ملا تھا اس منزل کی طرف چل دیے۔ جو لشکر آپؓ کو دیا گیا تھا اس میں بنو سلیم کا جاسوس بھی تھا اس کی خواہش تھی کہ وہ کسی طرح اپنی قوم کو اس دستے کی اطلاع دے۔ آخر کار وہ جاسوس اپنے مشن میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے اہل اسلام کی کارروائی کے ساتھ ساتھ ان کی نفری کا بھی علم دے دیا تھا۔

جب اسلامی لشکر بنو سلیم کے علاقے میں پہنچا تو بنو سلیم کے لوگ مسلح ہو کر

Marfat.com

سامنے آئے۔اس مجاہد نے سب سے پہلے انہیں اسلام کی تبلیغ کی کہ اس میں ہی تمہاری بھلائی ہے۔بنو سلیم نے کہا کہ جس چیز کا پیغام آپ لائے ہیں اس کا ہمیں پہلے ہی علم ہے،اور ہمیں اسلام کی ضرورت نہیں۔

ادھر سے اہل کفار کی کمک آنی شروع ہوگئی۔دونوں طرف سے بڑے زور کی لڑائی ہوئی۔اہل اسلام چوں کہ تھوڑے تھے مگر ان کے ساتھ اللہ اکبر کی طاقت تھی ان پر نفری کا کوئی اثر نہ ہوا۔جوں جوں کمک آتی اسی طرح مسلمانوں کا حوصلہ بلند ہو رہا تھا۔اہل کفر کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی انہوں نے مسلمان دستے کو گھیر لیا۔وہ اسلام کی دیوار سے ٹکراتے اور کٹ کر گر جاتے۔مسلمانوں نے خوب جی بھر کر قتال کیا اور اپنی من پسند شہادت حاصل کرتے رہے۔سالار عسکر بھی بری طرح زخمی ہوگیا مگر اللہ نے اسے دشمن کے حصار سے نکال دیا۔وہ مجاہد تڑپتا لڑھکتا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا معاملہ کہہ سنایا۔انہی زخموں میں آپؓ کو شہادت ملی۔

اس مجاہد کا نام حضرت سیدنا ابن ابی لعوجا اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔آپؓ بڑے بہادر تھے۔آپؓ دشمن کی تعداد سے قطعی خوفزدہ نہیں ہوتے تھے۔بلکہ دشمن جتنا زیادہ ہوتا تھا،آپؓ کا حوصلہ اتنا ہی بلند ہو جاتا تھا۔

Marfat.com

حضرت سلیط رضی اللہ عنہ بن عمرو

حضرت سلیط رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو ایک بڑے سمجھدار انسان تھے آپ کا ایک بھائی تھا جس کا نام سہیل بن عمرو تھا وہ بڑا زبان دراز تھا جس کی وجہ سے وہ خطیب قریش کے نام سے مشہور تھا۔ سہیل دشمنان اسلام میں بڑے اعلیٰ عہدے پر فائز تھا۔ ایک قادر کلام شاعر اور ایک سمجھدار انسان ہونے کے باوجود سہیل بن عمرو اسلام سے دور ہی رہا۔ مگر حضرت سلیط رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو کو سابقون الاوّلون ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ جب اللہ کی فوجوں نے مدد کی اور اللہ نے مکہ کو مسلمانوں کے لئے کھول دیا اور رسول اللہ ﷺ ایک فاتح کی حیثیت سے مکہ آئے تو تب جا کر کہیں سہیل بن عمرو کی عقل ٹھکانے لگی اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت سلیط رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو نے جب اسلام قبول کیا تھا آپؓ کی زوجہ محترمہ ام یقظہ تھی اس نے بھی اسلام کی چادر اس وقت اوڑھی تھی جب صرف چند انسانوں کو یہ سعادت اللہ نے دی تھی۔

(الاصابہ)

حضرت سلیط رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو کو بھی کفار کے ظلم وستم کا نشانہ بننا پڑا تھا۔ آپؓ نے دوسری ہجرت حبشہ میں حصہ لیا۔ اور بڑی ہمت سے اسلام کی ترجمانی کی۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لے آئے تو حضرت سلیط رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو کے دل میں رسول اللہ ﷺ سے ملنے کی تڑپ شدت پکڑ گئی مگر راستے کا خرچہ نہ ہونے کی وجہ سے آپؓ مدینہ آنے سے مجبور رہے۔ آخر کار دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر حضرت

Marfat.com

سلیط رضی اللہ تعالی عنہ بن عمرو اور ۱۴ مسلمانوں نے براستہ مکہ سے مدینہ جانے کا پروگرام ترتیب دیا۔ یہ مکرم لوگوں کا قافلہ اللہ کے کرم سے مکہ خیریت سے آ لگا۔ مگر جب انہوں نے مدینہ جانے کا کہا تو چند آدمیوں کو اہل مکہ نے روک لیا۔ مگر حضرت سلیط رضی اللہ تعالی عنہ بن عمرو اللہ کے کرم سے مدینہ آ گئے۔ حضرت سلیط رضی اللہ تعالی عنہ بن عمرو اصحاب بدر میں سے ہیں۔ (الاصابہ)

حضرت سلیط رضی اللہ تعالی عنہ بن عمرو نے مدینہ میں آ کر اسلام کی بہت خدمت کی۔ آپؓ تمام جنگوں میں حصہ لیا۔ حضرت سلیط رضی اللہ تعالی عنہ بن عمرو رسول اللہ ﷺ کے سفیر بن کر ثمامہ بن اثال کے پاس بھی گئے اور ان کے دربار میں اسلام کا پیغام پہنچایا۔ وصال رسول ﷺ کے بعد حضرت سلیط رضی اللہ تعالی عنہ بن عمرو فتنہ کے ارتداد کی خاطر ہراول دستے کا حصہ رہے۔ حضرت عمر فاروق کا سارا زمانہ آپؓ نے دیکھا مگر خلیفہ سوم کے زمانے میں بستر مرگ پر اللہ کی طرف سفر اختیار کیا۔ (ابن اثیر)

Marfat.com

حضرت سیدنا سعد بن زید اشہلی رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ غزوہ خندق سے واپس آئے۔ آپ ﷺ اور تمام مسلمانوں نے ہتھیار کھول دیئے جب ظہر کا وقت آیا تو حضرت جبرائیل امینؑ عمامہ باندھے ہوئے آئے اور رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ ابھی ابھی بنو قریظہ جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میری فوج تھک چکی ہے۔ اور ہتھیار اتار دیئے ہیں۔ حضرت جبرائیل امینؑ نے درخواست کی کہ فرشتوں نے ہتھیار باندھے ہوئے ہیں آپ ﷺ صرف ادھر کا رخ کریں باقی کام اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ میں چل کر ان کا کام تمام کرتا ہوں۔

جونہی حضرت جبرائیل امینؑ روانہ ہوئے آپ ﷺ نے حکم دیا کہ نماز عصر بنو قریظہ میں ادا ہو گی تمام مسلمان آئے اور دوڑ کر بنو قریظہ کی طرف گئے کسی نے بنو قریظہ نماز ادا کی کسی نے راستے میں کہ کہیں نماز قضاء نہ ہو جائے۔

اس طرف جانے سے قبل کہ بنو قریظہ کی روش کیا تھی؟ ان کے خلاف فیصلہ اور کارروائی کیا کی گئی؟ ہم یہ دیکھیں گے کہ حضور ﷺ نے یہود کے ساتھ کس طرح کا رویہ رکھا تھا؟۔ یہ لوگ قبیلہ بنو قریظہ والے مذہباً یہودی تھے اور دیگر قبائل یہود کی طرح مدینہ میں آباد تھے۔ آنحضرت ﷺ جب مدینہ منورتشریف لائے تو آپ ﷺ نے ان سے بھی دوسرے یہودی قبائل کی طرح وہی معاہدہ کیا جو باقیوں کے ساتھ کیا تھا۔

جب بنو نضیر کے قبیلہ سے مسلمانوں کی جنگ ہوئی تو حضور ﷺ نے بنو قریظہ کو

Marfat.com

دوبارہ معاہدہ کی دعوت دی اور قدیم معاہدہ کی تجدید کی۔ اس طرح اہل قریظہ سے دو مرتبہ معاہدہ ہوا۔ جنگ بدر میں انہوں نے مسلمانوں کے خلاف قریش مکہ کی مدد کی اور انہیں اسلحہ پہنچایا لیکن حضور ﷺ نے ان کی یہ خطاء معاف فرما دی۔ جنگ احزاب میں انہوں نے کھلم کھلا دشمنوں کا ساتھ دیا۔ آپ ﷺ کو ان کے نقض عہد کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہؓ کو ان کے پاس بھیجا اور وفائے عہد کی نصیحت کی مگر انہوں نے صاف کہہ دیا کہ ''محمد ﷺ کون ہیں؟ ہم ان کی بات نہیں مانیں گے، ہمارا ان کے ساتھ کوئی عہد و پیماں نہیں''۔

اس قدر شدید اور خطرناک بدعہدی کے بعد ان لوگوں سے کسی قسم کی رعایت کرنا خودکشی کے مترادف تھا اور یہ حرکت معمولی نہ تھی بلکہ ملت اسلامیہ کو کلیۃً ملیا میٹ کرنے کی ایک گھناؤنی سازش تھی اور پھر مزید برآں یہ کہ جب حضور ﷺ نے انہیں اپنے طرز عمل کی وضاحت کے لئے طلب فرمایا تو وہ لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔ مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر لیا اور یہ محاصرہ ۲۵ دن رہا۔ جب انہیں شکست کا یقین ہو گیا اور انہوں نے دیکھا کہ یہ قضاء کا پیغام ٹل نہیں سکتا تو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ سعد بن معاذؓ ہمارے حق میں جو فیصلہ کریں وہ ہمیں منظور ہے۔

حضرت سعد بن معاذؓ بالاتفاق حَکَم بنائے گئے اور انہوں نے فیصلہ دیا:۔

''بنو قریظہ کے بالغ مرد قتل کر دیئے جائیں، عورتوں کو لونڈیاں اور بچوں کو غلام بنا لیا جائے اور ان کے اموال تقسیم کر دیئے جائیں'' ﴿ابن سعد، الطبقات الکبری، ج ۲۔ ص ۷۷﴾

جو قیدی بنائے گئے تھے ان کو ایک صحابی کی سرکردگی میں دیا گیا اور رسول اللہ ﷺ کا حکم ہوا کہ جاؤ ان کو فروخت کر کے اسلحہ وغیرہ خرید و۔ یہ ذمہ داری جس صحابی کو دی گئی وہ مسلم سالار حضرت سیدنا سعد بن زید اشہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ آپؓ کی کنیت عبداللہ تھی آپکی والدہ کا نام عمرہ بنت مسعود تھا۔ آپ کو

Marfat.com

اشہلی اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ کے خاندان میں سے ایک عبداشہل نامی بزرگ ہوگزرا تھا۔اس وجہ سے سب آپ کواشہلی کہا کرتے تھے۔آپ نے ۱۳ بعثت بنوی ﷺ میں اسلام قبول کیا۔

آپؓ نے ہجرت بھی کی تھی رسول اللہ ﷺ نے بھائی چارے میں حضرت عمرو بن سراقہ کو آپ کا بھائی قرار دیا۔آپ نے بدر واحد میں شرکت کی۔ جب مکہ فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدنا سعد بن زید اشہلی رضی اللہ تعالی عنہ کو مناۃ کی جانب بھیجا۔ جب حضرت سیدنا سعد بن زید اشہلی رضی اللہ تعالی عنہ وہاں پہنچے تو اس مندر کے مجاور نے کہا کہ تم کون ہو؟۔

حضرت سیدنا سعد بن زید اشہلی رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنا تعارف کرایا تو مجاور نے کہا کہ مناۃ بڑی طاقتور ہے تم کو مار ڈالے گی۔آپؓ مناۃ کی طرف بڑھے تو اندر سے ایک کریہہ شکل کی چڑیل نما عورت ننگی نکلی ، وہ واہیات بک رہی تھی۔حضرت سیدنا سعد بن زید اشہلی رضی اللہ تعالی عنہ نے اس لغو منظر کا نظارہ کیا۔آپؓ نے اپنی تلوار کا ایک وار کر کے مناۃ کا سر قلم کر دیا۔اس طرح آپؓ نے اپنی بصیرت سے ایک شرک کدے کو ختم کر دیا۔

Marfat.com

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ

فضل کے والد کا نام عباس تھا جو کہ رسول اللہ ﷺ کے چچا تھے اور والدہ کا نام اُم الفضل لبابہ تھا جو کہ آپؓ کے نام سے ہی مشہور تھیں۔ ام الفضل وہ پہلی خاتون تھیں جنہوں نے حضرت خدیجہؓ کے بعد سب سے پہلے اسلام قبول فرمایا۔ گویا حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھٹی میں اسلام رچا ہوا تھا۔ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہمرکاب رسول اللہ ﷺ ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ حضور اکرم ﷺ جب آخری حج فرما رہے تھے تو حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک خاتوں کوئی بات کرنے کی غرض سے آئی تو حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی طرف دیکھنا شروع کر دیا اور بار بار دیکھتے رہے رسول اللہ ﷺ نے اس کی ٹھوڑی پکڑ کر دوسری طرف منہ بھی کیا مگر وہ پھر اسی طرف دیکھنے لگے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی آج کے دن اپنی آنکھ، زبان، اور کان پر قابو رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرما دیں گے۔ اس کے بعد سے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرف نہ دیکھا اور یہاں سے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ردیف رسول اللہ ﷺ بننے کا خطاب بھی ملا۔ (ابن سعد)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوہ حنین میں شریک ہوئے۔ اس لڑائی میں حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی

Marfat.com

بہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ لوگ اللہ اللہ کر اُٹھے۔آپ جس طرف جاتے دشمن کائی کی مانند چھٹ جاتے۔جب کفار نے مسلمانوں پر زبردست تیراندازی کی تمام مسلمان سہم گئے مگر حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ بڑی بہادری سے کوہ استقلال بن کر کھڑے ہوئے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیروں کے حملے سے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی جان کی ڈھال بنا کر محفوظ رکھا۔جب مسلمانوں نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کی بہادری کو دیکھا تو تمام مسلمان پلٹ آئے اور ایک پرچم تلے ڈٹ گئے اب ان کا ایک نعرہ تھا اللہ اکبر بس اللہ اکبر۔اور بنو ہوازن کو ایک عبرتناک شکست دی کہ وہ دوبارہ سر نہ اٹھا سکے۔حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے اس جنگ میں اپنی یادگار بہادری دکھائی۔(ابن سعد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آخری خطبہ کے لئے مسجد میں تشریف لائے تو حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے اس بات کا اعلان کیا تھا۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ اور اہل خاندان نے مل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل شریف دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر قبر شریف میں اتارنے کا اعزاز بھی آپؓ کو ہی حاصل تھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد عہد صدیقی میں قیصر روم سے معرکہ آرائیوں کا سلسلہ شروع ہوا تو شام کی طرف جانے والے لشکر میں حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ بھی شامل تھے۔جنگ اجنادین میں حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے غیر معمولی بہادری کا مظاہرہ کیا اور وہاں ہی جام شہادت نوش فرمایا۔وراثت میں حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاں ایک لڑکی تھی۔حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے چوبیس احادیث مروی ہیں
(حافظ ابن حجر)

Marfat.com

حضرت عیاض رضی اللہ عنہ بن زہیر

حضرت عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن زہیر ایک بڑی قادر کلام صحابی اور شجاع بہادر تھے۔ آپؓ کا تعلق بنوفہر سے تھا۔ جب آپؓ نے اسلام قبول کیا اس وقت اہل کفر نے مسلمانوں پر ظلم وستم کے بازار گرم کر رکھا تھا۔ جونہی حضرت عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن زہیر نے اسلام قبول کیا تو ان پر بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیئے۔ جب یہ ظلم وستم حد سے زیادہ بڑھ گیا تو اللہ کے حکم سے رسول اللہ ﷺ ہجرت حبشہ کی طرف جانے کا حکم دیا تو حضرت عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن زہیر بھی ہجرت حبشہ کی طرف چلے گئے اور اسلام کی خاطر انہوں نے بڑے صبر سے یہ غریب الوطنی کا دور گزارا۔ جب ان کو رسول اللہ ﷺ کی یاد آتی تو آپؓ تڑپ کر رہ جاتے۔ جب حضرت عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن زہیر کو یہ اطلاع ملی کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ آگئے ہیں تو آپؓ دوسرے صحابہ کے ہمراہ مکہ اور پھر وہاں مدینہ تشریف لے آئے۔ اس قافلے میں چالیس سے زیادہ مہاجر شامل تھے۔

مدینہ آکر حضرت عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن زہیر حضرت کلثوم بن الہدم انصاریؓ کے ہاں مہمان ٹھہرے۔ جب اسلام کی خاطر جنگ کرنے کی اجازت ملی تو اللہ کے حکم سے حضرت عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن زہیر کی تلوار سب سے پہلے نیام سے تڑپ کر نکلی۔ آپؓ نے اس لڑائی میں بڑی بہادری دکھائی۔ (تجرید اسماء الصحابہ جلد ا صفحہ ۳۶۲)

Marfat.com

بدر کے بعد حضرت عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن زہیر نے تمام غزوات میں حصہ لیا۔رسول اللہ ﷺ کے وصال شریف کے بعد بھی آپؓ نے اسلام کی خاطر لڑائیوں میں حصہ لیا۔خلیفہ اول کا دور مکمل دیکھا۔خلیفہ دوم کے دور میں بھی اپنی بہادری کے جوہر دکھائے اور اللہ کا یہ جری بہادر جس نے کئی جنگوں میں مرکزی کردار ادا کیا ۳۰ھ میں بستر مرگ پر فوت ہوا۔(اسد الغابہ)

Marfat.com

حضرت سیدنا شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ تعالی عنہ کی کنیت ابو وہب تھی آپ ۵۹۵ء میں مکہ میں پیدا ہوئے۔ جاہلیت میں آپ کا خاندان بنو شمس کا حلیف تھا۔ آپ نے پہلے اسلام قبول کرنے والوں میں اسلام قبول کیا۔

کفار نے مسلمانوں کا جینا دوبھر کر دیا تھا۔ کفار کے مظالم روز بروز بڑھ رہے تھے۔ آخر کار قریش اپنے ظلم کے باوجود مسلمانوں کو راہ راست سے نہ روک سکے تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہر گھرانہ اپنے گھرانے کے مسلمانوں کو خوب تنگ کرے اور مسلمانوں کو راہ راست سے بھٹکا دیں۔ اس فیصلے کے ساتھ ہی کمزور مسلمانوں پر تو آفت ٹوٹ پڑی اور کنبہ والے ان کی جان سے چمٹ گئے۔ کفار کے ظلم سے تنگ مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ وہ ملک حبش میں جا رہیں، جہاں کا بادشاہ عیسائی ہونے کے باوجود نیک دل ہے اور وہ کسی پر ظلم وستم نہیں کرتا۔ وہ ایک عادل اور ملنسار حکمران ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم لے کر گیارہ مرد اور چار عورتیں ترک وطن کے لئے تیار ہو گئے۔ اسلام کی خاطر یہ سب سے پہلی ہجرت تھی اور سب سے بڑی قربانی۔ حضرت عثمان بن مظعون اس مہاجر پارٹی کے قائد تھے۔ جب یہ لوگ نجاشی کے ملک میں گئے تو اس نے مسلمانوں کو بڑے اچھے انداز سے پناہ دی۔ اس ہجرت میں حضرت سیدنا شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ تعالی عنہ بھی شامل تھے۔

Marfat.com

یہاں آئے ہوئے کچھ عرصہ ہوا تو کفار مکہ نے یہ افواہ پھیلا دی کہ ادھر مسلمانوں سے قریش مکہ کی صلح ہوگئی ہے۔ جب یہ خبر اہل ہجرت نے سنی تو وہ خوش ہوئے اب انہوں ے واپس جانے کا ارادہ کرلیا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی یاد ان کو تنگ کررہی تھی۔ جب یہ حق پرستوں کا قافلہ مکہ کے نواح میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی۔ پھر چند یوم ادھر رہ کر رسول اللہ ﷺ سے مل کر آپ واپس حبشہ تشریف لے آئے۔ حضرت سیدنا شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ تعالی عنہ کی یہ دوسری ہجرت تھی۔

جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لے آئے تو آپ بھی مدینہ آگئے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدنا شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ تعالی عنہ کا بھائی چارہ حضرت اوس بن خولیؓ سے کیا۔

آپؓ نے تمام جنگوں میں حصہ لیا اور اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ حدیبیہ سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ نے سلاطین کو جو خطوط لکھے تھے ان میں سے ایک خط آپؓ دمشق کے رئیس حارث بن ابی شمر کو لکھا تھا وہ خط حضرت سیدنا شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ تعالی عنہ لے کر اس مردود کے پاس گئے۔ جب حارث نے خط پڑھا تو بکواس کرنے لگا کہ کون ہے جو ہم سے ہمارا ملک چھینے گا۔ اس خط کا جب حارث کے ایک درباری کو علم ہوا تو وہ مسلمان ہوگیا اور خفیہ طور سے اس نے رسول اللہ ﷺ کو اپنا سلام بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کے اسلام کی خوشی ہوئی۔

۸ھ میں رسول اللہ ﷺ بنو ہوازن کی سرکوبی کے لئے حضرت سیدنا شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ تعالی عنہ کو چوبیس مجاہدوں کا سالار بنا کر بھیجا۔ حضرت سیدنا شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ تعالی عنہ نے سوتے میں بنو ہوازن کا جالیا اور ان کے ساتھ معمولی لڑائی کے بعد ان پر فتح حاصل کرلی۔ حضرت سیدنا شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ تعالی عنہ ایک کثیر مال غنیمت کے ہمراہ واپس لوٹے۔ جنگ یمامہ میں آپ کا وصال ہوا اس وقت آپ کی عمر مبارک چالیس سال تھی۔ اس جنگ میں حضرت سیدنا شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ تعالی عنہ نے بہادری کے کئی باب رقم کئے۔

Marfat.com

حضرت علاء رضی اللہ عنہ بن عبداللہ حضرمی

حضرت علاء رضی اللہ تعالی عنہ بن عبداللہ حضرمی کا تعلق یمن سے تھا۔ علاء کے والد یمن سے مکہ آ گئے اور مکہ میں ہی رہنے لگے۔ حضرت علاء رضی اللہ تعالی عنہ بن عبداللہ حضرمی کے خاندان کے تعلقات حرب بن امیہ سے ہو گئے ۔ جونہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا تو حضرت علاء رضی اللہ تعالی عنہ بن عبداللہ حضرمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرلیا اور سابقون الاولون کے اعلی اعزاز پر فائز ہوئے۔ حضرت علاء رضی اللہ تعالی عنہ بن عبداللہ حضرمی نے اسلام کی ہر طرح سے خدمت کی۔ جب اہل اسلام مدینہ کو ہجرت کر گئے تو آپؓ بھی کچھ عرصہ بعد وہاں چلے گئے۔ ۶ ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو اپنا سفیر بنا کر بحرین کے گورنر کے پاس اپنا خط دے کر بھیجا آپؓ نے اس کے دربار میں اسلام کی تبلیغ کا پیغام بڑی جوانمردی سے دیا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سفیر نے اپنی پرکشش شخصیت کا استعمال کرتے ہوئے اس انداز سے اسلام کا پرچار کیا کہ چند مجوسیوں اور یہودیوں کو چھوڑ کر اکثریت نے اسلام قبول کرلیا۔ گورنر نے بھی اسلام قبول کرلیا اس کے ہمراہ اس کے خاندان نے بھی اس کا ساتھ دیا اس بات کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے خوش ہوئے۔ منذر دراصل ایرانی حکومت کی طرف سے بحرین کا گورنر تھا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پیغام بھیجا کہ جب تک تم اسلام پر قائم رہو گے تو اس علاقے کی

Marfat.com

سرداری تمہارے پاس ہی رہے گی۔اس کے علاوہ جو غیر مذہب ہیں ان پر جزیہ عائد کیا جائے گا۔(ابن سعد)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علاء رضی اللہ تعالی عنہ بن عبداللہ حضرمی کی اس کامیابی پر ان کو ہجر کی طرف بھی سفارت کا حکم دیا۔اس سفر میں حضرت ابو ہریرہؓ بھی آپؓ کے ہمراہ تھے۔رسول اللہ ﷺ نے حضرت علاء رضی اللہ تعالی عنہ بن عبداللہ حضرمی کو حکم دیا تھا کہ اپنے ساتھی کے ساتھ اچھا سلوک کریں اور ساتھ ہی فرمایا کہ اگر وہاں کے لوگ اسلام لے آئیں تو ان کو اسلام کے دوسرے اصولوں کی تعلیم دیں۔ انہیں زکواۃ وغیرہ سے متعلق بتائیں اور اس کے عدل کا معاملہ کریں۔

فتح مکہ سے پہلے جب رسول اللہ ﷺ نے بنوخزاعہ کی ایک شاخ سے معاہدہ کیا تھا اس معاہدے کے لکھاری حضرت علاء رضی اللہ تعالی عنہ بن عبداللہ حضرمی تھے۔ آپؓ نے اس معاہدے کا مضمون بڑی نفاست اور چابک دستی سے لکھا۔فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت علاء رضی اللہ تعالی عنہ بن عبداللہ حضرمی کو بحرین کا عامل بنا دیا تھا۔مگر کچھ عرصہ بعد اس کی جگہ حضرت ابانؓ کو بحرین کا عامل بنا دیا گیا مگر وصال کے بعد خلیفہ نے پھر حضرت علاء رضی اللہ تعالی عنہ بن عبداللہ حضرمی کو بحرین کا عامل بنا دیا تھا۔جب فتنوں نے سر اٹھایا تو حضرت علاء رضی اللہ تعالی عنہ بن عبداللہ حضرمی اس وقت مدینہ میں آئے ہوئے تھے۔خلیفہ نے فتنوں کو ختم کرنے کے لئے گیارہ لشکر ترتیب دیئے ان میں سے ایک لشکر کی قیادت رسول اللہ ﷺ نے حضرت علاء رضی اللہ تعالی عنہ بن عبداللہ حضرمی کو دی تھی۔آپؓ کی ذمہ داری بحرین میں فتنوں کی سرکوبی کرنا تھی۔

جب حضرت علاء رضی اللہ تعالی عنہ بن عبداللہ حضرمی اپنے لشکر کے ہمراہ اپنے دشمنوں کی طرف بڑھ رہے تھے تو صحرا میں آپؓ کے لشکر کے سامان رسد والے اونٹ گم ہو گئے۔اہل لشکر تمام بڑے پریشان ہو گئے۔اس وقت حضرت علاء رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہ بن عبداللہ حضرمی کی بے خوف قیادت نے تمام مسلمانوں کو حوصلہ دیا۔ تمام لشکر نے نماز فجر ادا کر کے اللہ کے حضور دعا کی تو انہیں ساتھ ہی پانی کا ایک چشمہ ملا۔ تمام مسلمان اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے تمام نے پانی پیا، غسل کیا اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے ان مسلمانوں کو صحرا میں پانی کی نعمت سے مالا مال کیا۔ اتنے میں لشکر کے گمے ہوئے تمام اونٹ بھی آ گئے۔ یہ سب اللہ نے مسلمانوں کی دعا اور ان کے خلوص کی وجہ سے کیا۔ جب مرتدین نے کو معلوم ہوا کہ مسلمان آ رہے ہیں وہ شراب پی کر مقابلے پر ڈٹ آئے مگر اللہ کی خاص کرم نوازی سے مسلمان کامیاب ہو گئے۔ (ابن کثیر)

مرتدین کو کچل کر حضرت علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ حضرمی واپس مدینہ تشریف لے آئے اتنے میں خلیفہ اول کا انتقال ہو گیا تو خلیفہ دوم جب اسلام کے حاکم بنے تو حضرت علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ حضرمی نے دلتالنہرین کی فتح کا ارادہ کیا اور اس طرف چل دئے مگر آگے دشمن نے ان کو گھیر لیا۔ حضرت علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ حضرمی بہت بڑی مصیبت میں پھنس گئے اب ان کی موت دو چند ہاتھوں دور تھی کہ انہوں نے خلیفہ کو اس بات کی اطلاع دی۔ خلیفہ نے ناپسند کرنے کے باوجود بھی حضرت عتبہ کو حضرت علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ حضرمی کی مدد کے لئے بھیجا۔ حضرت عتبہ نے ایرانیوں کے حصار کو توڑ کر حضرت علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ حضرمی کو نکال لیا۔

اللہ کا یہ فرزند اسلام کی خاطر جنگ میں مصروف تھا کہ اسلامی لشکر ایک بے آب گیاہ جگہ جا کر پھنس گیا۔ وہاں حضرت علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ حضرمی نے اللہ سے دعا کی تو اللہ نے بارش عطا فرمائی۔ مگر اللہ نے اپنی قدرت سے حضرت علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ حضرمی کو یہاں پر بیمار کیا اور اپنے پاس بلا لیا۔ آپؓ کے مجاہدوں نے آپ کو بارش کے پانی سے غسل دیا اور تلوار سے قبر کھود کر ایک میدان میں دفن کر دیا۔ اس جگہ کا نام لباس رکھا گیا یہاں اسلام کے مرد مجاہد حضرت علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ حضرمی کی آخری آرام گاہ موجود ہے۔ (ابن سعد)

Marfat.com

حضرت سیدنا ابوقتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ

غزوہ حنین لڑی جارہی ہے۔ دو آدمی باہم دست وگریبان ہیں۔ ایک مسلمان ہے جبکہ دوسرا کافر ہے۔ گویا کفر واسلام کی جنگ لڑی جارہی ہے یہ دونوں اپنے اردگرد ہونے والی کارروائی سے بے نیاز ہیں۔ مسلمان پر مردود نے حملہ کیا جس کو ڈھال پر روکا گیا۔ وہ مردود زرہ پہنے ہوئے تھا۔ جبکہ مومن کی زرہ نعرہ تکبیر تھی۔ جونہی مردود وار کر کے پیچھے پلٹا۔ مجاہد کو اس کی کمر دکھائی دی اس نے فوراً پوری طاقت سے اس پر تلوار کا وار کیا۔ تلوار اس زور سے لگی تھی کہ زرہ کٹ گئی اور مردود کا بازو بھی کندھے سے کٹ کر گر گیا۔ وہ مردود بڑا طاقت ور تھا وہ گرا نہیں اس نے ایک بازو سے مسلمان کو تھامنے کی کوشش کی مگر اس کا خون بہہ گیا اس وجہ سے وہ گرا، اور گر کر مر گیا۔ اس کے بعد ایک آدمی ادھر سے گذرا اس نے اس کافر کا سامان اٹھایا اور چلتا بنا۔ جب جنگ ختم ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ جس نے جس کافر کو قتل کیا اس کافر کا مال واسباب ثبوت کے بعد حاصل کرلے، اب اس مجاہد کے پاس نہ ثبوت ہے اور نہ سامان۔ اس مجاہد نے کہا! کوئی ہے جو میری شہادت دے...... کون گواہی دیتا اس کی......، کیونکہ کسی نے اُس کو دیکھا ہی نہیں تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا! کیا معاملہ ہے۔ عرض کیا کہ میں نے ایک کافر کو مارا تھا اس کا سامان کوئی آدمی اٹھا کر لے گیا۔ اور میری گواہی دینے والا کوئی نہیں۔ فوراً ایک آدمی نے کہا کہ میں گواہی دوں گا۔ لیکن وہ سامان مجھے دیا جائے۔

Marfat.com

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کہا کہ یہ ناانصافی ہے کہ ایک اللہ کا شیر جنگ کرے اور ایک مفت خورہ مزے لے۔ تمام صحابہ نے مل کر وہ مال اس مجاہد کو دیا۔ یہ مجاہد کون تھا؟

اس مجاہد کا نام حضرت سیدنا ابو قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ آپؓ نے اس سامان کو فروخت کر کے ایک باغ خریدا۔ یہ پہلا باغ تھا جو آپ نے خریدا تھا۔ حضرت سیدنا ابو قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم پاک حارث تھا آپؓ کی کنیت ابو قتادہ تھی آپؓ کا تعلق قبیلہ خزرج کے خاندان سلمہ سے تھا۔ آپؓ کے والد کا نام ربعی اور والدہ کا نام جیشہ بنت مطہر تھی۔ ۱۳ نبوی میں آپؓ نے اسلام قبول کیا۔ غزوہ بدر کے علاوہ باقی تمام غزوات میں آپؓ نے حصہ لیا۔

۸ ھ میں آپ نے نجد میں ایک سریہ لڑا۔ ماہ رمضان ۸ ھ میں آپؓ نے بطن کا سریہ لڑا۔ آپؓ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک مقام پر تھے کہ ایک جنازہ آپ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ اس کے ذمے کوئی قرض تو نہیں جواب ملا اس کے ذمے دو درہم قرض ہے۔ حکم ہوا کہ اس کا کوئی ورثہ ہے جواب ملا۔ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ نماز پڑھ لو۔ حضرت سیدنا ابو قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں اس کا قرض ادا کردوں تو آپ ﷺ نماز پڑھائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ ہاں کردی تو حضرت سیدنا ابو قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا قرض ادا کردیا۔

جب چند غطفانی مدینہ کی چراگاہ پر حملہ آور ہوئے تو انہوں نے حضرت رباحؓ کو شہید کردیا اور تمام مال مویشی چھین کر دوڑ گئے۔ جب حضرت سلمۃ بن اکوع کو خبر ہوئی تو آپ نے مسلمانوں کو جمع ہونے کا کہا۔ تمام مسلمان ڈاکوؤں کے لئے دوڑے جب حضرت سملہ بن اکوعؓ نے مڑ کر دیکھا تو اس کے پیچھے حضرت احرمؓ اور اس کے بعد حضرت سیدنا ابو قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنہوں نے ڈاکوؤں کو پکڑنے میں بڑی بہادری دکھائی۔ ایک ڈاکو کی حضرت احرمؓ سے جھڑپ ہوگئی جس میں صحابی کو

Marfat.com

شہادت کا رتبہ ملا۔

قاتل نے شہید کا گھوڑا اڑانے کی کوشش کی تو اسی اثناء میں حضرت سیدنا ابوقتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ادھر آ گئے انہوں نے فوراً اس ڈاکو کی گردن اڑا دی جب یہ جھڑپ ختم ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ ابوقتادہ بن نعمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار ہیں۔

حضرت سیدنا ابوقتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام غزوات میں شرکت کی۔ آپؓ نے بڑی گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ فاروقی دور میں بھی آپؓ نے اسلام کی بڑی خدمت کی۔ عثمانی اور علوی دور میں بھی آپ کی خدمات بڑی اعلیٰ رہی ہیں۔ ۳۸ھ میں خوارج کی لڑائی میں آپؓ نے حصہ لیا۔ اور اسی زمانے میں آپؓ کا وصال ہوا۔ آپؓ نے ۱۷۰ احادیث روایت کی ہیں۔ حضرت سیدنا ابوقتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جلیل القدر صحابیہ حضرت سلافہؓ سے شادی کی تھی جو ایک جلیل القدر صحابی کی بیٹی تھیں۔ آپؓ کے چار بیٹے تھے۔

Marfat.com

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن خولہ

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خولہ کے والدین کا تعلق یمن سے تھا۔ یمن کو ترک کر کے آپؓ کے والدین مکہ آ کر آباد ہو گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رسالت کا اعلان فرمایا تو آپؓ یہاں مکہ میں ہی تھے۔ آپؓ نے فوراً بڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔ اس وقت حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خولہ کی عمر صرف سولہ سال تھی۔ جب اہل مکہ نے ایک پردیسی خاندان کو اسلام قبول کرتے دیکھا تو ان کا خون مارے جوش کے کھول اٹھا اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خولہ ان کے ظلم کا نشانہ بن گئے۔ مشرکین نے آپؓ پر بڑا ظلم کیا۔ وہ آپؓ کو پتھر مارتے تھے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو مکہ کو چھوڑنے کا حکم دیا تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خولہ بھی مکہ کو چھوڑ کر حبشہ چلے گئے۔ اس سفر میں آپؓ کے ہمراہ حضرت جعفر طیارؓ تھے۔ یہ لوگ حبشہ میں خوش تو تھے مگر یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات با برکات نہیں تھی اس لئے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خولہ مکہ تشریف لے آئے اور مشرکین کے ظلم سہنے لگے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اجازت دی تو آپؓ بھی مدینہ ہجرت کر گئے۔ مدینہ آ کر آپؓ چند دن حضرت کلثوم بن ہدمؓ کے گھر مہمان رہے۔ (ابن سعد)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خولہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تمام غزوات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ ۶ ھ میں آپؓ کو

Marfat.com

بیعت رضوان میں شامل ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔اس کے بعد خیبر کی لڑائی میں بھی آپؓ نے حصہ لیا۔ حجتہ الوداع میں آپؓ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔اسی حج کے دوران حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خولہ بیمار ہو گئے اور مکہ میں وفات پائی رسول اللہ ﷺ کو آپؓ کی وفات کا بڑا دکھ ہوا۔اس وقت حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خولہ کی عمر ۳۳ سال تھی۔آپؓ کی زوجہ محترمہ بھی صحابیہ تھیں۔حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خولہ کی وفات کے دو دن بعد آپؓ کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا جو چند ماہ کی عمر میں فوت ہو گیا۔

Marfat.com

حضرت سیدنا طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ عنہ

اسلام کا ابتدائی زمانہ ہے۔ کفار مکہ اہل اسلام پر اپنی ظلمت کی انتہا کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کو تنگ کرنا اہل مکہ کا معمول بن چکا ہے۔ طواف کعبہ کے لئے آنے والوں کو اجازت نہ تھی کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملیں۔ چنانچہ ایسے میں ملک یمن کا ایک گروہ مکہ آیا اہل مکہ کا ایک وفد اس گروہ کے سردار سے ملا اور کہا یہاں ایک ایسا آدمی آیا ہوا ہے جس کی باتوں میں جادو ہے۔ جس کی وجہ سے باپ بیٹے میں دشمنی ہو گئی ہے۔ لہذا ہم آپؓ سے التماس کرتے ہیں کہ آپؓ ان سے نہ ملیں۔ جب اہل یمن نے یہ سنا تو ان کے دل میں بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نفرت ابھر گئی انہوں نے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی تا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز ان کے کانوں میں نہ داخل ہو۔

حسن اتفاق ایسا ہوا جس وقت اہل یمن طواف کر رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مکہ میں تھے اور قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے۔ ان کی تمام احتیاطی تدابیر خاک میں مل گئیں۔ ان کے کانوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ادا کئے ہوئے قرآن کے چند الفاظ گھس گئے۔ ان کا سردار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آ کر نماز میں مشغول ہو گیا۔ حقیقت میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اور کلام سننے کا خواہش مند تھا۔ اس کے دل میں طرح طرح کے خیال آنے لگے۔

ان کے سردار نے کہا کہ میں بھی کیا عجیب انسان ہوں، میں خود بھی شاعر ہوں لیکن یہ کسی شاعر کا کلام تو نہیں ہے۔ میں اچھے برے میں تمیز کر سکتا ہوں اگر اس کا

Marfat.com

کلام اچھا ہوا تو سن لوں گا اگر برا ہوا تو مجھے سننے کی کیا ضرورت ۔ لہذا اس نے اپنے کانوں سے روئی نکال دی اور قرآن سننے لگا۔ قرآن کا ہر لفظ اس کے دل میں گھر بنانے لگا۔ اللہ نے اس کی قسمت سنوار دی ۔ وہ ایک عظیم آدمی بننے والا ہے۔ نماز سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے گئے تو وہ یمنی سردار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے دوڑ کر آئے اور سارا معاملہ کہہ سنایا۔ اور کہا کہ آپ اپنی تعلیمات سے مجھے سرفراز فرمائیں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قرآن کریم کی چند آیات سنائیں ۔ قرآن سن کر اس کے دل کی حالت عجیب ہونے لگی ۔ اس کی زبان سے فوراً یہ الفاظ نکلے۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اس کے بعد اس نے حضرت سیدنا طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ تعالی عنہ کا نام پایا۔ اس نے اسلام قبول کرنے کے بعد عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی قوم کا سردار ہوں ۔ چاہتا ہوں کہ میں اپنی قوم کی بھی جا کر اصلاح کروں ۔ آپ میرے لئے دعا فرمائیں تا کہ میری زبان میں اثر آ جائے۔

حضرت سیدنا طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل سے اٹھ کر نکل گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اللہ نے اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک شعلہ سا پیدا فرما دیا جو کافی دور سے ایک شمع کی مانند چمکتا تھا۔ حضرت سیدنا طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ تعالی عنہ نے جب یہ نور دیکھا تو اللہ تعالی سے دعا فرمائی ۔ اے اللہ! اس نور کو میرے چہرے سے ہٹا کر کسی اور جگہ کر دے اس کو دیکھ کر میری قوم والے کہیں گے کہ اسلام کی وجہ سے میرا چہرہ بگڑ گیا ہے۔ اللہ نے آپؓ کی دعا قبول فرمائی اور وہ نور اللہ نے اس کے جسم میں کسی دوسرے مقام پر منتقل کر دیا۔ اندھیرے میں یہ نور قندیل کی مانند چمکتا تھا۔ اس وجہ سے آپؓ کا لقب ذوالنور پڑ گیا۔

حضرت سیدنا طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ تعالی عنہ اسلام قبول کر کے اپنے گھر گئے اور اپنے والد سے ملے اس کو کہا کہ ابا جی میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اس

Marfat.com

لیئے میں اب تمہارا نہیں ہوں اور نہ تم میرے ہو۔ اس کے والد کو بڑا افسوس ہوا کہ بیٹا کیا کہہ رہا ہے۔ انہوں نے اپنے بیٹے حضرت سیدنا طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا کہ جو دین تمہارا ہے، میں بھی اسی کو قبول کرتا ہوں۔ مجھے بھی اپنے دین میں شامل کرلیں۔

حضرت سیدنا طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو غسل کر کے دوسرے کپڑے پہن کر آئیں۔ جب وہ نہا کر آئے تو حضرت سیدنا طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ تعالی عنہ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا جس کو انہوں نے قبول کرلیا۔ اس کے بعد حضرت سیدنا طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ تعالی عنہ کی والدہ بھی آگئی۔ جس کو دیکھ کر اس کے والد نے کہا کہ اب تمہارے اور میرے درمیان جدائی ہوگئی ہے ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ کیا تم نے اسلام قبول کرلیا ہے؟

جواب ملا ہاں!

تو پھر میرا بھی دین وہی ہے۔ وہ بھی مسلمان ہوگئی اس طرح اللہ نے دوسی خاندان کو مسلمان خاندان بنادیا۔ حضرت سیدنا طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے قبول نہ کی تو حضرت سیدنا طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ کی خدمت میں پیش ہوئے اور سارا معاملہ کہا۔ رسول اللہ ﷺ اپنے خادم کی دعا سن کر اللہ کے حضور گڑگڑائے اور دعا کی اے اللہ دوس کو ایمان کی دولت عطا فرما اور اس کو ثابت قدم رکھ۔ دعا کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اسے رخصت کردیا۔

حضرت سیدنا طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ ﷺ سے دعا لے کر یمن چلے گئے اور اسلام کی دعوت کا کام شروع کردیا۔ اللہ نے اپنے حبیب کی دعا قبول فرمائی اور اہم دوس آہستہ آہستہ اسلام کی طرف پلٹ آئے۔ جب رسول اللہ ﷺ خیبر کی لڑائی میں مشغول تھے حضرت سیدنا طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ تعالی عنہ اپنے

Marfat.com

قبیلے کے لشکر کے ہمراہ حاضر خدمت ہوا۔ غزوہ خیبر میں حصہ لیا۔ جب مکہ فتح ہوا تو اس وقت بھی حضرت سیدنا طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمراہ تھا۔

اس کے بعد حضرت سیدنا طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے علاقے کے لوگوں کے معبود ذوالکفین کی طرف متوجہ ہوا اور اس کو توڑ ڈالا اس بت کی جل کر خاک بھی بن گئی مگر اس کے پجاری اس کی پوجا میں لگے رہے۔ حضرت سیدنا طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اسلام کی دعوت دی کہ جو خدا اپنی حفاظت نہیں کر سکا وہ تمہاری حفاظت کس طرح کرے گا۔ آپ کی تبلیغ میں اللہ نے اثر ڈالا اور سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

حضرت سیدنا طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عہد صدیقی میں فتنہ ارتداد کے خلاف بھی برسر پیکار رہے۔ جنگ یمامہ میں آپؓ کو ایک خواب نظر آیا جس کی آپ نے شہادت تعبیر کی اور اپنے بیٹے کے لئے بھی شہادت کی بشارت دی۔ اللہ نے آپ کے خواب کو مکمل فرمایا چنانچہ آپ جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے۔ آپ کے بیٹے نے خوب قتال کیا مگر ہاتھ کٹ گیا اور دور فاروقی میں جنگ یرموک میں اس کی شہادت ہوئی۔

Marfat.com

حضرت عداس رضی اللہ عنہ

ماہتاب رسالت ﷺ اپنے جوبن پر ہیں۔ اللہ نے آپ ﷺ کو اپنا رسول بنا لیا ہے۔ آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ گھر آئے تو حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کو دلاسہ دیا۔ حضرت خدیجہؓ آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے کر گئیں اس کے بعد حضرت خدیجہؓ یہ معاملہ لے کر حضرت عداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئیں اور ان سے معاملہ کہہ سنایا۔ حضرت عداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عیسائی تھے اور مکہ میں غلامی کی زندگی گزار رہے تھے۔ اسے آسمانی صحائف پر عبور حاصل تھا۔ اسے رسول اللہ ﷺ کی آمد کا علم تھا کہ ایک اللہ کا رسول ﷺ مکہ میں آئے گا۔ حضرت خدیجہؓ نے اس سے حضرت جبرائیل کے بارے میں دریافت فرمایا کہ جبرائیلؑ کیا ہیں تو حضرت عداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یہ اللہ کا ایک مقبول فرشتہ ہے جس کا کام اللہ کے رسولوں کو اللہ کا پیغام پہنچانا ہے۔ اور یہ ہمیشہ اللہ کے رسولوں کے پاس ہی آتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے جب اپنی تبلیغ کا کام شروع کیا تو لوگوں نے آپ ﷺ کو بہت زیادہ تنگ کیا۔ رسول اللہ ﷺ اہل مکہ کے ظلم سے تنگ آکر ایک بار طائف کی طرف گئے تاکہ ان کو اسلام کی دعوت دی جاسکے۔ انہوں نے آپ ﷺ پر پتھروں کی بارش کردی۔ آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت زیدؓ تھے انہوں نے آپ ﷺ کی بہت مدد کی۔ آپ ﷺ اہل طائف کے ظلم سے تنگ آکر ایک باغ میں پناہ گزین ہوگئے وہاں حضرت زیدؓ نے آپ ﷺ کے زخموں کو صاف کیا آپ ﷺ نے وہاں پانی دیکھ کر وضو کیا

Marfat.com

اور اللہ کے حضور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ باغ کے مالکوں کو آپ ﷺ کے اس دکھ پر ترس آ گیا۔ ترس آتا بھی کیوں نہ وہ آپ ﷺ کے چچا عتبہ اور شیبہ ہی تو تھے مگر اللہ نے ان کے دل پتھر کے بنا رکھے تھے۔ انہوں نے اپنے غلام عداس کے ہاتھوں انگور کا گچھا بھیجا۔ جس کو اللہ کے رسول ﷺ نے قبول فرمایا۔ عداس پاس ہی کھڑا ہو گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے پھل کو اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کیا تو عداس نے کہا کہ یہاں کے لوگ تو ایسا نہیں کرتے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے دریافت کیا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ عداس نے کہا کہ میں نینوا کا رہنے والا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ اچھا تو مرد صالح یونسؑ بن متی کی بستی کے رہنے والا ہے۔ یہ سن کر عداس کی آنکھیں کھل گئیں۔ اس نے سوال کیا کہ آپ یونسؑ کو کیسے جانتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ میرے بھائی ہیں۔ میں بھی نبی ہوں اور وہ بھی نبی تھے۔

عداس نے رسول اللہ ﷺ سے اور سوال کئے۔ جب اس کا دل بھر گیا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کے قدم چومے اور سر کو بوسہ دیا۔ یہ ماجراہ عتبہ اور شیبہ دیکھ رہے۔ عداس نے ان کے پاس جا کر کہا کہ یہ آدمی اس وقت دنیا کا سب سے اچھا آدمی ہے۔ جب کافروں نے رسول اللہ کی تعریف اپنے غلام سے سنی تو انہوں نے عداس کو ڈانٹا مگر عداس تو اسلام قبول کر چکا تھا۔ اب ان کی ڈانٹ کا کوئی اثر نہ ہوا۔

رسول اللہ ﷺ مکہ سے ہجرت کر گئے اور اہل کفر مسلمانوں پر چڑھائی کرنے کی غرض سے نکلے تو حضرت عداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے لشکر سے پہلے ہی ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گئے۔ جب حضرت عداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سردار جنگ بدر کے لئے جانے لگے تو اس نے ان کے پاؤں پکڑے کہ اس آدمی خلاف جنگ نہ کرو اس کے خلاف جنگ کرنے سے تم کو کچھ نہیں ملے گا اور تم برباد ہو جاؤ گے مگر ان کی موت ان کو بلا رہی تھی اس لئے وہ نہ رکے اور بدر کی لڑائی میں جہنم کے ایندھن بن گئے۔ اپنے آقاؤں کا انجام سوچ کر حضرت عداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے تو اس وقت شیبہ کا بیٹا ادھر

Marfat.com

آ گیا اور عداس سے رونے کی وجہ پوچھی تو حضرت عداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آج میرے سردار میرے روکنے کے باوجود اس رسول ﷺ کے خلاف لڑائی کرنے گئے ہیں جو اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ اس نے پوچھا کہ واقعی محمد ﷺ اللہ کا رسول ہے تو حضرت عداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے للکار کر کہا کہ ہاں وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ اس بات کا شیبہ کے دل پر بہت اثر ہوا۔ اس کے بعد حضرت عداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پردہ عالم میں چلے گئے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا عینیہ بن حصن الفزاری رضی اللہ عنہ

ذی قرد ایک چشمے کا نام ہے۔ جنگ خندق میں ایک شخص عینیہ ابن حصن نے غدارانہ طور پر کفار کے متحدہ لشکر کی آدمیوں اور اونٹوں سے مدد کی تھی، یہ وہی آدمی تھا جس کو ازراہ مہربانی سرور دو عالم ﷺ نے مدینہ منورہ کے پاس چراگاہ میں مفت جانور چرانے کی اجازت دی تھی۔ نہ صرف یہ کہ اس نے دشمنوں کی مدد کی بلکہ مسلمانوں کی چراگاہ پر ۴۰ سواروں کی مدد سے چھاپہ مارا، اس کے نگران حضرت ابوذرؓ کو مار ڈالا۔ اس کی بیوی کو اُٹھا لے گئے۔ اس کے علاوہ سرور دو عالم ﷺ کے اونٹ بھی ہانک کر لے گیا

اس خبر کے ملنے سے آپ ﷺ ۵۰۰ یا ۷۰۰ صحابہ کرامؓ کے ساتھ عینیہ بن حصن اور اس کے ساتھ قذاقوں کی تلاش میں نکلے۔ آپ ﷺ نے حضرت اُم مکتومؓ کو اسلامی سلطنت کا حاکم مقرر فرمایا۔ آپ ﷺ نے جو پارٹی پہلے ارسال کی تھی۔ اس کے ساتھ قذاق کی لڑائی ہوئی۔ اور دو ڈاکو مارے گئے۔ اور ایک مجاہد حضرت محرز بن نضلہؓ شہید ہوئے۔

سارے اونٹوں کو واپس چھین لیا گیا اور مسلمان عورت بھی واپس لے لی گئی۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ سرور دو عالم ﷺ کے پاس آئے اور کہا! سرکار میں ڈاکوؤں کو فلاں علاقے میں پیاسا چھوڑ آیا ہوں۔ اگر مجھے آپ ۱۰۰ مجاہد دے دیں تو میں ان تمام کو قیدی بنا کر لا سکتا ہوں۔ سرور دو عالم ﷺ اس کے اس کام سے مسرور ہوئے اور

Marfat.com

آپ ﷺ نے فرمایا:۔

یا ابن لاکوع اذا ملکت فاسجح

"اے ابن اکوع جب تو قابو پائے تو نرمی کر"

جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لا رہے تھے تو ان ڈاکوؤں میں سے ایک آدمی واپس آیا اور اس نے اسلام قبول کرلیا۔اس کا نام حضرت سیدنا عینیہ بن حصن الفزاری رضی اللہ تعالی عنہ پڑ گیا۔﴿ابن ھشام، السیرۃ النبویہ، ج۔۲ص،۸۰۔﴾

حضرت سیدنا عینیہ بن حصن الفزاری رضی اللہ تعالی عنہ اسلام کے بعد اسلام کے لئے بڑی اہم خدمات سرانجام دیں۔آپ طائف وحنین کی لڑائیوں میں شریک ہوئے۔۹ھ میں جزیہ اور محصول وصول کرنے گئے۔

جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوگیا۔تو بہت سے قبائل مانعین زکواۃ کی رو میں بہہ گئے،عینیہ بن حصن الفزاری بھی ان میں شامل ہوگیا۔وہ طلیحہ بن خویلد کا دم بھرنے لگا۔طلیحہ نے ان کو اپنی فوج کا سالار بنادیا۔طلیحہ کی فوج کا مقابلہ کرنے کے لئے حضرت خالد بن ولید آئے ہوئے تھے۔انہوں نے طلیحہ کی فوج کو گھیرے میں لے لیا اس وقت عینیہ بن حصین کو اس کے جھوٹے ہونے کا احساس ہوا تو اس نے کہا اے فرازیوں طلیحہ جھوٹا ہے۔اب مت لڑائی کرو اور بھاگ کر اپنی جان بچاؤ۔حضرت خالد بن ولیدؓ کے مجاہدوں نے فرازی لشکر کا پیچھا کیا اور عینیہ بن حصین کو قیدی بنالیا۔جب وہ مدینہ کی گلیوں سے گزر رہا تھا تو بچے کہہ رہے تھے اے مردود اسلام قبول کرکے مرتد ہوگیا۔مگر وہ خلیفہ اول کے سامنے پہنچ کر پھر مسلمان ہوگیا۔لہذا خلیفہ نے اس کو آزاد کردیا۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت جعفر طیارؓ کے بیٹے تھے۔ آپؓ نے جب آنکھ کھولی تو اسلام کا ماحول آپؓ کے لئے کھڑا تھا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت جعفرؓ اور حضرت اسماء کے چشم و چراغ تھے۔ آپؓ کے والد جنگ موتہ میں شہید ہوئے تھے۔ اس وقت حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر بہت تھوڑی تھی۔ اسی کم عمری کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ آپؓ سے بہت زیادہ محبت کیا کرتے تھے۔ جب حضرت جعفر کی شہادت کی خبر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تو آپ ﷺ حضرت اسماء کے پاس آئے اور کہا کہ جعفر کے بچے کہاں ہیں؟ حضرت اسماء کو یقین ہو گیا کہ آج میرے بچے یتیم ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر حضرت اسماء کی تو چیخ نکل گئی رسول اللہ ﷺ نے آل جعفر کے لئے دعا فرمائی! اے اللہ ان کے دائیں ہاتھ میں برکت ڈال۔ اللہ نے رسول اللہ ﷺ کی دعا میں برکت ڈالی اور ان کا کاروبار بہت چمکا۔ (ابن اثیر)

ایک دن حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مٹی سے کھیل رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ کا وہاں سے گذر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا عبداللہ کیا کر رہے ہو؟ تو انہوں کہا کھلونے بنا رہا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کھلونوں کا کیا کرو گے تو اس نے کہا کہ میں ان کو بیچ کر خرمے خرید کر کھاؤں گا۔ یہ جواب سن کر رسول اللہ ﷺ بہت خوش ہوئے اور عبداللہ کو دعائیں دیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے وصال فرمایا تو

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علیؓ کے ہمراہ تھے۔ دور فاروقی میں حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت کیا کرتے تھے۔ آپؓ مٹی میں ہاتھ ڈالتے تو اللہ سے بھی آپؓ کو نفع دلواتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بڑے فیاض تھے۔ آپؓ کے پاس جب کوئی فقیر آتا تو حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو مالا مال کر دیتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فیاضی کے ہر طرف ڈنکے بج رہے تھے۔ اب عبداللہؓ بوڑھا ہو چکا تھا۔ اس طرح آپؓ کا کاروبار بند ہو چکا تھا۔ مگر فیاضی کا یہی عالم تھا۔ ایک دن مالی حالت بہت خراب ہوگئی۔ آپؓ جمعہ پڑھنے گئے اور وہاں اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ تو نے مجھے بڑی اچھا عادت دی تھی مگر اب میرے پاس کچھ نہیں ہے اس لئے مجھے ذلیل ہونے سے بچالے اللہ نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا قبول فرمالی۔ اور اگلے جمعہ کو آپؓ نے اللہ کی طرف سفر فرمالیا۔

۸۰ھ کی افسوس ناک گھڑی ہے جب کسی نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوگیا ہے۔ اس اعلان کے بعد ہر سوغم کے سائے پھیل گئے۔ تمام لوگ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ ادا کرنے کے لئے آئے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے کو ڈنڈوں سے باندھ رکھا تھا تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ کندھا دے سکیں۔ والئ ابان بن عثمانؓ نے آپؓ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپؓ کو جنت البقیع مین دفن کیا گیا۔ ابانؓ نے خود اپنے ہاتھوں سے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کو قبر میں رکھا اور آپؓ کی آنکھیں نم تھیں اور اللہ سے دعا فرمارہے تھے۔ اور کہہ رہے تھے کہ خدا کی قسم یہ ہمارے درمیان سب سے اچھے انسان تھے۔ (ابن کثیر)

Marfat.com

حضرت سیدنا قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ

بدر کی لڑائی زوروں پر ہے۔ایک طرف اللہ کے نام لیوا مجاہد اپنی بے سرو سامانی اور اللہ کی کرم نوازی پر فخر کر رہے ہیں جبکہ مدمقابل اپنے سامان ضرب وحرب پر ناز تھا۔حضرت سیدنا قطبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ بڑی بہادری سے نبرد آزما تھے آپؓ نے دوصفوں کے درمیان ایک پتھر رکھا کہ اگر یہ حرکت کرے گا تو میں بھی حرکت کروں گا نہیں تو یہیں کٹ مروں گا۔اللہ نے آپ کو ثابت قدمی دی جو بھی آپ کے نزدیک آتا کٹ جاتا۔غزوہ اُحد میں بھی آپؓ نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔

ماہ صفر میں سرور کونین سرذار عرب وعجم ﷺ کو اطلاع ملی کہ خثم والے مسلمانوں کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ان کی سرکوبی کے لئے آپ ﷺ نے حضرت قطبہ بن عامرؓ بن حدیدہ کی قیادت میں خثم کو لوگوں کی طرف بھیجا کہ ان کو اسلام کی دعوت دی جائے۔

حضرت قطبہ بن عامرؓ بن حدیدہ ۲۰ مجاہدوں کی جماعت لے کر خثم کی طرف روانہ ہوئے وہاں جا کر اہل خثم سے حضرت قطبہ بن عامرؓ بن حدیدہ کی معمولی سی لڑائی ہوئی۔جس میں دونوں طرف کے آدمی زخمی ہوئے۔آخر کار مسلمانوں کو اللہ نے فتح دی اس طرح دشمن کے کئی آدمی مارے گئے۔مسلمان مال غنیمت اور کچھ قیدیوں کے ساتھ واپس آ گئے۔ ﴿ابن سعد الطبقات الکبری، ج۲، ص ۱۶۲﴾

Marfat.com

حضرت سیدنا قطبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کی خاطر جی بھر کر قتال کیا ۔اسلام کی سربلندی آپ کی زندگی کا مقصد تھا اور آپ ہمیشہ اپنے مقصد میں کامیاب رہے ۔حضرت سیدنا قطبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کئی احادیث مبارکہ مروی ہیں ۔آپؓ کی شہادت حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں ہوئی ۔

Marfat.com

حضرت سیدنا ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ

سرور دو عالم ﷺ کو اہل کلاب کے بارے میں اطلاع ملی کہ وہ مسلمانوں کے خلاف لڑائی کا ارادہ رکھتے ہیں لہذا سرور دو عالم ﷺ نے ایک چھوٹا سا دستہ بنی کلاب کے قراطہ قبیلہ کی طرف روانہ کیا اس مکرم دستہ کی قیادت کے لیے حضرت ضحاکؓ بن سفیان کو مقرر کیا۔ سالار لشکر اپنے لشکر کو لیکر اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو گیا۔ وہاں جا کر حضرت ضحاکؓ بن سفیان نے گمراہوں کو اسلام کی دعوت دی مگر وہ اسلام سے دور ہی رہے اور لڑائی کے لئے آمادہ ہو گے۔

صفر ۴ھ میں قبیلہ کلاب کے سردار ابو براً عامر ابن مالک الکلابی نے سرور عالم ﷺ سے کچھ مبلغین اسلام کا تقاضا کیا کہ وہ اس کے قبیلہ میں جا کر اسلام کی تعلیم کا کام کریں، کیونکہ ہمارے لوگ جاہل اور نا خواندہ ہیں اس لئے ان کی مناسب تعلیم ضروری ہے۔ آپ ﷺ ان لوگوں کی غداری سے واقف تھے آپ ﷺ نے پہلے تو ہچکچاہٹ ظاہر کی مگر جب آپ ﷺ کو مبلغین کی حفاظت کا مکمل اطمینان ہو گیا تو آپ ﷺ مبلغین کے بھیجنے پر راضی ہو گئے۔ آپؐ نے ۷۰ انصار صحابہ کو اس مشن پر مامور کیا۔ راستے میں مبلغین اسلام بئر معونہ کے مقام پر رکے۔ آپ ﷺ نے حضرت حرام بن ملحانؓ کو ایک خط دیا کہ وہ اس خط کو عامر بن طفیل کو دے جو کہ ابو براء کا چچازاد بھائی تھا اور اپنے قبیلہ کا سردار بھی تھا۔

حضرت سیدنا ضحاک بن سفیان رضی اللہ تعالی عنہ اس وقت اس مقام پر موجود تھے جس جگہ اس تبلیغی جماعت کو شہید کیا گیا تھا۔ آپ فرماتے ہیں میں نے دیکھا

Marfat.com

کہ حضرت عامر بن فہیرہؓ آسمان کی طرف اُٹھائے گئے۔ حضرت ضحاکؓ نے اس واقعہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لکھ بھجا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

''فرشتوں نے حضرت عامر بن فہیرہؓ کے جثہ کو چھپالیا۔ اور علیین میں اتار دیا۔''

جب اس وقعہ کی اطلاع سرور عالم ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ بہت زیادہ پریشان ہوئے کہ تمام عمر کبھی اتنا پریشان نہیں ہوئے تھے۔ اور ایک مہینہ تک صبح کی قنوت میں ان لوگوں کے حق میں بددعا فرماتے رہے اور صحابہ کو اس اطلاع کی خبر دی کہ تمھارے اصحاب کرامؓ اور احبابؓ شہید ہو گئے ہیں اور انہوں نے حق تعالیٰ سے درخواست کی ہے کہ ہمارے بھائیوں کو یہ پیغام دے دو کہ ہم اپنے رب سے جا ملے ہیں اور ہم اس سے راضی ہیں اور ہمارا اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو گیا ہے۔ ﴿الخصائص الکبریٰ، ص ۲۲۵۔﴾

۹ ھ میں حضرت سیدنا ضحاک بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے ایک دستہ کی قیادت عطا فرمائی تھی۔ جس میں آپ نے اپنی بہادری کا دل کھول کر اظہار کیا اور فتح پائی۔

حضرت سیدنا ضحاک بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چار حادیث مروی ہیں۔ آپ کے وصال کے بارے میں اختلاف ہے۔ بہر حال آپؓ کا وصال حضرت فاروق اعظمؓ کے دور میں ہوا۔ او کما قال! (واللہ اعلم)

Marfat.com

حضرت سیدنا علقمہ بن مجزز مدلجی رضی اللہ عنہ

ربیع الآخر میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ حبشیوں کی ایک جماعت بحر احمر پار کر کے جدہ کے پاس کچھ عربوں سے آملی ہے تاکہ اکٹھے ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علقمہ بن مجززؓ کی قیادت میں ۳۰۰ مجاہدین اسلام کو ان سے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ یہ لشکر بحر احمر کے کنارے ایک جزیرہ پر پہنچ گیا جس کو دشمنان اسلام نے اپنا اڈاہ بنایا ہوا تھا۔

وہ مسلمانوں کی آمد کی اطلاع پا کر بھاگ گئے۔ اور کچھ اپنے مویشی چھوڑ گئے جو کہ مسلمانوں کا مال غنیمت بن گئے۔ حضرت علقمہ بن مجززؓ مال غنیمت کے ہمراہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

۹ ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا علقمہ بن مجزز مدلجی رضی اللہ تعالی عنہ کو طلب فرمایا۔ جب آپ آگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا علقمہ بن مجزز مدلجی رضی اللہ تعالی عنہ کو بحری قذاقوں کے بارے میں کہا کہ وہ لوگوں کو تنگ کر رہے ہیں۔ آپ ڈاکوؤں کی سرکوبی کے لئے جائیں وہ گئے مگر ڈاکوؤں سے ٹاکرا نہ ہو سکا۔

حضرت سیدنا علقمہ بن مجزز مدلجی رضی اللہ تعالی عنہ سے حضرت حضرت ابوبکرؓ نے بھی اسلام کی خدمت لی۔ حضرت عمرؓ نے جب فلسطین کو فتح کر لیا تو آپؓ نے

Marfat.com

حضرت سیدنا علقمہ بن مجزز مدلجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایلیاء کا حاکم مقرر کیا اور دوسرے حصے زملہ کا حاکم حضرت سیدنا علقمہ بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر کیا۔ حضرت سیدنا علقمہ بن مجزز مدلجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر حبشہ کی طرف بھیجا۔ جس کا قائد حضرت سیدنا علقمہ بن مجزز مدلجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقرر کیا۔ اس مہم میں سارے عسکری شہید ہو گئے۔ اس طرح حضرت سیدنا علقمہ بن مجزز مدلجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے ساتھ بہادری کا ایک باب بھی ختم ہو گیا۔

Marfat.com

حضرت سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالی عنہ کی کنیت ابوعمرو تھی۔ آپ یمن کے شاہی قبیلہ کے سردار تھے۔ آپ کا تعلق قبیلہ بجیلہ سے تھا جو بنونزار کی ایک شاخ تھی۔ اسی وجہ سے آپ کے خاندان کے افراد کو بجلی کہا جاتا تھا۔ ایک روز مدینہ میں ایک بڑا سجیلہ جوان آیا۔ وہ سیدھا مسجد نبوی میں چلا گیا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمارہے تھے۔ وہ جوان بیٹھ گیا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغامات بڑے غور سے سن رہا تھا اس پر اللہ کی کرامات کی بارش ہورہی تھی۔

اس آدمی نے قریب بیٹھے ہوئے آدمی سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوران خطبہ میرا نام لے رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا ...... ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے اچھے انداز میں تمہارا ذکر کیا ہے۔ اس نے مزید فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس کھڑکی سے تمہارے پاس ایک آدمی داخل ہوگا جو یمن کا رہنے والا ہوگا اس کے چہرے سے شاہی جلال ٹپک رہا ہوگا۔ جب اس آدمی نے یہ سنا تو اس نے اللہ تعالی کا شکر ادا کیا کہ اس کا نام اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں لے رہا ہے۔ وہ آدمی جس کا نام نامی لیا جارہا تھا وہ حضرت سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالی عنہ کے نام سے مشہور ہوئے۔

دراقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالی عنہ کو بڑی پذیرائی حاصل ہوتی تھی۔ جب کبھی حضرت سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالی عنہ

Marfat.com

حاضر خدمت ہوتے۔رسول اللہ ﷺ بڑی عزت فرماتے۔آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جب تمہارے پاس کسی علاقے کا سردار آئے تو اس کا احترام کیا کرو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کو زندگی گزارنے کے لئے اسلام کے سنہری اصول بتائے۔ یہ اصول سن کر اس مردِ قلندر کا چہرہ مبارک چمک اٹھا۔آپؓ کے حسن و جمال کو دیکھ کر حضرت فاروق اعظم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ یہ امت اسلامیہ کے یوسف ہیں۔

فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مشرکوں کی صفائی کا مناسب بندوبست فرمایا۔آپ ﷺ نے بہت سے سرایاء بھیجے تا کہ بتوں، مندروں کا خاتمہ کیا جا سکے۔ ایسے میں حضرت سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذی الخلصہ کی طرف بھیجا۔ یہ ایک مندر کی طرح کا گھر تھا جس میں قبیلہ خشعم کے بت تھے۔آپؓ نے ان تمام بتوں کو توڑ ڈالا اور اس گھر کو بھی گرا دیا۔

جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا آپؓ یمن میں ہی تھے۔ جب آپؓ کو یہ خبر ملی کہ اب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہیں تو آپؓ نے ان کی بیعت کر لی۔اس دور میں آپؓ نے بہت سی مہمات میں حصہ لیا۔امیر المومنین حضرت عمر کے زمانے میں بھی آپ نے بہت بڑے کارنامے سرانجام دیئے۔ جنگ یرموک میں بھی آپ کا کام بڑا سراہا گیا۔جلولا کی مہم میں حضرت سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چار ہزار فوج کا سالار بنایا گیا تھا۔تستر کی لڑائی میں آپ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ تھے تستر کی لڑائی میں آپؓ نے ایران کو شکست دی۔

۵۴ھ میں حضرت سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا۔ اس وقت آپ کے پانچ بیٹے تھے۔آپؓ نے سو احادیث لکھی ہیں۔

Marfat.com

حضرت سیدنا مہاجر بن ابی امیہ مخزومی رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا مہاجر بن ابی امیہ مخزومی رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف فرما تھے کہ میں نے کہا میرے بھائی ولید مہاجر ہو کر آ گئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون مہاجر! انکا نام مہاجر ہی ہے۔ جب یہ الفاظ ام المومنینؓ نے سنے تو کہا کہ میرے بھائی کا نام تبدیل کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ولید پسند نہیں تھا۔ لہذا اس دن سے آپؓ حضرت سیدنا ولید بن ابی امیہ مخزومیؓ کی بجائے حضرت سیدنا مہاجر بن ابی امیہ مخزومی رضی اللہ تعالی عنہ بن گئے اور ولید کا نام ایسے مٹ گیا جیسے تھا ہی نہیں۔

حضرت سیدنا مہاجر بن ابی امیہ مخزومی رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو حاکم یمن کی طرف پیغام لے کر بھیجا۔ جب آپؓ غزوہ تبوک میں شامل نہ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ سے وقتی طور پر کچھ خفا ہوئے یہ کوئی معمولی بات نہ تھی۔ اُم سلمہؓ آپ کی بہن تھیں انہیں آپؓ کی اس محرومی کا بڑا دکھ ہوا۔ ایک دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں موجود تھے۔ اُم المومنین سلمہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک دھو رہی ہیں تو آپؓ نے نہایت رقت آمیز لہجے میں گذارش کی کہ میرے بھائی کا قصور معاف کر دیں۔ یہ دکھ رقت بھری آواز سن کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ صادر فرمایا میں نے مہاجر کو معاف کر دیا۔ یہ خوش خبری سن کر آپؓ بہت خوش ہوئیں کیونکہ آپؓ کو معلوم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی اللہ کی ناراضگی کے مترادف ہے۔

Marfat.com

ادھر حضرت سیدنا مہاجر بن ابی امیہ مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی کی وجہ سے سخت پریشان تھے۔ جب ان کو رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کا علم ہوا تو آپؓ کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کو زکوٰۃ کی وصولی کے لئے تعینات فرمایا۔ آپ کو کندہ کا گورنر بھی بنایا گیا۔

دورِ صدیقیؓ میں جب فتنہ کھڑا ہوا تو خلیفہ نے مانعین زکوٰۃ اور مدعیان نبوت کی سرکوبی کے لئے دستے ترتیب دیئے۔ ایک دستے کا جھنڈا آپؓ کو دیا گیا۔ اس جھنڈے کا مقصد تھا کہ اسود عنسی سے جنگ کرنا ہے۔ آپ نے بڑی بہادرے سے جنگ لڑی اور اللہ کے کرم سے کامیابی حاصل کی۔ کندہ کی لڑائی میں بھی آپؓ نے شرکت فرمائی جس میں اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو کامیابی عطا فرمائی۔

Marfat.com

حضرت سیدنا سوید بن مقرن اوسی رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا سوید بن مقرن اوسی رضی اللہ تعالی عنہ کا وطن کوفہ تھا۔ کنیت ابو عدی تھی ۔ آپؓ کا تعلق قبیلہ مزنی سے تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا تو ہر سو فتنہ وفساد کھڑا ہونے لگا۔ خلیفہ نے اس فتنے کو ٹھنڈا کرنے کے لئے مکمل بندوبست کیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فتنہ وفساد کو ختم کرنے کے لئے جو پانچواں جھنڈا بنایا تھا وہ حضرت سیدنا سوید بن مقرن اوسی رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھ میں دیا۔ اور حضرت سیدنا سوید بن مقرن اوسی رضی اللہ تعالی عنہ کا حکم ملا کہ وہ تہامہ یمن میں جائیں۔ آپؓ نے تہامہ میں اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔

عہد فاروقی میں حضرت سیدنا سوید بن مقرن اوسی رضی اللہ تعالی عنہ کو خلیفہ کی طرف سے حکم ملا کہ وہ قومس پر چڑھائی کرے۔ حاکم کا حکم لے کر حضرت سیدنا سوید بن مقرن اوسی رضی اللہ تعالی عنہ قومس کی طرف اٹھے مگر قومس والے آپؓ کے جلال کا مقابلہ نہ کر سکے۔ اور صلح کر لی۔ اس کے بعد حضرت سیدنا سوید بن مقرن اوسی رضی اللہ تعالی عنہ طبرستان کی طرف بڑھے۔ یہاں کے حاکم نے صلح کر لی اس طرح آپ کی بہادری سے اسلام کی سرحدیں ایران کی سلطنت کے ساتھ جا لگیں۔ حضرت سیدنا سوید بن مقرن اوسی رضی اللہ تعالی عنہ نے سربلندی اسلام کے لئے اپنی جان کو بھی پیش کرنے سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔

Marfat.com

حضرت سیدنا علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبداللہ تھا۔ نسلاً آپؓ حضرمی تھے۔ اور آپؓ کا وطن یمن تھا۔۔ آپؓ کے والد بنی امیہ کے حلیف تھے۔۔ آپؓ کے دس بھائی تھے۔ آپؓ کے بھائی نے ہی بئر میمونہ کھودا تھا۔

حضرت سیدنا علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ جل شانہ کی طرف سے یہ اعزاز حاصل تھا کہ آپؓ کی ہر دعا قبول ہو جایا کرتی تھی، یعنی آپ مستجاب الدعوات تھے۔ ایک دن آپؓ بحرین میں تشریف فرما تھے۔ خلیفہ وقت کا قاصد آ گیا۔ آپؓ احترام سے کھڑے ہو گئے۔ خط پڑھا جس میں لکھا تھا کہ میں حضرت سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ پر تم کو حاکم بنا رہا ہوں۔

یہ حکم لے کر حضرت سیدنا علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چند ساتھیوں کو لے کر حضرت سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چارج لینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ جونہی آپؓ بصریٰ پہنچے۔ حضرت عزرائیلؑ نے حضرت سیدنا علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استقبال کیا اور اللہ کا حکم سنایا کہ بس ٹھہر جا یہاں ہی تیرا رزق ختم ہو گیا۔ ۱۳ھ میں اللہ کا مجاہد حضرت سیدنا علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چل بسا۔ آپؓ کے ساتھ دو ساتھی تھے۔ جب انہوں نے حضرت سیدنا علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ فوت ہو چکے ہیں ہم ان کو غسل کیسے دینگے۔ فوراً اللہ نے بادل کو حکم دیا کہ میرا بندہ ہے اس کا خیال رکھو! اسی لمحے بارش نے حضرت سیدنا علاء بن

Marfat.com

الحضرمی رضی اللہ تعالی عنہ کو غسل دیا۔ پھر آپؓ کو ایک قبر کھود کر دونوں ساتھیوں نے دفن کر دیا۔

آپؓ کے ساتھی جن میں حضرت ابو ہریرہ اور ابو بکرہ البحرانی تھے تھوڑی دیر جانے کے بعد سوچنے لگے کہ ہم نے حضرت سیدنا علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالی عنہ کو ریتلی مٹی میں دفن کیا ہے۔ یہاں سے آپؓ کا جسد مبارک جانور نہ نکال لیں کیوں نہ ہم انکو سخت مٹی میں دفن کریں۔ دونوں صحابی واپس ہوئے اور قبر مبارک کو کھودا تو وہاں حضرت سیدنا علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالی عنہ کا جسد مبارک نہ تھا۔ ہو سکتا ہے اللہ کے ملائکہ اسے اپنے ساتھ لے گئے ہوں۔

Marfat.com

حضرت سیدنا خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوسعید تھی۔ والدہ کی طرف سے ثقفی تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو آپؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت میں کچھ تامل کیا مگر دو ماہ بعد خود ہی آپؓ کی بیعت کر لی۔ جب فتنہ اٹھا تو آپ نے بڑی جواں مردی سے اس کا مقابلہ کیا۔ اسود عنسی مردود کے خلاف جنگ میں بڑا کام کیا۔ اس کے بعد خلیفہ نے آپ کو شام کی طرف ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر بھیجا۔ یہ لشکر اللہ کے کرم سے بڑھتا گیا۔ اور جو بھی سامنے آتا اس لشکر کے سامنے سے ہٹ جانے میں اپنی عافیت خیال کرتا۔ آپ کا لشکر آگے ہی آگے جا رہا تھا۔ خلیفہ کا حکم تھا کہ اپنی پشت کی حفاظت کرنا ہے۔ پشت پر موجود دستہ جس کی قیادت حضرت سیدنا خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیٹا کر رہا تھا۔ لشکر سے بچھڑ گیا اور اس پر باہان نے حملہ کر دیا جس میں تمام مجاہد شہید ہو گئے۔

جب حضرت سیدنا خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس لشکر کی شہادت کی خبر ملی تو آپؓ پریشان ہو گئے۔ حضرت سیدنا خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی فوج کا انتظام حضرت عکرمہؓ کے حوالے کیا اور مدینہ کی طرف چل دیئے۔ جب خلیفہ کو علم ہوا کہ حضرت سیدنا خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ دل برداشتہ ہو چکا ہے اور مدینہ آ رہا ہے تو آپؓ نے حکم دیا کہ وہ مدینہ نہ آئے۔ ادھر عکرمہؓ اسلامی لشکر کو رومیوں کے سمندر سے نکال لائے۔ آپؓ کو خلیفہ نے امارت سے

Marfat.com

معزول کر دیا مگر پھر بھی آپؓ بہادری سے لڑتے رہے تا کہ آپؓ کے دامن پر لگا داغ صاف ہو سکے۔

قتل کی مہم جاری تھی۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد اُم حکیمؓ نے جس مردِ کامل سے شادی کی تھی اس کا نام حضرت سیدنا خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا اور رخصتی کے لئے بعد کا وقت مقرر کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے ایسا نہیں کرنے دیا انہیں حضرت سیدنا خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا یقین ہو چلا تھا۔ لہذا ایک الگ خیمہ لگایا گیا اور حضرت سیدنا خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہؓ کی رخصتی کر دی گئی۔ جب ولیمہ کا بندوبست ہو رہا تھا تو رومی فوج نے حملہ کر دیا جس میں حضرت خالد بن سعیدؓ شہید ہو گئے۔ اُم حکیم نے خیمے کا کھونٹا نکال لیا اور سات رومیوں کو اس کھونٹے سے قتل کر دیا۔

حضرت سیدنا خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال اسی جنگ میں ہوا۔ ۱۶ھ حضرت فاروق اعظمؓ کا زمانہ تھا۔ آپ کا ایک بیٹا جنگ میں شہید ہو گیا اور ایک بیٹی کی شادی حضرت زبیر بن عوامؓ سے ہوئی۔ حضرت سیدنا خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے جلال کے مالک تھے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا مثنیٰ بن حارثہ شیبانی رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا مثنیٰ بن حارثہ شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق قبیلہ شیبان سے تھا۔ اس لئے آپ شیبانی کہلاتے تھے۔ حضرت سیدنا مثنیٰ بن حارثہ شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۹ ھ میں اسلام قبول کیا اس کے بعد آپؓ اپنی زندگی میں ہونے والی ہر جنگ میں شریک رہے۔ عہد نبوی ﷺ میں تو آپؓ نے کوئی خاص کام نہ کیا البتہ عہد صدیقیؓ اور فاروقی میں آپ کی بہادری کو عروج ملا۔

حضرت سیدنا مثنیٰ بن حارثہ شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ اول کے دور میں بحرین تک کا علاقہ فتح کیا۔ مرتدین کے خلاف بلاشبہ آپؓ نے ہی سب سے زیادہ معرکے مارے۔ عراق اور شام کی صورتحال میں حضرت سیدنا مثنیٰ بن حارثہ شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ کو مشورہ دیا تھا کہ عراق آسان ہدف ہے اس کے بعد شام کا حاصل کرنا آسان ہو جائے گا۔ حضرت خالد بن ولید سے مشورہ کر کے خلیفہ نے حضرت سیدنا مثنیٰ بن حارثہ شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپہ سالار اعظم بنا کر عراق کی طرف پیش قدمی کا حکم دیا۔ حضرت خالد بن ولید ان کی مدد کے لئے اٹھے اور ان سے پہلے قارن سے جا ٹکرائے اور قارن کو ختم کر دیا۔ جب حضرت سیدنا مثنیٰ بن حارثہ شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عراق کی سرحدوں پر پہنچے تو چند ضروری فیصلوں کے لئے آپؓ نے خلیفہ سے رجوع کیا مگر جب جواب نہ ملا تو خود مدینہ آئے تو معلوم ہوا کہ خلیفہ مرض الموت میں مبتلا ہے مگر پھر بھی آپ کا گرم جوشی سے استقبال کیا گیا۔

Marfat.com

جب حضرت فاروقؓ کا دور شروع ہوا تو آپؓ نے یہاں بھی اپنی بہادری کے یہاں ابواب رقم کیے۔ اس لڑائی میں حضرت سیدنا مثنیٰ بن حارثہ شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک تیر لگا تھا وقتی طور پر وہ مندمل ہو گیا مگر عراقیوں کے ساتھ معرکہ آرائی میں پھر زخم کھل گیا۔ ا۱ھ میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سپہ سالار بن کر آگئے۔ اس طرح آپؓ نے اس تیر کے زخم سے شہادت پائی۔ حضرت سیدنا مثنیٰ بن حارثہ شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام اسلامی زندگی میدان عمل میں گزری۔ حضرت سیدنا مثنیٰ بن حارثہ شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کی سرحدوں کو طول دینے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔

Marfat.com

حضرت سیدنا ذوالکلاح حمیری رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا ذوالکلاح حمیری رضی اللہ تعالی عنہ کا نام نامی اسمیفع تھا۔ والد مکرم کا نام ناکور تھا۔ کنیت شرجیل تھی۔ آپؓ کا تعلق حمیری خاندان سے تھا۔ حضرت سیدنا ذوالکلاح حمیری رضی اللہ تعالی عنہ نے ۱۰ھ میں اسلام قبول کیا۔

اسود عنسی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت جریر بن عبداللہ بجلیؓ اور حضرت سیدنا ذوالکلاح حمیری رضی اللہ تعالی عنہ کو مردود کے خاتمے کے لئے بھیجا۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اہل مدینہ کو شام کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا تو بے شمار لوگ تیار ہوئے۔ اب انہوں نے اہل یمن کو بھی اس کام کے لئے ابھارا اور ان کی طرف ایک خط لکھا۔ جس کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ لوگوں نے مدینہ کی راہ لی۔ خلیفہ نے حضرت سیدنا ذوالکلاح حمیری رضی اللہ تعالی عنہ کو اس لشکر کا سالار بنایا۔ اور آپ کو شام کی طرف جانے کا حکم دیا۔

جب شام سے حضرت سعید تشریف لے آئے تھے تو اسلامی لشکر کو حضرت سیدنا ذوالکلاح حمیری رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت عکرمہؓ بڑی ہوشیاری سے رومیوں کے چنگل سے نکال کر لائے۔

جب حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ نے جنگی فراست کا اظہار فرمایا تھا اس کی وجہ سے حضرت سیدنا ذوالکلاح حمیری رضی اللہ تعالی عنہ کو درمیان میں چھوڑ دیا گیا تھا

Marfat.com

تا کہ اگر دشمن عقب سے حملہ کرے تو اس کا جواب دیا جا سکے۔ جب ہرقل حمص کے قریب اپنے لشکر جرار کے ساتھ موجود تھا تو اس نے دیکھا کہ حد نگاہ خیمے ہی خیمے تھے۔ چنانچہ اس کے سامنے حضرت سیدنا ذوالکلاح حمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہادری آڑے آئی۔ دونوں فوجیں ٹکرانے کے لئے تیار ہو گئیں۔ خوب لڑائی ہوئی یمنی فوج نے بہادری کے نئے نئے باب رقم کیے اور رومی فوج کے چھکے چھڑائے۔ جب گورنر نسطان اور سپہ سالار باہان کو رومی فوجوں کی درگت کی اطلاع ملی تو پریشان ہو گئے۔

حضرت سیدنا ذوالکلاح حمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفین کی لڑائی میں بھی معرکہ زن ہوئے مگر یہاں حضرت عزرائیلؑ نے اللہ کا پیغام دیا کہ بس یہاں اپنی روح میرے حوالے کردو اسلام کا یہ بطل جلیل شہید ہو گیا۔

Marfat.com

حضرت سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ تعالی عنہ اسلامی فوج کے ایک بڑے ستون تھے۔ آپؓ کی کنیت ابو سعد تھی، ۶ ھ میں اسلام قبول کیا۔ آپؓ وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے زرہ کو رواج دیا۔ آپ غریبوں مسکینوں کی بڑی خدمت کیا کرتے تھے۔

حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ حضرت سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ تعالی عنہ کے چچا تھے۔ اور شام میں ان کے پاس ہی رہتے تھے۔ آپؓ ہمیشہ اسلام کی خاطر جنگوں میں مصروف رہتے تھے۔ آپؓ بڑے بہادر اور نڈر تھے۔ جنگی چالوں کی مہارت میں آپؓ کو بڑا ملکہ تھا۔ حضرت سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ تعالی عنہ بڑے نیک برد باد، زاہد، عابد اور ساجد تھے۔ جب حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کا وصال ہونے لگا تو انہوں نے حضرت سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ تعالی عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔ خلیفہ نے بھی آپؓ ہی کو برقرار رکھا۔ آپؓ نے اپنی قیادت میں امت مسلمہ کے لئے بہت سے محاذوں پر فتح حاصل کی۔

جب عراق میں حضرت مثنیٰ بن حارثہؓ کی مدد کرنے کے بعد حضرت خالد بن ولید حیرہ میں حضرت سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ تعالی عنہ کی آمد کے منتظر تھے کہ وہ کب آئیں گے تاکہ اسلامی فتوحات کا سلسلہ بڑھایا جائے یہ انتظار مہینوں میں طویل ہو گیا۔ حیرہ کو چھوڑا بھی نہیں جا سکتا تھا حضرت خالد بن ولید کو حکم تھا کہ حضرت سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ تعالی عنہ کے بغیر آگے ایک قدم بھی نہیں اٹھانا اصل صورتحال کا کسی کو بھی علم

Marfat.com

نہ تھا کہ حضرت سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو دومتہ الجندل میں محصور ہیں لہٰذا خلیفہ نے ان کی مدد کے لئے حضرت ولید بن عقبہ کو بھیجا۔ وہاں جا کر دیکھا کہ حضرت سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی فوج سے نہ تو دومتہ الجندل والوں کو شکست دے سکتے ہیں اور نہ نکل سکتے ہیں لہذا مشورہ ہوا کہ حضرت خالد بن ولید سے مدد لی جائے۔

حضرت خالد بن ولید کو جونہی معلوم ہوا مدد کے لئے اٹھے۔ حضرت خالد بن ولید نے حضرت سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا کہ عنقریب آپ کے پاس اونٹنیاں آئیں گی جن پر کالے سانپ سوار ہیں وہ فوج کے دستے ہیں۔ جونہی حضرت خالد بن ولیدؓ آئے حالات بدل گئے۔ اس لڑائی میں دشمن کے دو گروہ بن گئے۔ اکیدر کو حضرت خالد بن ولید کے دستوں نے گرفتار کرلیا۔ دوسرے گروہ نے لڑائی کی لیکن اسلامی فوج نے اس سب کو پل بھر میں کاٹ کر رکھ دیا

حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں انطاکیہ کی سرکوبی کے لئے حضرت سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتخب فرمایا گیا۔ حضرت سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوراندیشی اور بہادری سے اہل انطاکیہ معاہدہ کرنے پر مجبور ہوئے۔ جب شام کا محاذ کھلا تو حضرت سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جزیرہ پر حملہ کرنے کے لئے سالار بنایا گیا۔ اہل رقہ سے بھی آپ کی بہادری کے پرچم تلے صلح کی گئی۔ اہل حران سے بھی صلح ہوئی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت اللہ کے فضل سے اپنے عروج پر تھی۔ اسلام کے مجاہد جدھر جاتے کامیابی ان کے قدم چومتی تھی۔ حضرت سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلامی فوجوں کی قیادت کر رہے تھے اور انہوں نے مرکز کی اجازت پر حضرت خالد بن ولیدؓ کو اسلامی فوجی کے ایک دستے کی قیادت دے رکھی تھی اور وہ رومیوں کے خلاف نبرد آزما تھے۔ اسلامی لشکر قلعہ ماردین پر قابض ہو چکے

Marfat.com

تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ ملک شہر ریاض کا تعاقب کر رہا تھا۔ ملک شہر ریاض کا لشکر مرجِ رغبان میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اب ملک شہر ریاض کو اپنا انجام نظر آ رہا تھا۔ مسلمان جدھر جاتے عدل کی حکومت قائم کرتے اور آگے بڑھ جاتے۔ عدل ایک ایسی شے تھی جس سے کسی کو انکار نہیں تھا۔ ہر کوئی اس کی آغوش میں لپٹنا چاہتا تھا۔ کیونکہ غیر اللہ کے پجاریوں نے لوگوں سے عدل چھین کر ان کا جینا دوبھر کر رکھا تھا۔

ملک شہر ریاض نے اپنی مدد کے لئے اپنے ملک کے گرد و نواح سے فوجیں اکٹھی کرنے کی گذارش کر دی تھی۔ اس کے معتمد اس کی مدد کرنے کے لئے سرتوڑ کوشش میں لگے ہوئے تھے۔ جب شہر ریاض کو تمام باجگذار قلعہ داروں سے امداد مل گئی تو اس نے قلعہ سے باہر نکل کر اپنے ٹڈی دل لشکر کو کھلے میدان میں خیمہ زن کر دیا۔ مسلمانوں کی تعداد تھوڑی تھی اور رومیوں کی تعداد لاکھوں میں تھی۔ مگر پھر بھی ملک شہر ریاض حضرت سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رعب تلے دبا ہوا تھا۔ وہ مزید امداد کی فکر میں مسلمانوں پر حملہ آور نہ ہوا۔

مسلمان بھی اس عرصہ میں اپنی فوجیں مستحکم کرنے کی کوشش میں لگے رہے۔ حضرت سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے چھوٹے چھوٹے دستے رومیوں کے قلعوں کی طرف بھیجے۔ ان مسلمان دستوں نے بہت سے رومی قلعے فتح کر کے ملکہ شہر ریاض کی شکست میں آخری کیل ٹھونک دی۔ جب دشمن نے اپنے قلعوں جن میں رہا، حران اور کفر توتا شامل تھے کے قبضے کا حال معلوم کیا تو وہ یہ سن کر بہت غصے میں آیا اور اپنی فوجوں کو میدان میں لے آیا۔

ادھر مسلمان بھی ان کے استقبال کے لئے تیار کھڑے تھے۔ اسلامی فوج کے سالار حضرت عیاض بن غنمؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو جنگ کا مہتمم مقرر کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اپنے اسلامی لشکر کے سامنے آئے اور سب کو للکار کر کہا!

اے مسلمانو! تم ایک اللہ کی عبادت کرتے ہو، تم اس کو واحد جانتے ہو، تم

Marfat.com

نے اس کے حضور اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے ہیں اللہ نے تمہارے یہ نذرانے قبول کر کے تمہارے لئے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔ یہاں ہمارے لیے دو اعزاز ہیں۔ اگر مارے گئے تو شہید اور اگر بچ نکلے تو غازی۔ ادھر بھی ہیں عبادتیں، ادھر بھی ہیں عبادتیں۔آج تم اس اپنے مدمقابل دشمن کو بتادو کہ ہم ایک اللہ کے پجاری ہیں۔ابھی حضرت خالد بن ولیدؓ تقریر ہی کررہے تھے کہ دشمن کے فوج میں حرکت ہوئی اور ایک طوفان بلاخیز کی مانند اٹھا۔اس طوفان نے اسلامی لشکر کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔

گھمسان کی لڑائی جاری ہوئی ۔ اسلامی تلواریں دشمن کی صفوں کو چیر رہیں تھیں ۔ یہاں بھالوں ،تلواروں ڈھالوں ،نیزوں کا آزادانہ استعمال ہو رہا تھا۔ اللہ کی تلوار اللہ کے دشمنوں پر بجلی کی مانند کوند رہی تھی۔دشمن کے لاشے پر لاشے گر رہے تھے۔ادھر مسلمان بھی جام شہادت نوش فرمارہے تھے۔مسلمان اہل کفر کے سیلاب میں گم ہو کر رہ گئے تھے مگر ان کا نعرہ تکبیر ان کی زندگی کی ضمانت دیتا تھا۔دشمن کے لشکر میں باجے اور شہنائیاں بج رہی تھیں جو نعرہ تکبیر میں دب کر رہ جاتیں ۔ جب نعرہ تکبیر بلند ہوتا تو میدن جنگ میں ایک عجیب بھونچال سا آجاتا۔اس کی شدت سے کئی کافر خاک چاٹنے لگتے اور تڑپ کر خاموش ہو جاتے۔

اگلے دن پھر حضرت خالد بن ولیدؓ نے اپنے دستے کی یلغار سے اہل کفر کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کردیا۔ جو لوگ حضرت خالد بن ولیدؓ کی تلوار کی خوراک نہ بنتے ان کو گھوڑے کچل ڈالتے تھے۔ جنگ بڑی خونخوار انداز اختیار کر چکی تھی۔حضرت خالد بن ولیدؓ نے دشمن فوج کے سالار کو دیکھ لیا جو اپنے حکمران ٹولے کے ہمراہ ایک اونچے مقام پر لڑائی کا نظارہ کررہا تھا۔ادھر اس کو دیکھ کر حضرت خالد بن ولیدؓ کا خون کھول اُٹھا۔انہوں نے سروں اور دھڑوں کے انبار لگادئے،خون کے کشتے بہادئے۔ملک شہر ریاض بڑے احتشام کے ساتھ کھڑا تھا۔اس کے سامنے جواہر نگار صلیب تھی۔جو دھوپ میں چمک رہی تھی۔اس کے نزدیک بہت سے پادری انجیل کھول کر پڑھ رہے تھے۔

Marfat.com

انہیں معلوم تھا کہ اسلام برحق ہے مگر انہوں نے اسلام کی حقانیت سے ملک شہر ریاض کو محروم رکھا۔ سینکڑوں خادم صلیب کے گرد چاندی کی انگیٹھیوں میں خوشبو جلانے میں مشغول تھے۔

صلیب پرستی کے اس منظر کو دیکھ کر مسلمان خون کے گھونٹ پی کر رہ گئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ صلیب کو قابو کرنے کے لئے گھوڑا دوڑا کو اس تک جانا چاہتے تھے۔ آپؓ نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ رومیوں کا رسالہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے سامنے آپؓ کی یلغار کو روکنے کے لئے آیا مگر حضرت خالد بن ولیدؓ کا برق رفتار گھوڑا اچھلانگیں لگاتا ہوا اپنے ہمدموں کی کے ہمراہ بڑھ رہا تھا۔ اب حضرت خالد بن ولیدؓ صلیب سے سو گز دور ہی تھے کہ آپؓ کے گھوڑے کو ٹھوکر لگی اور وہ گر گیا۔ اس کے ساتھ دوسرے گھوڑے بھی گر گئے۔ یہ کیا ہوا؟۔ اس میدان میں اہل صلیب نے گوکھڑوں بچھا دئے تھے۔ جو گھوڑے کے پاؤں میں پھنس جاتے تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہمراہ پانچ سو مجاہد زمین بوس ہو گئے۔ تمام مجاہدوں کی تلواریں اور جنگی ساز و سامان بھی دور جا گرے۔ یہ دیکھ کر رومی مسکرائے اور اسلامی فوج کے سردار کو قیدی بنانے کے لئے اس دستے کو گھیر لیا۔ رومیوں نے لوہے کے جوتے پہن کر ان مجروح مجاہدوں کو قید کر لیا۔ رومیوں میں سے کسی کو معلوم نہیں کہ قیدیوں میں حضرت خالد بن ولیدؓ بھی ہیں۔ اگر ان کو معلوم ہوتا تو وہ اسی وقت آپؓ کو شہید کر دیتے۔ یہ مسلمانوں کی قید ہونے والی فوج کی سب سے بڑی تعداد تھی مگر یہ صحابہ اللہ کے کرم سے خود ہی آزاد ہو گئے بلکہ شہر ریاض کے قلعے پر بھی قابض ہو گئے۔

جب حضرت خالد بن ولیدؓ کی قید کی خبر حضرت سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملی تو اس کو بڑا دکھ ہوا۔ مسلمان نے جوش سے حملہ کیا اور اہل صلیب کو تلوار کی باڑھ پر رکھ لیا۔ رومی لشکر کی تعداد ہی کچھ اتنی تھی کہ ہزاروں کی موت ان کی صحت پر کچھ برا اثر نہ ڈال سکی۔

Marfat.com

حضرت عیاضؓ بن غنم کو حضرت خالد بن ولیدؓ کی گرفتاری کا بہت دکھ تھا۔ انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ! میں شکایت کرتا ہوں تجھ سے اس امر کی جس نے مجھے بہت زیادہ غم دیا۔ وہ مجاہد جو کبھی دشمن سے نہیں ڈرا۔ آج وہ میری قیادت میں قیدی بن گیا۔ میں خلیفہ کے سامنے کیا عذر پیش کروں گا وہ بڑی سخت باز پرس کرتے ہیں۔ اے اللہ حضرت خالد بن ولیدؓ اور ان کے ساتھیوں کی خود حفاظت فرما۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کی گرفتاری کا اہل اسلام کو بہت دکھ ہوا انہوں اس دن کھانا نہ کھایا۔ وہ سب اپنے کمانڈر کو آزاد کرانے کے عہد میں مشغول تھے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ اور ان کے ساتھیوں کو قلعہ راس العین میں بھیج دیا گیا۔ اگلے دن ملک شہر ریاض قتل ہو چکا تھا۔ مسلمانوں نے اس کے لشکر کا مال لوٹ لیا تھا۔ مگر اہل صلیب کو مسلمان قیدیوں کی وجہ سے بہت خوشی ہوئی مگر ان کے دل اپنے مجاہدوں کے واسطے غمگین ہی تھے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کو جس کی نگرانی میں قید رکھا گیا تھا اس کا نام عاصم تھا۔ اسی نے قیدیوں کو اس قلعے میں قید کرنے کی تجویز کی تھی وہ اصل میں مسلمان تھا۔ اس نے حضرت سعید بن زیدؓ کی تبلیغ پر اسلام قبول کیا تھا مگر اس نے ابھی تک اپنے اسلام کو خفیہ رکھا تھا۔ اس نے جھٹ حضرت خالد بن ولیدؓ کو دیکھ کر پہچان لیا۔ اور ان کے پاس آ کر سلام کہا۔ اور کہا کہ آپ صرف مجھے اتنا جانتے ہیں کہ میں اباذ الشمطا کے ساتھیوں میں سے ہوں۔ آپ یہ نہیں جانتے کہ میں مسلمان ہوں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ یہ سن کر اللہ کا شکر ادا کرنے لگے۔ اور کہا کہ اللہ نے خود ہماری رہائی کا بندوبست کر لیا ہے۔ عاصم نے کہا کہ ہاں میں آپ سب کو یہاں سے آزاد کرنے کے لئے آیا ہوں۔

اس وقت مرسیوس اپنے مجاہدوں کے ہمراہ مسلمانوں کے خلاف ایک حکمت عملی ترتیب دے رہا ہے اس کے تمام ساتھی اس کے ساتھ ایک بڑے ہال میں ہیں۔ میں یہاں سے تم کو آزاد کرتا ہوں تم بس اس ہال میں جا کر ان کا کام تمام کر دو!۔ عاصم

Marfat.com

نے کہا کہ ایک جگہ پر بیت المذبح کے نام کا ایک سٹور ہے جہاں اسلحہ کا ایک ڈپو ہے آپ وہاں سے ہتھیار لے کر دشمن پر حملہ کر دیں۔ یہ بات کر کے عاصم قیدیوں کے کمرے سے باہر نکلا۔تا کہ وہ دیکھ سکے کہ تمام حکام کانفرنس روم میں ہیں یا کہ نہیں۔

عاصم نے تمام مسلمان قیدیوں کو آزاد کر دیا انہوں نے مرسیوس اور اس کے ساتھیوں کو کانفرنس ہال ہی میں قتل کر دیا۔اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔تھوڑی دیر میں تمام صلیب کے پرستار قتل ہو گئے۔حضرت خالد بن ولیدؓ اس کانفرنس ہال سے باہر آئے اور نعرہ تکبیر لگا کر اہل کفر کی فوجوں سے ٹکرا گئے۔ان کے نعرے کو سن کر اسلامی فوج کے سالار حضرت سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دستے کو قلعے کے دروازے پر لا کھڑا کیا۔حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھیوں نے لڑ بھڑ کر قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔جہاں حضرت سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چاک و چوبند دستہ کھڑا تھا۔یہ دستہ فوراً قلعہ میں گھس گیا اور نعرہ تکبیر بلند کیا۔صلیب کے پرستار لڑائی کے لئے کھڑے ہوئے مگر حضرت خالد بن ولیدؓ کو دیکھ کر سب کے حوصلے ٹوٹ گئے۔اہل قلعہ نے ہتھیار ڈال دیئے۔اسلامی فوج نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔وہاں سے بے شمار قیدی اور مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔مال غنیمت کا خمس نکال کر حضرت فاروق اعظم کی خدمت میں فتح نامے کے ہمراہ بھیجا گیا۔شہر ریاض کا قتل اور قلعہ راس العین کی فتح حضرت سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی کامیابیوں میں سے ایک ہے۔
(حضرت خالد بن ولیدؓ از صادق حسین صدیقی۔ص ۱۱ سے ۴۹۸)

جب امیر المومنین عمرؓ نے حضرت سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حمص کا حاکم بنایا تو آپؓ کے لئے روزانہ ایک دینار، ایک بکری اور چوتھائی صاع اناج مقرر فرمایا تھا۔آپ حمص کے حاکم تھے کہ ۲۰ھ میں داعی حق کو خیر باد کہا۔بوقت وصال آپ کی کوئی وراثت نہ تھی اور نہ ہی آپ کسی کے مقروض تھے۔

اسد الغابہ میں رقم ہے کہ ایک بار حضرت سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہ نے حاکم دارا کو دُرہ مارااور یہ اسوقت کی بات ہے جب آپ نے اس کی حکومت کو فتح کیا تھا۔اس وجہ سے ہشام بن حکیم نے آپؓ سے اس معاملے میں تلخی دکھائی تو حضرت سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی غصہ آ گیا۔ چند دنوں کے بعد اسے خیال آیا تو وہ معذرت کرنے کے لئے آیا۔اس وقت حضرت سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا کہ جب تم کسی بادشاہ کو نصیحت کروتو تنہائی میں کرو۔اگر وہ مان جائے تو بہتر،اگر وہ نہ مانے تو تمہارا حق پورا ہو گیا۔

Marfat.com

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالی عنہ ایک بڑے بہادر اور جری سپاہی تھے۔ آپ قریشی ہیں والدہ کا نام ام الحکیم زینب تھیں۔ ایک روایت میں آپؓ کی والدہ کا نام ہندہ تھا۔ والد کا نام ابو سفیان تھا۔ آپؓ کی کنیت ابو خالد تھی۔ آپ کو یزید الخیر کا نام تھا۔ آپؓ کاتبان وحی تھے۔ عہد نبوی ﷺ میں آپؓ کسی جنگ میں شامل نہ تھے۔

۱۲ھ میں جب حضرت ابو بکر صدیقؓ حج سے واپس آئے تو آپؓ نے ایک لشکر کی تیاری کا حکم دیا۔ جس میں تمام عسکری اہل مکہ میں سے تھے۔ اس لشکر کا سردار حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالی عنہ کو بنایا گیا۔ آپؓ کے لشکر کو خلیفہ نے بڑے اعزاز کے ہمراہ رخصت کیا۔

اس کے بعد خلیفہ نے یکے بعد دیگرے تین جرنیلوں کی قیادت میں لشکر شام کے طرف بھیجے اور سب کو کہا کہ اگر تم کسی مقام پر کسی مصیبت میں پھنس جاؤ تو اکٹھے ہو کر حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالی عنہ کو اپنا جرنیل بنا لینا۔ حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالی عنہ مدائن پہنچے اور بدووں کے ایک لشکر سے ٹکر لی۔ وہ تمام شکست کھا گئے تو حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالی عنہ اپنے لشکر کو لے کر بصری کے محاصرے پر آن لگے۔ جب رومیوں کو معلوم ہوا کہ اہل اسلام لڑائی کے لئے جمع ہو رہے ہیں تو ہرقل نے بھی تیاری پکڑی۔ ہرقل کا بھائی تذراق حضرت شرجیلؓ کے

Marfat.com

سامنے آیا اور جرجہ بن تذار حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے آیا۔ جب مسلمانوں نے اہل کفر کا بڑا لشکر دیکھا تو انہوں نے متحد ہو کر لڑنے کا فیصلہ کیا۔ دربار خلافت سے بھی یہی فیصلہ ملا۔ جب مسلمان اکٹھے ہوئے تو اللہ کی قدرت سے رومی خود بخود گھیرے میں آ گئے۔ خلیفہ نے حضرت خالد بن ولید کو فوراً شام کے محاذ پر جانے کا حکم دیا۔ حضرت خالد بن ولید کو مشترکہ فوج کا کمانڈر مقرر کیا گیا۔ حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دائیں فوج کے کمانڈر تھے۔ اسی دن اس کفر و غرور کے پتلے لشکر کو شکست ملی۔

اس جنگ کے موقع پر خلیفہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے وصال فرمایا اور فاروق اعظمؓ خلیفہ بن گئے۔ اب اسلامی فوجوں کا رخ دمشق کی طرف مڑ گیا۔ دمشق پر صلح کے بعد مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ دمشق میں حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھوڑی فوج تھی۔ حضرت خالد بن ولید اور حضرت ابوعبیدہؓ تو تذراق کے مقابلے کے لئے رک گئے۔ مگر تو تذراق میدان جنگ سے فرار ہو کر دمشق میں حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھوڑی سی فوج سے ٹکر لینے کے لئے دوڑا۔ مگر حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دور اندیشی کی وجہ سے اس کا حملہ لیٹ ہوا، اتنے میں خالد بن ولید کی کمک آ گئی۔ اس طرح رومی فوج بھاگ کر بچ سکی۔

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دمشق میں مقیم ہو گئے۔ اٹھارہ ہجری میں ملک شام میں طاعون پھیلا اس میں بے شمار لوگ مر گئے۔ اسلام کا یہ فرزند حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسی وبا میں شہید ہو گیا۔ (طبقات ابن سعد)

Marfat.com

حضرت سیدنا ابوالاعور سلمی رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا ابوالاعور سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام کعب تھا لیکن ابوالاعور سلمی کے نام سے عام ہوئے۔ آپ نے بدر کی لڑائی میں شرکت کی۔ اس کے بعد آپ کسی گوشے میں چلے گئے۔ فاروقیؓ دور میں جب حضرت ابوعبیدہؓ دمشق پر فروکش تھے تو آپؓ نے حضرت سیدنا ابوالاعور سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک دستہ دے کر فحل پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ رومی فوجیں جو شکست کھا کر فحل میں تھیں وہ حضرت سیدنا ابوالاعور سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حملے کے سامنے بے بس تھیں۔

حضرت سیدنا ابوالاعور سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ صفین میں بھی حصہ لیا۔ اس کے باوجود کہ آپ ایک بڑے بہادر اور نڈر سالار تھے لیکن اس کے باوجود تاریخ دان آپؓ کے حالات زندگی جاننے سے محروم رہے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ

علی رضی اللہ عنہ کا دور ہے۔ جنگ صفین لڑی جارہی ہے۔ لشکر کا سالار بہادری سے اپنے پرچم کو تھامے ہوئے ہے۔ دشمن بھی بڑا بہادر ہے۔ دشمن پے در پے حملے کر رہا ہے مگر اس بہادر کے قدم اپنی جگہ پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ اس بہادر کے مجاہد ایک ایک کر کے گر رہے ہیں اور کئی اپنی جگہ سے ہٹ چکے ہیں۔ جو بھی اس مجاہد کے پاس آتا ہے کٹ جاتا ہے اتنے میں ایک مردود کی تلوار کا وار آیا اس سالار کا پاؤں کٹ گیا۔ مگر پھر بھی یہ مجاہد پہاڑ کی طرح ڈٹا ہوا ہے۔ اتنے میں خلیفہ کا قاصد آ گیا اور خلیفہ کا حکم ملا کہ قدم بڑھاتے جاؤ اللہ کی نصرت تمہاری مدد کے لئے باہیں کھول کر تمہارا انتظار کر رہی ہے۔

قاصد کو اس مجاہد نے کہا! تم میرا حال دیکھو...... جب قاصد نے دیکھا کہ اس کا تو پاؤں کٹ چکا ہے مگر کھڑا ہے۔ پھر اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھایا تو قاصد حیران رہ گیا اس کے پیٹ میں نیزوں نے بے شمار شگاف کئے ہوئے ہیں۔ جونہی قاصد وہاں سے خلیفہ کی طرف نکلا یہ مجاہد دھڑام سے گرا اور جام شہادت پی گیا۔ اس ہمت کے پہاڑ کا نام تھا حضرت سیدنا ہاشم بن عتبہ رضی اللہ تعالی عنہ۔

حضرت سیدنا ہاشم بن عتبہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فتح مکہ کے وقت اسلام قبول کیا۔ دور صدیقی کا اختتام ہے خلیفہ نے عراقی فوج کا سالار حضرت سیدنا ہاشم بن عتبہ رضی اللہ تعالی عنہ کو بنایا، اور مثنی بن حارثہؓ کی مدد کے لئے روانہ کر دیا۔ اس کے بعد

Marfat.com

قادسیہ کی لڑائی میں اس مجاہد نے بڑی بہادری دکھائی۔ اس لڑائی میں آپ کی ایک آنکھ شہید ہوگئی۔ مگر اللہ کے فضل سے آپؓ قادسیہ کے فاتح بن کر نکلے۔ اس کے بعد اسلامی فوج نے ایران سے ٹکر لی اس میں آپؓ بھی آگے تھے۔ انہوں نے ایرانی لشکر کے بخیئے ادھیڑ دئے تھے۔ حضرت سعد بن وقاصؓ نے اس کامیابی پر اس مجاہد کی پیشانی چومی۔ حضرت سیدنا ہاشم بن عتبہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ مدائن کی فتح میں بھی آپؓ کا بڑا ہاتھ تھا۔ جلولاء کی لڑائی میں بھی آپؓ نے بہادری کے جوہر دکھائے۔ جب حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے اور ملک میں خانہ جنگی کا ڈر ہوا تو آپؓ نے کہا کہ قوم کے کسی اچھے آدمی کے ہاتھ پر بیعت کر لینی چاہئے۔ جنگ جمل اور صفین میں آپؓ نے مصالحت سے لڑائی میں حصہ لیا۔ صفین کی لڑائی میں آپؓ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

حضرت سیدنا نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ

قادسیہ کی جنگ کے بعد نہاوند کی جنگ سب سے زیادہ سخت جاری تھی۔ مسلمان بڑی بہادری سے لڑ رہے تھے۔ ہر طرف سے ٹھکا ٹھک کی صدا سنائی دے رہی تھی۔ ایک مجاہد بڑی تیزی سے تلوار چلا رہا تھا۔ جو بھی اس کے سامنے آتا کٹ جاتا کسی کو اس کے سامنے جانے کی ہمت نہ تھی۔ خون اس قدر زیادہ تھا کہ چلنا دشوار ہو رہا تھا۔ پیدل مجاہد خون میں پھسل رہے تھے۔ اتنے میں سالار بھی مجاہدہ کر کے ایک دشمن ٹولی کی طرف لپکا۔ دشمن مارے ڈر کے ہٹے مگر اس کے گھوڑے کا پاؤں پھسل گیا اور یہ مجاہد شہید ہو گیا۔ اس مجاہد کا نام تھا حضرت سیدنا نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالی عنہ۔

سالاروں کا ایک گروہ خلیفہ دوم کے پاس کھڑا ہے جب خلیفہ کو حضرت سیدنا نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کا علم ہوا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ حضرت سیدنا نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالی عنہ نے اسلام کی خاطر اپنی زندگی میں لڑی جانے والی ہر لڑائی میں حصہ لیا اور اللہ کے حکم سے فتح حاصل کی۔

Marfat.com

حضرت سیدنا خالد بن عرطفہ رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا خالد بن عرطفہ رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ بڑے مکرم صحابی ہیں۔ آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں بڑا وقت گزارا۔ آپؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا بہت زیادہ غم تھا۔ دور صدیقیؓ میں بھی آپ کی خدمات قابل تحسین تھیں۔

دور فاروقیؓ میں جب قادسیہ کا محاذ گرم تھا۔ سالار اعظم حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ بیمار پڑ گئے تو آپؓ نے حضرت سیدنا خالد بن عرطفہ رضی اللہ تعالی عنہ کو اسلامی فوج کا سالار بنا دیا۔ اسلامی لشکر نے حضرت سیدنا خالد بن عرطفہ رضی اللہ تعالی عنہ کی قیادت میں اللہ کا نام لیکر حملہ کیا اللہ نے اپنی نصرت کے دروازے مسلمانوں پر کھول دیئے۔ حضرت سیدنا خالد بن عرطفہ رضی اللہ تعالی عنہ نے آگے بڑھ کر ساباط کو بھی زیر نگیں کر لیا۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کے بعد آپؓ نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جب خلافت کا فساد برپا ہوا اور اسلامی تلواریں آپس میں ٹکرانے لگ گئیں تو حضرت سیدنا خالد بن عرطفہ رضی اللہ تعالی عنہ گوشۂ تنہائی میں چلے گئے۔ آپؓ نے تنہائی میں سرزمین کوفہ پر وصال فرمایا حضرت سیدنا خالد بن عرطفہ رضی اللہ تعالی عنہ کا مزار شریف کوفہ میں ہی ہے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا زہرہ بن حویہ تمیمی رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا زہرہ بن حویہ تمیمی رضی اللہ تعالی عنہ کا تعلق بنو تمیم سے تھا۔ آپؓ ایک گمنام صحابی ہیں ۔ آپؓ نے مدینہ میں اسلام قبول کیا ۔ جنگ قادسیہ میں جب جالینوس اپنی بھگوڑوں کو جمع کر کے مسلمانوں پر آخری حملہ کرنے کا پروگرام بنا رہا تھا تو آپؓ نے اس پر حملہ کر کے اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا۔

لڑائی کے بعد اسلامی فوج کے تمام سردار ایک دوسرے کو کامیابی کی مبارکیں دے رہے تھے اور جالینوس کے متعلق بحث کر رہے تھے تو اتنے میں حضرت سیدنا زہرہ بن حویہ تمیمی رضی اللہ تعالی عنہ نمودار ہوئے آپؓ کے ہاتھ میں جالینوس کا مال غنیمت تھا۔ اس کو دیکھ کر تمام سردار اور خوش ہوئے یہ تمام سامان حضرت سیدنا زہرہ بن حویہ تمیمی رضی اللہ تعالی عنہ کو ہی دیدیا گیا۔

جب اسلامی لشکر واپس آ رہا تھا تو سالار نے حضرت سیدنا زہرہ بن حویہ تمیمی رضی اللہ تعالی عنہ کو پہلے چلنے کا کہا اور کہا کہ حیرہ کے مقام پر فروکش ہو جائے۔ برس کے مقام پر حضرت سیدنا زہرہ بن حویہ تمیمی رضی اللہ تعالی عنہ کی ایک متحارب گروہ سے بھی ٹکر ہوئی۔ اس کے بعد آپ تنہائی میں چلے گئے آپؓ کو ایکبازار میں ابن یزید خارجی نے شہید کر دیا۔ اسطرح اسلام کا یہ بطل جلیل جس کو دیکھ کر جالینوس جیسا جنگجو کانپتا تھا جنت کے باغوں میں بسیرا کر گیا۔

Marfat.com

حضرت سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالی عنہ کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ آپؓ ایک قدآور اور پہلوان جسم کے حامل تھے۔ آپؓ نے ابتدائی دنوں میں اسلام قبول کیا تھا۔ جب اسلام کے دشمنوں نے مسلمانوں کا جینا مکہ میں دوبھر کر دیا تھا تو آپؓ دوسری ہجرت کے ہمراہ حبشہ آ گئے۔ مگر زیادہ دیر حبشہ نہ رہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آ گئے تو آپؓ ذرا دیر سے مدینہ آئے۔ آپؓ نے اپنی زندگی میں تمام غزوات اور سرایا میں شرکت فرمائی اور اپنی بہادری کا لوہا منوایا۔

جب ایرانیوں کو ایلہ میں شکست ہوئی تو حضرت سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالی عنہ نے دست میسان میں ایران کی شکست خوردہ فوج کا تلوار سے استقبال کیا۔ اور شہر میں داخل ہو گئے وہاں سے حضرت سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالی عنہ کو بہت زیادہ مال غنیمت ملا۔

حضرت سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالی عنہ نے دریائے دجلہ کے کئی ساحلی علاقے بھی فتح کیے۔ یہ سردی کا موسم تھا۔ سخت سردی تھی۔ حضرت سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالی عنہ نے خلیفہ عمر فاروق اعظمؓ سے گذارش کی کہ مجھے ایسی جگہ کی ضرورت ہے جہاں میں سردی سے محفوظ رہ سکوں۔ دربار خلافت سے حکم ہوا کہ ایسی جگہ تلاش کر کے تمام فوج کو وہاں رکھو تا کہ سردی سے بچا جا سکے۔ چنانچہ حضرت سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالی عنہ نے بصری کے نواح میں بانسوں کے خیمے بنا کر

Marfat.com

رہنا شروع کر دیا۔ اللہ کے حکم سے ان خیموں میں آگ لگ گئی۔ صورتحال کی اطلاع خلیفہ کو دی گئی تو حکم ملا کہ پکے مکان بنا کر رہو! چنانچہ امیر کے حکم کی تعمیل کی گئی، اور یہاں ایک چھاونی بنائی گئی اور درمیان میں ایک شاندار مسجد بھی بنائی گئی۔ حضرت سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس علاقے کا حاکم بنا دیا گیا۔

حج کے موسم میں حضرت سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ کی خدمت میں پیش ہوئے اور حاکمی سے معذوری کا شکوہ کیا اور استعفیٰ پیش کیا جو کہ قبول نہ کیا گیا۔ حضرت سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکم حاکم سے مجبور بصری کی طرف چل دیے۔ دل میں اللہ سے دعا کی جا رہی ہے کہ اے اللہ! اے میرے مالک اب مجھے بصری نہ بھیج۔ آپؓ کی دعا قبول ہوئی اور راستے میں بطن نخلہ میں آپؓ کا وصال ہو گیا۔ حضرت سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک ۵۷ برس تھی۔ آپؓ کے وصال کا خلیفہ حضرت فاروق اعظمؓ کو بہت زیادہ دکھ ہوا۔

Marfat.com

حضرت سیدنا مجاشع بن مسعود سلمی رضی اللہ عنہ

مکہ فتح ہو چکا ہے اہل کفر کا غرور خاک میں مل چکا ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم عام معافی کا اعلان کر چکے ہیں۔ لوگ دھڑا دھڑ اسلام قبول کر رہے ہیں۔ ایک اللہ کا نیک بندہ آتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں بیٹھ جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم اس پر پڑتی ہے تو دل کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔ اس کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی جاتی ہے۔ دعوت پیش کرنے والے کا مقام بڑا بلند ہے اس کی دعوت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ یہ دعوت فوراً قبول کر لی جاتی ہے۔ ایک کافر ایک لمحے بعد صحابی کا اعزاز حاصل کر لیتا ہے۔ اس صحابی کا نام تھا حضرت سیدنا مجاشع بن مسعود سلمی رضی اللہ تعالی عنہ۔ اس کے بعد آپؓ اپنے بھائی کو بھی لے کر آئے اس نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ اسلام قبول کر کے آپؓ دونوں بھائی اپنے ملک بصریٰ چلے گئے۔ عہد فاروقی میں آپؓ اس لشکر کے سالار تھے جس نے توج شہر کو فتح کیا تھا۔

نہاوند میں ایرانیوں کی شکست کے بعد خلیفہ نے حضرت سیدنا مجاشع بن مسعود سلمی رضی اللہ تعالی عنہ کو اردشیر اور شاہ پور پر حملہ کے لئے منتخب فرمایا۔ یہاں اللہ نے اسلامی لشکر کو فتح دی۔ جنگ جمل میں جب حکیم بن جبلہ نے حضرت زبیرؓ کو شہید کیا تو آپؓ بھی وہاں تھے لہذا آپؓ کو بھی شہید کر دیا گیا۔ آپؓ کا بھائی بھی اسی جنگ میں شہید ہو گیا تھا۔

Marfat.com

حضرت سیدنا عبداللہ عتبان رضی اللہ عنہ

اسلامی لشکر ایران کے شہر اصفہان کا محاصرہ کئے ہوئے ہے۔ کافر لڑائی کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں بس وہ چھوٹی موٹی جھڑپیں لڑنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ انکے آنے جانے پر پابندی ہے۔ وہ اس پابندی سے تنگ آ گئے اور میدان جنگ میں ایرانی بن ٹھن کر آ گئے۔ ابھی لڑائی شروع ہونے والی تھی کہ ایرانی سالار نے مسلمانوں کے جرنیل کو کہا! تم میرے سپاہیوں کو قتل نہ کرو اور میں تمھارے سپاہیوں کو نہیں مارتا بس ہم دونوں آپس میں لڑائی کر لیتے ہیں جو جیت گیا۔ وہ فاتح ہو گا۔ اسلامی جرنیل نے یہ بات مان لی۔

دونوں سالار میدان میں آ گئے۔ اسلام کی عظمت کا سوال ہے۔ میں ایک گنہ گار ہوں اے اللہ میری کامیابی تیری کامیابی ہے مجھے ہمت دے کہ میں تیرے دین کی حفاظت کر سکوں۔ اسلامی جرنیل اللہ کے حضور دعا کر رہا ہے ادھر کافر کا دل دھڑک رہا ہے۔ اللہ کی مدد آئی جس کا اس نے وعدہ کیا تھا۔ اور ایرانی جرنل میدان میں نہ آ سکا اور اہل اسلام کے سامنے اس نے گھٹنے ٹیک دئے اور اصفہان فتح ہو گیا اس مسلمان جرنیل کا نام تھا حضرت سیدنا عبداللہ عتبان رضی اللہ تعالی عنہ۔ یہ وہ جرنیل تھا جس کو دیکھ کر دشمن کا پتا پانی ہو جاتا تھا۔

حضرت سیدنا عبداللہ عتبان رضی اللہ تعالی عنہ کی ساری زندگی کامیابی و کامرانی کا گلدستہ ہے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا حرقوص بن زہیر السعدی رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالی عنہا یران کے ساتھ معرکہ زن ہیں اللہ نے آپؓ کے لشکر کو ہمت دی اور اس نے ایرانی لشکر کو کاٹ ڈالا۔ ہرمزان نے جزیہ دینا قبول کرلیا مگر اس نے بدعہدی کی۔ جب سالار نے اس بدعہدی کا ذکر دربار خلافت میں کیا تو حکم ہوا، ہرمزان کو سبق سکھاؤ۔ اس وقت اسلامی لشکر کم تھا، لہذا خلیفہ نے اس کی مدد کے لئے ایک بہادر سالار کو حضرت عتبہ کی مدد کے لئے بھیجا۔ اس سالار کا نام حضرت سیدنا حرقوص بن زہیر السعدی رضی اللہ تعالی عنہ تھا، آپؓ کی آمد نے ہرمزان کو طاقت کے خبط سے نجات دلادی۔ مسلمان مل کر حملہ آور ہوئے اور ہرمزان کے بخیے اُدھیڑ کر رکھ دئے۔ ہرمزان کو پکڑ کر لایا گیا مگر پھر اس نے صلح کی درخواست کی جو پھر قبول کرلی گئی۔ اس کے بعد حضرت سیدنا حرقوص بن زہیر السعدی رضی اللہ تعالی عنہ کو اس علاقے کا حاکم بنادیا گیا۔ ۳۷ھ میں حضرت سیدنا حرقوص بن زہیر السعدی رضی اللہ تعالی عنہ کو شہید کردیا گیا۔

Marfat.com

حضرت سیدنا نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہ

آپ وہی ہیں جن کو حضرت فاروق اعظم قتل کرنا چاہتے تھے مگر خود بہن سے کلام الٰہی سن کر مسلمان ہو گئے۔ حضرت سیدنا نعیم بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جری بہادر اور نڈر سالار تھے۔

معرکہ نہاوند میں جب اسلامی سالار حضرت نعمانؓ شہید ہو گئے عنقریب تھا کہ اسلامی علم گرتا حضرت سیدنا نعیم بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوڑ کر علم اٹھالیا اور حضرت حذیفہؓ کے ہاتھ میں دے دیا۔ لڑائی اس وقت زوروں پر تھی۔ آپؓ کی فراست سے اہل اسلام کے حوصلے بلند ہوئے، شام ڈھل رہی تھی۔ یہ شام کفار کے لئے موت کا پیغام لے کر آئی تھی۔ ایرانی اپنے ہی جال میں پھنس گئے، وہ گوکھڑوں جو مسلمانوں کے لئے لگائے گئے تھے۔ ایرانی خود اس میں پھنس گئے۔ اس کے بعد جو خندق مسلمانوں کے لئے بنی تھی ایرانی خود اس کا لقمہ بن گئے اور اللہ نے اسلامی لشکر کو فتح دی۔

جب حضرت حذیفہؓ شہید ہو گئے تو اسلامی فوج کے کمانڈر حضرت سیدنا نعیم بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن گئے۔ اس کے بعد خلیفہ کے حکم سے حضرت سیدنا نعیم بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمدان کی طرف قدم اُٹھائے۔ اہل ہمدان نے موت سے ڈر کر صلح کر لی۔ اس کے بعد اسلامی لشکر ایک اور منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔ رئی پر حضرت سیدنا نعیم بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حملہ کر دیا۔ کافی تگ و دو کے بعد اللہ نے رئی کا دروازہ اہل اسلام کیلئے کھول دیا۔ اس کے بعد آپؓ گوشہ تنہائی میں چلے گئے اور ۵۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ (ابن اثیر)

Marfat.com

حضرت سیدنا سلمی بن قین رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا سلمی بن قین رضی اللہ تعالی عنہ بڑے بہادر اور جری صحابی تھے۔ آپؓ نے ہجرت سے قبل اسلام قبول کیا اور ہجرت مدینہ میں بھی حصہ لیا۔ اس کے بعد آپؓ بصریٰ میں منتقل ہو گئے اور وہاں پر رہنے لگے۔ خلیفہ اول کے دور میں آپؓ کوئی بڑا کام نہ کر سکے اور خلیفہ دوم کے زمانے میں آپؓ کو اہل فارس سے جنگ کرنے کے لئے خوزستان بھیجا گیا۔ آپؓ اپنی بہادری اور جنگی چالوں کی مدد سے ایرانیوں کو ناکوں چنے چبوائے۔

نہاوند کا محاذ کھلا ہوا ہے۔ اسلامی فوجیں اللہ کے دشمنوں سے برسر پیکار ہیں۔ ایسے میں خلیفہ کا حکم آتا ہے۔ اے حضرت سیدنا سلمی بن قین رضی اللہ تعالی عنہ! دشمن کو مصروف رکھو تاکہ وہ ہمارے خلاف کمک حاصل کرنے سے باز رہے۔ اسلامی لشکر فارسیوں کو خوب سبق سکھا رہے ہیں۔ حضرت سیدنا سلمی بن قیس رضی اللہ تعالی عنہ کی بروقت کارروائیوں سے دشمن کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ اپنی ساتھیوں سے امداد کے خیال سے آزاد ہی رہا۔ اس کے بعد آپ گوشہ تنہائی میں چلے گئے اور آپؓ کا وصال اسی تنہائی میں ہوا۔

Marfat.com

حضرت سیدنا حرملہ بن ریط رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا حرملہ بن ریط رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایران کے خلاف اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ حضرت عتبہ نے جب ایرانیوں کے خلاف کمک کی اپیل کی تو حضرت سیدنا حرملہ بن ریط رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک دستہ دے کر امداد کے لئے بھیجا۔ حضرت سیدنا حرملہ بن ریط رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس جگہ آ کر اترے جہاں فارسی لشکر جمع ہو رہا تھا۔ اور ان کے لشکر کو تتر بتر کر دیا اگر آپؓ لیٹ ہو جاتے تو یہ لشکر مسلمانوں کے لئے کوئی بڑا مسئلہ پیدا کر سکتا تھا۔ ایسے میں ہرمزان نے چالبازی سے اپنی قوم کو بچانے کی کوشش کی مگر حضرت سیدنا حرملہ بن ریط رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے بہادروں نے اس کی ایک نہ چلنے دی۔

نہاوند کی لڑائی میں خلیفہ نے آپ کو فارس اور اہواز کے درمیان رہنے کا حکم دیا تا کہ ادھر سے دشمن کو سیل کیا جا سکے۔ اس طرح سے حضرت سیدنا حرملہ بن ریط رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دشمن کو اپنی فوجوں کی مدد کرنے اور مسلمانوں کے خلاف کارروائی سے روکنا تھا۔ اسی دوران کہیں آپؓ شہید ہو گئے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ تعالی عنہ ثقیف کے رہنے والے ہیں۔آپؓ کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔آپ نے ابتدائی دنوں میں اسلام قبول کیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو خلیفہ نے بنو ثقیف کے مانعین زکوٰۃ کے خلاف حضرت سیدنا عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ تعالی عنہ کو کارروائی کے لئے بھیجا۔آپ نے بنو ثقیف کو ہر طرح کے فتنے سے بچے رہنے کا درس دیا۔عہد فاروقی میں بھی آپؓ طائف کے والی رہے۔۱۵ھ میں خلیفہ نے حضرت سیدنا عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ تعالی عنہ کو بحرین اور عمان کا والی مقرر کر دیا۔

حضرت سیدنا عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ تعالی عنہ نے خلیج فارس کو عبور کر کے فارس پر قبضہ کر لیا۔آپؓ کے حملوں نے ایرانیوں کی کمر توڑ کر رکھ دی تھی۔نہاوند کی فتح میں آپؓ نے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔اصطخر کی بار بار بغاوت کو آپؓ نے اپنی دور اندیشی سے ٹھنڈا کیا۔۵۵ھ میں آپؓ کا وصال ہوا۔

Marfat.com

حضرت سیدنا ساریہ بن زنیم کنزنی رضی اللہ عنہ

مسجد نبوی ﷺ میں عید کا سماں ہے۔ جمعۃ المبارک کا لمحہ ہے۔ خطبہ دیا جا رہا ہے حاکم اسلام حضرت فارق اعظم منبر رسول ﷺ پر ہیں۔ میدان جنگ کا ذکر ہو رہا ہے۔ ادھر سے حکم ہو رہا ہے۔ اے اسلامی لشکر کے سالار کھلے میدان سے بچو! پہاڑ کی طرف ہٹ جاؤ۔ اس میں بھلائی ہے۔ اس سے پیشتر کہ لوگ سوال کرتے خلیفہ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ کی فوجیں اہل اسلام کی مدد کے لئے ہوتی ہیں شائد یہاں اللہ کا کوئی دستہ موجود ہو اور میرا یہ پیغام ان تک پہنچا دے۔ اسلامی لشکر اب ایک کھلے میدان میں ہے اور عقب خالی ہے ادھر سے دشمن کے حملے کا ڈر ہے۔

خلیفہ مسجد نبوی سے کسی کی رہنمائی فرما رہے ہیں وہ اسلامی فوج کے سلار ہیں آ کا نام حضرت سیدنا ساریہ بن زنیم کنزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ ادھر خلیفہ کی منہ سے حکم نکلا ادھر حضرت سیدنا ساریہ بن زنیم کنزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمل کیا اور اپنی فوج کو ایک پہاڑ کے دامن میں لے گئے جہاں سے ان کی پشت محفوظ ہوگئی۔ بس اتنا ہونا تھا کہ اسلامی تلواریں تڑپ کر میانوں سے نکل آئیں اور ایرانیوں کے سروں پر برسنے لگیں۔ اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی۔ جب قاصد فتح کی خوشخبری لے کر خلیفہ کی خدمت میں آیا تو لوگوں نے اس کو گھیر لیا کہ نماز جمعہ کے وقت آپ لوگوں نے کس کی آوازیں سنیں؟

وہ آوازیں خلیفہؓ کی تھیں۔ یہ کامیابیاں حقیقت میں خلیفہ کی دور اندیشی اور

Marfat.com

اللہ کی خصوصی کرم نوازیوں سے حاصل ہوئیں۔اس لئے مسلم سالاروں کے اخلاق بلند اور اعلیٰ تر تھے۔

(نوٹ): یا ساریۃ الجبل والا مذکورہ واقعہ کی سند کمزور ہے۔

حضرت سیدنا ساریہ بن زنیم کنزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ساریہ تعلق کنانہ قبیلے سے تھا۔فتح مکہ کے وقت آپ نے اپنے بھائی کے ہمراہ اسلام قبول کیا۔ایرانیوں کے خلاف آپؓ کی تلوار نے جو ہر دکھائے اور انہی کے خلاف اللہ نے جنت کی طرف بلا لیا۔

Marfat.com

حضرت سیدنا سراقہ بن عمرو رضی اللہ عنہ

ایک صبح قریش مکہ سخت اضطراب میں تھے وہ خوف و دہشت میں ادھر ادھر گھوم رہے تھے کہ ایک صدا آئی کہ محمد ﷺ مکہ سے چلے گئے ہیں۔ قریش مکہ اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے کیونکہ انہوں نے سخت احتیاط کے ساتھ در رسول کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ وہ تمام مسلمانوں کے گھروں میں گئے ہوسکتا ہے محمد ﷺ کہیں کسی صحابی کے گھر میں موجود ہوں۔ ابو جہل حضرت ابو بکر صدیقؓ کے گھر بھی گئے انہوں نے ننھی اسماءؓ کے چہرہ مبارک پر تھپڑ بھی مارا تاکہ اس ننھی سے اس کے والد گرامی اور محمد ﷺ کا حال معلوم ہو سکے۔ اب کفار مکہ ہر سمت میں بھاگ دوڑ میں مصروف تھے کہ کہیں سے محمد ﷺ کا وجود پاک مل جائے۔ اسی اثناء میں کفار مکہ ثور کی گھاٹی تک بھی آگئے مگر اللہ نے اپنی جناب سے ان کو وہاں سے موڑ دیا۔ جب ہر طرف سے اہل مکہ مایوس ہو گئے کہ محمد ﷺ مکہ میں نہیں ہیں تو انہوں نے یہ اعلان کر دیا کہ جو آدمی محمد ﷺ کو زندہ یا مردہ حالت میں سرداران مکہ کے سامنے پیش کرے گا اس کو سو اونٹ بطور انعام میں دیئے جائیں گے۔

سراقہ نامی ایک آدمی اپنے بنو مدلج قبیلہ کی ایک محفل میں قدید کے مقام پر بیٹھا تھا۔ اس دوران اس کو علم ہوا کہ قریش نے ایک بہت بڑے انعام کا اعلان کیا ہے یہ انعام کا سنتے ہی اس کے دل میں انعام کا لالچ اٹھ بیٹھا۔ اس سے پہلے کہ سراقہ اٹھتا ایک آدمی اس محفل میں آیا کہا کہ میں نے تین آدمیوں کو یہاں سے جاتے دیکھا ہے اور

Marfat.com

میرا خیال ہے کہ یہ محمد ﷺ ہی تھے۔ مگر سراقہ نے اس کی بات کو ٹال دیا تا کہ وہ خود جا کر محمد ﷺ کو قیدی بنائے اور ایک بڑا انعام حاصل کر لے۔ اس نے اطلاع دینے والے سے کہا کہ وہ تو فلاں قبیلہ کے آدمی ہیں اور مجھے ان کا نام بھی معلوم ہے ان کی اونٹنی گم گئی ہے وہ اپنی اونٹنی تلاش کرنے کے سلسلے میں پھر رہے ہیں۔ یہ سن کر اطلاع دینے والا خاموش ہو گیا۔ سراقہ کا بھی یہی مقصد تھا کہ وہ آدمی کسی اور کے سامنے محمد ﷺ کا ذکر نہ کرے۔ ادھر سے سراقہ اٹھ کر گھر گیا۔ اس نے اپنے غلام کو کہا کہ اس کا سامان تیار کر کے لے آئے اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی لونڈی سے کہا کہ میرا گھوڑا فلاں وادی کے نشیبی علاقے میں لے جائے اور میں آ رہا ہے۔ ادھر سے سراقہ چھپتا چھپاتا اپنے گھوڑے اور سامان کے پاس گیا اور سامان حرب لگا کر اپنے گھوڑے پر بیٹھ گیا۔

سراقہ اپنے قبیلے کا ایک نامور سردار تھا۔ وہ بڑا بہادر اور جری مانا جاتا تھا۔ وہ بڑا قیافہ شناس، مشکلات میں ڈٹ جانے والا اور جنگی امور کا ایک ماہر شہسوار تھا۔ ادھر سے سراقہ نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور محمد ﷺ کے قافلے کی طرف کھوج لگاتا ہوا اپنی مستی میں جا رہا تھا۔ کبھی اس کا خیال انعام کی طرف جاتا اور کبھی کسی اور خیال میں گم ہو جاتا۔ پھر سوچتا کہ اگر میں نے محمد ﷺ کو قید کر لیا تو لوگ مجھے بہت بڑا بہادر خیال کریں گے۔ اور ہر طرف میری بہادری کے ڈنکے بجیں گے۔ وہ اپنی منزل کی طرف جا رہا تھا کہ اچانک اس کے گھوڑے کو ٹھوکر لگی اور ہنستا مسکراتا سراقہ گھوڑے کی پیٹھ سے زمین پر آ رہا۔ اس نے اپنے کپڑوں کو جھاڑا اور گھوڑے کو بکواس سنائی اور پھر گھوڑے کی پشت پر جا بیٹھا۔ ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ پھر گھوڑے کو ٹھوکر لگی اور کچھ زیادہ شدت سے وہ زمین پر آ رہا۔ مگر سو اونٹ کا لالچ اس کو لوٹنے نہیں دے رہا تھا۔ اٹھا اور پھر اپنے گھوڑے پر جا بیٹھا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا اس کے سامنے دو جہاں کا سردار اپنی اونٹنی پر سوار ہے اور منازل کی طرف بڑھ رہا ہے۔ یہ دیکھ کر اس کے منہ میں پانی آ گیا کہ بس اب میں سو اونٹوں کا انعام حاصل کر لوں گا۔ ادھر انعام بھی ملے گا اور اُدھر میری بہادری کے ڈنکے بھی بجیں گے۔

Marfat.com

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ ﷺ کے حبیبؓ اپنی منزل کی طرف رواں تھے کہ سرِ راہ ایک سراقہ اپنے گھوڑے سے گرتا اور سوار ہوتا ادھر آدھمکا۔ اس نے جب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قافلے کو دیکھا تو بڑا خوش ہوا کیونکہ آج اس کی تو قسمت سنور گئی ادھر سراقہ اونٹ کا انعام حاصل کرنا چاہ رہا ہے ادھر اللہ کا رسول ﷺ اس کو فارس کے کنگن پہنانے کی خوشخبری دینا چاہتا ہے مگر وہ سو اونٹ انعام میں لینا چاہتا ہے۔ سراقہ اگر محمد ﷺ کو قیدی کر لیتا ہے تب بھی اسے انعام ملے گا۔ اگر آپ ﷺ کا ساتھی بن جاتا ہے تب بھی انعام۔ مگر اللہ نے اس کی قسمت میں کنگن لکھ دیئے ہیں بھلا وہ اونٹ کیسے لے سکتا ہے۔

سراقہ نے ایڑ لگا کر محمد ﷺ کو پکڑنے کی کوشش کی مگر اس کے گھوڑے کو ٹھوکر لگی اور وہ نیچے گر گیا۔ پھر دوبارہ گھوڑے پر چڑھا۔ پھر گر گیا۔ پھر چڑھا اور اپنے ترکش سے تیر نکال کر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نشانہ بنانے لگا۔ پھر اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ ایک جھٹکے سے زین سے گر پڑا۔ اس کا ضمیر اس کو بڑی بری طرح ملامت کر رہا تھا۔ سراقہ نے اپنے تیر پھینک دیئے اور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معافی مانگنے لگا۔ رحمدل رسول ﷺ نے اس کو معاف کر دیا۔ جب سراقہ اتر کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے سراقہ اس وقت تیری کیا شان ہوگی جب تجھے کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ جو عام لوگوں کی نظر میں ناممکن تھا۔ پھر اللہ جل شانہ نے کرم فرمایا اور حضرت فاروق اعظمؓ کا عدل دنیا میں پھیلایا جس کی وجہ سے اللہ نے ایران مسلمانوں کی جھولی میں ڈال دیا۔ کسریٰ کے ملک سے مال غنیمت خلیفہ کے قدموں میں ڈال دیا گیا۔ خوش قسمتی سے اس مال میں کسریٰ کے کنگن تھے۔ جب یہ مال تقسیم ہونے لگا تو حضرت سراقہؓ کے حصے میں وہی کنگن آئے جن کی بشارت رسول اللہ ﷺ نے ایک عرصہ قبل دی تھی۔ کہاں کسرئ کے کنگن اور کہاں سراقہ کے مبارک ہاتھ۔ اس کنگن کو وصول کر کے چند سال زندہ رہے اور وصال فرما گئے۔ (بیہقی)

Marfat.com

سراقہ نے معافی نامے کے لکھنے کی درخواست کی تو حضرت ابوبکرؓ کے غلام نے چمڑے کے ٹکڑے پر اس کو معافی نامہ لکھ کر دیا۔ ﴿محمد زرقانی۔ج،اص ۳۱۹﴾

یہ خوشخبری لے کر سراقہ واپس پلٹ گیا اور اپنے قبیلے میں جب پہنچا تو اس نے دیکھا کہ ہر طرف محمد ﷺ کی تلاش جاری ہے تو اس نے کہا کہ ادھر محمد نہیں ہے اس کی تلاش کرنا بے سود ہے۔ اب تم بھی لوٹ جاؤ میں نے محمد ﷺ کی تلاش میں اس علاقے کا چپہ چپہ چھان مارا ہے۔ یہاں محمد ﷺ نہیں آیا اور نہ ہی آسکتا ہے۔ اس نے اس بات کو چھپا کر رکھا کہ وہ محمد ﷺ سے بات کر کے آرہا ہے۔ جب اس کو یقین ہو گیا کہ محمد ﷺ مکہ سے نکل کر محفوظ مقام پر پہنچ گئے ہیں تو اس نے اس بات کا انکشاف کیا کہ محمد ﷺ سے میری ملاقات ہوئی ہے یہ سن کر ابوجہل نے اس کو سخت سست کہا تو اس نے جواب دیا کہ اے ابوالحکم اگر تم وہ وقت دیکھ لیتے تو اس بات کا اقرار کرنے میں دیر نہ کرتے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں

رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے کمال عطا فرمایا۔ وہی محمد ﷺ جو ایک بار مکہ سے چھپ کر گیا تھا اب ایک بڑے لشکر کے ہمراہ مکہ میں آیا۔ اہل مکہ کی کثیر تعداد نے اسلام قبول کیا۔ سراقہ کے دل میں بھی اسلام قبول کرنے کی تڑپ روشن ہوئی تو وہ اپنے گھوڑے پر چڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے آگے بڑھا اس کے پاس وہ معافی نامہ تھا جو ہجرت کے وقت رسول اللہ ﷺ نے اس کو عطا فرمایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ جعرانہ میں قیام پذیر تھے آپ ﷺ کے گرد انصار کی ایک جماعت موجود تھی۔ سراقہ اس جماعت کو چیرتا ہوا محمد ﷺ کے سامنے گیا اس نے وہ معافی نامہ فضا میں بلند کرتے ہوئے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ میں سراقہ ہوں اور یہ وہ معافی نامہ جو آپ ﷺ نے مجھے قدیر کے علاقے کے نواح میں دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کی آواز کو سن کو اس کو آگے آنے کا کہا۔ اس کے ساتھ ہی سراقہ بن جعشم کو اللہ نے صحابی کے خطاب سے نواز دیا۔ حضرت سیدنا سراقہ بن

Marfat.com

عمرو رضی اللہ تعالی عنہ کے اسلام کے چند ماہ بعد رسول اللہ ﷺ کا وصال شریف ہو گیا۔ وصال رسول ﷺ کے موقع پر حضرت سیدنا سراقہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ بڑا افسردہ تھے مگر ان کے کانوں میں رسول اللہ ﷺ کی وہ بات گونج رہی تھی کہ تم کو کنگن پہنائے جائیں گے۔

اللہ کے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا اور اسلامی حکومت کی سالار جدھر جاتے کامیابی ان کا مقدر بن جاتی تھی۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا زمانہ اختتام کو ہونے کو آیا ہے ایک قاصد ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اس کے پاس کسری کی فتح کا مژدہ تھا اس کے علاوہ اس نے خلیفہ کی خدمت میں مال غنیمت پیش کیا۔ خلیفہ کے سامنے کسری کا تاج، اس کے کپڑے اور کنگن پیش کئے گئے اس سارے سامان کو دیکھ کر خلیفہ نے کہا کہ وہ لوگ بڑے ایماندار ہیں جنہوں نے یہ سارا مال ایمانداری سے ہمارے پاس بھیجا اس وقت حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ وہاں موجود تھے انہوں نے کہا کہ سیدنا آپ بھی تو لوگوں سے انصاف کرتے ہیں۔ خلیفہ نے حضرت سیدنا سراقہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ کو بلانے کا حکم دیا جب وہ آ گیا تو خلیفہ نے اپنے دست مبارک سے کسری کا کرتہ اس کا تمام لباس، کسری کا پٹکا، کسری کا شاہی تاج، کسری کی تلوار، کسری کے دوسرے ہتھیار اور کسری کے کنگن جی ہاں وہ کنگن جن کی خوشخبری سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سراقہ کو چوبیس سال پہلے دی تھی۔ خلیفہ نے اپنے ہاتھوں سے اس کو پہنائے۔ ہر طرف سے اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدائیں آنے لگیں۔ ﴿الاستیعاب، ج۔ص ۵۹۷﴾

پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ واہ واہ خدا کی شان بنی مدلج کا ایک بدو جس کے سر پر کسری کا شاہی تاج ہے اور اس کے ہاتھوں میں اس کے کنگن ...... پھر خلیفہ نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

Marfat.com

حضرت سیدنا حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت عبدالرحمٰن ہے آپؓ کے والد کا نام مسلم بن مالک تھا جو کہ قریشی تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں حضرت سیدنا حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت چھوٹے تھے۔ اور صرف ایک جنگ میں والد کے ساتھ حصہ لیا۔ صدیقیؓ دور میں بھی کوئی نمایاں کام نہ کر سکے۔ فاروقیؓ دور اسلامی فتوحات کا دور تھا۔ عثمانیؓ دور میں آپ کو عیسائیوں کے خلاف سالار بنا کر بھیجا گیا۔

آپؓ نے عیسائیوں کو شکست دی اتنے میں خلیفہ کو شہید کر دیا گیا۔ آپ وہاں ہی رک گئے۔ حضرت امیر معاویہ آپؓ کو اکثر رومیوں کے خلاف بھیجا کرتے تھے۔ حضرت سیدنا حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاتح آرمیا کہا جاتا ہے۔ ۴۲ھ میں آپؓ نے آرمیاء میں وصال پایا اور وہاں ہی دفن ہیں۔ (ابن اثیر)

Marfat.com

حضرت سیدنا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ

مکہ فتح ہو چکا ہے۔ عام معافی کا اعلان ہے مگر چند آدمیوں کی موت کا حکم دربار مصطفےٰ ﷺ سے ہو چکا ہے ان کو کوئی قتل ہونے سے نہیں بچا سکتا ان میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کا نام بھی شامل ہے ان کے لیے حکم ہے کہ اگر وہ خانہ کعبہ کا پردہ بھی تھامے ہو تو اس کو قتل کر دو۔ یہ سنکر اس جوان نے کہا کہ اب موت یقینی ہے۔ موت کا پروانہ کسی وقت بھی مل سکتا ہے۔ آپ نے جب یہ خیال کیا کہ حضرت عثمانؓ ان کے رضاعی بھائی ہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے خاص صحابی ہیں چلو ان سے ملیں۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح چھپتا چھپاتا ان کے گھر آیا۔

حضرت عثمانؓ کے ساتھ دیکھ کر کئی مسلمان اسے قتل کرنے پر لپکے مگر ایک مسلمان کی امان میں پا کر ہٹ گئے۔ یہ دربار حبیب ﷺ ہے یہاں ہر کسی کی سنی جاتی ہے۔ یہاں بلا رنگ و نسل کے امتیاز کے انصاف ملتا ہے۔ مقدمہ زندگی حضرت عثمانؓ نے پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے پھر عرض کیا۔ رسول اللہ خاموش رہے۔ پھر درخواست کی۔ اللہ کے حبیب ﷺ کے لب مبارک تھرتھرائے گویا بجلی کوندی ہو......

امان ہے امان ہے...... امان حاصل کر کے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کا چہرہ خوشی سے تمتمانے لگا اب وہ حضرت سیدنا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن چکے تھے۔ عہد صدیقیؓ میں مصر کی لڑائی میں آپؓ نے بڑی بہادری دکھائی۔ فاروقی دور میں بھی مصر پر آپؓ حملہ آور رہے۔ عثمانی دور میں جب مصر کی آمدن کم ہو گئی تو خلیفہ نے

Marfat.com

سوچ بچار کرنے کے بعد گورنر کو معزول کر کے حضرت سیدنا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مصر کا گورنر بنا دیا۔

ایک عرصہ بعد رومیوں نے سازش کر کے قیصر سے مصر پر حملہ کروایا۔ جس میں حضرت سیدنا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شکست کھانا پڑی مگر اہل اسلام نے چند دنوں میں مصر پر دوبارہ قبضہ کر لیا اور قیصر کو ناکوں چنے چبوائے۔ ۲۶ھ میں جب مسلمانوں نے افریقہ فتح کیا تو دشمن مل کر مسلمانوں سے معرکہ آرائی پر آمادہ ہوئے۔ ایسے میں حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے ساتھ مل کر حضرت سیدنا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دشمن کے ساتھ گھمسان کی لڑائی لڑی اور دشمن اسلام کو سمندر کی تہوں میں اتار دیا۔

جب حضرت علی کے دور میں مسلمانوں کی صفوں میں انتشار آیا تو آپ کو بہت دکھ ہوا۔ ایک مسجد میں آپ نماز ادا کر رہے ہیں۔ سلام پھیرا تو حضرت عزرائیلؑ نے دعا کی فرصت نہ دی۔ اور اسی حالت میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ نے حالت نماز میں اپنے پاس بلا لیا۔ یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے، یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ھ میں پیدا ہوئے۔ آپؓ کا تعلق ایک امیر کبیر خاندان سے تھا۔ ماں کا نام ام کلثوم تھا۔ باپ کا نام عاص تھا۔ بدر کی لڑائی میں حضرت سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یتیم کیا تھا۔ فتح مکہ کے وقت آپ کے خاندان نے اسلام کا طوق اپنے گلے میں ڈالا۔

عہد عثمانیؓ میں آپ نے اپنی بہادری کے کارہائے نمایاں سرانجام دئے۔ خلیفہ نے ۲۵ ھ میں کابل پر حملہ کے لئے حضرت سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پسند فرمایا۔ آپؓ اٹھے اور کابل غزنی کو فتح کر کے ہندوستان کی چوکھٹ پر اسلام کی دستک دی۔ ۲۹ ھ میں حضرت سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ کا گورنر بنا دیا گیا۔ ۳۰ ھ میں طبرستان پر آپؓ نے فوج کشی کی۔ خلیفہ نے کسی مصلحت کی وجہ سے حضرت سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امارت سے معزول کر دیا مگر آپ نے اسلام کی خدمت جاری رکھی۔ حضرت امیر معاویہؓ نے آپؓ کو مدینہ کا گورنر بنایا۔ ۵۹ ھ میں حضرت سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ خالق حقیقی سے ملاقات کے لئے چلے گئے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ کا نام سعاد بنت قیس بن مجلد تھا۔ آپ کے والد کا نام قیس تھا۔ آپؓ بڑے بہادر اور جری تھے آپؓ نے اسلام کی خاطر بہت سی لڑائیوں میں حصہ لیا۔ جب اسلامی فوج نے بحری بیڑہ بنایا تھا اس کے کام میں حضرت سیدنا عبداللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔ قبرص کی فتح میں آپؓ نے اپنا مرکزی کردار ادا کیا۔ آپؓ نے کم وبیش ۵۰ لڑائیوں میں حصہ لیا۔ ۲۸ھ میں جب آپؓ بلاد سواحل میں مقیم تھے شہید کر دیئے گئے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرۃ

اللہ نے اپنا کیا ہوا وعدہ پورا کیا اور مکہ کو مسلمانوں کی جھولی میں ڈال دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے جیالے رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں اللہ کے گھر کو بتوں سے پاک کرر ہے ہیں۔لوگ جوق در جوق اسلام کے نورانی محور میں شامل ہورہے ہیں اس وقت رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک آدمی حاضر ہوا وہ دیکھنے میں بڑا مجاہد اور بہادر لگ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تمھارا نام کیا ہے تو اس نے بتایا کہ میرا نام عبدالکعبہ ہے۔رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ آج سے تمھارا نام عبدالرحمٰن ہے۔ اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا اے عبدالرحمٰن کبھی دنیا اور مال دولت حاصل کرنے کی طلب نہ کرنا۔حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی پوری زندگی میں ان چیزوں کی کبھی طلب نہ کی۔

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبدالکعبہ تھا۔آپؓ کی کنیت ابوسعید تھی والدہ کا نام حارثہ تھا۔فتح مکہ کے وقت اسلام قبول کیا۔غزوہ تبوک میں آپؓ نے حصہ لیا۔وصال مصطفی ﷺ کے بعد آپؓ نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کیا۔فاروقی دور میں بھی آپ میدان جنگ میں نظر آئے۔عثمانی دور میں بجستان، کابل، رزان، اور خواش کی طرف آپؓ نے پیش قدمی کی۔اس وقت آپؓ اسلامی فوج کے سالار تھے۔آپؓ کی فوج میں آٹھ ہزار سربکف مجاہد تھے۔آپ نے اپنے فرائض خوش اسلوبی سے ادا کئے۔یہاں سے فارغ ہو کر آپؓ نے غزنہ کی طرف یلغار کی اور

Marfat.com

ان کے سارے کس بل نکال کو ان پر قبضہ کرلیا۔ خلیفہ نے آپ کو بجستان کا امیر بنا دیا۔
۴۶ھ میں امیر معاویہ نے آپؓ کو نامعلوم وجوہات کی بنا پر امارت سے معزول کر دیا۔
۵۰ھ میں آپؓ کا وصال بصریٰ میں ہوا۔ وہاں پر ہی آپؓ مدفون ہوئے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ

ایک آدمی جس کو اللہ نے ایک بیماری میں مبتلا کر رکھا تھا۔ وہ اللہ سے دعا کر رہا تھا کہ اے اللہ مجھ کو موت دیدے۔ اس پر ایک سننے والے نے کہا۔ اے اللہ کے بندے تو موت کی دعا کیوں کر رہا ہے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ لوگوں کو کسی مصیبت کی وجہ سے موت کی تمنا نہیں کرنی چاہیئے۔ اس نے کہا کہ میں نے ایسا سنا ہے۔ لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ چھ چیزوں کے دیکھنے سے پہلے میں اس دنیا کو چھوڑ جاؤں۔ سوال کرنے والے نے کہا کہ وہ کونسی چھ چیزیں ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ جب پولیس کی کثرت ہو مگر انصاف نام کی کوئی چیز نہ ہو۔ نوعمر لڑکوں کی حکومت ہو۔ خون ریزی، قطع رحمی قرآن پاک سے دوری ہو تو اس وقت جینے کا کیا فائدہ۔ سننے والا بڑے غور سے باتیں سن رہا تھا اور تعجب بھی کر رہا تھا۔ وہ آدمی جو جواب دے رہا تھا اس کا نام حضرت سیدنا حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ تعالی عنہ تھا آپؓ اس وقت خراسان کے گورنر تھے۔

حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے سوتیلے بھائی کو حکم دیا کہ ایک ایسا آدمی تلاش کر کے لاؤ کہ فیصلہ کرنے میں اپنا ثانی نہ رکھتا ہو۔ جب اس نے یہ سنا تو بغیر سوچے حضرت سیدنا حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ تعالی عنہ کو اپنے ساتھ لے کر دارالحکومت میں آ گیا۔ اور اپنے بھائی کے سامنے بے ساختہ کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا صحابی ہے اور میرے نزدیک اس سے بڑا کوئی منصف نہیں ہو سکتا۔ حضرت سیدنا حکم بن عمرو غفاری

Marfat.com

رضی اللہ تعالی عنہ کو کسی دنیاوی رتبے کی ضرورت نہیں تھی مگر جہاد کی غرض سے امارت قبول کرلیا کرتے تھے۔ جہاں کہیں بغاوت کی اطلاع ملتی آپؓ وہاں جاتے اور اپنے عدل سے امن وامان قائم کردیتے۔

حضرت سیدنا حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ قبول اسلام کے بعد آپ مدینہ سے بصری چلے گئے۔۔ خلفائے راشدین کے دور میں آپؓ نے دوسرے اصحاب کی طرح اسلام کی سربلندی کے لئے کئی بار اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کی جرات کی۔ جنگ صفین میں آپؓ نے خاموشی اختیار کی۔ ابن زیاد نے آپؓ کو خراسان پر لشکر کشی کا حکم دیا۔ خراشان کی فتح کے بعد آپؓ کو خراسان کا گورنر بنادیا گیا۔ ۴۶ھ میں گور کے لوگوں نے بغاوت کردی۔ اس بغاوت کو آپؓ نے فوراً ٹھنڈا کردیا۔ ۵۰ھ میں آپؓ کا وصال ہوا۔ مرو میں حضرت سیدنا حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ تعالی عنہ مدفون ہوئے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا سعید بن عثمان رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا سعید بن عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے والد کا نام حضرت عثمانؓ تھا ، والدہ کا نام فاطمہ تھا۔غزوہ بدر میں آپؓ نے شرکت کی۔ حضرت سیدنا سعید بن عثمان رضی اللہ تعالی عنہ اول اسلام لانے والوں میں شامل تھے۔آپؓ نے اسلام کا ابتدائی زمانہ بھی دیکھا تھا۔

امیر معاویہ کے دور میں آپؓ کو سالار بنایا گیا۔حضرت سیدنا سعید بن عثمان رضی اللہ تعالی عنہ اپنے دستے کو لے کر ترکستان کی طرف گئے۔ راستے میں دریائے جیحوں پڑتا تھا جس کا پانی بہت تیزی سے بہتا تھا۔مگر اللہ کے سپاہیوں کے راستے میں کوئی چیز حائل نہ ہوئی۔آپؓ کی فوج نے اللہ کا نام لے کر دریائے تند و تیز میں اپنا قدم رکھا اور اس کو پار کرلیا۔دریا پار کر کے اپنے ازلی دشمن قبق خاتون کو شکست دی۔ حضرت سیدنا سعید بن عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے ترکستان پر فوج کشی کی۔ بخارا، سمرقند آپؓ نے فتح کیا۔جب آپؓ سمرقند پر حملہ کر رہے تھے تو اہل سمرقند نے تیروں کی بارش کردی۔ان تیروں میں سے ایک تیر حضرت سیدنا سعید بن عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی آنکھ پر بھی آکر لگا اور اس زخم سے آپ کو بہت تکلیف ہوئی۔آپؓ کا محاصرہ طویل ہوگیا۔ اس طرح حضرت سیدنا سعید بن عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے اللہ سے مدد کی درخواست کی کہ مجھے اس حال میں مدد کی ضرورت ہے اللہ نے اپنی جناب سے ایک آدمی بھیجا جس نے قلعے کا راستہ بتایا۔اس طرح آپؓ فاتح بن کر قلعے میں داخل ہوئے۔راستہ

Marfat.com

معلوم کر کے حضرت سیدنا سعید بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آدمی کا شکریہ ادا کیا وہ آدمی اپنی منزل کی طرف چلا گیا۔ اس طرح ایک مرد مجاہد جو دشمنوں کی صفوں میں زلزلے پیدا کر دیا کرتا تھا اس فتح کے بعد تیر والا زخم ہرا ہونے کی وجہ سے شہید ہو گئے۔ (طبقات ابن سعد)

Marfat.com

حضرت سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالی عنہ کے والد کا نام عبید بن ناقد تھا۔ آپؓ بڑے بہادر اور جری تھے۔ آپؓ کا والد اپنے قبیلے کا سردار تھا۔ غزوہ خیبر میں آپؓ نے حصہ لیا اس کے علاوہ تمام جنگوں میں آپؓ شامل تھے۔ بیعت رضوان میں آپؓ شامل تھے۔ آپؓ بڑے بہادر اور نڈر مجاہد تھے۔ آپؓ کی جنگی حکمت عملیوں نے آپؓ کو دوام دیا۔ اللہ نے آپؓ کی محنت سے آپؓ کو مصر کی حکومت دے دی تھی۔ ایک دن آپؓ تشریف فرما تھے۔ پاؤں برہنہ تھے، سر کے بال کنگھی سے ناآشنا تھے۔ ایسے میں ایک آدمی آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کا خیال تھا کہ حضرت سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالی عنہ صحابی رسول ﷺ ہیں وہاں سے رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث سننے کو مل جائے گی۔ مگر جب اس نے اس حالت میں دیکھا تو حیران رہ گیا۔ اس کے وہم و گمان میں نہ تھا کہ مصر کا حاکم اس حالت میں بیٹھا ہوگا۔

اس آدمی نے آکر عرض کی کہ امیر مصر ہو کر یہ حالت کیا ہے؟

اس فقرے کے ایک ایک لفظ سے حیرانگی ٹپک رہی تھی۔

حضرت سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالی عنہ اس سے ہمکلام ہوئے اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تن آسانی فضول بناؤ سنگھار سے منع فرمایا ہے۔ مزید برآں کبھی کبھی ننگے پاؤں رہنے میں بھی بہتری ہے۔ یہ حدیث سن کر اس آدمی کی تشفی ہوئی۔

Marfat.com

اس نے پھر آپؓ سے گذارش کی کہ وہ کس مقصد کے لئے آیا ہے۔ حضرت سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے احکامات پر سختی سے کاربند رہتے تھے اور لوگوں کو رکھتے تھے۔ ایوان حکومت میں رہنے کے باوجود علم و عرفان کی محفلیں لگوایا کرتے تھے۔

حضرت سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد محترم اپنے قبیلے کے سردار اور بڑے پہلوان تھے۔ آپ کے علاقے میں گھوڑ دوڑ ہوا کرتی تھی۔ اس کو ہر مرتبہ آپؓ کے والد صاحب جیتا کرتے تھے۔ گویا بہادری اور جرات آپؓ کو وراثت میں ملی تھی۔ حضرت سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے دیانت دار تھے ایک مرتبہ خیبر کے وقت آپؓ نے کچھ چیزیں خریدیں جس میں بارہ اشرفیوں اور تھوڑے سے سونے کی بات طے ہوئی مگر جب اس مال کو کھولا گیا تو اس میں سونا اور اشرفی زیادہ تھے۔ یہ دیکھ کر آپؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معاملہ کا کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک سونا علیحدہ نہ کر لیا جائے ایسی اشیاء نہ بیچی جائیں۔

بیعت رضوان میں آپؓ شامل تھے اس کے بعد آپؓ شام میں چلے گئے اور اس علاقے میں ہونے والی لڑائیوں میں بڑے جذبے سے حصہ لیا۔ جس لشکر نے مصر کی طرف قدم بڑھائے اس میں حضرت سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل تھے۔ دمشق میں آپؓ نے اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا۔ ۳۷ھ میں جنگ صفین کے مقام پر جب مسلمان آپس میں ٹکرائے تو آپ کو بڑا دکھ ہوا۔ ۴۹ھ میں روم پر لشکر کشی آپؓ نے کی۔ قبرص پر آپؓ نے حملہ بڑی شان سے کیا اور رومیوں کو کاٹ کر رکھ دیا۔ ۵۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ دمشق میں آپؓ کی قبر ہے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا یزید بن شجرر ہاوی رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا یزید بن شجرر ہاوی رضی اللہ تعالی عنہ بڑے جنگجو اور بہادر تھے۔ آپؓ کی تقریرین کو فوجوں کا جوش آسمان کے ساتھ باتیں کرنے لگ جاتا تھا۔آپؓ نے فرمایا تھا کہ جب تم جہاد پر نکلو تو قدم سے قدم ملا کر نکلا کرو۔ کیونکہ جب تم جہاد کے لیے اٹھ رہے ہوتے ہو تو اللہ تعالی نے بہشت کی حوروں کو اطلاع کردی ہوتی ہے تا کہ وہ حوریں شہید ہونے والے کو بشارت دینے کے لئے اتریں کہ اس کے گناہ اللہ نے معاف کردئے ہیں۔اور جو پیچھے قدم اٹھاتا ہے حوریں اس سے چھپ جاتیں ہیں۔

حضرت سیدنا یزید بن شجرر ہاوی رضی اللہ تعالی عنہ بڑے بہادر اور مجاہد صفت جوان تھے اسی وجہ سے حضرت امیر معاویہؓ نے آپ کو ۵۹ ھ میں امیر حج مقرر کیا تھا۔ میدان جنگ میں آپؓ گھوڑے کی طرح دوڑتے تھے۔دشمن آپؓ کی تلوار کی آب سے کانپتا تھا۔ جہاد کے بارے میں آپؓ کی تقریر ہمیشہ جاندار ہوا کرتی تھی۔۵۵ھ میں آپؓ نے رومیوں کے خلاف جنگ جنگ میں زور شور سے حصہ لیا اور اسی جنگ میں سالار لشکر حضرت سیدنا یزید بن شجرر ہاوی رضی اللہ تعالی عنہ شہید ہو گئے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا جنادہ بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا جنادہ بن ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عظیم صحابی تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں آپ کم سن تھے اس کی وجہ سے کوئی بڑا کام نہ کر سکے۔ ایک مرتبہ چند آدمی باتیں کر رہے تھے کہ ہجرت ختم ہوگئی ہے۔ حضرت سیدنا جنادہ بن ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا جب تک جہاد ہے اس وقت تک ہجرت رہے گی۔ خلیفہ سوم کے زمانے میں جب بحری بیڑا بنایا گیا تھا تو آپؓ کو اس بحری بیڑے کا امیر البحر بنایا تھا۔ حضرت سیدنا جنادہ بن ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساری زندگی بحری جنگوں میں صرف کر دی۔ بحری جنگ بہت زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ مگر خطروں کو مول لینا تو آپؓ کا شغل تھا۔ حضرت سیدنا جنادہ بن ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روڈس کے جزیرے پر بڑی خونخوار لڑائی لڑ کر قبضہ کیا۔ اس کے بعد آپؓ کے ملاحوں کی نظریں ارواڑ پر جم گئیں۔ جلد ہی اسلامی فوجوں نے اسے بھی فتح کر لیا۔

حضرت سیدنا جنادہ بن ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ عثمانیؓ میں عروج تھا اس کے بعد امیر معاویہ کے دور میں بھی آپؓ کے قدم اسلامی سرحدوں کو طویل سے طویل کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ حضرت سیدنا جنادہ بن ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ۸۰ھ میں شام میں ہوا۔ (ابن اثیر)

Marfat.com

حضرت سیدنا براء بن مالک رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مسلمان گھر میں آنکھ کھولی۔ آپؓ انصاری صحابی ہیں۔ آپؓ نے قرآن کریم کا ایک حصہ حفظ بھی کر رکھا تھا۔ بہادری آپؓ کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہوتی تھی۔ غزوہ بدر میں کم عمری کی وجہ سے آپؓ کو لڑائی کی اجازت نہیں مل سکی۔ غزوہ احد میں بھی آپ کو کم عمری کی وجہ سے شرکت کا موقع نہ ملا۔ البتہ غزوہ خندق میں آپؓ نے بھرپور شرکت کی۔ چٹان والا واقعہ حضرت سیدنا براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے۔

حضرت سیدنا براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ حدیبیہ میں بھی شرکت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید کے ہمراہ حضرت سیدنا براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن بھیجا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید کی جگہ حضرت علیؓ کو ارسال فرمایا آپؓ پھر بھی وہاں ہی رہے۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد جنگ یمامہ میں بڑی بہادری سے شرکت فرمائی۔ جب مسیلمہ کذاب کا فتنہ زور پکڑنے لگا تو خلیفہؓ نے اس فتنے کی سرکوبی کے لئے اپنی حکمت عملی مرتب کی۔ اس مشن کے لئے ایک عظیم لشکر ترتیب دیا گیا۔ اس لشکر کے حضرت سیدنا براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر تھے۔ آپؓ دونوں حضرات کو انصار کے دستی کی قیادت سونپی گئی تھی جبکہ مہاجریں کی قیادت زید بن خطاب اور ابو حذیفہؓ کو سونپی گئی تھی اور اسلامی فوج کے سپریم کمانڈر حضرت خالد بن ولیدؓ تھے۔ مسلمانوں کا

Marfat.com

لشکر جرار مسیلمہ مردود کے خلاف بڑے حوصلے سے لڑ رہا تھا۔ مسلمانوں نے اس ناپاک لشکر کو پسپا کر دیا۔ مسیلمہ اور اس کی قوم کے چند آدمی ایک باغ میں گھس گئے تو یہاں حضرت خالد بن ولید نے فرمایا کہ اے براء اپنی ذمہ داریوں کو جانو! حضرت سیدنا براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور اپنے لشکر کو لے کر باغ کے کنارے پر چلے گئے۔ باغ کے اردگرد ایک دیوار تھی۔ آپؓ نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ مجھے اٹھا کر باغ میں پھینک دو۔ آپؓ کے ساتھیوں نے آپؓ کو اٹھا کر دیوار پر بٹھا دیا۔ یہاں سے آپؓ نے دروازے کے پاس چھلانگ لگا دی۔ کفار نے آپؓ کو تنہا دیکھ کر یلغار کی تو آپؓ اللہ کا نام لے کر سنبھل گئے اور دس مشرکوں کی گردن کاٹ ڈالی۔ اور لڑ بھڑ کر باغ کا دروازہ کھول دیا۔ اس کے بعد تمام اسلامی لشکر باغ میں گھس گیا۔ اللہ نے یہاں کسی طرف سے حضرت وحشی کو بھیج دیا جس نے آگے بڑھ کر مسیلمہ کو ہلاک کر دیا۔ اس لڑائی میں حضرت سیدنا براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم مبارک پر ۸۰ بڑے زخم آئے۔

ایک لڑائی میں حضرت سیدنا براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی حضرت انسؓ قیدی بن گئے تھے۔ اور دشمن حضرت انسؓ کو زنجیر میں باندھ کر قلعے کی دیوار سے اوپر اٹھا رہے تھے۔ ان کا ارادہ تھا کہ اس طرح ہم اوپر قلعے میں لے جا کر اس کو شہید کر لیں گے۔ یہ دشمن نے ایک پھندا سا بنایا تھا جس میں اگر کوئی آدمی پھنس جاتا تو بچ نہ پاتا تھا۔ اس زنجیر میں آپؓ کا بھائی پھنس چکا تھا۔ اب اسے اللہ کی قدرت ہی آزاد کر سکتی تھی۔ حضرت سیدنا براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی نے اپنے بھائی کی مدد کے لئے کہا تو آپؓ دوڑ کر قلعے کی دیوار کی طرف آئے اور اپنی ٹانگ پوری قوت کے ساتھ قلعہ کی دیوار کو ماری۔ اور زنجیر کو پکڑ لیا۔ حضرت سیدنا براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زنجیر کو پکڑ کا کھینچا تو آپؓ کے ہاتھوں سے دھواں نکلنے لگا۔ آخر اللہ نے کرم فرمایا کہ وہ زنجیر ٹوٹ گئی اور آپؓ کا بھائی حضرت انسؓ آزاد ہو گئے۔ بعد میں آپؓ نے جب اپنے ہاتھ کو دیکھا تو اس سے گوشت ختم ہو چکا تھا۔ بھائی کی زندگی سے ہاتھ زیادہ قیمتی نہ تھے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے بہادر تھے ایک جنگ میں آپؓ نے ایک قبیلے کے سو سردار ہلاک کئے تھے۔ ان مقابلوں میں آپؓ نے ایک نامی گرامی پہلوان کو ہلاک کیا تھا۔ اس پہلوان پر آپ نے نیزے کا وار کیا اور اس کے بعد تلوار اس کے پاؤں پر ماری مگر وہ وار بچا گیا۔ بس معمولی سے چوٹ اس کی ایڑی پر لگی مگر وہ مردود اسی چوٹ سے بوکھلا گیا۔ حضرت سیدنا براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تلوار میان میں رکھ لی اور اس کافر کی تلوار چھین کر اس کو قتل کیا۔

حضرت سیدنا براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ نے بڑی خوبصورت آواز سے نواز رکھا تھا۔ آپؓ رسول اللہ ﷺ کے ایک بڑے قابل قدر حدی خوان تھے۔ حضرت سیدنا براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فارسیوں کے خلاف نبرد آزما ہے کہ اہل کفر بہت بہادری سے ڈٹے رہے۔ لوگوں نے آپؓ سے کہا کہ اللہ کی قسم کھا کر اللہ سے کامیابی کی دُعا کرو۔ حضرت سیدنا براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کی قسم کھائی اور کہا کہ اے اللہ ہمارے دشمن کی کمر ہمارے حوالے کر دے اور ہمیں رسول اللہ ﷺ سے ملا دے۔ اللہ نے آپؓ کی قسم پوری کی اور فارسیوں کو شکست ہوئی۔ اس لڑائی کے عین اختتام پر ہرمزان آپؓ کے سامنے آگیا۔ دونوں طرف سے تلوار بازی کا ایک اعلیٰ معیار دیکھنے میں ملا مگر کامیابی حضرت سیدنا براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصے میں آئی اور ہرمزان نے آپؓ کو شہید کر دیا۔ اس وقت حضرت فاروق اعظمؓ کا دور تھا۔ اور ۲۰ھ کا سال تھا۔

آپ بڑے جہاندیدہ سالار تھے۔ حضرت سیدنا براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۳۱۵ احادیث مروی ہیں۔ حضرت سیدنا بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسی، ابہر، اہل ویلم، جیلان، طلیسان، زنجان اور تستہ کے مقامات پر لڑائیوں میں اپنی بہادری کے جوہر دکھائی۔ (فتح الباری،، امام محمد کی کتاب سیر کبیر، طبقات ابن سعد)

Marfat.com

حضرت سیدنا بریدہ بن الحصیب رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ اپنے صحابیؓ کے ہمراہ اللہ کے حکم سے مکہ چھوڑ کر مدینہ کی طرف جارہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اجنبی آئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ ان کو دیکھ کر گھبرائے کیونکہ وہ اجنبی بہت زیادہ تھے ان کی تعداد تقریباً ستر کے قریب تھی ان کے پاس اسلحہ بھی تھا۔ اصل میں وہ آپ ﷺ کو پہچان ہی نہ سکے۔ ان کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیڈر سے پوچھا! تم کون ہو؟۔ لیڈر نے کہا کہ میں بریدہ ہوں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے پھر پوچھا کہ تمہارا تعلق کس قبیلے سے ہے۔ اس نے کہا کہ ہمرا قبیلہ اسلم ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کس شاخ سے آپ کا تعلق ہے۔ اس نے کہا کہ ہمارا تعلق بنو سہم سے ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ خوش ہوئے اور ہمدم سفر سے کہا کہ تمہارا تیر نکل آیا ہے۔ وہ لیڈر رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہوا اور کہا کہ تمھارا کیا نام ہے؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرا نام رسول اللہ محمد بن عبداللہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ جواب سن کر ان پر جادو سا ہو گیا اور انکو اپنا مشن بھول گیا اور انہوں نے تمام جماعت سمیت اسلام قبول کر لیا۔ اب رسول اللہ ﷺ کا کارواں سوئے مدینہ بڑھ رہا ہے۔ اب یہ کارواں ایک بہت بڑے لشکر کی حیثیت سے جارہا تھا۔

جب اسلام کا یہ پہلا دستہ مدینہ کے قریب پہنچا تو لیڈر نے گذارش کی کہ یارسول اللہ ﷺ ہم مدینہ میں ایک جھنڈے کے ساتھ نہ داخل ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ ادا بہت پسند آئی۔ اس طرح لیڈر نے اپنے عمامے کو کھولا اس کو اپنے نیزے پر باندھا

Marfat.com

تو یہ اسلام کا پہلا پرچم بن گیا۔ اب رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ رسول اللہ ﷺ کا علمبردار جو آپ ﷺ کو مارنے نکلا تھا اب محافظ رسول بن کر آگے آگے سینہ تان کر بڑے احترام کے ساتھ بڑھ رہا تھا۔ یہ تھے رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت سیدنا بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت سیدنا بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کا پہلا علمبردار ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

جب کسی نے حضرت سیدنا بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے اسلام لانے کا تذکرہ کیا تو انہوں یوں فرمایا! جب قریش نے رسول اللہ ﷺ کو شہید کرنے والے کو سو اونٹ کے انعام کا اعلان کیا تو میں اپنے قبیلہ بنو سہم کے ستر افراد کے ہمراہ اس ارادے سے نکلا کہ رسول اللہ ﷺ کو شہید کر کے اونٹوں کا انعام لیکر اپنی حالت کو بہتر بنائیں گے۔ سر راہ ہماری ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہوئی۔ مگر ہم رسول اللہ کو پہچان نہ سکے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکالمہ ہوا ہم رسول اللہ ﷺ کے جلال کا مقابلہ نہ کر سکے اور مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت سیدنا بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمن سے ہمدم بن گئے۔ حضرت سیدنا بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ۱۶ غزوات میں حصہ لیا، امام مسلم کے نزدیک آپؓ نے ۱۹ غزوات میں حصہ لیا۔ (صحیحین)

مدینہ میں جب یہ محترم قافلہ اپنی منزل کو آن لگا تو حضرت سیدنا بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گاؤں کی طرف چلے گئے۔ اس وقت آپؓ کو قرآن کی چند آیات حفظ ہو چکیں تھیں۔ احد کے بعد پھر حضرت سیدنا بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور سورۃ مریم کو مکمل یاد کر لیا۔ اس کے بعد آپؓ مدینہ کے ہو کر رہ گئے اور آپؓ کے دن رات رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بسر ہونے لگے۔

جب رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے مقام پر آئے تو وہاں ایک بیعت ہوئی جس کا

Marfat.com

نام بیعت رضوان رکھا گیا اس میں حضرت سیدنا بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالی عنہ شامل تھے ۔آپؓ کی عسکری زندگی کا عروج فتح مکہ میں سامنے آیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے دو علم بنائے ۔ان میں سے ایک علم حضرت سیدنا بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھ میں تھمایا۔آپؓ کو رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے کو لہرانے کا یہ شرف بڑا اعلی اعزاز ہے ۔غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کو بنو سلیم کو دعوت جنگ کے لئے بھیجا۔

وصال مصطفیٰ ﷺ کے بعد حضرت سیدنا بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالی عنہ حضرت اسامہؓ کے لشکر میں شامل تھے ۔حضرت سیدنا بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالی عنہ اس لشکر کے علمبردار بھی تھے ۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ بن گئے تو حضرت سیدنا بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالی عنہ نے اللہ کی رضا کے خاطر ان کے ہاتھ پر بیعت کی ۔تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کو حکم دیا کہ رسول اللہ ﷺ کا دیا ہوا جھنڈا اسامہ کے گھر لے جاؤ اور اس کو اس وقت تک نہ کھولو جب تک حضرت اسامہؓ اسلام کے لئے جنگ نہ کرلیں ۔حضرت سیدنا بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالی عنہ نے لشکر اسامہؓ کی فتح کے بعد وہ پرچم حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حکم سے حضرت اسامہؓ کے گھر کے سامنے باندھ دیا اور ان کی وفات تک وہ پرچم وہاں لگا رہا۔

حضرت سیدنا بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالی عنہ سے ۱۶۴ احادیث مروی ہیں ۔اسلام کے اس مرد مجاہد کا وصال ۶۲ ھ میں مرو کے مقام پر ہوا۔خراسان میں وفات پانے والے حضرت سیدنا بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالی عنہ آخری صحابی تھے۔ آپؓ نے وصیت کی تھی کہ مجھے جادہ میں دفن نہ کیا جائے ۔لہذا آپؓ کی جب جادہ میں قبر بنائی گئی تو وہ گر گئی ۔حضرت سیدنا بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالی عنہ کو آپؓ کی وصیت کے مطابق وہاں سے ہٹ کر دفن کیا گیا۔اس علاقے میں حضرت سیدنا بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالی عنہ کے علاوہ حضرت حکم غفاریؓ کی قبر بھی ہے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ کے دیوانے اس امید میں تھے کہ کب رسول اللہ ﷺ مدینہ آئیں گے۔مگر سب سے زیادہ انتظار حضرت سیدنا ثابت بن اقرم رضی اللہ تعالی عنہ کو تھا۔جونہی رسول اللہ ﷺ کے مبلغ سفیر حضرت مصعب بن عمیر مدینہ آئے تو انہوں نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔آپؓ سے پہلے صرف چند انصار صحابہ کرام نے اسلام قبول کیا تھا۔ جب اہل اسلام مدینہ تشریف لے آئے تو حضرت سیدنا ثابت بن اقرم رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے اہل خانہ کے ہمراہ اسلام قبول کیا۔اس کے بعد آپؓ نے اپنی ساری زندگی رسول اللہ ﷺ کے حوالے کردی۔

حضرت سیدنا ثابت بن اقرم رضی اللہ تعالی عنہ نے بدر میں اپنی جرات کی داستان رقم کی۔آپؓ نے فروہ بن خنیس سہمی کو قید کیا تھا۔غزوہ بنوقریظہ میں آپؓ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور تمام مسلمانوں کے جذبات کو بھڑکایا۔۶ ھ میں ایک سریہ میں آپؓ نے حصہ لیا۔اس سریہ میں کوئی صحابی شہید نہ ہوا صرف حضرت سیدنا ثابت بن اقرم رضی اللہ تعالی عنہ کا زخم آیا۔آپؓ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔

۸ ھ میں جنگ موتہ میں آپؓ شریک تھے۔اس جنگ میں آپؓ نے بڑے صبر اور حوصلے سے لڑائی لڑی۔ جب اسلام کے سالار پے در پے شہید ہو گئے۔ جب حضرت عبداللہ بن رواحہؓ شہید ہوئے تو اسلام کا پرچم سرنگوں ہونے ہی والا تھا

Marfat.com

تو حضرت سیدنا ثابت بن اقرم رضی اللہ تعالی عنہ ساتھ ہی تھے انہوں نے چھلانگ لگا کر اسلامی عزت کو سنبھال لیا۔ اور للکار کر کہا کہ اے مسلمانوں رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے سالار شہید ہو گئے ہیں اب تم اپنا سالار منتخب کر لو۔ تمام نے کہا کہ بس تم ہی اسلام کا پرچم سنبھالو۔ تمام مسلمان اس کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ حضرت سیدنا ثابت بن اقرم رضی اللہ تعالی عنہ کی نظریں حضرت خالد بن ولیدؓ پر رک گئیں اور آپؓ اسلام کا پرچم حضرت خالد بن ولیدؓ کے سامنے لے کر گئے اور ان سے کہا اے ابو سلیمانؓ یہ اسلام کی عزت لے لو۔ وہ فرمانے لگے آپؓ اس کے زیادہ حق دار ہیں کیونکہ آپؓ معزز ہیں، بدری ہیں، مجھ سے تقویٰ میں مجھ سے آگے ہیں۔ حضرت سیدنا ثابت بن اقرم رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا اسے سنبھالو میں نے اسے تمھارے لئے ہی اٹھایا ہے۔ اور یہ جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھما دیا۔ یہ آپؓ کی بڑی بہادری تھی کہ خود اپنے ہاتھ سے سرداری کسی اور کو دے دی ورنہ اگر آپؓ دنیا پرست ہوتے تو اس سرداری کے ساتھ چمٹ کر رہ جاتے۔ اس کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ نے اسلام کے پرچم کی بھرپور طریقے سے خدمت کی اور اہل اسلام کو کامیابی سے ہمکنار کرایا۔

وصال رسول ﷺ کے بعد فتنہ کے خاتمے کے لئے جب حضرت سیف اللہؓ نکلے تو آپؓ بھی ساتھ تھے۔ سالار حضرت سیدنا ثابت بن اقرم رضی اللہ تعالی عنہ اور عکاشہؓ کو حالات کی اطلاع کے واسطے بھیجا۔ جب یہ اسلام کے مجاہد اپنی کچھار سے نکلے اور اسلام کے لئے کام کرنے کے لئے نکلے۔ ابھی یہ دونوں تھوڑے دور گئے تھے کہ ان کا واسطہ طلیحہ بن خویلد اور اس کے بھائی سلمہ بن خویلد سے پڑ گیا اور ان کے درمیان ٹکر ہو گئی۔ ان دونوں نے ان اسلام کے جیالوں پر حملہ کر دیا۔ سلمہ نے حضرت سیدنا ثابت بن اقرم رضی اللہ تعالی عنہ پر اتنی تیزی سے حملہ کیا کہ آپؓ اپنے آپؓ کو سنبھال نہ سکے اور تھوڑا بہت لڑ کر شہید ہو گئے۔ دوسری طرف حضرت عکاشہ دشمن اسلام کو انجام کے نزدیک لے جا چکے تھے کہ حضرت سیدنا ثابت بن اقرم رضی اللہ تعالی عنہ شہید ہو گئے طلیحہ نے سلمہ کو آواز دی کہ میری مدد کرو ورنہ میں تو چلا۔ یہ سن کر ان دونوں نے حضرت

Marfat.com

عکاشہ پر حملہ کیا اور آپؓ بھی شہید ہو گئے ۔لشکر کفار نے ان شہیدوں کی لاشوں کی بے حرمتی کی ۔ جب حضرت خالدؓ اپنے لشکر کو لے کر آگے بڑھے تو آپؓ نے بہت سے جانوروں کو ایک جگہ پر چکر لگاتے دیکھا تو وہیں دوڑ کر گئے تو وہاں پر حضرت سیدنا ثابت بن اقرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی کی لاشیں پڑی تھیں ۔ جب لشکر اسلام کو ان شہسواروں کی شہادت کی اطلاع ملی تو سب کو بڑا رنج ہوا۔ان شہیدوں کو اٹھا کر بڑے احترام سے گردوغبار صاف کی گئی اور ان دونوں جنت کے سوداگروں کو قبر کھود کر خون آلودہ کپڑوں میں دفن کر دیا۔حضرت سیدنا ثابت بن اقرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ۱۲ھ میں ہوئی۔

Marfat.com

حضرت سیدنا ثابت بن دحداح رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا ثابت بن دحداح رضی اللہ تعالی عنہ کو ابوالاحداح بھی کہا جاتا ہے اور یہی آپؓ کی کنیت بھی ہے۔ حضرت سیدنا ثابت بن دحداح رضی اللہ تعالی عنہ انصاری ہیں۔ مدینہ میں آپؓ کھجوروں کا کاروبار کرتے تھے۔ مدینہ کے چند مالداروں میں آپؓ کا شمار ہوتا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں آئے اور اسلام کی تبلیغ کا کام زور وشور سے شروع کیا تو آپؓ بھی حلقہ اسلام میں شامل ہو گئے۔ آپؓ کا گھر مسجد نبوی ﷺ سے کافی دور تھا۔

جب اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی کہ کون ہے جو اللہ تعالی کو قرض دیتا ہے۔ حضرت سیدنا ثابت بن دحداح رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اللہ تعالی کے پاس تو بہت کچھ ہے اس کو قرض کی کیا ضرورت پڑ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اس کو بے شک قرض کی ضرورت نہیں۔ اس کو قرض دینے مراد اس کی مخلوق پر خرچ کرنا ہے اور اس کے بدلے میں اللہ تعالی اس آدمی کو جنت میں قرض کی واپسی ایک اعلی باغ اور محل کی صورت میں فرمائیں گے۔

حضرت سیدنا ثابت بن دحداح رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ اگر میں اللہ کی راہ میں کچھ دوں تو اللہ تعالی مجھے اور میرے خاندان کو جنت میں باغ دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! بے شک۔ حضرت سیدنا ثابت بن دحداح رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ ہاتھ آگے کریں۔ میرے دو باغ ہیں ان کو اللہ کے ہاتھ میں قرض

Marfat.com

دیتا ہوں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں ایک دو اور دوسرا اپنے اہل خانہ کے لئے رکھ لو حضرت سیدنا ثابت بن دحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک باغ جس میں کھجور کے چھ سو درخت تھے اللہ کی راہ میں دے دیا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس بدلے میں اللہ تعالیٰ آپؓ کو جنت میں باغ دے گا۔

حضرت سیدنا ثابت بن دحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ صرف اپنا مال اسلام کے لئے خرچ کیا بلکہ جنگوں میں بھی بھرپور حصہ لیا۔جنگ احد لڑی جارہی ہے۔ اللہ کے شیر اپنی کھچاروں سے نکل کر بڑھ چڑھ کر حملے کر رہے ہیں۔عنقریب جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔تیر اندازوں نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور خالد بن ولید نے عقب سے حملہ کیا ان شیروں کی صف میں دراڑ آ گئی۔اور یہ اللہ کے شیر شہید ہونے لگے۔

جب لوگوں نے افواہ اڑا دی محمد ﷺ شہید ہو گئے۔تو حضرت سیدنا ثابت بن دحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلند آواز لگائی کہ اے انصار میرے پاس آ جاؤ۔ادھر اکٹھے ہو جاؤ۔نعوذ باللہ اگر محمد ﷺ شہید ہو گئے تو کوئی بات نہیں ...... ہمارا اللہ تعالیٰ تو زندہ ہے۔آؤ مل کر حملہ کریں۔آپؓ کی یہ آواز سن کر انصار کے چند جوان آئے اور ایک شیشہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے۔اس دیوار سے ٹکرا کر کئی مردود گھائل ہوئے۔حضرت سیدنا ثابت بن دحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑھ چڑھ کر اسلامی فوج کا حوصلہ بڑھا رہے تھے جب خالد بن ولید نے دیکھا کہ اگر یہ جوان چند منٹ اور رہ گیا تو اسلامی فوج اکٹھی ہو جائے گی اور ہماری بساط لپٹ جائے گی اس نے بڑھ کر ایک نیزے کا وار کیا۔خالد گھوڑے پر تھے اور حضرت سیدنا ثابت بن دحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدل،اس طرح نیزہ لگنے سے آپؓ مقام شہادت پر پہنچ گئے۔مگر آپ کی تحریک سے مسلمان اکٹھے ہو گئے اور کفار کو میدان سے دوڑا دیا۔حضرت سیدنا ثابت بن دحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ اُحد کے آخری شہید تھے۔آپؓ کی تجارت بہت زیادہ منافع بخش رہی۔(علامہ واقدی)

Marfat.com

حضرت سیدنا ثابت قیس رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا ثابت قیس رضی اللہ تعالی عنہ کا تعلق انصار سے تھا۔آپ نے انصار میں سے اسلام قبول کرنے والے پہلے گروہ کے ہمراہ اسلام قبول کیا۔جب رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے تو حضرت سیدنا ثابت قیس رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے استقبالیہ خطاب فرمایا اور کہا! ہم رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے تمام معزز ساتھیوں کی اس طرح سے مدد کریں گے جس طرح سے لوگ اپنے بچوں کی کرتے ہیں۔اور ساتھ ہی سوال کیا کہ اگر ہم ایسا کرتے ہیں تو ہمیں اس کے بدلے میں کیا ملے گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے بدلے میں اللہ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ اپنے وعدے سے مکرا نہیں کرتا۔اس کے بعد سے حضرت سیدنا ثابت قیس رضی اللہ تعالی عنہ نے جنت کو اپنا نصب العین بنالیا اور خود دلجمعی سے اسلام کے لئے کام کرنا شروع کر دیا۔

حضرت سیدنا ثابت قیس رضی اللہ تعالی عنہ ایک اعلی پائے کے شاعر اور خطیب تھے۔آپؓ نے بہت سے غزوات میں شرکت کی۔حضرت سیدنا ثابت قیس رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا تھا کہ حضرت سیدنا ثابت قیس رضی اللہ تعالی عنہ ایک بہترین انسان ہیں۔رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں آپ نے امت مسلمہ کی بھلائی کے لئے دل کھول کر خدمت کی۔

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد جنگ یمامہ جاری ہے۔اسلامی لشکر حضرت خالد بن ولیدؓ کی نگرانی میں لڑ رہا ہے۔حضرت سیدنا ثابت قیس رضی اللہ تعالی عنہ

Marfat.com

لڑتے جاتے اور شعر کہتے جاتے۔ آپؓ نے بڑی نفیس زرہ پہن رکھی تھی۔ اس جنگ میں حضرت سیدنا ثابت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے۔ آپؓ نے اپنی شہادت اپنے خواب میں دیکھ لی تھی اور اس کے متعلق آپؓ نے وصیت بھی کر دی۔ حضرت سیدنا ثابت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شہید ہو گئے تھے تو آپؓ ایک اور صحابی کے خواب میں آئے اور بتایا کہ میری زرہ ایک آدمی نے اتاری ہے اور اس آدمی کا گھر سب سے آخر میں ہے۔ اس کے خیمے کے پاس بڑا گھوڑا بندھا ہوا ہے۔ مری زرہ کے اوپر اس نے ہانڈی اور اس کے اوپر کجاوہ رکھا ہوا ہے اس سے زرہ لے کر خلیفہ کو دے دو اور میرا فلاں فلاں قرض ہے اس کو بیچ کر اس کو ادا کر دو۔ وہ آدمی اٹھا اور اس خواب کا حضرت خالد بن ولید کو بتایا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے آپؓ کی زرہ خلیفہ کو دی اور ساتھ ہی وصیت بھی بتائی تو خلیفہ نے آپؓ کی وصیت پوری کر دی۔

Marfat.com

حضرت سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالی عنہ ایک جری بہادر اور نڈر سپاہی تھے۔ آپؓ نے اسلام کی خاطر ہر طرح کی قربانی پیش کی۔ آپؓ کی ان خوبیوں کی وجہ سے زمانہ آپؓ کو جود وسخا اور تقویٰ کے عظیم جرنیل کے نام سے جانتا ہے۔ ابوعبداللہ آپؓ کی کنیت ہے۔ جب حضرت علیؓ نے نکاح فرمایا تو آپؓ کے پاس گھر نہیں تھا جب اس بات کا علم حضرت سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالی عنہ کو ہوا تو آپؓ حاضر ہوئے اور اپنا ایک مکان شیر خدا کی خدمت میں پیش کیا۔

جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہؓ سے نکاح فرمایا تو اس وقت بھی حضرت سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنا گھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت ماری قطیہؓ کا عقد جب رسول اللہ ﷺ سے ہوا تو اس وقت بھی حضرت سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالی عنہ کا گھر حاضر خدمت رہا۔

حضرت سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالی عنہ ایک سخی آدمی ہی نہ تھے بلکہ ایک بہادر سالار بھی تھے۔ بدر کی لڑائی میں حصہ لیا اور اپنی بہادری کے جوہر دکھائے اس معرکہ میں آپؓ نے عقبہ بن غزوان اور عثمان بن عبدالشمس کو قیدی بنایا۔ غزوہ احد میں حضرت سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالی عنہ سوثابت قدم رہنے والوں میں شامل تھے۔ حضرت سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالی عنہ کی ساری عمر اسلام کی خدمت کے لئے وقف تھی۔ آپؓ کی اولاد بھی جلیل القدر صحابہ میں شمار ہوتی ہے۔ آپؓ خلافت معاویہ کے نصف زمانے تک زندہ رہے، اور ۵۱ھ میں وصال فرمایا۔

Marfat.com

حضرت سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالی عنہ ایک جلیل قدر صحابی ہیں آپؓ کا شمار مکہ کے امیر ترین لوگوں میں ہوتا تھا۔ آپؓ کا پیشہ تجارت تھا۔ اس کے علاوہ آپؓ بہترین تیرانداز اور پائے کے شہسوار تھے۔ آپؓ پڑھے لکھے اور سمجھدار صحابی تھے۔ آپ نے حکمت کا تمغہ بھی حاصل کیا تھا۔ جب آپؓ نے ہجرت کی تو آپؓ کا بھائی چارہ عویمؓ بن ساعدہ انصاری کے ساتھ قائم ہوا۔

حضرت سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالی عنہ نے غزوہ بدر میں حصہ لیا۔ غزوہ احد میں آپؓ نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور عتبہ بن ابی وقاص کو قتل کیا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید کیے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت و تبلیغ کے لئے جب مصر کو خط لکھا تو صحابہ سے دریافت فرمایا کہ مصر کے دربار میں میرا خط کون لے کر جائے گا تو حضرت سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ میں لے کر جاؤں گا۔ آپؓ کی اس جانبازی کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو دعا دی۔

حضرت سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالی عنہ نے بڑے حکیمانہ انداز سے شاہ مصر مقوقس سے کلام کیا۔ آپؓ کی حکیمانہ گفتگو نے مقوقس کو اسلام کے لئے مائل کر لیا۔ اور آپؓ مقوقس کا جوابی خط لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

فتح مکہ سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ مسلمانوں کی تیاری کی کفار

Marfat.com

مکہ کو بالکل خبر نہ دی جائے مگر ایک بدری مسلمان حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کی کچھ قرابت داری مکہ میں تھی آپؓ کو اپنے رشتہ داروں کی فکر ہوئی کہ کہیں حملہ میں ان کو نقصان نہ ہو اس لئے آپؓ نے ایک خط لکھا اور اپنی ایک کنیز کو دیا کہ وہ خط سردار مکہ کے حوالے کر دے۔

حضرت حاطبؓ کی یہ نادان سی حرکت تھی اگر یہ خط رؤساء مکہ کو مل جاتا تو وہ مقابلہ کی تیاری کر لیتے اور زیادہ خون خرابہ ہوتا۔ مگر آپ ﷺ کو اس خط کی اطلاع بذریعہ وحی مل گئی۔ آپ ﷺ نے فوراً کچھ آدمی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیئے اور کہا کہ روضہ خاخ تک جا پہنچو! اور ادھر رک کر ایک جاسوسہ کا انتظار کرو، وہ جاسوسہ ایک خط لے کر جا رہی ہے اس سے وہ خط لے کر میرے پاس لے آؤ۔ دو تین دن کے بعد ایک عورت ادھر سے گذری وہ روضہ خاخ رکی اور آگے چل دی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس پر شک ہوا آپؓ نے اس کی جامہ تلاشی لی مگر اس سے خط نہ ملا۔ آپؓ نے اسے چھوڑنے کا ارادہ چاہا مگر پھر اس عورت سے کہا کہ سرور عالم ﷺ جھوٹ نہیں بولتے وہ خط نکال دو ورنہ یہ تلوار تمہارا کام کر دے گی۔ اس عورت نے وہ خط اپنے بالوں سے نکال کر دیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ وہ خط لے کر سردار مدینہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ جب اس عورت سے پوچھا گیا کہ تم کون ہو تو اس نے حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ کی طرف اشارہ کیا کہ مجھے انہوں نے بھیجا تھا۔ تمام صحابہ حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ کی اس حرکت سے خفا ہوئے۔ حضرت عمر فاروقؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ آقا ﷺ ہم کو اجازت ہو تو اس کا سر قلم کر دوں! چونکہ حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ ایک سچے مسلمان تھے انہوں نے اپنا مدعا بیان فرمایا اور معذرت کی تو سرور عالم ﷺ نے حضرت حاطب

Marfat.com

بن ابی بلتعہؓ کو معاف فرما دیا۔ جبکہ جاسوس کو معاف نہیں کیا جاتا۔ یہ آپ ﷺ کی ایک روشن مثال ہے فتح مکہ کے معرکہ میں بھی آپ شامل تھے۔ آپؓ نے مکہ کو رسول اللہ ﷺ کی تیاری کی اطلاع دینے کی کوشش کی تھی مگر رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کی اس خطا کو معاف فرما دیا۔

حضرت سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان ضرب وحرب کے ہیرو تھے۔ آپؓ کا وصال حضرت عثمان غنیؓ کے زمانے میں ہوا۔ اس وقت آپؓ کی عمر مبارک ۶۵ سال تھی۔ ۳۰ ھ بروز جمعہ آپؓ کا انتقال ہوا۔ جبکہ ابن کثیر کے مطابق حضرت سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ۵۱ ھ میں ہوا۔ اس وقت آپؓ کی آنکھیں جاتی رہیں۔ اس کے بعد آپؓ نے اپنی کمرے سے مسجد تک رسی باندھ لی تھی۔ جس کو پکڑ کر آپؓ مسجد میں جاتے تھے۔ اس کے علاوہ آپؓ نے اپنے پاس ایک ٹوکری رکھی ہوئی تھی جس میں کھجوریں ہوتی تھیں۔ جب کوئی سوالی آتا تو آپؓ اس کو ٹوکری میں سے کھجوریں اُٹھا کر خود جا کر دیتے تھے۔ یہ آپؓ کے تقویٰ کی بڑی مثال تھی۔

Marfat.com

حضرت سیدنا خالد بن یزید ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ

حضرت ابوایوب انصاری کا نام حضرت سیدنا خالد بن یزید رضی اللہ تعالی عنہ تھا۔آپؓ کا گھر اسلام کا منبع تھا یہاں سے اسلام مدینہ کی گلیوں بازاروں میں بلکہ دنیا کے ایوانوں میں پہنچا۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپؐ کے گھر میں قیام فرمایا۔سیدنا خالد بن یزید ابوایوب انصاری کے مکان کی دو منزلیں تھیں ۔آپؓ نے نچلی منزل رسول اللہ کی خدمت میں پیش کی، پھر خیال آیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ کیسے ممکن ہوگا کہ آپ ﷺ تو نیچے رہیں اور میں اوپر رہوں آپ ﷺ اوپر والا گھر لے لیں ۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ۔اے ابوایوب میرے پاس لوگ آتے ہیں ہمارے لئے یہ گھر زیادہ مناسب ہے۔پھر سیدنا خالد بن یزید ابوایوب انصاری اپنے گھر گئے اور اُم ایوبؓ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس فرشتے آتے ہیں اور ہم ان کے اوپر والی منزل میں ہیں مجھے اچھا نہیں لگتا ۔لہذا آپ نے وہ منزل خالی کردی اور سارا گھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کردیا۔یہ گھر چھ ماہ تک رسول اللہ ﷺ کا مسکن بنا رہا۔

سیدنا خالد بن یزید ابوایوب انصاری کی عمر کی زندگی بے مثال ایثار اور قربانیوں سے بھری پڑی ہے۔غزوہ بدر میں سیدنا خالد بن یزید ابوایوب انصاری نے دل کھول کر قتال کیا۔آپؓ نے تقریباً تمام غزوات میں حصہ لیا۔رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد آپؓ ایک اعلی گھوڑے پر سوار رہتے تاکہ جس وقت جہاد کا حکم ملے بغیر

Marfat.com

دیر کے نکل سکیں۔

سیدنا خالد بن یزید ابوایوب انصاری نے مصر میں جنگ لڑی اور روم کے خلاف لڑائی میں بڑی بہادری سے مردمیدان رہے۔ جب آپ کے وصال کا لمحہ آیا تو آپ نے صحابہ کو وصیت کی کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو میری نعش کو ساتھ لے چلنا جب تم دشمن سے لڑائی شروع ہو تو مجھے اپنے قدموں میں دفن کر کے اللہ اکبر کہنا۔ یہ ۵۰ ھ کا سال تھا اس لڑائی میں مسلمانوں نے رومیوں پر فتح پائی۔

Marfat.com

حضرت سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ

ایک دیہاتی مدینہ میں گھوڑا بیچنے آیا اور وہ گھوڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے خریدا۔ وہ دیہاتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا تا کہ اپنی رقم لے لے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیز چلے اور دیہاتی سے آگے نکل گئے۔ چند اور لوگ آئے اور انہوں نے اس دیہاتی سے گھوڑے کا سودا شروع کر دیا۔ انہیں نہیں معلوم تھا کہ یہ گھوڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرید چکے ہیں۔ جب ایک دیہاتی نے قیمت اس سے زیادہ بتائی تو اس دیہاتی نے اونچی آواز میں کہا کہ اگر گھوڑا خریدنا ہے تو خرید لیں ورنہ میں گھوڑا بیچ رہا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے اور کہا کہ کیا میں نے یہ گھوڑا تم سے خریدا نہیں؟۔ دیہاتی نے اللہ کی قسم کھائی اور کہا کہ میں نے یہ گھوڑا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ نہیں فروخت کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں میں نے یہ تم سے خریدا ہے۔ لوگ آکر جمع ہو گئے۔

دیہاتی نے کہا کہ گواہ لاؤ کہ جب میں نے یہ گھوڑا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ فروخت کیا۔ ایک مسلمان اس اعرابی سے کہنے لگا کہ تیرا ستیاناس ہو یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہ حق بات کے علاوہ بات نہیں کرتے۔

اتنے میں حضرت سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آگئے۔ دیہاتی اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔ جب یہ بات حضرت سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

نے سنی تو تو کہا کہ کس بات کی گواہی؟

حضرت سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھٹ کہا! میں گواہی دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ تم تو وہاں پر موجود نہ تھے تو حضرت سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جب ہم آسمان کی باتوں پر گواہی دیتے ہیں تو بھلا آپ ﷺ یہاں جھوٹ بول سکتے ہیں؟۔ اور یہاں سے حضرت سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت دو مردوں کی شہادت کے برابر ہوگئی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بشارت آپؓ کے علاوہ کسی اور صحابی کو نہیں دی۔

حضرت سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تمام غزوات میں شامل رہے۔ قرآن پاک کی تدوین میں بھی دو شہادتوں والے کا بڑا ہاتھ ہے۔ سورۃ التوبہ کی دو آیتیں جو حضرت عثمانؓ سے رہ گئیں تھیں حضرت سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی پر قرآن پاک میں شامل کرلیں گئیں۔

حضرت سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۱۳۸ احادیث مروی ہیں۔ آپؓ شاعر بھی تھے۔ آپؓ جنگ جمل میں شامل تھے مگر قتال نہ کیا۔ صفین میں بھی شامل تھے۔ مگر قتال سے دور رہے آپؓ نے کہا کہ جب تک حضرت عمارؓ شہید نہیں ہوں گے میں قتال نہیں کروں گا۔ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ حضرت عمار کو ایک باغی جماعت شہید کرے گی۔ آپ ﷺ کا قول سچا ہے اس لئے مجھے معلوم ہو جائے گا کہ کون سا گروہ سچا ہے اور کس کے خلاف جنگ جائز ہے۔ جونہی حضرت عمار شہید ہوئے۔ آپؓ نے قتال کرنا شروع کردیا اور لڑتے لڑتے شہید ہوگئے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا زید بن خطاب رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا زید بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ خطاب کے بیٹے تھے اور حضرت عمر فاروقؓ کے بھائی تھے۔حضرت سیدنا زید بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ ایمان لانے میں حضرت فاروق اعظمؓ سے سبقت لے گئے۔آپؓ سابقون الاولوں میں سے ہیں۔آپؓ بڑے بہادر اور نڈر سالار تھے۔رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں حصہ لیا۔

حضرت سیدنا زید بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ جب مدینہ ہجرت کر کے آ رہے تھے تو اعلان کر کے آئے تھے۔کعبہ کا طوف کیا، مقام ابراہیم پر آ کر دو نفل پڑھے اور پھر آواز بلند میں کہا کہ یہ چہرے بگڑ جائیں اللہ ان کی ناکوں کو خاک آلود کر دے۔جو یہ چاہے کہ اس کی ماں اس کو روئے، اس کی اولاد یتیم ہو جائے، اس کی بیوی بیوہ ہو جائے، وہ آئے اور مجھ سے لڑ لے۔یہ اعلان سن کر کسی میں جرات نہ ہوئی کہ آپؓ جیسے بہادر سے ٹکر لے، البتہ کئی کمزور مسلمان ان کے ساتھ مل گئے اور آپؓ اس طرح دھوم دھام سے مدینہ چلے آئے۔

آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تمام جنگوں میں حصہ لیا۔جنگ یمامہ میں آپؓ ایک دستے کے امیر تھے اور جام شہادت نوش فرمایا۔آپؓ نے اس لڑائی میں بہادری کے جوہر دکھائے۔جب حضرت سیدنا زید بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کا قاتل ابو مریم حنفی حضرت فاروق اعظمؓ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپؓ نے اس کو کچھ نہ کہا اور

Marfat.com

اس سے دریافت کیا کہ کیا تو نے میرے بھائی کو قتل کیا تھا۔ اس نے کہا! ہاں ...... اللہ نے میرے ہاتھ سے اسے عزت دی ...... اور اس کے ہاتھ سے مجھے رسوائی سے بچایا۔ واللہ وہ بڑا عظیم ہے جس نے مجھے اب تک رسوا نہ کیا اور مجھے عزت کے لئے دین حنیف کی طرف لوٹایا، یہ کہہ کر اس کے ہونٹ ہلے جو کہہ رہے تھے۔

لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ

یہ سن کر حضرت عمرؓ بہت خوش ہوئے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا زید بن سہل ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ

سیدنا زید بن سہل ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالی عنہ نامور تیرانداز، شجاع، بلند آواز، سخی اور کریم تھے۔ اُحد میں آپؓ نے بڑی جرأت سے کفار کا مقابلہ کیا تھا۔ جب کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یلغار کر کے آئے تھے اس وقت آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر بڑی بہادری سے تیر مار رہے تھے۔ آپؓ کی وجہ سے دشمن کوئی بڑی کارروائی کرنے سے عاجز رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپؓ ہر غزوے میں شریک ہوئے۔

سیدنا زید بن سہل ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالی عنہ احد میں آپؓ نے بڑی بہادری دکھائی اسی طرح حنین میں آپؓ نے مثالی کارکردگی دکھائی تھی۔ آپؓ کی اہلیہ بھی کچھ کم نہ تھیں وہ بھی اپنے شوہر کے ساتھ مل کر بھرپور مدد کر رہی تھیں۔

جب آپؓ بہت زیادہ بوڑھے ہو گئے تو آپؓ کے لڑکوں نے کہا کہ آپؓ بوڑھے ہو چکے ہیں اب آپ کا وقت آرام کرنے کا ہے ہم جنگ لڑیں گے۔ مگر آپؓ نے کہا کہ نہیں! تمہیں وہ آیت یاد نہیں جس میں اللہ تعالی جہاد کا ذکر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جہاد کے لئے نکلو خواہ ہلکے ہو یا بھاری۔

ایک معرکے میں سیدنا زید بن سہل ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس بڑا لاغر سا گھوڑا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے ابوطلحہ یہ گھوڑا مجھے دو، آپؓ نے وہ

Marfat.com

آپ ﷺ کو دیدیا۔ جونہی رسول اللہ ﷺ اس پر سوار ہوئے گھوڑا ایسا تیز ہو گیا کہ اس کا مقابلہ کرنے والا کوئی گھوڑا نہیں تھا۔

سیدنا زید بن سہل ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے سخی صحابی تھے۔ جب اسلام کو مال کی ضرورت ہوئی تو آپؓ نے اپنی روحا والی جگہ اللہ کے نام کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ اس کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دو۔ چنانچہ آپؓ نے وہ جگہ حضرت کعبؓ اور حضرت حسان میں تقسیم کر دی۔ ایک آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت بھی کی تھی جس میں تھوڑے سے ٹکڑے تھے مگر وہ ٹکڑے اسی (۸۰) صحابہ کھا گئے مگر پھر بھی اسی طرح طعام رکھا رہا۔

سیدنا زید بن سہل ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے وصال سے ۲۰ سال بعد تک زندہ رہے۔ آپؓ اکثر مدینہ میں مسلمانوں کی قبریں بنایا کرتے تھے۔ جب آپ کی عمر ۷۰ سال ہوئی تو ۲۴ھ میں آپؓ کا وصال ہوا۔ حضرت عثمانؓ نے آپؓ کی نماز پڑھائی اور جنت البقیع میں آپؓ کو دفن کیا گیا۔

Marfat.com

حضرت سیدنا سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیز دوڑنے والے جرنیل تھے ۔آپؓ بڑے بہادر تیر انداز احسان کرنے والے اور شجاع تھے۔

جنگ خندق میں ایک شخص عینیہ ابن حصن نے غدارانہ طور پر کفار کے متحدہ لشکر کے آدمیوں اور اونٹوں سے مدد کی تھی ، یہ وہی آدمی تھا جس کو ازراہ مہربانی سرور دو عالم ﷺ نے مدینہ منورہ کے پاس چراگاہ میں مفت جانور چرانے کی اجازت دی تھی نہ صرف یہ کہ اس نے دشمنوں کی مدد کی بلکہ مسلمانوں کی چراگاہ پر ۴۰ سواروں کی مدد سے چھاپہ مارا ،اس کے نگران حضرت ابو ذرؓ کو مار ڈالا۔ اس کی بیوی کو اُٹھا لے گئے ۔اس کے علاوہ سرور دو عالم ﷺ کے اونٹ بھی ہانک کر لے گیا۔

اس خبر کے ملنے سے آپ ﷺ ۵۰۰ یا ۷۰۰ صحابہ کرامؓ کے ساتھ عینیہ بن حصن اور اس کے ساتھ قذاقوں کی تلاش میں نکلے ۔آپ ﷺ نے حضرت اُم مکتومؓ کو اسلامی سلطنت کا حاکم مقرر فرمایا۔آپ ﷺ نے جو پارٹی پہلے ارسال کی تھی ۔اس کے ساتھ قذاقوں کی لڑائی ہوئی ۔اور دو ڈاکو مارے گئے ۔اور ایک مجاہد حضرت محرز بن نضلہؓ شہید ہوئے۔

سارے اونٹوں کو واپس چھین لیا گیا اور مسلمان عورت بھی واپس لے لی گئی۔
حضرت سلمہ بن اکوعؓ سرور دو عالم ﷺ کے پاس آئے اور کہا! سرکار میں ڈاکوؤں کو

Marfat.com

فلاں علاقے میں پیاسا چھوڑ آیا ہوں۔ اگر مجھے آپ ۱۰۰ مجاہد دے دیں تو میں ان تمام کو قیدی بنا کر لا سکتا ہوں۔ سرور دو عالم ﷺ اس کے اس کام سے مسرور ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا:۔

یاابن الاکوع اذاملکت فاسجح

''اے ابن اکوع جب تو قابو پائے تو نرمی کر'' ﴿ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج۔۲ص،۸۰۔﴾

حضرت سیدنا سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ غزوات میں شرکت کی۔ آپؓ سے ۷۷ احادیث منسوب کی ہیں۔ آپؓ کا وصال ۷۴ھ میں ہوا اس وقت آپؓ کی عمر نوے سال تھی۔ حضرت سیدنا سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار معمر ترین صحابہ میں ہوتا ہے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا سلمۃ بن ہشام رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا سلمۃ بن ہشام رضی اللہ تعالی عنہ کی کنیت ابو ہاشم تھی۔ آپؓ ابو جہل کے بھائی اور خالد بن ولید کےؓ چچازاد تھے۔۔ حضرت سیدنا سلمۃ بن ہشام رضی اللہ تعالی عنہ مکہ کے پہلے اسلام لانے والوں میں شامل تھے۔ جب آپ قرآن پڑھتے تو آپؓ کا بھائی آپؓ کی پڑھائی پر دھیان نہ دیتا بلکہ اپنی ہٹ دھرمی پر فخر کرتا تھا اس فخر نے اس کو جہنم کی دیواروں تک جھونک دیا تھا۔ ابو جہل کا ایک کارنامہ یہ بھی تھا کہ جب کوئی شرفاء مکہ ایمان لاتا تھا تو وہ اس دھمکاتا تھا۔ حضرت سیدنا سلمۃ بن ہشام رضی اللہ تعالی عنہ قریش کے بہادروں میں سے ایک تھے۔ جب حضرت سیدنا سلمۃ بن ہشام رضی اللہ تعالی عنہ نے اسلام قبول کیا تو آپؓ کے بھائی ابو جہل کو بہت غصہ آیا۔

اسلام لانے کی وجہ سے وہ آپؓ کو اور ستانے لگا۔ اسی مردود کے ظلم سے تنگ آکر آپؓ نے ہجرت حبشہ کی۔ مگر پھر کفار کی سازش سے مکہ پلٹ آئے تو اس وقت ابو جہل نے آپؓ کو قید کر دیا۔ آپؓ کو زنجیروں میں جکڑ لیا۔ وہ مردود حضرت سیدنا سلمۃ بن ہشام رضی اللہ تعالی عنہ کو باندھ کر بھوکا پیاسا رکھتا تھا۔ تاکہ وہ بھوک پیاس کیوجہ سے اسلام سے منحرف ہو جائیں۔ مگر حضرت سیدنا سلمۃ بن ہشام رضی اللہ تعالی عنہ اسلام پر ڈٹے رہے۔ جب مسلمانوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو کافروں نے آپؓ اور اہل خانہ کو بہت روکا مگر جونہی آپؓ کو فرصت ملی آ۔ مدینہ تشریف لے آئے ،اس وقت غزوہ خندق لڑی جا چکی تھی۔

Marfat.com

مدینہ آ کر آپؓ نے اسلام کی خدمت میں سر دھڑ کی بازی لگادی۔ ۸ ھ میں ماہ جمادی الاولیٰ میں زید بن حارثہ کے ہمراہ موتہ کی طرف نکلے۔ اس لڑائی میں مسلمانوں کے جلیل القدر صحابہ شہید ہو گئے آپؓ اس لڑائی میں بڑی بہادری سے لڑے۔ مسلمانوں کی اس بہادری کے باوجود کئی مسلمان ان مجاہدین کو بھگوڑے کہنے لگے۔ حضرت سیدنا سلمۃ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس نام کو برداشت نہ کر سکے اور گوشہ نشینی اختیار کرلی وصال رسول ﷺ کے وقت رسول اللہ ﷺ حضرت سیدنا سلمۃ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑے خوش تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد خلیفہ اول کے حکم سے شام کے ملک میں جہاد کے لئے روانہ ہوئے۔ یہاں آپؓ نے بڑی بہادری سے اپنی فوجوں کو لڑایا۔ رومی لشکر کے ساتھ جب مرج الظفر کے مقام پر ٹاکرا ہوا، تو حضرت سیدنا سلمۃ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی شدت کے ساتھ لڑے اور شہید ہو گئے۔ اس وقت ۱۴ھ کا زمانہ تھا اور یہ دنیا عدل فاروقی سے معمور تھی۔ آپؓ کی قبر شام میں ہے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا سماک بن خرشہ ابودجانہ انصاری رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا سماک بن خرشہ ابودجانہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شاعر، بہادر اور جانباز تھے۔ بدر کی لڑائی میں آپؓ نے بہادری سے اسلامی لشکر کو کامیابی دلائی۔ احد کے روز رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک تلوار عطا فرمائی انہوں نے اس کا حق ادا کیا۔ میدان عمل میں آپؓ بڑے ناز و نخرے سے چلا کرتے تھے۔

لال پٹی والے جنگجو کے نام سے مشہور تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے میدان احد میں ایک تلوار ہاتھ میں لے کر کہا کہ کون ہے جو اس تلوار کا حق ادا کرے گا۔ اللہ کے شیر علیؓ اور دوسرے بہادر آگے ہوئے مگر رسول اللہ ﷺ نے نہ دی پھر آپؓ کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کا حق ادا کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ تلوار اس کے حوالے کر کے کہا کہ اس کا حق اللہ کے لیے جہاد کرنا ہے اور جہاد سے منہ نہ موڑنا ہے۔

حضرت زبیر بن عوامؓ نے بھی یہ تلوار مانگی تھی لیکن نہ ملی تو کہا دیکھتے ہیں کہ ابودجانہ کس طرح اس کا حق ادا کرتے ہیں۔ ابودجانہ لشکر کفار میں گھس گئے سرخ پٹی نکالی اور اس کو اپنے سر پر باندھا۔ انصار نے کہا کہ اب ابودجانہ نے موت کی پٹی باندھی ہے۔ ابودجانہ جدھر جاتے صفیں الٹ کر رکھ دیتے۔ حضرت زبیرؓ نے دیکھا کہ جب ہندہ اس کے سامنے آئی تو ابودجانہ نے اپنی تلوار پیچھے کھینچ لی یہی رسول اللہ ﷺ کی تلوار کا حق تھا کہ کسی غیر محارب پر نہ چلائی جائے۔ ابودجانہ نے اللہ کی راہ میں بڑی

Marfat.com

بہادری سے یہ تلوار چلائی۔

غزوہ خیبر میں ابودجانہ بے مثال انداز میں لڑے، حنین میں آپؓ کے کارنامے بڑے اعلیٰ تھے۔ معرکہ یرموک میں لڑائی کے لئے حضرت سیدنا سماک بن خرشہ اور ابودجانہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑا ہیں۔ اس لڑائی میں مسیلمہ کذاب کو آپؓ نے اور وحشیؓ نے قتل کر دیا تھا اور اسی لڑائی میں آپؓ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ (طبقات، ابن سعد)

Marfat.com

حضرت سیدنا شماس بن عثمان رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا شماس بن عثمان رضی اللہ تعالی عنہ مکہ کے سب سے حسین وجمیل جوانوں میں شمار ہوتے تھے۔ آپؓ کا نام تو عثمان بن عثمان تھا مگر آپؓ خوبصورتی نے آپؓ کا نام شماس بنادیا اور یہ نام ہی مشہور ہوگیا آپ کا خاندان مکہ کے شرفاء میں سے تھا۔ حضرت سیدنا شماس بن عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے ماموں کا نام عتبہ بن ربیعہ تھا جو کہ مکہ کے سب سے بڑے سردار تھے۔ فخر نخوت آپؓ کی گھٹی میں رچی ہونے کے باوجود آپؓ نے اسلام کی نرمی قبول کی اور اپنے آپؓ کو اہل کفر کے ظلم وستم کے حوالے کردیا کہ یہ ظلم تو عارضی ہے اصل اجر تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

حضرت سیدنا شماس بن عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے اللہ کی راہ میں دو ہجرتیں کیں۔ اول آپؓ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور پھر واپس مکہ آگئے اس کے بعد مدینہ کی ہجرت میں حصہ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے غسیل الملائکہ کے ساتھ آپؓ کا بھائی چارہ بنایا۔

بدر کی لڑائی میں حضرت سیدنا شماس بن عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے بہادری دکھائی جب بدر کی لڑائی میں آپؓ کے والد گرامی مرے تو آپؓ بڑے پریشان ہوئے لوگوں نے کہا کہ والد کی محبت دل میں گھر کر آئی یہ سن کر حضرت سیدنا شماس بن عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے نہیں مجھے پریشانی تو اس بات پر ہے کہ میرا والد صائب الرائے تھا مگر اس کو اسلام کی سمجھ نہیں آئی اگر وہ اسلام پر ہوتا تو کتنا اچھا ہوتا۔ مجھے اپنے والد کے

Marfat.com

اسلام سے دوری پر بڑا افسوس ہے۔ احد کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ پر ڈھال بن گئے ان پر دشمن کی تلواروں کے بے شمار وار پڑے۔ جب دشمن کا حملہ رک گیا تو آپؓ بے ہوش ہوکر گر گئے۔ اس کے بعد ایک دن رات تک زندہ رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ام سلمہ کے ہاں ٹھہرایا جائے۔

حضرت سیدنا شماس بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی اطلاع جب رسول اللہ ﷺ کو ملی تو آپؓ کو بہت دکھ ہوا۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس بہادر کو احد کے شہداء کے ہمراہ دفن کیا جائے۔ لہذا آپؓ کو احد کے میدان میں شہداء کے ساتھ لے جا کر دفن کیا گیا۔ شہادت کے وقت آپؓ کی عمر مبارک ۳۴ سال تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی نہ تو نماز جنازہ پڑھی اور نہ ہی ان کو غسل دیا بلکہ اسی لہو کی خوشبو کے ہمراہ دفن کر دیا جس طرح دوسرے شہداء کو دفن کیا تھا۔ تاکہ قیامت کے دن ان کا لہو ان کی بہادری کی داستان سنائے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں۔ آپؓ سابقون الاولون میں سے ہیں۔ مجلس شوریٰ میں آپؓ کا مقام بڑا بلند تھا آپؓ کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے فرمایا کہ انہوں نے اپنے لئے جنت دنیا میں ہی واجب کر لی۔

ایک مرتبہ حضرت سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کام کے سلسلے میں بصریٰ میں گھوم پھر رہے تھے کہ ایک راہب اپنی عبادت میں مصروف تھا۔ اور وہ اہل مکہ کا حال پوچھ رہا تھا کہ کوئی مکہ کا آدمی ادھر ہے۔ تو حضرت سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں مکہ کا رہنے والا ہوں۔ اس نے پوچھا کہ کسی احمد نامی آدمی نے آپؓ کے مکہ میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

حضرت سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ کونسا احمد اس نے آپ ﷺ کا سارا سلسلہ نسب کہہ سنایا۔ اور ساتھ یہ بھی کہا کہ مکہ سے وہ ظہور کرے گا اور مدینہ اس کا مسکن بنے گا۔ یہ بات سن کر حضرت سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دل میں گانٹھ لگالی اور راہب سے کہا کہ ہاں ایک محمد نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے ادھر میں طلحہ حضرت ابوبکر کے پاس آئے، اور راہب والے واقعہ کا ذکر کیا تو سیدنا صدیق اکبرؓ نے کہا جلدی کرو...... دیر ہو رہی ہے۔ یہ دونوں اصحاب رسول اللہ ﷺ سے ملے اور مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد آپؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔ تمام

Marfat.com

جنگوں میں شرکت فرمائی اور جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو ایک فتنے کی سرکوبی کے لئے ایک جنگ میں شریک ہوئے

حضرت سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۳۸ احادیث مروی ہیں جنگ جمل میں ایک تیر سے شہید ہوئے۔ اس وقت حضرت سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک ۶۲ سال تھی۔

Marfat.com

حضرت سیدنا عامر بن الاکوع رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا عامر بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاندان ایسا مبارک ہے جنہوں نے رسول اکرم ﷺ کے پیغام حق کو سن کر دیر کرنے کی بجائے فوراً اسلام قبول کرلیا اور اسلام کے سابقون الاولون میں شامل ہو گئے۔ حضرت سیدنا عامر بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بلند آواز والے صحابی ہیں۔ جب اسلامی لشکر کسی معرکے کے لئے نکلتا تو آپؓ اس کا دل اپنے گرم اور زندہ دل اشعار سے گرمایا کرتے تھے۔ آپؓ کے اشعار وہ کام کرتے تھے جو کوئی آدمی کرنے سے قاصر رہتا تھا۔

اسلامی لشکر خیبر کے لئے رواں دواں ہے حضرت سیدنا عامر بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گرما گرم اشعار سے ان کے دلوں کو گرما رہے ہیں۔ رات کے وقت اسلامی لشکر خیبر پہنچا۔ تو انہوں نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ جب لڑائی کے شعلے بڑھکے اور مرحب میدان عمل میں آگیا تو اس کے مقابلے کے لئے حضرت سیدنا عامر بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلے۔ دونوں طرف سے دھواں دھار لڑائی ہو رہی ہے۔ مرحب نے ایک زوردار وار حضرت سیدنا عامر بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کیا جس کو آپؓ نے اپنی ڈھال پر روکا۔ حضرت سیدنا عامر بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھک کر مرحب پر وار کرنے کی کوشش کی جس کی وجہ سے آپؓ کی اپنی تلوار آپؓ کے پاؤں سے ٹکرائی۔ جس سے آپؓ کا پاؤں ٹوٹ گیا، اس چوٹ سے آپؓ کی شہادت ہوگئی۔ (فتح الباری جلد ۷)

Marfat.com

حضرت سیدنا عامر بن ربیع رضی اللہ عنہ

جب ماہتاب رسالت فاراں کی چوٹیوں سے طلوع ہوا اس ماہتاب کی ایک کرن حضرت سیدنا عامر بن ربیع رضی اللہ تعالی عنہ پر پڑی تو آپؓ نے اس کرن کی تمام تابانیاں اپنے سینے میں سمیٹ لیں۔ اور اسلام لے آئے۔ آپؓ سابقون الاولون میں سے ہیں۔ حضرت عمرؓ سے پہلے اسلام کے حلقے میں آئے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں خطاب حضرت عمرؓ کے والد گرامی حضرت سیدنا عامر بن ربیع رضی اللہ تعالی عنہ کے حلیف تھے۔

جب اہل کفر نے اہل اسلام کا جینا مکہ میں دوبھر کر دیا تو اہل اسلام نے اللہ کے حکم سے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حضرت سیدنا عامر بن ربیع رضی اللہ تعالی عنہ اس ہجرت میں شامل تھے۔ آپؓ نے کفر کے ساتھ تمام غزوات میں حصہ لیا۔ رسول اللہ ﷺ کی بہت سی احادیث آپؓ سے مروی ہیں۔

حضرت سیدنا عامر بن ربیع رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم کو کوئی جنازہ نظر آئے تو کھڑے ہو جاؤ اور اس وقت تک کھڑے رہو جب تک وہ جنازہ آگے نہیں نکل جاتا یا پھر رکھ نہیں دیا جاتا۔ آپؓ نے مدینہ میں وفات پائی۔ آپؓ نے شہادت عثمان سے پہلے ۳۵ھ میں وصال فرمایا۔ آپؓ کی قبر مبارک مدینہ میں ہی ہے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا عامر بن فہیمدہ رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا عامر بن فہیمدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے عاجز، نیک دل، رحم دل اور نڈر سپاہی تھے۔آپؓ مکرم ومحترم صحابہ کرام میں سے ہیں۔آپؓ نے اسلام ابتدائی دنوں میں ہی قبول کیا تھا۔آپؓ نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق کے ہمراہ ہجرت کی۔آپؓ کاتب وحی ہیں۔ پہلے آپؓ غلام تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپؓ کو خرید کر آزاد کر دیا۔

حضرت سیدنا عامر بن فہیمدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدر کی لڑائی لڑے اور بہادری سے کئی گمراہوں کو جہنم کے ٹکٹ دلائے۔غزوہ احد میں آپؓ نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہمیشہ سب سے آگے رہے۔

حضرت سیدنا عامر بن فہیمدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے بہادر اور ایک اعلیٰ پائے کے خطیب تھے۔اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کو بئر معونہ کے خطباء میں شامل ہونے کا کہا تھا۔آپؓ بعر معونہ گئے اور وہاں جب ایک خوش قسمت آدمی جبار بن سلمہ لاکلابی نے ایسے زور سے نیزہ مارا کہ وہ آپؓ کے جسم سے پار ہو گیا تو آپؓ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے کہ اللہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔قاتل نے جب یہ الفاظ سنے تو لوگوں سے پوچھا کہ یہ مر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میں کامیاب ہو گیا مجھے اس کی سمجھ نہیں آئی کہ یہ کیسے کامیاب ہوا۔اس نے کہا کہ اللہ نے اس کو جنت کا باغ دکھا دیا اور اب وہ جنت میں ہے اس لئے اس نے کہا تھا کہ میں کامیاب ہو گیا۔ یہ سن کر وہ قاتل فوراً اسلام لے آیا۔آپؓ کے جسد مبارک کو اللہ کے فرشتوں نے چھپا لیا۔اس طرح اللہ کے حکم سے آپؓ کو مقام علیین حاصل ہوا۔

Marfat.com

حضرت سیدنا عباد بن بشر رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری تھے۔آپؓ بڑے نیک اور عالم فاضل تھے۔سخاوت، بردباری، نرمی، زہد وتقویٰ، فصاحت بلاغت اور شاعرانہ صفات اللہ تعالیٰ نے آپؓ میں ڈال دیں تھیں۔اسلام قبول کرنے کے بعد آپؓ نے اسلام کی تمام جنگوں میں حصہ لیا۔

حضرت سیدنا عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بڑے جری بہادر اور نڈر سپاہی تھے۔وصال مصطفیٰ ﷺ کے بعد جب جنگ یمامہ کے لئے اسلامی لشکر ترتیب دیا گیا تو آپؓ بھی حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہمراہ میدان جنگ میں روانہ ہو گئے۔آپؓ نے میدان میں جی کھول کر جہاد کیا۔یکا یک ایک موٹا تازہ آدمی حضرت سیدنا عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے کے لئے آ کھڑا ہوا، وہ چہرے مہرے سے بڑا بہادر معلوم ہوتا تھا مگر تھا وہ کافر۔اس نے رسول اللہ ﷺ کے شیدا پر وار کیا۔جس کو ڈھال پر روکا گیا۔ادھر سے پھر وار ہوا۔اس وار سے اس مردود کی دونوں ٹانگیں کٹ گئیں۔مگر تھا بہادر اس لئے مقابلے پر ڈٹا رہا۔آخر کار آپؓ نے اسے جہنم میں دھکیل دیا۔پھر آپؓ آگے بڑھے تو بنو حنیفہ کے لوگوں نے آپؓ کو گھیر لیا اس طرح انہوں نے چاروں طرف سے حملہ کر کے اس اللہ کے ببر شیر کو شہید کر دیا۔اس وقت آپؓ نے اپنی زندگی کی پنتالیس بہاریں دیکھ لی تھیں۔

Marfat.com

حضرت سیدنا عباد بن صامت رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا عباد بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ ایک انصار صحابی تھے۔ آپؓ عقبہ ثانی کے نقیبوں میں سے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کا بھائی چارہ حضرت ابو مرثد غنوی کے ساتھ کیا۔ حضرت سیدنا عباد بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ نے جوانی ہی میں اسلام قبول کیا تھا۔ آپؓ بڑے صبر و شکر کرنے والے صحابی تھے۔

حضرت سیدنا عباد بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ ایک اعلی درجے پر فائز صحابی تھے۔ حضرت سیدنا عباد بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے والوں میں سے تھے۔ آپؓ نے اسلام کے بعد تمام لڑائیوں میں حصہ لیا۔ میدان بدر میں تو آپؓ نے کمال بہادری سے دشمن کے طابوت میں کیل ٹھونکی تھی۔ احد کی لڑائی میں بھی آپؓ شریک تھے اور بڑی بہادری سے دشمنان اسلام پر وار کیے۔ خندق کی لڑائی میں آپؓ نے دن رات جاگ کر اسلام کی خدمت کی اور اہل کفر کو بھاگ جانے کی طرف مجبور کیا۔ بیعت رضوان میں بھی حضرت سیدنا عباد بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ پیش پیش تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور کئی لڑائیوں میں حصہ لیا۔ دور فاروقی میں تو آپؓ نے بہادری کے کئی باب رقم فرمائے۔ خلیفہ دوم نے آپؓ کے بارے میں گواہی دی تھی کہ حضرت سیدنا عباد بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ ایک ہزار آدمیوں کے برابر ہیں۔ جب آپ میدان میں نعرہ

Marfat.com

تکبیر بلند کرتے دشمن کی صفیں الٹ جاتیں تھیں۔ان پر زلزلے نازل ہو جاتے تھے اور اس طرح اللہ تعالیٰ فتح مسلمانوں کے لئے لکھ دیتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت سیدنا عباد بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصر میں محاصرے کے دوران اکیلے ایک جگہ پر اپنا گھوڑا کھڑا کر کے نماز ادا کرنے لگے تو اہل قلعہ نے دیکھا فوراً ایک جماعت سالار لشکر کو شہید کرنے کے لئے بھیجی۔ جونہی آپؓ نے سلام پھیرا وہ نزدیک آچکے تھے اور آپؓ تنہا تھے۔آپؓ نے بہادری کا ثبوت دیا،فوراً گھوڑے پر سوار ہوئے اور دشمن سے ٹکر لینے کے لئے دشمن کی طرف گھوڑا دوڑایا۔آن واحد میں دو حملہ آوروں کو کاٹ ڈالا یہ دیکھ کر باقی حملہ آور بھاگ گئے اور قلعہ بند ہو گئے۔

حضرت سیدنا عباد بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے دیانت دار عامل تھے آپؓ اپنی ذمہ داری کا مکمل احساس محسوس کرتے تھے۔حضرت سیدنا عباد بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ سوم کے زمانے میں بیت المقدس میں ۳۴ھ میں وفات پائی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ المائدہ میں آپؓ کی تعریف فرمائی۔اسی وجہ سے آپؓ کو جامع القرآن کا خطاب ملا۔آپؓ نے ۱۸۱ احادیث مروی کی ہیں۔آپؓ نے ۳۴ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

حضرت سیدنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بڑے بہادر اور نڈر مجاہد تھے۔ آپؓ کی کنیت ابو حذافہ تھی۔ آپ سابقون الاولون میں سے تھے۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت اسلام کو قبول کیا جب اسلام قبول کرنا اپنی موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ جب آپؓ نے اسلام قبول کیا تو اہل کفر کے ظلم کا پیمانہ بہت بڑھ گیا تو آپؓ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہجرت حبشہ کی۔ کچھ عرصہ کے بعد حبشہ سے مکہ تشریف لے آئے اور پھر آپؓ نے مدینہ کی ہجرت کی۔ جنگ بدر میں آپؓ نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے اور ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اس کے بعد احد کی لڑائی میں بھی اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ اس لڑائی میں آپؓ کو ایک گہرا زخم لگا۔ یہ زخم بہت گہرا تھا۔ جس سے آپؓ کو بہت تکلیف ہوئی۔ بعض مصنفین کے نزدیک آپ احد میں شہید ہو گئے لیکن حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپؓ کا وصال بعد میں ہوا۔ (نساء البیت فی ضوء القرآن۔ ۱۶۹،۲۰۵)

حضرت سیدنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے خوش مزاج اور متقی صحابی تھے۔ تمام جنگوں میں شریک رہے۔ حدیبیہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے جب سلاطین کو خط لکھے تو آپؓ کسریٰ کے دربار میں رسول اللہ ﷺ کا خط لے کر گئے۔ آپؓ نے کسریٰ کا کروفر بھی دیکھا جب اس نے نامہ رسول کو ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ آپؓ نے سارا ماجرہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس

Marfat.com

کی حکومت کو اب اس کاغذ کی مانند ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ خلیفہ دوم نے آپؓ کو روم میں قاصد بنا کر بھیجا۔ رومیوں نے آپؓ کو قیدی بنالیا۔ ان کو عیسائیت پیش کی گئی مگر آپ نے قبول نہ کی۔ پھر کسری نے سولی پر چڑھانے کا حکم دیا مگر پھر بھی آپؓ نے نصرانیت قبول نہ کی تو پھر انہوں نے آپؓ کو گرم ابلتی ہوئی دیگ میں ڈالنا چاہا مگر پھر بھی آپؓ نے اسلام کو نہ چھوڑا، پھر اس مردود نے کہا تو میرے سر کا بوسہ لے تو میں تجھے آزاد کر دوں گا۔

آپؓ نے فرمایا کہ میں تمہارے سر کا بوسہ لوں گا اگر تو سارے قیدی آزاد کر دے تو تب میں ایسا کروں گا۔ قیصر مان گیا تو آپؓ نے آگے بڑھ کر اس مردود کے سر کا بوسہ لیا اس طرح اور بہت سے قیدی آزاد ہو گئے۔ جب آپؓ نے یہ معاملہ حضرت عمرؓ کے دربار میں بیان کیا تو خلیفہ نے کہا کہ تمام حضرت سیدنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالی عنہ کے سر کا بوسہ لیں ان کے ایک بوسے نے اسی مسلمانوں کو آزادی دلائی ہے۔ اس نیک کام کی ابتدا میں خود کرتا ہوں۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالی عنہ کو حاکم اسلام کی طرف سے شام کی طرف بھیجا۔ وہاں آپؓ نے اپنی ڈیوٹی اچھے انداز سے ادا کی۔ حضرت عثمان غنی آپؓ کی کارکردگی سے بہت خوش تھے۔ آپؓ مصر کے ہی عامل تھے کہ حضرت عزرائیلؑ آئے اور ایک عظیم مسلمان کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ آپؓ کا جسد خاکی مصر میں ہی مدفون ہے۔ (سیر اعلام النبلاء جلد ۱۔۲)

Marfat.com

حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالاسد ابوسلمہ رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالاسد ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کے جانباز اور مشہور سوار تھے۔ آپؓ نے جب اسلام قبول کیا اس وقت تک صرف نو یا دس لوگ اسلام لائے تھے۔ بعض تاریخ دانوں کا خیال ہے کہ آپؓ نے گیارہویں نمبر پر اسلام قبول کیا تھا بہر حال آپؓ سابقون الاولون میں سے ہیں۔ آپؓ حضرت ابوبکر صدیق کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے جگری یار تھے۔ آپؓ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی زاد برہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔

رسول اللہ ﷺ آپؓ کے رضاعی بھائی ہیں۔ جوانی میں آپؓ کی شادی مکہ کی ایک نیک سیرت خاتون سے ہوئی، جو اُم سلمہؓ کے نام سے مشہور ہوئی۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالاسد ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو ہجرتیں کیں۔ ایک مکہ سے حبشہ اور دوسری مکہ سے مدینہ۔ غزوہ بدر میں آپؓ نے اپنی جرات اور بہادری کا لوہا منوایا۔ غزوہ اُحد میں بھی آپؓ کی کارکردگی بڑی نمایاں تھی۔

۴ھ میں جب بنی اسد نے امن و امان کو خراب کرنے کی کوشش کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی سازش کو ناکام بنانے کا عزم کیا اور اس لشکر کی قیادت حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالاسد ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا کی۔ اس سریہ میں معمولی لڑائی ہوئی جس میں سالارِ لشکر حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالاسد ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک کاری زخم آیا۔ وہ زخم فوری طور پر مندمل ہو گیا مگر کچھ دنوں کے بعد پھر پھٹ گیا اور اسی زخم سے آپؓ کی شہادت ہوئی۔ آپؓ کی نماز جنازہ رسول اللہ ﷺ نے ادا فرمائی۔

Marfat.com

حضرت سیدنا عبداللہؓ بن عبداللہ بن ابی سلول

حضرت سیدنا عبداللہؓ بن عبداللہ بن ابی سلول انصاری ہیں۔ آپؓ کے والد ابی سلول ایک منافق تھے۔ جس وقت آپؓ نے اسلام قبول کیا، آپؓ نے اپنے والد کے ساتھ رہنا ختم کر دیا۔ آپؓ نے اسلام کے لئے ہر ممکن خدمت سرانجام دی۔ آپؓ کے والد کی منافقت آپؓ کے دین پر بالکل اثر انداز نہ ہوئی۔ بلکہ کبھی کبھار تو حضرت سیدنا عبداللہؓ بن عبداللہ اپنے باپ کو سمجھاتے تھے کہ اسلام کی مخالفت اچھی نہیں ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کے ولاد کو بوقت وفات اپنی قمیض مبارک بھی دی تھی جس کی آپؓ کے والد نے خواہش ظاہر کی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدنا عبداللہؓ بن عبداللہ کے والد کی نماز جنازہ بھی پڑھائی تھی۔ یہاں پر دو گروہ ہیں ایک کہتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز پڑھائی اور اس کے لئے دعا کی تو اس کی بخشش اللہ نے فرما دی اور رسول اللہ ﷺ کبھی کسی کے خلاف دل میں نفرت نہیں رکھتے تھے صاف ظاہر ہے جب آپ ﷺ نے نماز پڑھائی تو اخلاص دل سے اس کے لئے دعا کی ہوگی۔ جبکہ دوسرہ گروہ کہتا ہے کہ یہ صرف دکھاوا تھا جو کہ رسول اللہ ﷺ کی شان کے بالکل مخالف سمت میں تھا۔ وہ بڑا بدقسمت انسان تھا رسول اللہ ﷺ کو مانتا بھی تھا مگر اس پر یقین نہیں رکھتا تھا۔ صحیح موقف یہ ہے کہ وہ منافق تھا نفاق پر اس کی موت ہوئی اور منافقین کا مقام جہنم ہے۔

آپؓ نے اسلام کے بعد تمام اسلامی کی جنگوں میں شرکت بھی کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت سیدنا عبداللہؓ بن عبداللہ شہداء کے سرداروں میں سے ہیں۔ جنگ یمامہ میں آپؓ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

Marfat.com

حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت مدینہ کے بعد اسلام قبول کیا۔ آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کے بڑے جہاندیدہ سالار تھے۔ آپؓ بڑے امانت دار مجاہد تھے ایک مرتبہ ایک سریہ پر جمعہ کے روز نکلے اور جمعہ کے روز ہی واپس آ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ آپؓ نے دوران سفر اپنے موزے تبدیل کیے تو حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ نہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپؓ نے بہت اچھا کیا ہے۔

حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اعلیٰ پائے کے قاری تھے۔ بڑے اولوالعزم شاعر اور ایک پکے تیر انداز تھے۔ آپؓ کا نشانہ خطا نہیں جاتا تھا۔ آپؓ نے غزوہ بدر کے بعد کے تمام غزوات اور جنگوں میں حصہ لیا۔ حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۶۵ احادیث مروی ہیں۔ آپؓ زبردست خطاطی کیا کرتے تھے۔

حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک قرآن پاک کی بھی خطاطی کی تھی۔ امام ذہبی لکھتے ہیں کہ ان کا لکھا ہوا قرآن پاک ابوسعید یونس کے پاس موجود تھا۔ یہ قرآن پاک مصحف عثمانی سے ذرا رسم الخط میں ہٹ کر تھا۔ بوقت وفات حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کو تین باتوں کی نصیحت کی۔ ایک تو یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کسی غیر ثقہ آدمی سے نقل نہ کرنا دوسری بات یہ تھی

Marfat.com

کہ اشعار نہ کہو کہ تمہارے دل ان کی وجہ سے قرآن مجید سے دور ہونے لگیں گے تیسری نصیحت یہ تھی کہ قرآن مجید کو اپنا راہنما مانیں اور اس پر عمل بھی کریں۔آپؓ کا وصال ۵۸ھ میں مصر میں ہوا۔(امام طبرانی معجم الکبیر)

Marfat.com

حضرت سیدنا عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا عمرو بن قیس رضی اللہ تعالی عنہ سابقون الاوالون ہیں ۔آپؓ اچھے قاری تھے۔اور لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔اللہ تعالی نے آپؓ کی شان میں قرآن میں آیات نازل فرمائیں ۔آپؓ کی کنیت اُم مکتوم تھی ۔آپؓ نابینا تھے ۔ جب رسول اللہ ﷺ جہاد میں شرکت کے لئے اسلامی ریاست کے ہیڈ کوارٹر سے دور ہوتے تو آپؓ اسلامی ریاست کے حکمران ہوا کرتے تھے ۔ یہ بڑے کرم وعطا کا مقام ہے۔ دوسرے صحابہ اس طرح کے اکرام سے محروم رہے ۔آپؓ رسول اللہ ﷺ کی غیر موجودگی میں امامت بھی کرواتے تھے۔

حضرت سیدنا عمرو بن قیس رضی اللہ تعالی عنہ کی آواز بڑی سریلی تھی آپؓ اس سریلی آواز سے فائدہ حاصل کرتے اور قرآن پاک جو نازل ہوتا اس کو سن کر یاد کر لیتے تھے اور دن رات اس کی تلاوت کرتے رہتے تھے۔گویا کہ آپؓ بڑے پائے کے قاری تھے۔ہجرت کے میدان میں حضرت سیدنا عمرو بن قیس رضی اللہ تعالی عنہ سب پر سبقت لے گئے۔آپؓ دو ہجرتیں کرنے والوں میں سے دوسرے نمبر پر ہیں ۔سب سے پہلے ہجرت کر کے حضرت مصعب بن عمیر آئے تھے اور دوسرے نمبر پر حضرت سیدنا عمرو بن قیس رضی اللہ تعالی عنہ تھے ۔ حضرت سیدنا عمرو بن قیس رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپؓ نے اسلام کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کیا مگر ہجرت کرتے وقت اپنا قرآن اپنے ساتھ لے آئے۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ حضرت بلالؓ رات کو اذان دیتا ہے تو تم کھاتے پیتے رہو جب تک کہ ابن ام مکتومؓ اذان نہ دیں آپ چونکہ نابینا تھے اس لئے جب تک آپؓ کو کہا نہ جاتا تھا کہ اذان کا وقت ہو گیا ہے تو آپؓ اذان نہیں دیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے دو موذن تھے ایک تو بلالؓ تھے اور دوسرے کا نام حضرت سیدنا عمرو بن قیس رضی اللہ تعالی عنہ تھا۔ حضرت بلالؓ لوگوں کو اذان دے کر متنبہ کرتے تھے اور حضرت سیدنا عمرو بن قیس رضی اللہ تعالی عنہ طلوع فجر لوگوں سے معلوم کر کے اذان دیتے اور پھر اس میں غلطی نہ کرتے تھے۔ (صحیح بخاری)

حضرت سیدنا عمرو بن قیس رضی اللہ تعالی عنہ تیرہ بار اسلامی حکومت کے سربراہ رہے تھے۔ اللہ تعالی نے اس نابینا صحابی کو بھی اپنی خاص شہادت سے سرفراز فرمایا۔ جنگ قادسیہ میں آپؓ نے شرکت کی اور آپؓ کے ہاتھ میں سیاہ جھنڈا تھا۔ حضرت عکاشہ کے ہمراہ آپؓ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

Marfat.com

حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ دربار مصطفیٰ کے ایک مایہ ناز خطیب ایک شجاع کمانڈر، ایک محکم سوار اور اسلام کے قادر الکلام شاعر تھے۔ آپؓ نے بیعت عقبہ ثانی کے وقت ۷۴ انسانوں کے ہمراہ اسلام قبول فرمایا۔ غزوہ احد میں حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ تلوار اور زبان دونوں سے جہاد کیا۔

جب اہل اسلام خندق کھود رہے تھے تو آپؓ بھی شامل تھے۔ اس معرکہ کے لیے بھی آپؓ نے شاعری کی۔ حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ ان تین میں سے ایک تھے جو غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ اللہ نے ان کی توبہ کا ذکر اپنے قرآن میں فرمایا ہے۔ آپؓ نے اسی احادیث مرتب کی ہیں۔

حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ نے اسلام کی بڑی خدمت کی آپؓ نے اسلام کے لیے جنگ دو محاذوں پر لڑی، یعنی تلوار اور زبان سے حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ ستتر سال زندہ رہے اور پچاس ہجری میں وصال ہوا۔

Marfat.com

حضرت سیدنا محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا محمد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا کہ محمد بن سلمہ ایک ایسا انسان ہے جس پر فتنہ کسی قسم کا اثر نہیں پہنچا سکتا۔ آپؓ بڑے پرہیزگار متقی اور زاہد تھے۔ حضرت سیدنا محمد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام غزوات میں شرکت کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو حارس رسول اللہ کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ حضرت سیدنا محمد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ جمل اور جنگ صفین میں حصہ نہیں لیا۔ جب خلیفہ دوم کے زمانے مین مصر پر لشکر کشی کی گئی تو آپؓ بھی اس لشکر کا حصہ تھے جس کو فاتح مصر کا اعزاز حاصل ہوا۔ آپؓ نے میدان عمل میں بڑے اعلیٰ معرکے سرانجام دیئے۔

حضرت سیدنا محمد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۷۷ سال کی عمر میں ۴۳ھ میں وفات پائی۔۔ آپؓ کی نماز جنازہ حضرت مروان بن حکم نے پڑھائی۔ آپؓ کو اللہ نے کثیر اولاد سے نوازا تھا۔ آپؓ کے پانچ بیٹے صحابہ تھے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا المقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا المقداد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ گندمی رنگ، دراز قد، گھنے بال، بڑی آنکھیں، بھرے ہوئے ابرو، پتلی اور سیدھی ناک، لمبی داڑھی، بارعب وجاہت والے صحابی تھے۔ میدان حرب میں آپؓ بے مثال تھے۔ جدھر جاتے صفیں الٹنا آپؓ کا شعار تھا۔ حضرت سیدنا المقداد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے بڑے شہسوار صحابہ کرامؓ میں سے ایک تھے۔ حضرت سیدنا المقداد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپؓ کا گھوڑا جہاد کے لئے سب سے پہلے میدان عمل میں اترا۔ اور اسلام میں سب سے پہلے قتال کرنے والے بھی آپؓ ہی ہیں۔ آپؓ اس گلدستے کے ایک پھول ہیں جنہوں نے سب سے پہلے مکہ میں اپنے اسلام کے اظہار کا اعلان فرمایا۔ آپؓ نے اسلام کے لئے دو ہجرتیں کیں۔

حضرت سیدنا المقداد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ بدر میں کامیابی کے ساتھ حصہ لیا اس میدان میں آپؓ کے سوا کوئی شہسوار نہ تھا۔ حضرت سیدنا المقداد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس گھوڑے پر سوار تھے اس کا نام سبحہ تھا۔ آپؓ نے بدر کے معرکے میں نضر بن حارث کو قیدی بنایا۔ اس کے علاوہ آپؓ نے تمام غزوات میں حصہ لیا۔ لیکن شہادت نصیب نہ ہوسکی۔ حضرت سیدنا المقداد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح مصر میں بھی شامل تھے۔ افریقہ کے طرف جو لشکر گیا تھا اس میں آپؓ شامل تھے اور اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ ستر سال کی عمر میں ۳۳ھ میں مقام جرف پر آپؓ کا وصال ہوا۔ وصال کے بعد مقام جرف سے حضرت سیدنا المقداد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لایا گیا۔ آپؓ کی نماز جنازہ حضرت عثمان غنیؓ نے پڑھائی۔

Marfat.com

حضرت سیدنا ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا ہاشم بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سابقون الاولون میں سے ہیں۔ آپؓ بہادر، شجاع نڈر اور صاحب کمال صحابی تھے آپؓ کی کنیت ابو حذافہ تھی۔ اسلام قبول کر کے رسول اللہ ﷺ کی محفل کے مستقل ممبر بن گئے۔ دو ہجرتیں کرنے والوں میں آپؓ کا شمار ہوتا ہے۔ معرکہ بدر میں قتل ہونے والا پہلا مشرک آپؓ کے خاندان میں سے تھے۔ میدان بدر میں آپؓ نے بڑی بہادری دکھائی۔

آپؓ تمام غزوات میں شہادت کی آرزو لے کر گئے مگر اللہ شہادت کی دولت مقررہ وقت سے پہلے نہیں دی۔ آپؓ کی شہادت جنگ یمامہ میں ہوئی۔ اس وقت آپؓ کی عمر ۵۳ سال تھی۔ بوقت شہادت آپؓ کے غلام حضرت سالمؓ نے بھی بڑے کمال سے اپنی ڈیوٹی نبھائی اور اپنے آقا کے ہمراہ شہید ہو گئے۔ یہ پہلا واقعہ تھا جب ایک آقا اور غلام یکے بعد دیگرے ایک ہی وقت پر ایک ہی جنگ میں اور ایک ہی جگہ شہید ہوئے ہوں۔ جب حضرت سیدنا ہاشم بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے اس وقت ۱۲ھ کا سال تھا۔ حضرت سیدنا ہاشم بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زندگی بھر قتال کیا۔ اس مقصد کی خاطر آپؓ نے کبھی بھی پشت نہیں دکھائی۔ اللہ آپؓ سے راضی ہو گیا۔

Marfat.com

حضرت سیدہ نسیبہ بنت کعب ام عمارہ الانصاریہ رضی اللہ عنہ

حضرت سیدہ نسیبہ بنت کعب ام عمارہ الانصاریہؓ وہ خاتون ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت ایک مجاہد کی طرح کی ہے۔آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد اپنی جان لٹانے کا عہد کررکھا تھا۔آپؓ کا تعلق ایک انصاری قبیلے سے تھا۔آپؓ کا بھائی عبداللہ بن کعب المازنی اہل بدر میں سے تھے۔

حضرت سیدہ نسیبہ بنت کعب اُم عمارہ انصاریہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اکثر غزوات میں شریک ہوئیں۔ اسلام میں عورتوں پر قتال جائز نہیں البتہ مجاہدین کی خدمت زخمیوں کی عیادت اور ان کی خدمت و مرہم پٹی وغیرہ کی اجازت ہے۔مگر حضرت سیدہ نسیبہ بنت کعب ام عمارہ انصاریہؓ کو میدان احد میں جانے کی اجازت تھی کیونکہ آپ بڑی بہادر مجاہدہ تھیں۔آپؓ نے رسول اللہ کا اس وقت دفاع کیا جب تمام صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہو چکے تھے۔اس وقت آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تلواروں اور تیروں کے واروں کو روک رہیں تھیں۔اس وقت آپؓ کی گردن پر ایک گہرا زخم آیا۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ یہ زخم کس نے مارا ہے تو آپ نے کہا کہ ابن قمیہ مسلمانوں کی طرف آرہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اگر آج میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید نہ کیا تو میں مرجاؤں گا۔اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وار کیا تو میں نے اسے روکا۔ میں نے بھی اس پر

Marfat.com

کافی وار کئے مگروہ مردود دو زرہیں پہنے ہوئے تھا اس لئے وہ زندہ بچ گیا۔

جب ان کے بیٹے عبداللہؓ کو ہاتھ پر زخم آ گیا تو اس کو درد محسوس ہو رہی تھی۔ آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور درد کا کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پٹی کا کہا اس وقت آپ کی والدہ آگے آئیں اور اپنی کمر سے کپڑا نکال کر اس کی پٹی کر دی۔ جونہی ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے آپؓ کے بیٹے کو زخم دیا تھا تو آپ اس پر عقاب کی طرح جھپٹیں اور اس کے پاؤں پر وار کیا جس سے وہ مردود بیٹھ گیا۔ اوپر سے ایک صحابی نے وار کر کے اس کا کام تمام کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا تم نے بیٹے کا بدلہ لے لیا۔ جب حضرت سیدہ نسیبہ بنت کعب ام عمارہ انصاریہؓ کو زخم آیا تو آپؓ کے بیٹے نے اس پر پٹی باندھی۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس خاتون کا مقام فلاں فلاں سے اعلیٰ ہے۔

حضرت سیدہ نسیبہ بنت کعب ام عمارہ انصاریہؓ حدیبیہ میں بھی اسلامی لشکر کے ہمراہ تھیں۔ اس کے علاوہ عمرۃ القضاء میں بھی آپؓ اسلامی لشکر کی زینت تھیں۔ آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد دشمنِ اسلام مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ میں شامل تھیں آپؓ نے اس مردود کو مارنے کی قسم کھائی تھی۔ آپ دوران جنگ اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن زید کے ہمراہ نکلیں اور جرائت کے نئے باب رقم کئے دوران لڑائی آپؓ کا بازو بھی کٹ گیا مگر آپؓ آگے بڑھتیں رہیں۔ اور اس وقت تک قتال میں مصروف رہیں جب تک مسیلمہ قتل نہیں ہو گیا جونہی آپؓ کو مسیلمہ کے قتل کی خبر ملی آپ نے اللہ کے حضور سجدہ کیا۔ اس طرح اللہ نے آپ کی قسم کو پورا کیا۔ اس جنگ میں آپ کے جسم پر بازو کے کٹ جانے کے علاوہ بارہ گہرے زخم آئے۔

حضرت عمرؓ کا زمانہ ہے۔ آپؓ کے پاس کچھ ریشمی کپڑے آئے لوگوں نے مشورہ دیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر کی بیوی کے پاس بھجوا دیں کیونکہ انہوں نے نئی شادی کی ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ میں اس کو اس سے بھی زیادہ حق دار کے پاس بھیجوں گا۔ اور

Marfat.com

آپؓ نے وہ حضرت سیدہ نسیبہ بنت کعب ام عمارہ انصاریہؓ کے گھر بھجوا دیئے اور کہا کہ میدان احد میں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ میں نے جس طرف بھی نظر اٹھا کر دیکھا ادھر ام عمارہ ہی اکیلی میری حفاظت کے لئے لڑ رہی ہے۔ آپ کا وصال ۱۳ھ میں ہوا۔ اللہ حضرت سیدہ نسیبہ بنت کعب ام عمارہ انصاریہؓ کے کارناموں سے راضی ہو گیا۔

Marfat.com

حضرت عباس رضی اللہ عنہ

واقعہ کربلا انسانی زندگی کو ایک ایسے موڑ پر لے جاتا ہے۔ جہاں معلوم ہوتا ہے کہ ایثار و قربانی اسلام سے بڑھ کر کسی بھی دین میں نہیں رہی۔ حضرت علیؓ، نے حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد اپنے بڑے بھائی عقیل کے مشورے سے بنی کلدیہ کے سردار کی بیٹی سے نکاح فرمایا۔ آپؓ کی اس زوجہ محترمہ کا نام بھی فاطمہ تھا۔

بنی کلدیہ جو کہ عرب کا مشہور قبیلہ تھا اس کی بہادری کی مثال دی جاتی تھی۔ عرب کے لوگ اپنی تلواروں پر اس خاندان کے بہادروں کے نام کندہ کرواتے تھے۔

حضرت فاطمہؓ بنت حزام والد کے گھر سے رخصت ہو کر حضرت علیؓ کے گھر آئی۔ دروازہ علیؓ پر قدم رکھا تمام بنی ہاشم ننگی تلواریں لیے سلامی کے لئے کھڑے تھے۔ بڑی عزت وعظمت واحترام سے بی بیؓ اتری۔ چوکھٹ فاطمہؓ پر بوسہ دیا، سجدہ شکر بجا لائی اور وہیں بیٹھ گئیں۔ ۴ شعبان ۲۶ھ کو حضرت فاطمہؓ کے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوا۔ جناب امیر المومنینؓ مسجد تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اور سرکاری کاموں مین مشغول ہیں۔ حضرت علیؓ کو بیٹے کی مبارک ملی تو آپؓ گھر تشریف لائے، ماں کی گود میں عباس کو دیکھا۔ فاطمہؓ کو مبارک دی۔

حضرت حسینؓ نے بڑھ کر حضرت عباسؓ کو گود میں لیا۔ یوں حضرت عباسؓ کی پرورش شروع ہوئی۔ سب اس بچے سے بہت محبت کرتے تھے۔ حضرت زینبؓ اس

Marfat.com

ننھے کے ماتھے پر پٹی باندھ کر باہر جانے دیتی کہ کہیں نظر بد نہ لگ جائے۔ حضرت عباسؓ اور حضرت امام حسینؓ کی محبت کو دیکھ کر اہل عرب رشک کرتے تھے۔ حضرت عباسؓ کی عمر گیارہ سال ہوگی کہ جنگ صفین کا واقعہ پیش آیا اس جنگ میں تمام بھائیوں کے ہمراہ حضرت عباسؓ نے بھی اس جنگ میں حصہ لیا۔ اہل عرب اور مشرکین سمجھے علی جنگ کررہے ہیں۔ حضرت عباسؓ کی زندگی حسنین کریمینؓ کی پرورش میں پروان چڑھی۔ محبت واخلاص ووفا کی مثال عقل ودانش صبر استقلال کا نمونہ ہے۔

۶۱ ھ آخر مدینہ چھوڑنے کا وقت آ گیا۔ حضرت حسینؓ نے ۲۸ رجب ۶۱ ھ کو مدینہ کو خدا حافظ کہا۔ علی کا بیٹا دیکھتا رہا۔ زینبؓ وکلثومؓ اور رقیہؓ اور دیگر مستورات اہلبیت نے بھی مدینہ کو چھوڑ کر آپؓ کی رفاقت اختیار کی۔ ثانی حیدر کرار خاموش رہا۔ چار ماہ مکہ میں قیام کیا۔ خیال تھا کہ فریضہ حج ادا ہوگا مگر حج کو عمرہ میں بدل کر حضرت حسینؓ عازم سفر ہو گئے حضرت عباسؓ حکم حسینؓ کو مان کر چپ ہو گئے۔ عراق سے دور ہی امیر کارواں کو مسلم بن عقیلؓ کی شہادت کا علم ہوا، حضرت عباسؓ کی جلالی نظر آئی مگر صبر کا دامن تھاما، راستے میں حرؓ نے قافلہ روک کر کربلا کی طرف جانے پر مجبور کیا۔ حضرت عباسؓ نے سر تسلیم خم کیے رکھا۔ بالآخر ۲ محرم الحرام ۶۱ ھ قافلہ میدان کرب وبلا میں پہنچا، خیمے لگ گئے۔ حضرت عباسؓ حالات کا بغور مطالعہ کررہے ہیں۔ اہلبیت کا پانی بند کر دیا گیا۔ آپؓ پانی پینے گئے اور شہید کر دیئے گئے۔

Marfat.com

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

بہت عرصہ گزرا، ایک جنگل بیابان ہے اس جنگل میں چھوٹا سا قافلہ اپنی منازل کی طرف رواں دواں ہے اہل قافلہ یمن کے رہنے والے تھے۔ وہ قافلہ آنے والی ہر مصیبت سے بے نیاز تھا۔ اس قافلے میں کافی مسافر تھے، بچے بوڑھے، عورتیں اور مویشی سب ہی تو تھے۔ اس زمانے میں لوگ اسی طرح قافلوں کی شکل میں سفر کیا کرتے تھے۔ کیونکہ اس زمانے میں کوئی سڑک، ریلوے ٹریک یا پھر کوئی بحری یا بری جہاز وغیرہ نہ تھا۔ اس زمانے میں مسافروں کی دیکھ بھال کا مناسب بندوبست نہ تھا جو طاقت ور ہوتا غریب سے اس کا مال مویشی چھین لیتا تھا۔

اس قافلے میں ایک عورت بھی تھی، اس عورت کے ساتھ اس کا کم سن چھوٹا سا بیٹا بھی تھا۔ وہ عورت اپنے میکے جا رہی تھی۔ جب یہ قافلہ بالکل ویران جگہ پر پہنچا تو انہوں نے اپنی سواریوں کو خوب تیز کر لیا کیونکہ وہ فوراً اس علاقے سے نکل جانا چاہتے ہیں۔ مگر ان کی قسمت ہی بری تھی اہل قافلہ پر ڈاکوؤں کے ایک گروہ نے حملہ کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ جس کسی کے پاس مال ہے وہ ہمارے حوالے کر دو ورنہ ہم سب کو قتل کر دیں گے۔ اہل قافلہ پر جب یہ اچانک آفت آن پڑی تو وہ بہت گھبرائے۔ لیکن جب انہوں نے یہ سنا کہ تمام مال ان کے حوالے کر دیا جائے تو انہوں نے کہا کہ ہم بغیر مال مویشی اور مال و دولت کے اس جنگل اور ویرانے سے کیسے نکل سکتے ہیں۔ یہ سوچ کر وہ مقابلے پر ڈٹ گئے۔ انہوں نے خوب ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ ڈاکوؤں کے پاس

Marfat.com

ہتھیار تھے اور ان کی تعداد بھی مسافروں سے زیادہ تھی۔ اس لئے ہار مسافروں کے حصے میں آئی۔ ڈاکوؤں نے مال لوٹنا شروع کر دیا۔ اور تھوڑی ہی دیر میں ڈاکو مسافروں کا سارا سامان لوٹ کر چلتے بنے مگر انہوں نے جانے سے پہلے مسافروں کو اپنا قیدی بنا لیا۔

وہ عورت جو اس قافلے میں اپنے میکے جارہی تھی اس نے ان ڈاکوؤں سے اپنی جان تو بچالی مگر وہ اپنے جگر گوشے کو نہ بچا سکی۔ بچہ بہت پیارا تھا، بہت خوبصورت تھا، اس کے بخت اچھے تھے اس لئے اس بچے کو وہ ڈاکو اپنے ساتھ قیدی بنا کر لے گئے۔

وہ ڈاکو مکہ کے علاقے میں آئے تو انہوں نے اس لڑکے کو عکاظ کے میلے میں بیچ ڈالا۔ اس لڑکے کو شہر مکہ کے ایک رئیس حکیم بن حزام نے خرید لیا تھا۔ جو لوگ اس طرح فروخت کئے جاتے تھے ان کو غلام کہا جاتا تھا۔ مالک غلام کے ساتھ ڈھور ڈنگروں جیسا سلوک کرتے تھے۔ ان غلاموں کی آزادی بالکل ختم ہو جایا کرتی تھی۔ وہ ساری زندگی آقاؤں کے دکھ جھیل کر گزار دیتے تھے۔ ان کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔

اس لڑکے کے مالک حکیم کو بھی یہ حق حاصل تھا مگر اس نے اس لڑکے کے ساتھ ایسا سلوک نہ کیا بلکہ اس لڑکے کو اپنی ایک ایسی رشتہ دار خاتون کو دے دیا جو مکہ کی سب سے بڑی تاجر اور نیک دل و پاک سیرت عورت تھی۔

وہ خاتون نہ صرف نیک دل ہی تھی بلکہ وہ بہت زیادہ مالدار بھی تھی۔ پچھلے دنوں اس نے مکہ کے ایک سردار کے یتیم پوتے سے تیسری شادی کی تھی۔ وہ سردار بھی کمال رحم کا مالک تھا۔ صلہ رحمی اس کا شیوہ تھا۔ اس نیک عورت نے اس لڑکے کو اپنے اس خوب صورت اور خوب سیرت خاوند کی خدمت کے لئے مخصوص کر دیا اور حکم دیا کہ تم ان کی مکمل خدمت کیا کرو اس کے علاوہ ان کا جو بھی کام ہو کر دیا کرو۔ یہ کام بالکل معمولی تھا کیونکہ نیک سیرت خاوند اپنا کام خود کیا کرتا تھا۔ وہ سردار اس لڑکے سے اس طرح کا سلوک کرتا تھا کہ وہ لڑکا اس سردار کو اپنا ماں باپ تصور کرنے لگا۔ وہ لڑکا ہمیشہ

Marfat.com

اس سردار کے ساتھ رہتا۔اس کی صحبت سے مستفید ہوتا اور اپنی عاقبت کو سنوارتا تھا۔

اس لڑکے کے ماں باپ اپنے بیٹے کو برابر ڈھونڈتے رہے۔بڑی کی کوشش کے باوجود وہ اپنے بیٹے کو نہ پا سکے۔ایک بار یمن کے چند آدمی حج کے لئے مکہ آئے تو انہوں نے اس لڑکے کو مکہ کے سردار کے ساتھ دیکھا تو اس کے والدین کو اس کی اطلاع دی۔وہ دوڑ کر اس لڑکے کے مالک کے پاس آئے اور اپنے بیٹے کا تقاضا کیا۔اس مکی سردار نے رحم دلی کا بھرپور مظاہرہ کیا اور اس لڑکے کے والدین سے کہا کہ اگر وہ لڑکا آپ لوگوں کے ساتھ جانا چاہتا ہے تو مجھے کوئی شکایت نہیں میں اس کو آزاد کرتا ہوں اس لڑکے کو بلایا گیا۔

چاہئے تو یہ تھا کہ وہ لڑکا اپنے والدین کو مل کر خوش ہوتا مگر اس لڑکے پر اپنے والدین سے ملنے کا کچھ زیادہ اثر نہ ہوا۔اس لڑکے کے والدین نے کہا کہ ہم تمہارے والدین ہیں اور تم کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں۔اس لڑکے نے کہا کہ اب میرا باپ اور میری ماں یہ سردار ہی ہے میں تو اس کے ساتھ ہی رہوں گا۔یہ ایک بڑی مشکل بات تھی۔یہ سن کر اس سردار نے اعلان کر دیا کہ اے لوگو! سنو............آج سے یہ لڑکا میرا غلام نہیں ہے۔میں اس کو آزاد کرتا ہوں اور یہ لڑکا آج سے میرا بیٹا بن گیا۔اب یہاں یہ بات وضاحت طلب ہے کہ وہ لڑکا کون تھا؟ وہ سردار کون تھا؟ وہ عورت کون تھی جس نے اس لڑکے کو ایک اچھے کام پر لگایا؟

وہ سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اس لڑکے کا نام حضرت زید بن حارثہ بن شرجیل تھا اس کا والد یمن کے ایک قبیلے بنو قضاعہ یا بنو کل کا سردار تھا۔اور اس عورت کا نام حضرت خدیجہ تھا۔جس نے اس لڑکے کو اپنے خاوند کے حوالے کیا تھا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے غلام تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا۔جب انہوں نے اسلام قبول کیا اس وقت ان کی عمر تیس سال تھی اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پندرہ سال سے محمد ﷺ کی خدمت کر رہے تھے۔

Marfat.com

حضرت ام ایمن آپ ﷺ کی آیا تھیں ایک بار آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو کسی جنتی سے نکاح کرنا چاہتا ہے وہ ام ایمن سے شادی کر لے۔ یہ الفاظ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی سن لئے انہوں نے ام ایمن سے شادی کا ارداہ کیا۔ ام ایمنؓ کی عمر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ سے بہت زیادہ تھی مگر رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی کی خاطر شادی ہوگئی۔ حضرت ام ایمن کے بطن سے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالی عنہ پیدا ہوئے۔

جب اہل اسلام ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی مسلمانوں کے ہمراہ ہجرت کی۔ مدینہ منورہ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ کلثوم بن ہدم انصاریؓ کے ہاں بطور مہمان ٹھہرے۔ آپ ﷺ نے باہمی اخوت کا معاہدہ کیا تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ کو حضرت اسید بن حضیر کا بھائی بنایا اس بھائی چارے نے اس دونوں اصحاب کے درمیان سابقہ دوستی کو اور مضبوط کر دیا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ کی دوستی حضرت حمزہ سے بھی تھی جب حضرت حمزہؓ جنگ میں جاتے تھے تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ کو اپنا والی مقرر فرماتے تھے۔

جب مدینہ میں حجرات کی تعمیر ہوگئی تو آپ ﷺ نے حضرت ابورافع اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ کو اہل خانہ کو لانے کی خدمت پر مامور فرمایا اس طرح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ ازواج مطہرات کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے کنبے کو بھی لے آئے۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہر سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ رہے جب آپ ﷺ کو لوگوں نے دکھ و تکلیف دی تو آپؓ بھی ان دکھوں میں برابر کے شریک تھے۔ جب اہل طائف نے آپ ﷺ پر پتھر پھینکتے تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ ان کے پتھروں کی راہ میں ڈھال بن جاتے۔

Marfat.com

اس طرح آپؐ کو بھی بہت سے پتھر لگے مگر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوری کوشش کی کہ آقا ﷺ کو کوئی زخم نہ آئے مگر ظالموں نے آپ ﷺ کو لہولہان کر دیا۔ جب آپ ﷺ نے باغ میں پناہ لی تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کے تمام زخم صاف کیے۔

سرور عالم ﷺ نے اپنے خاندان میں سے اپنی پھوپھی زاد حضرت زینب کی شادی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کردی۔ حضرت زینب اس غلام زادی سے شادی پر خوش نہ تھی مگر رسول اللہ ﷺ کے کہنے پر خاموش رہی۔ حضرت زینبؓ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کمتر سمجھتی تھی اس طرح یہ شادی زیادہ دیر کام نہ آئی اور ایک سال بعد طلاق ہوگئی۔

اس زمانے میں ایک بڑی مکروہ رسم تھی کہ متبنیٰ بیٹا اصلی بیٹا تصور کیا جاتا تھا اور اس کی مطلقہ خاتون کو باپ سے جائز نہیں خیال کیا جاتا تھا۔ جاہلیت کی اس رسم کو ختم کرنے کیلئے آپ ﷺ نے اس کے ساتھ شادی کرلی۔ جس سے اعتراض کرنے والوں کے منہ کھل گئے۔ لہذا اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم آگیا کہ زید محمد ﷺ کے بیٹے نہیں تھے اس لئے ان کی مطلقہ بیوی سے نکاح جائز ہے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اکثر لوگ زید بن محمد کہنے لگے تھے۔ اب حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوبارہ زید بن حارثہ کہا جانے لگا۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ساری زندگی رسول اللہ ﷺ کی راہنمائی میں گذار دی۔ آپؓ نے بہت سی لڑائیوں میں حصہ لیا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ بدر سے لے کر غزوہ موتہ تک تمام لڑائیوں تک حصہ لیا آپؓ نے اپنی زندگی میں نو دفعہ سالاری کے فرائض انجام دیے۔ غزوہ بنی مصطلق کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا جانشین بنا کر چھوڑا تھا۔ غزوہ بدر میں جب مسلمانوں کو اللہ نے کامیابی عطا فرمائی تو آپ ﷺ نے

Marfat.com

اسے مدینہ میں فتح کی خوشخبری سنانے کے لئے بھیجا۔

ربیع الآخر ۶ ھ سرور دو عالم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ کو طلب فرمایا اور جموم کی جانب جو مدینہ منورہ سے ۷ کلا میٹر کے فاصلے پر تھا۔ وہاں ایک قبیلہ بنوسلیم کے نام سے آباد تھا وہ آئے دن کوئی نہ کوئی نئی شرارت کر رہے تھے ان کی سرکوبی کے لئے حضرت زید بن حارثہؓ کو حکم دیا گیا۔ آپؓ اپنا گروہ جو کہ ۱۵ سرفروشوں پر مشتمل تھا لیکر روانہ ہوئے سرِ راہ اسلامی لشکر کو ایک عورت ملی جس کا نام حلیمہ تھا اس کے شوہر کا نام حارث تھا انہوں نے دشمنوں کا پتہ دیا مگر گمراہ ادھر سے دوڑ کر فرار ہو گئے۔ حضرت زید بن حارثہؓ ان کے اونٹ، بھیڑ اور بکریاں وہاں سے مال غنیمت لے کر لوٹے۔

ماہ جمادی الاول میں سرور دو عالم ﷺ کو اطلاع ملی کہ قریش کا ایک قافلہ جو کہ شام سے تجارتی معاملات طے کر کے لوٹ رہا ہے۔ آپ ﷺ کا ارادہ ہوا کہ اس کارواں کا مقابلہ کرنا چاہئے اس مقصد کے لئے حضرت زید بن حارثہؓ کو حکم ملا کہ وہ تیار ہو کر آئے۔ آپؓ تیار ہو کر آئے تو آپ ﷺ نے ۱۷۰ مجاہدین اسلام کی کمانڈ ان کو سونپی اور کہا کہ قریش کے لشکر کا مقابلہ کرو۔ حضرت زید بن حارثہؓ کا کارواں روانہ ہوا راستے میں قریش کے قافلے کے ساتھ ٹکراؤ ہو گیا۔

مسلمان کامیاب ہوئے۔ قافلہ کا سارا مال واسباب مسلمانوں کو ملا اور بہت سے قیدی بنا لئے گئے۔ جن میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے داماد ابوالعاص بن الربیع بھی تھے۔ یہ وہی شخص تھا جن کو جنگ بدر میں بھی قیدی بنایا گیا تھا اور اس شرط پر رہا کیا گیا تھا کہ وہ سیدہ زینبؓ کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ بھیج دیں گے۔ مدینہ منورہ میں قید کے دوران جبکہ وہ اپنی اہلیہ کی امان میں تھے ابوالعاص مسلمانوں کے اخلاق سے متاثر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔ آپ ﷺ نے اسے رہا کر دیا وہ پہلے مکہ مکرمہ گئے اور قریش کا سارا مال ان کو لوٹا کر واپس مدینہ منورہ آ گئے۔ جس مال کو حضرت زینبؓ کی سفارش پر سرور عالم ﷺ کے اشارے پر صحابہ کرامؓ نے ابوالعاصؓ کو لوٹا دیا تھا اس کے بعد ابوالعاص مدینہ واپس

Marfat.com

آ کر اپنی اہلیہ کے ساتھ رہنے لگے تھے۔

حضرت دحیہ کلبی حضور پرنور ﷺ کا خط مبارک لے کر قیصر روم کے پاس گئے وہاں سے آپؓ واپس آرہے تھے قیصر کے دیئے ہوئے تحائف آپؓ کے ہمراہ تھے جب آپ حسمیٰ کے قریب آئے تو ہنید جذامی نے قبیلہ جذام کے چند آدمیوں کو لے کر ڈاکہ ڈالا صرف ایک پرانی اور بوسیدہ چادر چھوڑ دی باقی کپڑے اور سامان سب چھین لیا۔ رفاعہ بن زید جذامی جو کہ مسلمان ہو چکے تھے جب ان کو اس امر کی اطلاع ملی تو وہ چند مسلمان لے کر ہنید جذامی سے لڑے اور حضرت دحیہ کلبیؓ کا سامان اس سے چھین کر آپؓ کو واپس دیا۔ حضرت دحیہ کلبیؓ واپس مدینہ منورہ آئے اور سارا معاملہ آپ ﷺ کے آگے رکھا۔

حضور پرنور ﷺ کو اس معاملہ بڑا دکھ ہوا آپ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ کو طلب کیا اور ۵۰۰ مجاہدین کی کمانڈ انکو سونپی اور کہا کہ حضرت دحیہ کلبیؓ کے ساتھ جاؤ اور جن لوگوں نے زیادتی کی ہے ان کو سبق سکھاؤ!۔ حضرت زید بن حارثہؓ اپنی سپاہ لے کر حسمیٰ کی طرف روانہ ہو گئے، مجاہدین رات کو چلتے اور دن کو چھپ کر سوتے تھے۔ اللہ کے کرم سے اسلامی لشکر صبح سویرے حسمیٰ آ گیا۔ حضرت زید بن حارثہؓ نے فوراً ان پر حملہ کیا۔ ہنید اور اس کے بیٹے کو قتل کر ڈالا ۔ ۱۰۰ عورتیں اور بچے گرفتار ہوئے ۔ ۱۰۰۰ اونٹ اور ۵۰۰۰ بکریاں مسلمانوں کے ہاتھ لگیں۔ چونکہ ان کے ساتھ رفاعہ بن زید کے لوگ بھی رہتے تھے۔ جو مسلمان تھے، غلطی سے ان کے عورتیں اور بچے گرفتار ہو گئے۔ رفاعہ بن زید آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے حضرت علی کو ان کے ہمراہ روانہ کیا کہ وہ سالار لشکر حضرت زید بن حارثہؓ کو بتائے کہ تمام قیدی جو حضرت رفاعہؓ کے ہیں چھوڑ دے۔ اور سب مال واپس کر دیا جائے۔ حضرت زید بن حارثہؓ نے تمام کچھ واپس کر دیا حتیٰ کہ نمدہ اور کجاوہ تک واپس کر دیا گیا۔

سرور عالم ﷺ کو اطلاع ملی کہ وادی القریٰ میں چند ڈاکوؤں نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں اور وہ ہر آنے جانے والے کو لوٹ رہے ہیں اس گروہ کی سرکوبی کے لئے

Marfat.com

آپ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ کو طلب فرمایا اور ایک مختصر سا لشکر دے کر کہا کہ وادی القریٰ کی طرف روانہ ہو جاؤ اور قذاقوں کو ٹھکانے لگا آؤ۔ حضرت زید بن حارثہؓ ادھر گئے قذاقوں سے لڑائی ہوئی کئی قذاق مارے گئے اور چند مسلمان شہید ہو گئے۔ حضرت زید بن حارثہؓ خود بھی زخمی ہو گئے۔ اس طرح ان قذاقوں سے لوگوں کو نجات ملی۔

حضرت زید بن حارثہؓ ایک مرتبہ تجارتی مال لے کر شام کو جا رہے تھے کہ راستے میں بنو فزارہ کی بستی تھے۔ اس بستی کی سردار ام قرفہ نامی ایک عورت تھی۔ جس کا نام فاطمہ بنت ربیعہ تھا، یہ عورت قبیلہ بنی فزارہ کی سردار تھی۔ اس سردارہ کی شہہ پر بنو فزارہ کے لوگوں نے حضرت زید بن حارثہؓ سے سارا مال چھین لیا۔ حضرت زید بن حارثہؓ کو شدید زخمی کر ڈالا۔ حضرت زید بن حارثہؓ دوڑ کر سرور عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا معاملہ کہا۔ آپ ﷺ نے ایک لشکر اکٹھا کیا اور اس لشکر کی قیادت حضرت زید بن حارثہؓ کو سونپی۔

حضرت زید بن حارثہؓ لشکر لے کر بنو فزارہ کی طرف روانہ ہوئے اس گروہ سے لڑائی کی اور قذاقوں کے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ سردارہ اور اس کی بیٹی کو قیدی بنا لیا۔ ام قرفہ اور اس کے دو دوسرے آدمیوں کو قتل کر دیا گیا واپسی پر جب یہ آدمی حضرت زید بن حارثہؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ سے معانقہ کیا اور زیدؓ کو بوسہ دیا۔ ام قرفہ کی لڑکی کو آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا مگر آپ ﷺ نے اسے لینے سے انکار نہیں کیا بلکہ اس کو ایک دوسرے صحابی کو دے دیا۔

ربیع الآخر ۶ھ میں رسول اکرم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ کو جموم کی جانب بھیجا جو کہ مدینہ سے چار میل کے فاصلے پر تھا وہاں پر بنی سلیم کے قبائل آباد تھے۔ وہ اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مشغول تھے۔ آپ ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ وہ لوگ لوگوں کو اسلام کے خلاف نہ بھڑکائیں۔ حضرت زید بن حارثہؓ کو وہاں پہنچ کر ایک عورت ملی جس نے دشمنوں سے متعلق خبریں بہم پہنچائیں۔ حضرت زید بن حارثہؓ سارا حال معلوم کر کے

Marfat.com

اچانک حملہ آور ہوئے۔ دشمن بھاگ گیا۔

دشمن کے کچھ قیدی ہاتھ آئے اس کے علاوہ کئی اونٹ اور بکریاں مال غنیمت کے طور پر مسلمانوں کے ہاتھ لگے اسلامی لشکر دو دن میں فتح حاصل کر کے مدینہ طیبہ آ گیا۔

۸ ہجری میں شرجیل بن عمرو غسانی نے دمشق کے نزدیک اسلامی سفیر کو قتل کر دیا جو کہ ایک غیر انسانی کام تھا اس سے آپ ﷺ کو بہت رنج ہوا۔ شرجیل کو سبق سکھانے کے لئے آپ ﷺ نے حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالی عنہ کو منتخب فرمایا اور اس کی قیادت میں تین ہزار مجاہدین کا لشکر دے دیا۔ حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالی عنہ موتہ کے مقام پر ایک لاکھ دشمن کے مقابلے میں آ کر ڈٹ گئے۔ دشمن کو ایک لاکھ کی اور کمک مل گئی۔ جس نے مسلمان فوج کا بڑا نقصان کیا۔ سالار لشکر شہید ہو گیا تو لشکر کا سالار حضرت جعفر رضی اللہ تعالی عنہ بنے جب وہ بھی شہید ہو گئے تو لشکر کی قیادت حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے سنبھالی۔ اس کے بعد لشکر کی قیادت اللہ کی تلوار حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھ میں آ گئی۔

عائلی زندگی

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ نے پانچ نکاح کیے۔ آپؓ کی رسول اللہ ﷺ کے خاندان سے بڑی قرابت تھی۔ آپؓ کی اولاد میں سے حضرت اسامہ ہی جوان ہوئے بقیہ بچپن میں ہی فوت ہو گئے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ بڑے بہادر انسان تھے۔ انہیں جہاد کا بہت شوق تھا وہ تیر اندازی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ آپؓ سے بہت محبت کیا کرتے تھے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ ایک کامیاب سالار تھے جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر مبارک ۵۵ برس تھی۔

Marfat.com

حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ

حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۵۶۳ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے آپ کا تعلق بنی ہاشم سے تھا۔ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے چچا حارث بن عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار سابقون الاولون میں ہوتا ہے۔

بنو عامر کی شاخ بنو ہلال کے خزیمہ بن حارث کی بیٹی زینب کی شادی حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بھائی طفیل بن حارث کے ساتھ ہوئی مگر یہ شادی زیادہ دیر نہ چل سکی۔ اور زینب کو طلاق مل گئی۔ زینب ابھی اپنی عدت ہی گزار رہی تھی کہ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اپنے نکاح کا پیغام دیا جو کہ قبول کرلیا گیا۔ دونوں میاں بیوی نے اسلام قبول کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے بڑا پسند فرمایا۔

ابتداء میں حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار مکہ کے ظلم وستم کو برداشت کیا مگر کفار کا ظلم وستم حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پائے استقلال کو لرزا نہ سکا۔ جب اللہ نے اہل اسلام کو ہجرت کا حکم دیا تو آپؓ بھی ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ اُم المساکین کے نام سے مشہور ہوئیں۔

Marfat.com

حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالی عنہ ایک منجھے ہوئے مجاہد بھی تھے۔ اللہ نے آپؓ میں جذبہ جہاد کوٹ کوٹ کر بھر رکھا تھا جب بھی اسلام کو خون کی ضرورت پیش آئی حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالی عنہ نے بڑھ کر اپنے آپ کو پیش کیا۔ آپ نے بہت سی جنگوں میں حصہ لیا۔ جن میں سے چند ایک کا حال اس طرح ہے۔

ہجرت کے آٹھ ماہ بعد حضرت امیر حمزہؓ کی روانگی کے چند روز بعد یہ لشکر سرور عالم ﷺ کے حکم سے حضرت عبیدۃ بن حارثؓ کی قیادت میں روانہ ہوا تا کہ دشمن کفار کے حملے کی قبل از وقت اطلاع مل سکے۔ اس لشکر میں کوئی انصاری شامل نہ تھا۔ رابغ پہنچ کر قریش کے دو صد سواروں سے مسلمان لشکر کی مڈبھیڑ ہوگئی مگر لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ اس وقت حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے دشمن کی طرف ایک تیر چلایا اور یہ تیر اسلام کا پہلا تیر تھا جو دشمن کی طرف چلایا گیا تھا۔ دشمنوں کی جماعت کے کمانڈر کے بارے میں تاریخ میں اختلاف پایا جاتا ہے کوئی کہہ رہا ہے کہ ابوسفیان کمانڈر تھا یا عکرمہ بن ابی جہل یا پھر مکرز بن حفص تھا مگر کفار کا کمانڈر ان ہی سالاروں میں سے تھا۔

یہاں ایک اور واقعہ ہوا کہ حضرت مقداد بن عمرو اور حضرت عتبہ بن غزوان چونکہ مسلمان ہو چکے تھے وہ کچھ مجبوریوں کی وجہ سے مسلمان مہاجروں کے ساتھ مدینہ نہ آسکے تھے وہ اس لشکر کے ساتھ آئے اور اسلامی لشکر کے ساتھ مل گئے۔

میدان بدر کا سماں ہے۔ کفر و اسلام کی فوجیں آمنے سامنے کھڑی ہیں۔ کفر کی طرف سے یکا یک ''ھل مِن مُبارِزٍ'' کا نعرہ بلند ہوا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ اور اپنے بیٹے ولید کو لیکر مسلمانوں کے مقابل کھڑے ہیں اور دعوت مبارزت دے رہے ہیں۔ تین انصاری نوجوان حضرات، عوفؓ، معوذؓ اور عبداللہ بن رواحؓ شیر کی طرح دھاڑتے ہوئے اُن سے مقابلے کے لیئے نکلے۔ عتبہ نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہمارا تعلق انصار سے ہے۔ انہوں نے باآواز بلند کہا۔ ہمارے ساتھ پنجہ آزمائی کے لیئے ہماری قوم سے مد مقابل بھیجو۔ سرور عالمؐ نے ان کے اس چیلنج کو قبول

Marfat.com

کرتے ہوئے فرمایا اے عبیدہؓ تم اُٹھو، اے حمزہؓ تم اٹھو، اے علیؓ! تم اٹھو۔ اللہ کے یہ تینوں شیر جب ان کے نزدیک پہنچے تو انہوں نے پوچھا تم کون ہو۔ کیونکہ زرہ پہنی ہوئی تھی۔ ہتھیار سجے تھے اس لیئے پہچان نہ سکے۔ ان تینوں نے اپنا اپنا نام لیکر تعارف کرایا یہ سن کروہ کہنے لگے۔ بے شک تم معزز مقابل ہو۔ حضرت عبیدہؓ نے عتبہ کو للکارا۔ حضرت حمزہؓ نے شیبہ کو اور حضرت علیؓ نے ولید کو للکارا۔

حضرت حمزہؓ نے اپنے مدمقابل کو سنبھلنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ بجلی کی سرعت سے اپنی شمشیر خارا شگاف سے اس پر وار کیا اور آن واحد میں اُس کے ٹکڑے کر دیئے اسی طرح سیدنا علیؓ نے بھی ولید کو مہلت دیئے بغیر اسکا سرتن سے جدا کر دیا البتہ عبیدہؓ ابن حارث اور عتبہ آپس میں گتھم گتھا ہو گئے اور ایک دوسرے پر تلواروں سے وار کرتے رہے۔ حضرت عبیدہؓ نے عتبہ کو زخمی کر دیا اور عتبہ کی تلوار انکی ٹانگ میں لگی وہ بھی زخمی ہو گئے۔ اتنے میں حضرت حمزہؓ اور سیدنا علیؓ اپنے حریفوں کا کام تمام کر کے اُن کی طرف بڑھے اور عتبہ کو جہنم واصل کر دیا۔ حضرت عبیدہؓ کو زخمی حالت میں اُٹھایا اور جہاں حضور ﷺ تشریف فرما تھے وہاں لاکر لٹا دیا۔ اسی زخم سے حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالی عنہ کو مقام شہادت نصیب ہوا۔ آپؓ کو مقام صفرا پر سپرد خاک کیا گیا۔

حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالی عنہ نے کئی شادیں کیں۔ آپؓ کے چھ بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔ بیٹوں میں معاویہ، عون، منقذ، حارث، محمد اور ابراہیم تھے بیٹیوں میں ربطیہ، خدیجہ، سخیلہ اور صفیہ تھیں۔

Marfat.com

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق یمن کے قبیلے بنو قضاعہ کی ایک شاخ بنو کلب سے تھا۔ آپؓ کے والد محترم کا نام حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۶۱۷ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا پیار حاصل رہا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب بھی حاصل ہے۔ اسامہ چونکہ ایک مسلمان گھر میں پیدا ہوئے تھے اس لئے جہاد کی محبت ان میں بہت زیادہ تھی۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رنگ مبارک سیاہ تھا اور ناک چپٹی تھی۔ جبکہ آپؓ کے والد گرامی کا رنگ خوبصورت تھا۔ لوگ آپؓ کو طعنہ دیتے کہ آپؓ کا نسب ٹھیک نہیں۔ جب اس بات کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا! میرے پاس ایک مدلجی آدمی آیا تھا وہ قیافہ کرتا تھا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ کے ہمراہ ایک چادر میں لیٹے ہوئے تھے۔ ان دونوں حضراتؓ کے پاؤں باہر تھے۔ اس قیافہ شناش نے کہا تھا کہ یہ دونوں پاؤں ایک دوسرے سے نکلے ہیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد لوگوں نے ایسا کہنے کی جرات نہ کی (بخاری شریف۔ جلد ۲ کتاب المناقب)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلی بار رسول اللہ نے جھیہ کے قبیلے کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ اس سریہ میں اللہ نے آپ کو کامیابی عطا فرمائی۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہ نے دشمن کے آدمی جس کا نام نہیک بن مرداس تھا کو انفرادی مقابلے میں گرایا تو اس نے کلمہ پڑھ لیا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ہاتھ روکنے کی بجائے اس کو قتل کر دیا۔ جس پر صحابہ کرامؓ نے اعتراض کیا اور مقدمہ رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں دائر کیا گیا۔ پہلے تو رسول اللہ ﷺ کو بہت زیادہ افسوس ہوا اور آپ ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استفسار فرمایا کہ کیا معاملہ ہے۔ اور مذمت کی کہ ایک کلمہ گو آدمی کو جان سے مار دیا گیا۔ مگر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معافی مانگ لی اور عہد کیا کہ زندگی میں وہ کبھی ایسا نہیں کریں گے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا عہد زندگی بھر پورا کیا اور کبھی کسی کلمہ گو پر تلوار نہ اٹھائی۔

ایک مرتبہ ایک فاطمہ نامی عورت ایک چوری کے الزام میں آپ ﷺ کی عدالت میں لائی گئی۔ اس عورت کا تعلق قریش سے تھا اور اہل قریش چاہتے تھے کہ ہماری عزت اور دبدبہ برقرار رہے۔ اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب آپ ﷺ اس چور عورت کو بری فرما دیں۔ چنانچہ اہل قریش نے آپ ﷺ کے غلام زادے حضرت اسامہ بن زیدؓ کے توسط سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس چور عورت کی سفارش بھجوائی۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات کو سن کر سخت برہم ہوئے آپ ﷺ کا چہرہ انور سرخ ہو گیا اور آپ ﷺ نے وقت فرمایا:۔

> ”بنی اسرائیل اس وجہ سے تباہ ہو گئے کہ وہ بارسوخ آدمیوں کے معاملہ میں نرمی برتتے تھے اور غرباء کے معاملے میں سختی کر کے ان کو سخت ترین سزائیں دیا کرتے تھے۔“

پھر سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ جل شانہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ چنانچہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اس فاطمہ نامی عورت کا ہاتھ کاٹ دیا گیا

Marfat.com

﴿بخاری شریف﴾

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہ اکثر اوقات سفر کے دوران محمد ﷺ کے ساتھ رہتے تھے۔ جب اللہ نے مسلمانوں کو مکہ کی فتح دی تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ اونٹ پر سوار تھے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ بھی شرف حاصل ہے کہ آپؓ خانہ کعبہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ داخل ہوئے۔

اہل روم مسلمانوں کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ کررہے تھے۔ ان کا محاسبہ ضروری تھا سرور عالم ﷺ اس ضرورت کو جانتے تھے مگر کسی وجہ سے اس طرف آنے سے رکے رہے۔ اب وہ وقت آچکا تھا کہ رومیوں کے خلاف کوئی جارحانہ کارروائی کی جائے چنانچہ گیارہ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے غزوہ موتہ کی شکست کا بدلہ لینے کے لئے ایک اسلامی لشکر تیار کرنا شروع کردیا اور اس کی قیادت حضرت اسامہ بن زیدؓ کے سپرد کی تاکہ وہ اپنے باپ کا بدلہ لے لے۔ اس لشکر میں بڑے جلیل القدر صحابہ بھی شامل تھے۔ تاہم اس وقت آپؐ کی طبیعت ناساز ہونا شروع ہوگئی تھی۔

رومی مسلمانوں کی اس روز افزوں ترقی سے اندر ہی اندر سلگ رہے تھے۔ اگر ان کو مسلمان مجاہدین کا ڈر نہ ہوتا جن کی عادت تھی یا تو شہید ہوجاؤ یا پھر میدان عمل سے فاتح بن کر نکلو! تو وہ کافی عرصہ پہلے مسلم حکومت پر حملہ کرچکے ہوتے، اپنی حیات کے آخری لمحات میں سرور کامل حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو رومیوں کی پس پردہ تیاری کا علم ہوچکا تھا آپ ﷺ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ بن حارثہ کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ وہ ایک لشکر لے کر رومیوں سے ٹکرلے۔ اور اس جگہ جاؤ جہاں اس کا والد شہید ہوا تھا اس جگہ کو گھوڑوں سے روند ڈالو! اور مزید فرمایا:۔

"صبح سویرے ان پر حملہ کرنا، اگر تمہیں اللہ تعالی اپنی کرم نوازی سے نوازے۔ تو وہاں زیادہ دیر نہ رکنا۔ اپنے جاسوس اپنے آگے آگے روانہ کرنا اور اپنے ساتھ

Marfat.com

ایسے لوگوں کو لے جانا جو راستوں کے پیچ وخم سے واقف ہوں‘‘

حضرت اسامہ بن حارثہؓ کا والد گرامی حضرت زیدؓ بن حارثہ ایک عرصہ قبل جنگ موتہ میں رومیوں کے خلاف شہید ہو چکے تھے۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ بن حارثہ کے اس ۳۰۰۰۰ کے لشکر میں اسلام کے جلیل القدر صحابہ شامل تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زیدؓ بن حارثہ کو ہی اس لشکر کا سالار مقرر فرمایا۔لوگوں میں چہ مگوئیاں پیدا ہونا شروع ہو گئیں کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ بن حارثہ کو کیوں لشکر کا سالار بنایا جبکہ بڑے بڑے جلیل القدر سالار لشکر میں موجود ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا غصہ آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا:۔

’’اے لوگو! یہ کیا بات میرے کانوں میں آئی ہے کہ تم اسامہؓ کے امیر بنانے پر اعتراض کر رہے ہو! اگر تم اسامہ کو سالار بنانے پر معترض ہو تو تم نے اس کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کیا تھا جب میں نے اس کو لشکر اسلام کا سالار بنایا تھا۔ بخدا! زید بھی اس منصب کا مستحق تھا اور اس کا بیٹا بھی اس منصب کا حق دار ہے‘‘

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زیدؓ بن حارثہ کو ہدایت فرمائی کہ وہ پہلے بلقاء تک جائیں اور دشمن کی سرزمین میں فلسطین کے اس حصہ سے داخل ہوں جو موتہ سے قریب ہے جہاں ان کا والد گرامی حضرت زیدؓ بن حارثہ شہید ہوئے تھے۔

وہ مسلمان جو حضرت اسامہ بن زیدؓ بن حارثہ کے ساتھ جا رہے تھے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لئے در دولتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔سلام کرنے کے بعد وہ اپنے لشکر میں شامل ہو گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری میں اضافہ ہو گیا۔حضرت اسامہ بن زیدؓ بن حارثہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے جھک کر سلام کیا اور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کو بوسہ دیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور حضرت اسامہ بن زیدؓ بن حارثہ کے لئے دعا فرمائی۔اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا لے کر حضرت اسامہ بن زیدؓ بن حارثہ اپنے

Marfat.com

لشکر سے آن ملے اور کوچ کا حکم فرمایا

ابھی لشکر اسلام مدینہ کے قریب ہی تھا کہ سرور کونین آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اس دنیائے فانی سے رفیق الاعلیٰ کی طرف سفر فرما گئے۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ بن حارثہ نے جب سرور دو عالم ﷺ کے وصال مکرم کی اطلاع سنی تو اپنے لشکر کو مقام جرف پر ٹھہرا کر مدینے آئے تا کہ نماز جنازہ میں شرکت فرما سکیں۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ٥

تمام مسلمان مدینہ تشریف لے آئے حضرت بریدہ بن حصیب اس لشکر کے علمبردار تھے۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ بن حارثہ نے ان کو حکم دیا کہ اس علم کو در رسول ﷺ کے سامنے گاڑ دے۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ مسلمانوں کے حاکم بن گئے تو لوگوں نے گذارش کی کہ اس لشکر کو ملتوی کر دیا جائے مگر حاکم اول نے وہ علم حضرت اسامہ بن زیدؓ بن حارثہ کے سپرد کیا اور اسلامی لشکر اپنی منزلوں کی طرف رواں ہوا۔ اللہ کے کرم سے اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ کو اسامہ سے بہت پیار تھا۔ ایک بار حضرت اسامہ بن زیدؓ کو چوٹ لگ گئی اور زخم سے خون بہنے لگا آپ ﷺ ان کا خوت چوس چوس کر تھوکتے جاتے اور فرماتے جاتے کہ اگر اسامہ ایک لڑکی ہوتا تو میں اسے زیور پہناتا اچھے اچھے کپڑے دیتا۔

حضرت ابوبکر کی وفات کے بعد جب حضرت فاروق اعظمؓ خلیفہ بنے تو وہ بھی حضرت اسامہ بن زیدؓ کی بڑی قدر کرتے تھے۔ انہوں نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کا وظیفہ پانچ ہزار درہم مقرر کر رکھا تھا جبکہ آپؓ نے اپنے بیٹے کا وظیفہ اڑھائی ہزار درہم تھا۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علی کے زمانے میں حضرت اسامہ بن زیدؓ گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ جب حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے درمیاں اختلافات ہوئے تو حضرت اسامہ بن زیدؓ نے یہ کہہ کر سب کو خاموش کر دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کسی

Marfat.com

مسلمان پر تلوار نہ اٹھانے کا عہد کر رکھا ہے اس لئے میں مسلمان کے خلاف جنگ میں حصہ نہیں لوں گا۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ نے اپنی زندگی میں متعدد شادیاں کیں ان میں سے پہلی شادی ۱۴ سال کی عمر میں ہوئی۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ کے بیس بچے تھے۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ سے ۱۳۸ احادیث مروی ہیں۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ کا قصال ۵۴ھ میں ہوا اس وقت آپؓ کی عمر ۶۱ سال تھی۔ ﴿شان محمد ﷺ اور حضرت اسامہؓ﴾

سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رفیق اعلیٰ کی طرف سفر نزدیک تر ہو رہا ہے۔ آپ ﷺ کو غزوہ موتہ کا زمانہ یاد ہے جب مسلمانوں کے کئی سالار شہید ہوئے ،اسلامی لشکر کو حضرت خالد بن ولید رومیوں کے نرغے سے نکال لائے تھے۔ لیکن ان کو شکست فاش دینے کی حسرت ابھی دل میں باقی تھی۔ رومیوں کا یہ غلط فہمی ہو چکی تھی کہ وہ اسلامی لشکر کو شکست دے سکتے ہیں۔ اور وہاں کے لوگوں کے دلوں میں اسلامی لشکر کا اعتماد بحال کرنے کے لئے رومیوں کی گوشمالی لازمی امر بن چکی تھی لہذا اس مقدس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید کو طلب فرمایا اور اس کو ایک لشکر کا امیر مقرر فرما کر چند نصیحتیں کیں کہ وہ کس طرح حملہ آور ہو۔

حضرت اسامہ کا لشکر مقام جرف کی طرف بڑھا اس لشکر میں حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ کئی اسلامی جرنیل شامل تھے۔ بعد میں لوگوں میں یہ چہ مگوئیاں شروع ہو گئیں کہ اتنا بڑا شاندار لشکر ہے اسلام کے بڑے بڑے جرنیل اور فاتح اس لشکر میں شامل ہیں اور اس عظیم لشکر کی قیادت ایک نوخیز بیس سالہ صحابی کو دی گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ باتیں سنیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سخت غصہ آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر مبارک ایک کپڑے سے باندھا اور ایک چادر اوڑھ کر منبر پر

Marfat.com

تشریف لے آئے۔اللہ جل شانہ کی حمد وثنا بیان کی،اور پھر فرمایا:۔

''اے لوگو! یہ کیا بات میرے کانوں تک پہنچی ہے۔کہ تم اسامہ کے امیر بنانے پر اعتراض کررہے ہو؟اگر تم اسامہ کے امیر بنانے پر معترض ہوتو تم نے اس کے باپ کے امیر بنائے جانے پر بھی اعتراض کیا تھا۔جب میں نے اس کولشکر کا سالار بنایا تھا۔بخدا! زید بھی اس منصب کے مستحق تھے اور اس کا بیٹا اسامہ بھی اس منصب کا اہل ہے۔'' ﴿ضیاء النبی جلد۴۔ص ۷۹۴﴾

اس واقعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عدل کی راہ میں کسی بڑے آدمی کے بڑے پن کو نہیں دیکھا۔کسی کی بزرگی کا خیال نہیں رکھا اور حق دار کو اس کا حق دیا۔اس طرح کے عدل وانصاف صرف اسلام ہی میں ممکن ہیں وگرنہ تو آدمی کی ظاہری رنگت دیکھ کر اس کو نواز دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ جب شام تشریف لے آئے تو ایک آدمی اجازت طلب کر کے حاضر خدمت ہوا اور ایک امیر کی شکایت کی کہ اُس نے اس کو مارا ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے ارادہ کیا کہ اس کو اجازت دیں کہ وہ اس امیر سے اپنا بدلہ لے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ وہاں موجود تھے۔ انہوں نے عرض کی کہ کیا اس آدمی کو آپؓ اجازت دیں گے کہ وہ اپنے امیر سے بدلہ لے لے؟۔ آپؓ نے فرمایا بیشک۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا تو پھر ہم آپ کے لئے کام نہیں کریں گے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ تم میرے ماتحت کام نہیں کرو گے؟۔ میں بدلہ اس سے ضرور لوں گا۔ میں نے اپنے آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ حضور ﷺ اپنی ذات سے بھی بدلہ دیا کرتے تھے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ بولے کیا ہم اسے راضی نہ کرلیں۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا اگر تم ایسا کر سکتے ہو تو اس کو راضی کرلو۔ یعنی اگر وہ خود راضی ہو کر معاف کر دے تو پھر اس آدمی کو بھی معاف کیا جائے گا۔

حضرت سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اگر کسی کو تکلیف پہنچتی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو اجازت دیتے کہ اتنی تکلیف حضور کو پہنچا کر بدلہ لے لو۔ اسی طرح ہم نے دوسرے خلفاء راشدین کو بھی

Marfat.com

دیکھا۔

اسی طرح مصر کے فاتح اور حاکم سیدنا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ کا واقعہ ہے کہ ان کا صاحبزادہ محمد اور ایک مصری کے درمیان گھوڑ دوڑ کا مقابلہ ہوا۔ مصری کا گھوڑا آگے نکل گیا، محمد بن عمر العاص رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا "رب کعبہ کی قسم میرا گھوڑا آگے نکلا ہے" مصری نے بھی قسم کھائی کہ اس کا گھوڑا آگے نکلا ہے محمد نے غصہ میں آکر مصری کو کوڑے لگا دیئے اور کہا! یہ لو میں ابن الاکرم ہوں، یعنی میں بڑوں کی اولاد ہوں ۔مصری نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاں فریاد کی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے گورنر کو خط لکھ کر ان کو اور ان کے لڑکے کو بلا لیا۔ جب یہ دونوں آگئے تو مصری سے کہا کہ تمھارے سامنے یہ درا ہے اس سے اس رئیس زادے کی خبر لو، اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنایا ہے جب کہ ان کی ماؤں نے ان کو آزاد پیدا کیا ہے۔
﴿مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ۔المرتضیٰ ۔ص۔۱۶۳﴾

رسول اللہ ﷺ نے نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ کو ۳۰۰ مجاہدین کا ایک دستہ دے کر سریہ ذات اسلاسل کے لئے بھیجا جو کہ وادی القریٰ میں تھا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ دس دن میں اپنی متعین کردہ جگہ پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔آپؓ نے حضرت رافع بن مکیث الجھنی کو رسول اللہ کی طرف صورتحال کی وضاحت کے لئے بھیجا۔ رسول پاک نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالی عنہ کو ۲۰۰ مجاہدین بطور کمک دے کر بھیجا۔اس لشکر میں حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکر صدیق بھی شامل تھے ۔اسلامی لشکر نے اچانک دشمن کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ جس کی وجہ سے دشمن بوکھلا گیا اور اللہ تعالی نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ کو فاتح بنا دیا۔ اسی سفر میں ان کا دوسرا سریہ سواع تھا۔ اس مقام پر ایک بہت بڑا بت تھا جس کو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ کے لشکر نے تباہ

Marfat.com

کر دیا اور یہ اسلامی لشکر اللہ کے حکم سے کامیاب و کامران واپس لوٹ آیا۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عمان میں تبلیغ کے لئے بھیجا۔ آپ کی تبلیغ سے عمان کا حاکم مسلمان ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عمان کا گورنر بنا دیا تھا آپؓ دو سال تک عمان کے گورنر رہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنو قضاعہ کے مرتدین کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑا ہی جوانمردی سے مقابلہ کیا اور دشمن کو مار بھگایا۔ اس کے بعد آپؓ کو فلسطین کی مہم پر بھیجا اس میں بھی آپ کامیاب ہوئے۔ جب حضرت ابوعبیدہ بن الجراح طاعون کی مرض سے ہلاک ہو گئے تو آپؓ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا جانشین بنا کر بھیجا۔

حضرت عمرؓ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصرار پر مصر پر حملہ کرنے کی اجازت دی۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصر پر حملہ آور ہوئے۔ خلیفہ نے ان کی مدد کیلئے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا۔ مصری فوج نے ڈٹ کو مقابلہ کیا مگر اللہ کی نصرت مسلمانوں کے ہمراہ تھی اور وہ کامیاب ہوئے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاتح مصر کا خطاب ملا۔ فتح کے بعد آپؓ کو مصر کا گورنر بنا دیا گیا۔ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ بنے تو انہوں نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مصر کی گورنری سے ہٹا دیا۔ جب حضرت عثمان شہید ہو گئے تو آپؓ نے حضرت امیر معاویہ کا ساتھ دیا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ شجاعت، تدبر اور انتظام و انصرام میں لاثانی تھے مگر جب اس بہادر کے دروازے پر موت نے دستک دی تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار پڑ گئے۔ آپؓ کی بیماری ایک خطرناک صورت اختیار

Marfat.com

کرچکی تھی۔ اب آپؓ کی زندگی کی امید باقی نہ رہی تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خاص سپاہیوں کو بلایا اور ان سے دریافت کیا کہ میں تمہارا کیسا ساتھی تھا۔ ''سبحان اللہ! آپؓ نہایت ہی مہربان آقا تھے دل کھول کر ہمیں عطا فرماتے ہیں ہمیشہ اپنے ساتھیوں کو خوش رکھتے ہیں'' آپؓ کے سپاہی بڑی سرگرمی سے جواب دینے لگے تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں ایسا اس لئے کرتا تھا کہ تم مجھے موت کے منہ میں جانے سے بچاتے تھے۔ ایک سالار کا سپاہی میدان جنگ میں اس کی سپر ہوتی ہے۔ لیکن یہاں معاملہ الٹ ہے یہ دیکھو موت میرے سامنے کھڑی ہے میرے بہادروں اٹھو اور اس کو مجھ سے دور کردو۔

یہ باتیں سن کر تمام لوگ خاموش ہو گئے اور کافی خاموشی کے بعد ان میں سے ایک نے کہا کہ اے ابوعبداللہ! ہم آپؓ سے ایسی باتوں کی توقع نہیں کرتے تھے کیونکہ موت پر کسی کا بس نہیں۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ واللہ یہ حقیقت میں خوب جانتا ہوں۔ انہوں نے حسرت سے کہا۔ واقعی مجھے تم موت سے ہرگز نہیں بچا سکتے۔ لیکن کاش میں یہ بات پہلے سے سمجھ لیتا۔ پھر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے شیر نے کیا خوب فرمایا کہ انسان کی موت ہی اس کی بڑی محافظ ہے۔

جب مسلمان ان کی عیادت کرنے کے لئے آتے تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ موت کی سختیوں میں مبتلا تھے آپؓ اپنا منہ دیوار کی طرف کر لیتے اور رونا شروع کردیتے تھے۔ آپؓ کے بیٹے نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کے لئے بشارتیں دی ہیں تو پھر آپ کیوں روتے ہیں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس تین دور آئے ایک لا الہ کی شہادت کا دور جو سب سے اعلیٰ وارفع تھا۔ دوسرا ایک وہ وقت تھا جب میں رسول اللہ ﷺ کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ پھر اللہ نے میرے دل میں اسلام ڈال دیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اسلام

Marfat.com

کے لئے حاضر ہوا میں نے اپنا ہاتھ آگے بلند کیا جب رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اٹھایا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا معاملہ ہے تو میں نے کہا کہ میرے لئے کوئی ایسی بات فرمائیں کہ میرے دل کی تسلی ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا کہ کیا تمہارے لئے یہ بہتر نہیں کہ اسلام پہلے والے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔ ہجرت بھی تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور حج بھی تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اور تیسرا میرے اوپر وہ وقت آیا جب محمد ﷺ سے بڑھ کر کوئی میرا عزیز نہیں تھا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ جب میں مر جاؤں تو میرے اوپر مٹی آہستہ آہستہ ڈالنا میرے ساتھ رونے والیاں نہ جائیں اور میری قبر کے ساتھ اس وقت تک رہنا کہ جب تک تم ایک جانور ذبح کر کے اس کا تقسیم نہ کر دو۔ کیونکہ تمہاری موجودگی سے مجھے انس ہوگا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ کے ہوش و حواس آخر وقت تک قائم رہے۔ کسی عیادت گزار نے دریافت کیا کہ کیا حال ہے تو انہوں نے فرمایا کہ میں پگھل رہا ہوں بگڑتا زیادہ ہوں اور سنورتا کم ہوں۔ اس صورت میں بوڑھے کا بچنا محال ہے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ پر جب موت حاوی ہو گئی تو انہوں نے ایک صندوق کی طرف اشارہ کیا۔ اور اپنے بیٹے سے کہا کہ اس کو لے لو انہوں نے کہا کہ مجھے ان کی ضرورت نہیں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اس میں دولت ہے تو انہوں نے کہا کہ مجھے اس کی بھی ضرورت نہیں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ کاش اس میں بکری کی مینگنیاں ہوتیں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ کا جب آخری وقت آ گیا تو انہوں اپنے دونوں ہاتھ اللہ کے حضور مین بلند کر دئے اور اللہ سے دعا کرنا شروع کر دی۔ اس کے ساتھ ہی آپؓ کی زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی آواز آئی اور روح پرواز کر گئی۔

Marfat.com

حضرت معاویہ نے آپؓ کو مصر کا گورنر بنایا۔ ۴۳ھ میں نوے سال کی عمر میں آپؓ کا وصال ہوا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ کے قبیلہ بنوسہم میں پیدا ہوئے۔ آپؓ کے والد کا نام عاص بن وائل تھا۔ آپؓ نے خالد بن ولید کے ہمراہ اسلام قبول کیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی حضرت حمزہ کی بیٹی حضرت خولہؓ سے ہوئی۔ ان کے بطن سے حضرت عبداللہ اور حضرت محمدؓ پیدا ہوئے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۳۹ احادیث کے کاتب ہیں۔ جب آپ کا انتقال ہوا تو آپؓ کی نماز جنازہ آپؓ کے بیٹے نے پڑھائی

حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے درمیان جو جنگیں لڑی گئیں ان میں امت مسلمہ کا بہت زیادہ نقصان ہوا۔ لوگوں نے اس نقصان کا ذمہ دار حضرت علیؓ امیر معاویہؓ اور آپؓ کو ٹھہرایا۔ خارجیوں نے ان تینوں بزرگوں کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا۔ اور خارجیوں نے ان تینوں صحابہ کرام پر ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ھ کو حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ خارجی ان تینوں میں سے حضرت علی کو شہید کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ پر مصر کا قاضی شہید ہو گیا کیونکہ وہ آپؓ کی جگہ صبح کی نماز پڑھا رہا تھا۔

Marfat.com

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

"ہم جہالت وضلالت کے قعر میں گرے ہوئے تھے۔ بت پرستی ہمارا کیش و آئین تھا۔ ہم مردار کھاتے تھے۔ ہمارا کلام بڑا فحش تھا۔ کوئی وصف ہم میں نہیں تھا۔ اتنے میں خدا نے ہمیں میں سے ایک شخص پیدا کیا جس کی شرافت نفس، صدق و تدین اور صفائے باطن ہم پر خوب آشکار ہے۔ اس نے ہم کو توحید ایزدی کی دعوت دی بت پرستی سے روکا اور راہ راست کی طرف ہماری توجہ مبذول کروائی۔ اس نے ہم کو نصیحت کی کہ امانت میں خیانت نہ کرو ابنائے جنس سے رحم اور شفقت سے پیش آؤ۔ ہمسائیوں کے حقوق کا خیال رکھو، عورتوں کو برا بھلا نہ کہو، یتیموں کا مال نہ کھاؤ اور گناہوں سے بچتے رہو۔" (حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ)

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاندان قریش کے بنو ہاشم کے چشم و چراغ تھے۔ آپؓ رسول اللہ کے چچازاد بھائی تھے۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۵۸۹ء کو مکہ میں پیدا ہوئے۔

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی حضرت اسماء بنت عمیس سے ہوئی تھی۔ ان کے بطن سے تین بیٹے پیدا ہوئے۔ جن کے نام عبداللہ، عون اور محمد تھے۔ آپؓ نے حضرت حبشہ کی اور نجاشی کے دربار میں مسلمانوں کی بھرپور نمائندگی فرمائی۔ ہجرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپکی زوجہ محترمہ نے حبشہ میں اسلام کی بڑی تبلیغ کی۔ آپؓ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر حبشہ کے چالیس افراد کا ایک

Marfat.com

گروہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام سے سرفراز ہوا۔انہوں نے مسلمانوں کی خستہ حالی دیکھ کر رسول اللہ ﷺ سے گذارش کی کہ ان کو اجازت دی جائے تاکہ وہ اپنا مال لاکر غریب مسلمانوں کی خدمت کریں۔آپ ﷺ نے ان کو ایسا کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

اللہ کے حکم سے اہل اسلام نے تو مدینہ کو اپنا مسکن بنالیا تو مگر آپؓ نے حبشہ میں تبلیغ کا کام جاری رکھا۔ادھر مسلمان اہل کفر سے لڑائیوں میں مشغول تھے اور آپؓ مسلمانوں کے لئے حبشہ میں سفارتی محاذ پر کام کررہے تھے۔ جب آپ ﷺ خیبر کی لڑائی میں مشغول تھے تو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اہل وعیال کے ہمراہ مدینہ میں تشریف لے آئے۔

جب حضرت علیؓ نے آل ہاشم میں نصرت ومعیت کی آواز دی تو حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ نے ریگستان میں اللہ کے اس پیغام کا چرچا کیا۔حضرت عروہ بن مسعود ثقفیؓ نے طائف کے کوہساروں کی بلند و بالا چوٹیوں میں اس پیام محبت کو بلند کیا۔حضرت مصعب بن عمیرؓ نے مدینہ میں تبلیغ کا باقاعدہ کا مدرسہ کھولا ،جعفر طیار نے دربار حبش میں اللہ کا نام بلند کیا،حضرت ربعی بن عامر نے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر رستم فرعون وقت کے سامنے تن تنہا اللہ کی وحدانیت کا اعلان کیا۔

جب رسول اللہ ﷺ نے عمرے کیا تو مکہ میں حضرت حمزہ کی بیٹی امامہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آنے کا کہا تو کئی اصحاب نے اس کی سرپرستی کا ارادہ ظاہر کیا مگر رسول اللہ ﷺ نے اس کا سرپرست حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنایا۔اس طرح حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی اس کی خالہ کے گھر آگئی جو حضرت جعفر ابن ابی طالب کے نکاح میں تھی اور فرمایا استحقاق میں خالہ ماں کی جگہ ہوتی ہے اور اگر لڑکی ہو تو خالہ کا نکاح ہوجانے کے بعد باوجود اس کی حضانت کا حق ختم نہیں ہوتا حضرت جعفرؓ نے بھی اس بیٹی کا بڑا خیال کیا۔﴿بخاری کتاب المغازی، جلد۲، ص۷۱۰﴾

Marfat.com

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ کو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے قرض کی واپسی میں ایک بنجر زمین کا ٹکڑا دیا تو آپؓ نے اسے قبول کرلیا۔ یہ قبول کر کے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ نے وضو فرمایا۔ اللہ کے حضور سجدہ کیا اور اپنے غلام کو لے کر اس زمین کے ٹکڑے میں گئے۔ اللہ کا نام لے کر اس ٹکڑے کے ایک کونے میں کھدائی شروع کی اللہ نے اپنے کرم سے اس کونے میں پانی کا ایک چشمہ جاری کر دیا۔ جس سے بنجر زمین ذرخیز بن گئی۔

رسول اللہ ﷺ نے جب دوسرے ممالک کے حکمرانوں کو اسلام کی طرف بلانے کے واسطے خطوط لکھے۔ ایک ملعون نے آپ ﷺ کے خط کو پھاڑ ڈالا اس خط کو لانے والے سفیر کو بھی شہید کر دیا۔ اس بات کا آپ ﷺ کو بڑا رنج ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر کو تیار کرنے کا حکم دیا اس لشکر کا سالار ایک بزرگ صحابی حضرت زید بن حارثہ کو مقرر کیا حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ بھی اس لشکر کا حصہ تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس لشکر کا قائد زیدؓ ہوگا اگر وہ شہید ہو جائیں تو اسلامی لشکر کے سالار جعفرؓ ہونگے اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہؓ اس کے بعد امت مسلمہ اپنی مرضی سے اپنا سالار مقرر کرلیں۔ چنانچہ میدان جنگ میں مسلمانوں کو ایک بہت بڑی جمعیت سے مقابلہ کرنا۔ زید شہید ہو گئے تو اسلامی لشکر کی قیادت حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ کو ملی جب وہ بھی گھائل ہو کر گرے تو علم اسلام رواحہ کو ملا۔ جب وہ بھی شہید ہو گئے تو اسلام کا علم اللہ کی تلوار خالدؓ بن ولیدؓ کے حوالے ہوا اور آپؓ نے اسلامی لشکر کو تباہی کے دھانے سے نکال لیا۔

حضرت جبرائیل نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ اللہ کو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ کی چار باتیں پسند ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپؓ نے کبھی شراب نہیں پی۔ دوم اس نے بت پرستی نہیں کی۔ سوم اس نے کبھی زنا نہیں کیا۔ چہارم اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

Marfat.com

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ شجاعت اور سخاوت میں ممتاز تھے۔غریبوں مسکینوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ حضرت زینبؓ کا خطاب ام المساکین تھا تو آپؓ کا خطاب ابوالمساکین ٹھہرا۔اس کے علاوہ آپؓ کے دو خطابات تھے۔جن میں ذوالجناحین ''دو بازووں والا'' کیونکہ بوقت شہادت آپؓ کے دونوں بازو شہید ہو گئے مگر پھر بھی آپؓ نے اسلامی علم کو نہ چھوڑا۔اس کے علاوہ طیار ''اڑنے والا'' بوقت شہادت جب آپؓ کے دونوں بازو شہید ہو گئے آپؓ نے اسلام کی عزت کو پامال نہ ہونے دیا بلکہ اپنے منہ سے علم کو تھاما اللہ کو یہ منظر بڑا پسند آیا۔اور یہ عمل محمد ﷺ کو بھی پسند آیا اس لئے آپؓ کا نام طیار رکھا گیا یعنی جنت میں پرواز کرنے والا۔حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ کے تمام خطابات بہت اعلی تھے جن سے آپؓ کی شجاعت کی جھلک نظر آتی تھی۔

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ کی شباہت رسول اللہ سے ملتی تھی آپؓ بڑے پائے کے قاری تھے۔آپؓ کی اعلیٰ عادت کی وجہ سے رسول اللہ نے آپ کا لقب 'ابوالمساکین' رکھا۔آپ کے بھائیں کے نام طالب، عقیل اور علی تھے۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جب آپ ﷺ بھوکے ہوتے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ اپنے گھر لے جا کر کھانا کھلاتے تھے۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

بنو نضیر کی جلاوطنی کے بعد ان کی زمینیں مسلمانوں میں تقسیم کر دی گئیں ۔ مسلمانوں نے اس میں کاشتکاری کی ۔ اس وقت آپ ﷺ مدینہ ہی میں مقیم تھے ۔ اُحد کی لڑائی سے بھاگتے ہوئے ابو سفیان وعدہ کر کے گیا تھا کہ اگلے سال پھر معرکہ ہو گا ۔ ابن ہشام کے مطابق ایک قریشی نعیم کے ذریعہ اطلاع ملی کہ ابو سفیان اس سال مسلمانوں پر حملہ کرنے کی بھرپور تیاری کر رہا ہے۔

حقیقت میں وہ کسی قسم کی تیاری نہیں کر رہا تھا، بلکہ اس نے مسلمانوں کو ڈرانے کے لئے ایک قریشی نعیم کو ۱۰۰ اونٹ دینے کا وعدہ کیا کہ وہ مدینہ جا کر ان کی تیاری کی دھوم مچائے ۔ لہذا اس نے حسب وعدہ اپنا کام کیا ۔ مسلمان اس سال کافی جنگوں میں حصہ لے کر کافی تھک چکے تھے ۔ لیکن پھر بھی آپ ﷺ نے صورتحال سے نمٹنے کے لئے تیاری کا حکم دیا تمام مسلمان تیار ہو کر آئے ۔ اسلامی لشکر کی کل تعداد ۱۵۰۰ تھی ۔ آپ ﷺ نے اپنی غیر موجودگی میں حضرت عبداللہ بن رواحہ کو اسلامی حکومت کا سربراہ مقرر فرمایا۔

آپ ﷺ اس لشکر جرار کو لے کر بدر کی طرف روانہ ہوئے ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس لشکر کے علمبردار تھے ۔ مسلمانوں کی تیاری کی خبر سن کر ابو سفیان کے سامنے لڑائی کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہ گیا تھا ۔ چنانچہ وہ ۲۰۰۰ کفار کے ساتھ مکہ سے روانہ ہوا اور اصفان کے مقام پر آ کر رک گیا ادھر اس کو مسلمانوں کا صحیح عدد معلوم ہوا ۔ وہ سابقہ لڑائیوں میں مسلمانوں کے چھوٹے گروہوں کی جانبازی کو دیکھ چکا تھا ۔ اس لئے وہ ۱۵۰۰ مجاہدین حق

Marfat.com

سے مقابلہ کرنے کی ہمت کا حامل نہیں تھا۔

ابوسفیان دلی طور پر ہار بیٹھا تھا۔ اور اس بہانے سے مکہ واپس لوٹ گیا کہ وہ قحط کی وجہ سے سامان رسد نہیں لے کر آیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے مقام پر اس کا آٹھ دن تک انتظار کیا اور پھر آپ ﷺ مدینہ واپس تشریف لے آئے

اس غزوہ کو بدر صغریٰ یا بدر آخر بھی کہا جاتا ہے۔ اس زمانہ میں بدر کے مقام پر ایک میلہ بھی لگتا تھا۔ اس میں مسلمانوں نے خوب جی بھر کر خرید وفروخت کی اور کافی منافع کمایا۔

بنو نضیر کی جلاوطنی کے بعد ان کی زمینیں مسلمانوں میں تقسیم کردی گئیں۔ مسلمانوں نے اس میں کاشتکاری کی۔ اس وقت آپ ﷺ مدینہ ہی میں مقیم تھے۔ اُحد کی لڑائی سے بھاگتے ہوئے ابوسفیان وعدہ کر کے گیا تھا کہ اگلے سال پھر معرکہ ہوگا۔ ابن ہشام کے مطابق ایک قریشی نعیم کے ذریعہ اطلاع ملی کہ ابوسفیان اس سال مسلمانوں پر حملہ کرنے کی بھرپور تیاری کر رہا ہے۔

حقیقت میں وہ کسی قسم کی تیاری نہیں کر رہا تھا، بلکہ اس نے مسلمانوں کو ڈرانے کے لئے ایک قریشی نعیم کو ۱۰ اونٹ دینے کا وعدہ کیا کہ وہ مدینہ جا کر ان کی تیاری کی دھوم مچائے۔ لہٰذا اس نے حسب وعدہ اپنا کام کیا۔ مسلمان اس سال کافی جنگوں میں حصہ لے کر کافی تھک چکے تھے۔ لیکن پھر بھی آپ ﷺ نے صورتحال سے نمٹنے کے لئے تیاری کا حکم دیا تمام مسلمان تیار ہو کر آئے۔ اسلامی لشکر کی کل تعداد ۱۵۰۰ تھی۔ آپ ﷺ نے اپنی غیر موجودگی میں حضرت عبداللہ بن رواحہ کو اسلامی حکومت کا سربراہ مقرر فرمایا۔

ابورافع کے قتل ہو جانے کے بعد یہود نے اسیر بن رزام کو اپنا امیر بنایا۔ یہ ابورافع سے بھی بڑا ہٹ دھرم تھا۔ اس نے بھی اسلام کے خلاف کام کرنا شروع کر دیا۔ اس نے گھوم پھر کر اپنے خیالات کا پرچار کیا اور کئی قبائل اپنے ساتھ ملا لئے۔ جن میں قبیلہ

Marfat.com

غطفان سرفہرست تھا۔ وہ سارے مسلمانوں کے خلاف لڑائی کے لئے آمادہ ہو گئے۔ سرور عالم نے اپنے تین جاسوس عبداللہ بن رواحہ کے ساتھ روانہ کیے وہ ساری صورتحال معلوم کر کے آئے اور صحیح خبر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو ۳۰ مجاہد دیئے کہ ان کے ساتھ صلح صفائی کر کے ان کو بلا کر لائیں کہ وہ اسلام لا کر امن و سلامتی میں داخل ہو جائیں۔

اسیر بن رزام نے بھی ۳۰ آدمی اپنے ہمراہ لئے اور کئی اونٹ لے کر روانہ ہوئے۔ ہر اونٹ پر ایک مسلمان اور ایک گمراہ تھا۔ راستہ میں آ کر ان کی نیت بدل گئی۔ اسیر بن رزام نے کئی بار حضرت عبداللہ بن رواحہؓ پر تلوار اٹھائی مگر وہ آگے سے چالاک نکلے اور صورتحال کو بھانپ گئے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی بار تو درگزر کی مگر مجبور ہو کر ان سے لڑائی چھڑ گئی۔ مسلمان بڑی بہادری سے لڑے اور تمام یہودی قتل کر دیئے گئے۔ ان میں سے صرف ایک آدمی بچا جو بھاگ گیا تھا۔ مسلمانوں میں سے الحمد اللہ کوئی شہید نہیں ہوا، صرف حضرت عبداللہ بن انیسؓ کو زخم آیا۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ آ کر رسول اللہ سے ملے تو آپ ﷺ نے فرمایا:۔

"قد نجاء کم اللہ من القوم الظالمین"

اللہ تعالیٰ نے تم کو ظالموں سے نجات دی۔

اور آپ ﷺ نے عبداللہ بن انیس کے زخم پر اپنا لعاب مبارک رکھا۔ وہ زخم فوراً اچھا ہو گیا۔ اور چہرہ پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق بنو خزرج سے تھا آپؓ کے والد کا نام رواحہ بن ثعلبہ اور والدہ کا نام کبشہ بنت واقد تھا۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ کے ایک رئیس تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ ہجرت کر کے آئے تو آپؓ نے مہاجرین کا بھرپور طریقے سے استقبال کیا۔ ۷ھ میں جب خیبر فتح ہوا

Marfat.com

تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہل خیبر کا نگران مقرر کیا۔ اسی سال جب رسول اللہ ﷺ عمرہ کے لئے تشریف لے گئے تو آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی مہار تھام رکھی تھی۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاعر رسول بھی تھے۔ آپؓ ہمیشہ فی البدیہہ شعر کہا کرتے تھے۔ آپؓ کا ہجو گانے کا انداز نرالا تھا۔ وہ کافروں کو ملامت کرتے کہ تم اسلام کیوں نہیں لاتے اس میں تو بھلائی ہے۔ علم و ادب میں آپؓ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے بہت قریبی صحابی تھے۔ ایک بار حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوف خدا سے رو رہے تھے۔ ان کی زوجہ محترمہ بھی ان کے ساتھ رونے لگیں تو آپؓ نے دریافت کیا کہ تم کیوں رو رہی ہو۔ اس نے کہا کہ جس وجہ سے آپؓ رو رہے ہیں۔ میں تو قیامت کے دن کے بارے مین سوچ کر رو رہا ہوں کہ قیامت کے دن شائد پل صراط عبور نہ کرسکوں مگر اللہ کے گھر کی امید ہے کہ کر جاؤں گا۔

جب انصار نے شب عقبہ بیعت کی تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گذارش کی کہ اپنے اور اپنے رب کے لئے کچھ شرطیں فرما دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کو ایک جانو! اس کا کسی کو شریک نہ بناؤ، اور جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اس کی راہ میں قربان کر دو۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر ہم نے ایسا کیا تو ہمارے لئے کیا انعام ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! وہ انعام بہت بڑا ہے۔ اس کا نام جنت ہے۔ (کنز الایمان)

ایک دن حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی غلطی کی بنا پر اپنی خادمہ کو ایک تھپڑ مار دیا۔ اس نے اس بات کا ذکر رسول اللہ ﷺ کے سامنے کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ وہ مومنہ ہے اور نماز روزے کی پابندی کرتی ہے۔ میں اس کو آزاد کر کے اپنی بیوی بناتا ہوں لہذا انہوں نے ایسا ہی کیا۔ لوگوں نے ان کو طعنے دیئے کہ وہ مشرکہ لڑکی بڑی حسین

Marfat.com

وجمیل تھی اگر تم اس سے شادی کرتے تو بہتر رہتے، یہ لڑکی تو سیاہ فام ہے۔ میرے اللہ کو یہ طعنہ ناگوار گذرا فوراللہ نے وحی نازل فرمائی کہ ایک کالی سیاہ فام لڑکی مشرکہ سے بہت بہتر ہے۔ خواہ وہ کتنی ہی دولت مند ہو حسین وجمیل ہو۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالی عنہ بڑے بہادر تھے۔ آپؓ نے ہر معرکے میں اپنی بہادری کے نئے نئے باب رقم فرمائے۔ جب اہل اسلام جنگ موتہ میں شریک تھے تو مسلمانوں کی حالت بظاہر نرم نظر آرہی تھی۔ اسلامی لشکر کا پہلا سالار شہید ہوگیا۔ پھر حضرت جعفر طیار بھی شہید ہوگئے تو اسلامی لشکر کی کمان حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھ میں آگئی۔ آپ بڑی بہادری سے لڑے۔ ان کی تقریر سے اہل اسلام کا دل اور مضبوط ہوا، لڑائی ایک بار پھر عروج پر آگئی مسلمانوں کی تلوار اپنا کام کررہی تھی کہ ایک مردود کا نیزہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالی عنہ کے جسم میں غرق ہوگیا۔ جس سے آپؓ نے جام شہادت نوش کیا۔

Marfat.com

حضرت رافع رضی اللہ عنہ بن خدیج انصاری

حضرت رافع رضی اللہ تعالی عنہ بن خدیج انصاری کا تعلق بنو حارثہ سے تھا۔ آپؓ کے والدین اپنے خاندان کے سردار تھے۔ حضرت رافع رضی اللہ تعالی عنہ بن خدیج انصاری کا والد نہ صرف سردار تھا بلکہ وہ بڑا مالدار بھی تھا۔ رافع نے خوشحالی اور آسودگی میں آنکھ کھولی۔ امیر ماحول میں پلنے والے بچے بڑے مغرور اور سرکش ہوتے ہیں مگر اللہ کے کرم سے رافع بڑے نیک سیرت اور اچھے بچے تھے۔ ابھی آپؓ کم سن ہی تھے کہ اسلام کا سورج طلوع ہوا اور یہ سورج مدینہ کی گلیوں میں آ گیا۔ اس سورج کی ایک کرن رافع پر پڑی اور وہ رافع کو حضرت رافع رضی اللہ تعالی عنہ بن خدیج انصاری بنا گئی۔ اس طرح آپ انصار میں سابقون الاوالون ہیں۔ اس وقت آپؓ کے والد صاحب فوت ہو چکے تھے۔ حضرت رافع رضی اللہ تعالی عنہ بن خدیج انصاری کے ہمراہ اس کے خاندان کے کئی افراد اسلام قبول کر چکے تھے گویا انہوں نے اسلام میں ہی آنکھ کھولی۔ جب حق و باطل کا پہلا معرکہ ہوا تھا تو اس وقت حضرت رافع رضی اللہ تعالی عنہ بن خدیج انصاری نے لڑائی لڑنے کے لئے میدان میں قدم رکھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کم سن ہونے کی وجہ سے میدان سے واپس جانے کو کہا کہ بڑے ہو کر لڑائی لڑنا۔ حضرت رافع رضی اللہ تعالی عنہ بن خدیج انصاری کو اس بات کا بڑا دکھ تھا کہ اس کو لڑائی میں داخلے کا ٹوکن نہ مل سکا۔

حضرت رافع رضی اللہ تعالی عنہ بن خدیج انصاری کو رسول اللہ ﷺ سے بڑی

Marfat.com

محبت تھی۔ آپ ہر وقت رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہی تھے۔ آپؓ کو ہر وقت رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کا خیال رہتا تھا۔ ایسے میں احد کی لڑائی کا لمحہ آ گیا۔ تمام اہل اسلام رسول اللہ ﷺ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے گھروں سے نکل آئے۔ ایسے میں بہت بچے بھی شامل تھے حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خدیج انصاری کو بدر کا وقت یاد تھا کہ اس وقت بچہ ہونے کی وجہ سے تلوار ان کے ہاتھ سے لے لی گئی تھی۔ اس بار اس کا دل بڑا خوش تھا کہ اب وہ کافی بڑا ہو گیا ہے۔ بڑا ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے انہیں جانے کی اجازت دے دی۔ مگر سمرہ نامی مجاہد کو اجازت نہ مل سکی۔

سمرہ بن جندبؓ نے لڑائی میں جانے کی اجازت طلب کرنے کا ایک انوکھا انداز اپنایا سمرہ بن جندبؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مقدمہ دائر کیا کہ میں رافع کو پچھاڑ سکتا ہوں اس لئے میں اس سے زیادہ طاقتور ہوں۔ میری اس سے کشتی کرائی جائے۔ اگر میں نے اسے پچھاڑ دیا تو مجھے بھی لڑائی کی اجازت دی جائے رسول اللہ ﷺ نے اس جذبے کی قدر فرمائی اور سمرہ اور رافع کی کشتی کرائی۔ یہ کشتی مال و دولت، رتبے اور عہدے کے لئے نہیں تھی بلکہ شہادت کے حصول کے لئے تھی یہ تھا بچوں کا جذبہ، بڑوں کا جذبہ تو بہت زیادہ تھا۔ میدان میں کشتی ہو رہی ہے ایک کو رسول اللہ ﷺ نے پسند کر لیا ہے اور دوسرا اپنی پسندیدگی کا حق حاصل کرنا چاہتا ہے کشتی ہوئی ایک پل میں سمرہ نے رافع کو پچھاڑ دیا اور جنت میں داخلے کا ٹوکن رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں سے وصول کر لیا۔

غزوہ احد کا میدان گرم ہے۔ اہل کفر اسلام کے چراغ کو بجھانے کے درپے ہیں۔ مگر اہل اسلام اس طوفان کو اپنے خون اور ہڈیوں کی باڑ سے روکنے کا عہد کر چکے ہیں۔ کبھی کفر کا زور بڑھتا ہے تو کبھی اہل اسلام کی تلوار دشمنان خدا کے سر کاٹ ڈالتی ہے۔ ایسے میں تاریخ ایک ایسے خوش بخت جوان کو دیکھتی ہے جس کی عمر ابھی دوسری دہائی میں داخل ہوئی ہے۔ اس کے دل میں اسلام نیا نیا آیا ہے۔ مگر اسلام نے اس کے

Marfat.com

دل و دماغ کو اپنے قابو میں رکھا ہوا ہے۔ یہ جوان اپنی صف میں کھڑا ہے اور اللہ کی خاطر جہاد کر رہا ہے۔ کسی کافر میں جرات نہیں کہ وہ اس مجاہد کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے ہر کوئی اس بہادر کے سامنے آنے سے کترا رہا ہے۔ یہ جوان جدھر جاتا ہے صفین الٹ جاتیں ہیں۔ ایسے میں ایک سنسناہٹ سی اٹھی اور ایک تیر اڑتا ہوا اس جوان کے سینے میں دل کے ساتھ جہاں اسلام کا پودا نہال ہو چکا تھا گھس گیا۔ پندرہ ہی سال کا بچہ تو تھا یہ درد برداشت نہ کر سکا۔ دوسرا تیر ایسے لگا تھا کہ جسم میں ترازو بن گیا تھا۔

دو صحابہ کرامؓ اس اللہ کے مجاہد کو اٹھا کر سرور دو عالم ﷺ کی خدمت میں لے آتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں اس کو لٹا دیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہوتا ہے کہ اس کا تیر نکالو۔ تیر کسی صورت باہر نکلنے کا نام نہیں لے رہا تھا مگر رسول اللہ ﷺ کا حکم تھا کہ اس کو نکالا جائے ایک شیر نے زور لگایا تو تیر باہر نکل گیا مگر اپنی نوک اس مجاہد کے دل کے پاس چھوڑ آیا۔ اب یہ نوک نہیں نکل سکتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مجاہد کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ میں قیامت کے دن تیری گواہی دوں گا کہ اس مجاہد نے اپنا حق ادا کیا ہے یہ سن کر اس مجاہد کے دل میں تو ٹھنڈ پڑ گئی اور وہ مسکرایا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی زبان سے کلمہ طیبہ کا ورد ہوا یہ مجاہد فوری طور پر شہادت سے دور ہو گیا اور اللہ نے اس کو صحت دے دی مگر کسی بھی وقت تیر کی نوک دل کو زخمی کر سکتی ہے۔

ساری عمر حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خدیج انصاری تمام غزوات میں شامل ہوئے جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو آپؓ کو بہت دکھ ہوا۔ خلیفہ اول کے دور میں فتنوں کی سرکوبی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس کے بعد خلیفہ دوم اور سوم کے وقت بہت زیادہ محنت سے کام کیا۔ حضرت علی کے زمانے میں بھی حضرت علیؓ کی مدد کی حضرت امیر معاویہؓ کی حکومت تھی اس وقت ایک غلام نے کسی کے باغ سے ایک کھجور کا پودا چوری کر کے اپنے مالک کے باغ میں لگا دیا جب اس آدمی کو علم ہوا کہ اس کا پودا چوری ہو گیا ہے تو اس نے مدینہ کے حاکم کے دربار میں مقدمہ دائر کیا۔ حاکم نے اس

Marfat.com

غلام کو قید یا چوری کے الزام میں اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ اس غلام کا مالک حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خدیج انصاری کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور واقعہ سنایا اور بتایا کہ اس کا غلام قید میں ہے۔ حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خدیج انصاری نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ کسی کھانے پینے کی چیز کی چوری میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہ دی جائے۔ اس مالک نے آپؓ سے گذارش کی کہ یہ حدیث حاکم کے سامنے کہے تا کہ اس کے غلام کی آزادی کا فیصلہ کر دے۔ حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خدیج انصاری حاکم مدینہ کے پاس گئے اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا اس کے سامنے اقرار کیا تو اس نے اس غلام کو چھوڑ دیا۔

حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خدیج انصاری بہت بڑے مجاہد اور نیک سیرت انسان تھے۔ آپؓ نے ہمیشہ سچ کو سچ کہا اور اس کو عام کرنے کی پوری کوشش کی۔ آپؓ بڑے سخی دل تھے آپؓ کے پاس جو ہوتا آنے والے فقیر کی خدمت کر دیا کرتے تھے اور اس کو خالی ہاتھ واپس نہیں لوٹنے دیتے تھے۔ حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خدیج انصاری نے ایک طویل عمر پائی۔ آپؓ سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔

Marfat.com

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

قریش کو بدر کا سبق یاد ہے وہ بڑے کروفر کے ساتھ اہل مدینہ پر ٹوٹ رہے ہیں ان کے پاس ہر طرح کا ساز وسامان ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی تیاری میں مشغول ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق احوال کیلئے اپنے آدمی بھیجے۔آدمی نے واپس آکر صورتحال بیان کی اسلامی لشکر بھی اپنی تیاری کے ساتھ کفر سے ٹکر لینے کے لئے تیاری کر رہا ہے۔ادھر ابوسفیان اور عکرمہ رجز پڑھ رہا ہے، دف بج رہی ہے۔خالد بن ولید ایک بازو پر اترا رہا ہے۔ادھر سمرہ اور رافع جیسے لڑکے اور اُدھر طلحہ جیسے بہادر گھوڑے پر کھڑے ہوئے ہیں۔

اسلامی لشکر کا قائد اللہ کی حمد وثناء کر رہا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو جھنڈا عطا کیا۔حضرت زبیر بن العوامؓ سواروں کے امیر مقرر ہوئے۔حضرت حمزہؓ کو مقدمتہ الجیش مقرر فرمایا۔اس میدان کے ایک طرف درہ تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطرہ کے پیش نظر کہ دشمن اس راستہ سے حملہ نہ کر دے۔حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کی قیادت میں اس پر پچاس تیرانداز بٹھا دیئے اور انہیں حکم دیا کہ وہ کسی صورت میں بھی درہ کو نہ چھوڑیں چاہے جنگ میں فتح ہی حاصل کیوں نہ ہو جائے۔اس دستے میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک مرکزی حیثیت حاصل ہے کیونکہ آپؓ ایک منجھے ہوئے عسکری ہیں۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔آپؓ کے والد گرامی کا نام عوام بن خویلد تھا۔جو کہ فوت ہو چکے تھے، آپؓ کی والدہ کا نام حضرت

Marfat.com

صفیہ تھا جو حضرت عبدالمطلب کی بیٹی تھی۔اسی نسبت سے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ آپ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ نے ماں کی آغوش میں پرورش پائی ماں کی خواہش تھی کہ میرا لخت جگر ایک سخت جان اور بہادر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک سچا مسلمان بھی ہو۔اللہ نے آپؓ کی خواہش پوری کی اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ میں وہ تمام خصوصیات موجود تھیں جن کی والدہ تمنا کرتی تھیں۔حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔آپؓ کا لقب حواری رسول ہے۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔سابقون الاولون ہیں۔ہجرت کے وقت آپؓ کی عمر اٹھائیس سال تھی۔آپؓ کی والدہ کا نام حضرت صفیہ تھا جو کہ حضرت عبدالمطلب کی بیٹی تھی۔اس نسبت سے آپؓ رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔آپؓ کو حواری رسول کہا جاتا ہے۔آپؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی دعوت پر اسلام قبول کیا۔حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی حضرت اسماءؓ آپؓ کی زوجہ محترمہ تھیں۔آپؓ نے اپنی ماں اور زوجہ کے ہمراہ ہجرت کی۔

جب حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ نے اسلام قبول کیا تو آپؓ کے چچا نے آپؓ کو بہت مارا۔انہوں نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ کو چٹائی میں لپیٹ کر ناک میں آگ کی دھونی دی۔مگر آپؓ اسلام پر ڈٹے رہے۔ایک لڑائی میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک مردود عبیدہ بن سعید کو نیزہ مار کو ہلاک کیا اس نیزے کا نام عنزہ تھا۔کافر نے لوہے کا خود اور زرہ پہن رکھی تھی۔۔حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ نے تاک کر آنکھ میں نیزہ اس زور سے مارا کہ جب نکالا گیا تو وہ ٹیڑھا ہو چکا تھا۔یہ نیزہ رسول اللہ ﷺ نے لے لیا۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ کو غزوہ بدر میں بہت گہرا زخم آیا جو کہ آپؓ کے کندھے پر تھا۔زخم تو بھر گیا مگر اس جگہ پر ایک گہرا گڑھا بن گیا۔غزوہ خندق

Marfat.com

میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ نے نوفل بن مغیرہ کو قتل کیا۔ حضرت صفیہؓ نے جو آپؓ کی والدہ تھیں وہ بھی بہادر تھیں انہوں نے ایک خیمے کی چوب مار کر ایک یہودی کو قتل کر دیا تھا۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ کو اس کے بعد عورتوں کی حفاظت پر مامور کر دیا۔ بنو قریظہ نے جب بدعہدی کی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ کو ان کے پاس بھیجا تھا تاکہ ان کی خبر لاسکیں کیا معاملہ ہے۔ جب حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''میرے ماں باپ تجھ پر قربان'' یہ بڑے عظیم الفاظ تھے جو کو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے لئے استعمال فرمائے۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ اصحاب الشجرۃ میں شامل تھے۔ غزوہ خیبر میں مرحب کو حضرت علیؓ نے قتل کیا تو اس کے بھائی کو حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ نے قتل کیا۔ غزوہ مکہ میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ علم بردار تھے۔ اس دستے میں رسول اللہ ﷺ بھی تھے۔ اللہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ کو کیا شان دی تھی کہ ان کے دستے میں رسول اللہ ﷺ چل رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ کے چہرے سے ناک صاف کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ کو حکم دیا تھا کہ جنت المعلی میں حجون کے مقام پر اپنا جھنڈا گاڑیں۔

آپؓ نے جنگ یرموک میں اپنے بیٹے کے ساتھ شرکت کی رومیوں نے آپؓ کو بہت زیادہ زخمی کیا تھا۔ جب حضرت عمر فاروقؓ نے فسطاط پر حملہ کرنے کے لئے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ کو چار ہزار کے لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ آپؓ ایک ہزار کے کمانڈر تھے مگر حضرت عمرو بن العاصؓ نے سپہ سالاری آپؓ کے لئے چھوڑ دی۔ آپؓ نے قلعے کا محاصرہ سات دن تک کیا مگر قلعہ فتح نہ ہوا۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ نے سیڑھی لگا کر قلعہ کی دیوار سے اندر چھلانگ لگا کر قلعہ کا دروازہ کھول دیا

Marfat.com

جس سے اسلامی لشکر قلعہ کے اندر گھس گیا اور قلعہ فتح ہو گیا۔

جب حضرت عمرؓ شہید ہوئے تو آپؓ نے اپنے چھ جانشینوں کا نام بتایا تو ان میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام شامل تھا۔ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ بنے تو سب سے پہلے جن لوگوں نے آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی ان میں آپؓ شامل تھے۔ جب باغیوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا تو آپؓ نے حضرت عثمانؓ کی لاش اٹھا کر دفن کروائی تھی۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضرت علیؓ کے خلاف لڑ رہے تھے۔ تو حضرت علیؓ ان کے سامنے آ گئے۔ حضرت علی نے ان کو کہا کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اے زبیر بن عوام تم ایک دن ناحق حضرت علی کے خلاف تلوار اٹھاؤ گے۔ یہ قول سن کر حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار سمیٹ لی اور واپس میدان سے گھر کا رخ کیا۔ ایک آدمی جس کو عمرو بن جزموزان کہا جاتا تھا اس نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعاقب کیا۔ جب آپؓ نماز ادا کرنے لگے تو اس نے تلوار مار کر ان کی گردن الگ کر دی۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی کے خلاف لڑائی میں شامل تھے۔ جب حضرت علیؓ کا سامنا حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تو آپؓ نے زبیر سے کہا کہ تم کو رسول اللہ ﷺ کا وہ قول یاد ہے جب آپ ﷺ نے کہا تھا کہ ایک دن تم حضرت علیؓ کے خلاف لڑو گے۔ یہ سن کر حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار سمیٹ لی اور جنگ سے نکل آئے۔ ایک جہنمی عمرو بن جرموز حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعاقب میں تھا۔ دونوں نماز کے لئے کھڑے ہوئے جونہی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سجدے میں گئے تو عمرو نے آپؓ کی گردن کاٹ دی۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم نے آپؓ کو وادی سباء میں دفن کر دیا۔ جب عمرو حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر حضرت علی کے

Marfat.com

پاس لے کر آئے تو علیؓ نے ان کو کہا ''اے ابن صفیہ کے قاتل تجھے جہنم کی بشارت ہو''
اس کا مقصد ہے کہ عمرو جہنم کا ایندھن بن گیا۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ درمیانے جسم کے بلند قامت صحابی تھے۔آپؓ کا رنگ گندمی اور حسین تھا۔آپؓ کے بال بہت لمبے اور خوبصورت تھے۔عمر کے لحاظ سے آپؓ بہت کم عمر نظر آتے تھے۔جس وقت حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ کی عمر ۶۴ سال تھی۔آپؓ نے چھ شادیاں کیں۔آپؓ کی اولاد میں گیارہ بیٹے اور نو بیٹیاں تھیں۔آپؓ ہمیشہ سادہ لباس پہنتے تھے۔آپؓ نے اپنی زندگی میں لڑی جانے والی ہر لڑائی میں حصہ لیا اور آپؓ کے جسم کا کوئی حصہ نہ تھا جس پر تیر تلوار اور نیزے کا کوئی زخم نہ لگا ہو۔

Marfat.com

حضرت شرجیل بن حسنہ (شرحبیل بن حسنہ) رضی اللہ عنہ

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالی عنہ کے والد مکرم کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام حسنہ تھا۔ والد مکرم بچپن ہی میں فوت ہوگیا۔ آپؓ کی پرورش آپؓ کی والدہ حسنہ نے کی اس وجہ سے آپؓ کا نام ماں کی نام کے ساتھ عام ہوا۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالی عنہ کی والدہ نے حضرت سفیان بن معمرؓ سے دوسرا نکاح کرلیا تو آپؓ بھی ان کے ساتھ رہنے لگے۔ سفیان سے آپؓ کے دو بھائی ہوئے۔

جونہی رسول اللہ ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا تو اہل مکہ نے مسلمانوں پر ظلم کی انتہا کردی۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ابتدا میں ہی اسلام قبول کرلیا ان کو دیکھ کر آپؓ کے سوتیلے باپ اور بھائیوں اور ماں نے مل کر اسلام قبول کیا۔ اس طرح حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالی عنہ کا تمام گھرانہ سابقون الاوالون میں سے ہے۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالی عنہ کے تمام اہل خانہ کو کفار مکہ کا ظلم سہنا پڑا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت دی تو حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی حبشہ کی ہجرت کی مگر پھر کچھ عرصہ کے بعد واپس آ گئے لیکن جب دوسری ہجرت حبشہ ہوئی تو اس میں آپؓ کا تمام گھرانہ شامل تھا۔ حبشہ میں حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالی عنہ کا گھرانہ تیرہ برس رہا۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے تمام گھر والوں کے ساتھ دو ہجرتیں کیں تھیں ایک مکہ سے حبشہ اور دوسری حبشہ سے مدینہ۔ اس وجہ سے آپؓ

Marfat.com

کا نام ذوالہجرتین رکھا گیا۔ جب حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت غزوہ خیبر میں مشغول تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی بڑی خوشی ہوئی حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ میں آکر حضرت شناءؓ سے شادی کی۔

حضرت شرجیل بن حسنہ (شرحبیل بن حسنہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مقرب صحابی اور جلیل القدر سالار تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے آپؓ کو اسلامی لشکر کا سالار بنا کر اردن کی طرف بھیجا۔ جس میں آپؓ نے کامیابی حاصل کی۔ رومیوں کے ساتھ لڑائی پہلے ہی جاری تھی۔ حضرت یزید بن سفیانؓ رومیوں سے برسرِ پیکار تھے۔ رومیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی لہٰذا حضرت شرجیل بن حسنہ (شرحبیل بن حسنہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی رومیوں کے خلاف آ کھڑے ہوئے اس طرح مسلمانوں کے حوصلے بلند ہو گئے اور دونوں لشکروں نے مل کر رومیوں کو شکست دی۔

جب حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رومیوں کے خلاف نبرد آزما تھے تو رومیوں نے ایک دن سخت تیر اندازی کی۔ ان تیر اندازوں کی تعداد ایک لاکھ تھی ان کی تیر اندازی سے سات سو مسلمان سپاہیوں کی ایک ایک آنکھ ضائع ہوگئی۔ اس لڑائی میں اس دن کا نام یوم التحویر رکھا گیا یعنی ءایک آنکھ ہونے کا دن۔

حضرت شرجیل بن حسنہ (شرحبیل بن حسنہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں ۴۰۰۰ مجاہدین تھے۔ آپؓ کا لشکر شام کے صوبے حوران میں قیام پذیر تھا۔ ابھی وہاں مذاکرات کا دور چل رہا تھا اسی دوران حضرت خالد بن ولید بھی عراق آن پہنچے۔ ان دونوں لشکروں نے مل کر دشمن کے بخیے ادھیڑ دیے۔

ادھر حضرت شرجیل بن حسنہ (شرحبیل بن حسنہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کامیابیوں سے ہرقل جل رہا تھا اس نے اجنادین میں اپنی فوج جمع کرنا شروع کر دی تھی۔ جب ہرقل کی اس کارروائی کی خبر مسلمان سپہ سالار کو ملی تو اس نے بھی کمر کس لی۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ نے حضرت شرجیل بن حسنہ (شرحبیل بن حسنہ) رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہ کو اجنادین میں بلالیا۔ حضرت شرجیل، حضرت عمروؓ اور حضرت یزیدؓ کی فوج بھی اجنادین کے مقام پر آ کھڑی ہوئیں۔

ہرقل کے ساتھ ایک خونخوار جنگ ہوئی ۳۰۰۰ مسلمان شہید ہوئے یہاں سے نکل کر حضرت شرجیل بن حسنہ (شرحبیل بن حسنہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ دمشق کی طرف بڑھ گئے۔ حضرت عمرؓ کے دور میں آپؓ نے دمشق پر حملہ کر دیا اور دمشق کو اسلامی حکومت کا حصہ بنا دیا۔

اٹھارہ ہجری میں طاعون کی وبا پھیل گئی جس سے بہت سے مسلمان شہید ہو گئے۔ حضرت ابو عبیدہؓ اور حضرت یزید کے انتقال کے بعد خلیفہ دوم نے حضرت شرجیل بن حسنہ (شرحبیل بن حسنہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور معاویہ کو شام کا گورنر بنا دیا۔ کچھ عرصہ بعد خلیفہ نے حضرت شرجیل بن حسنہ (شرحبیل بن حسنہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برطرف کرنا چاہا مگر اس سے پہلے حضرت عزرائیلؑ تشریف لے آئے اور اسلام کا یہ بطل جلیل ۶۷ سال کی عمر میں انتقال کر گیا۔

حضرت شرجیل بن حسنہ (شرحبیل بن حسنہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور آپؓ کا تعلق خاندان زہرہ سے تھا۔ حضرت شرجیل بن حسنہ (شرحبیل بن حسنہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی ایک احادیث بھی مرتب کیں۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے آدمی کو نماز ادا کرتے دیکھا رکوع ٹھیک نہیں کر رہا تھا اور نہ ہی سجدہ مکمل کرتا تھا۔ بلکہ مرغ کی طرح ٹھونگیں مار رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پورا رکوع کرے یہ اگر اس حالت مین مرا تو ملت اسلامیہ کے بغیر مرا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ:۔

''جو رکوع ٹھیک نہیں کرتا اور سجدہ میں ٹھونگ مارتا ہے اس کی مثال اس بھوکے کی ہے کہ ایک دو کھجور کھالیتا ہے جو کچھ کام نہیں دیتیں''

Marfat.com

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن مالک خدری

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک خدری کا تعلق خدری خاندان سے تھا آپؓ کے والد کا نام مالک بن سنانؓ تھا اور ماں کا نام انیسہؓ تھا۔ اس جوڑے کو جونہی اسلام کا علم ہوا تو انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ جونہی ان کا بیٹا اس قابل ہوا تو اس نے بھی اسلام قبول کرلیا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک خدری کا پورا خاندان مسلمان تھا۔ جب اسلام کے ختم کرنے کے لئے کفار نے مسلمانوں پر چڑھائی کی تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک خدری کے والد گرامی بھی اس لڑائی میں شامل ہوئے مگر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک خدری کو کم سن ہونے کی وجہ سے لڑائی کی اجازت نہ مل سکی۔ جنگ احد میں بھی آپؓ کو اجازت نہ مل سکی تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک خدری نے اپنے باپ سے دل کی بات کہی تو والد گرامی آپؓ کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور کہا کہ اس کا ہاتھ تو بڑے مرد جیسا ہے لہٰذا اس کو لڑائی کی اجازت دی جائے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے لڑکوں کے ہمراہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک خدری کو بھی واپس کردیا۔ جنگ اُحد میں آپؓ کے والد شہید ہوئے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک خدری کے والد غزوہ احد میں بڑی بہادری سے لڑے۔ جو اسلام کو مٹانے آئے تھے اہل اسلام ان کو مٹانے کے پروگرام پر عمل درآمد تھے کہ ایک دم امت مسلمہ پر ایک کڑا امتحان آن پڑا اور فاتح لشکر پر تنزلی

Marfat.com

کے آثار نمایاں ہو چکے تھے مگر وہ لشکر ابھی تک اپنی اس کمی کو پورا کرنے کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر رہے تھے۔ ایسے میں ایک تلوار حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ بن مالک خدری کے والد پر لپکی اور آپؓ کو جنت کا ٹکٹ عطا کر گئی۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ بن مالک خدری نے کوئی وراثت نہ چھوڑی اور شہید ہو گئے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ بن مالک خدری کی ماں محترمہ نے تنگ دستی سے تنگ آ کر اپنے بیٹے کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ کچھ شے مل جائے۔ وہ نیک فرزند جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ مسجد میں خطبہ فرما رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو صبر و شکر کرے گا اللہ تعالی اس کا دل غنی کر دے گا اور اپنی رحمت سے اس کو مالا مال کر دے گا۔ بیٹے نے جب یہ بات سنی تو واپس آ گیا اور ماں کو کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ خطبہ دیا ہے۔ اللہ نے اس شہید کی اولاد کو اتنا آسودہ حال کر دیا کہ وہ اپنے قبیلے کے مالدار ترین انسان بن گئے مگر ان کے دل بھی اللہ کے کرم سے غنی ہی رہے۔ اس لڑکے کا نام تھا حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ بن مالک خدری۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ بن مالک خدری رسول اللہ ﷺ کو دل و جان سے چاہتے تھے۔ آپؓ اکثر رسول اللہ ﷺ کی محفل میں ہی رہا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے جو کچھ سنتے تھے وہ اپنے دل کے ورق پر لکھ لیتے تھے اور اس کو دوسرے لوگوں تک پہنچاتے تھے۔ غزوہ بنو مصطلق میں حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ بن مالک خدری کو شمولیت کا موقع ملا۔ یہاں آپؓ نے جرات کے ساتھ تمام ذمہ داریاں سنبھالیں۔ غزوہ خندق میں بھی بہادری کے جوہر دکھائے۔ صلح حدیبیہ میں بھی حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ بن مالک خدری شامل تھے۔ غزوہ خیبر میں حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ بن مالک خدری نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بڑی ہمت سے سنبھل کر جہاد کیا فتح مکہ کے وقت حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ بن مالک خدری بھی اس کامیاب لشکر کا

Marfat.com

حصہ تھے جس نے مکہ کو فتح کیا تھا۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک خدری کو رسول اللہ ﷺ کے وصال کا بڑا دکھ ہوا۔ آپؓ نے اسلام کا عروج بھی دیکھا اور اسلام پر کربلا کے میدان کا امتحان بھی۔ آپؓ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی خلافت کے حامی تھے۔ جب آپؓ کا خلیفہ حضرت عبداللہ بن زبیر شہید کر دیا گیا اور شامی فوج نے مدینہ میں تین روز تک لوٹ مار کی، اس لوٹ مار سے بچنے کے لئے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک خدری نے ایک غار میں پناہ لی مگر وہاں ایک شامی فوجی پہنچ گیا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک خدری نے فوراً اپنی تلوار سونت لی مگر کچھ سوچ کر تلوار پھینک دی اور قرآن کی ایک آیت کی تلاوت کی جس کو سن کر اس شامی فوجی نے کہا کہ آپؓ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک خدری نے کہا کہ ہاں میں رسول اللہ ﷺ کا صحابی ہوں۔ اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک خدری شہر میں آگئے یزیدی سپاہیوں نے آپؓ کو پکڑ لیا اور ڈنڈے کے زور پر یزید کی بیعت لی۔ اس کے گیارہ سال بعد ۷۴ھ میں اسلام کے اس کوہ گراں کا وصال ہوا۔ آپؓ کے تین بیٹے اور دو بیویاں وارث تھے۔

Marfat.com

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بن جندب انصاری

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ بن جندب انصاری بڑے عالم اور فاضل صحابہ میں شامل تھے۔ جب آپ چھوٹے ہی تھی کہ آپؓ کے والد گرامی کا انتقال ہو گیا تھا آپؓ اس وقت مدینہ کی نواحی بستی میں رہتے تھے۔ والد کی وفات کے بعد آپؓ کی ماں آپؓ کو لے کر مدینہ آ گئی وہاں اس نے دوسری شادی کر لی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ماہتاب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ بن جندب انصاری نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور فوراً اسلام قبول کر لیا۔

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ بن جندب انصاری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی محبت تھی۔ آپ ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہی تھے۔ آپؓ کو ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا خیال رہتا تھا۔ ایسے میں احد کی لڑائی کا لمحہ آ گیا۔ تمام اہل اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے گھروں سے نکل آئے۔ ایسے میں بہت سے بچے بھی شامل تھے حضرت رافع رضی اللہ تعالی عنہ بن خدیج انصاری کو بدر کا وقت یاد تھا کہ اس وقت بچہ ہونے کی وجہ سے میدان جنگ سے واپس ہونے کا حکم دیا تھا۔ اس بار اس کا دل بڑا خوش تھا کہ اب وہ کافی بڑا ہو گیا ہے، بڑا ہونے کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جانے کی اجازت دے دی۔ مگر سمرہ نامی مجاہد کو اجازت نہ مل سکی۔

سمرہ بن جندبؓ نے لڑائی میں جانے کی اجازت طلب کرنے کا ایک انوکھا

Marfat.com

انداز اپنایا، سمرہ بن جندبؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مقدمہ دائر کیا کہ میں رافع کو پچھاڑ سکتا ہوں اس لئے میں اس سے زیادہ طاقتور ہوں۔ میری اس سے کشتی کرائی جائے۔ اگر میں نے اسے پچھاڑ دیا تو مجھے بھی لڑائی کی اجازت دی جائے رسول اللہ ﷺ نے اس جذبے کی قدر فرمائی اور حضرت سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ بن جندب انصاری اور رافع کی کشتی کرائی گئی۔ یہ کشتی مال و دولت، رتبے اور عہدے کے لئے نہیں تھی بلکہ شہادت کے حصول کے لئے تھے یہ تھا بچوں کا جذبہ، بڑوں کا جذبہ تو بہت زیادہ تھا۔ میدان میں کشتی ہو رہی ہے ایک کو رسول اللہ ﷺ نے جنگ کے لئے پسند کرلیا ہے اور دوسرا اپنی پسندیدگی کا حق حاصل کرنا چاہتا ہے۔ کشتی ہوئی ایک پل میں حضرت سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ بن جندب انصاری نے رافعؓ کو پچھاڑ دیا اور جنت میں داخلے کا ٹوکن رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں سے وصول کرلیا۔ (ابن سعد)

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ بن جندب انصاری کا زیادہ وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گزرا تھا۔ آپؓ نے اپنی عمر میں ہونے والی تمام لڑائیوں میں حصہ لیا اور بہادری کے جوہر دکھائے۔ وصال رسول ﷺ سے آپؓ کو بہت دکھ ہوا۔ جونہی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حلف اٹھایا۔ حضرت سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ بن جندب انصاری نے فوراً ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ حضرت فاروق اعظمؓ جب خلیفہ بنے تو آپؓ نے فوراً ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ خلیفہ دوم کے علاقے میں بصرہ شہر بسایا گیا تو حضرت سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ بن جندب انصاری مدینہ سے بصرہ چلے گئے۔ اور طویل عرصہ تک وہاں رہے۔ جب امیر معاویہؓ نے حکومت سنبھالی تو انہوں نے بصرہ کا والی زیاد بن سمیہ کو بنایا اس نے حضرت سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ بن جندب انصاری کو اپنا نائب بنایا تاکہ حکومت کو بہتر انداز میں چلایا جاسکے۔ ۵۳ھ میں حضرت سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ بن جندب انصاری کو بصرہ کا گورنر بنا دیا گیا۔ یہاں آکر آپؓ بیمار پڑ گئے اور حضرت سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ بن جندب انصاری کو بہت زیادہ سردی لگنے لگی۔ گورنر کے گرد آگ جلائی گئی مگر آپؓ کی سردی کم نہ ہوئی۔ اس کے بعد آپؓ کو گرم پانی دیا گیا مگر آپؓ اس

Marfat.com

گرم پانی کے برتن میں گر گئے اور اس طرح آپ فوت ہو گئے۔آپؓ کی عمر اس وقت ۶۶ سال تھی۔حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جندب انصاری چونکہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہے تھے اس لئے آپؓ سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جندب انصاری کی قوت حافظہ بہت مضبوط تھی اس لئے جو آپؓ سنتے فوراً یاد رہتا تھا۔(ابن سعد،ابن کثیر)

Marfat.com

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش بنوزہرہ میں ہوئی۔ آپؓ کا سلسلہ پانچویں پشت میں رسول اللہ ﷺ سے مل جاتا ہے۔ آپؓ کی والدہ کا نام شفاء تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ کی ولادت مبارک ہوئی تو آپؓ کی والدہ نے دایہ کا کام کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذریعہ معاش تجارت تھا۔ آپؓ ایک کامیاب تاجر تھے۔

جب اللہ نے ہجرت کا حکم دیا تو آپؓ نے خالی ہاتھ ہجرت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن الربیعؓ انصاری کے ساتھ آپؓ کا تعلق قائم کیا۔ حضرت سعد ایک شریف النفس اور مہمان نواز آدمی تھے۔ انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میری دو بیویاں ہیں ان میں سے پسند کرلیں جو آپ کہیں گے میں اس کو طلاق سے دوں گا اور آپ اس سے اپنا عقد کرلیں۔ اس کے علاوہ میرا نصف مال تم لے لو۔ مگر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا نہ کیا بلکہ اسے کہا کہ مجھ کو بازار کا راہ دکھا دو!

لہٰذا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بازار بنی قینقاع میں گئے اور وہاں سے کھانے پینے کا سامان خرید کر تجارت شروع کردی۔ تھوڑے عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی تجارت میں برکت ڈال دی اور آپؓ نے مسجد نبوی کے نزدیک اپنا گھر تعمیر کرلیا۔ کچھ عرصہ بعد آپؓ نے شادی کرلی جس کی خبر رسول اللہ ﷺ کو ہوئی تو

Marfat.com

آپ ﷺ نے پوچھا تو معلوم ہوا کہ ایک انصاری خاتون سے عقد کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کہ کتنا مہر رکھا گیا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ نے جواب دیا کہ ایک کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ولیمہ تو کرو خواہ ایک بکری کو ہی ذبح کر کے کھلاؤ۔

آپؓ وہی ابن عوف ہیں جو سارا مال مکہ چھوڑ کر خالی ہاتھ مدینہ آتے ہیں اور تجارت کے بعد مدینہ کے مالدار ترین شخص بن جاتے ہیں اور اسی صفت میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالی عنہ ہیں جن کی پچھلی زندگی کی خوش لباسی ضرب المثل تھی لیکن بعد میں اپنے لئے ایسے پیوند لگے موٹے کپڑوں کا انتخاب کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ انہیں دیکھ کر آبدیدہ ہو جاتے ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام جنگوں میں حصہ لیا اور اپنی بہادری کے جوہر دکھائے اور اللہ نے ہمیشہ آپؓ کی قسمت میں کامیابی لکھی۔ غزوہ بدر میں آپؓ نے اپنی زمین کا ایک ٹکڑا فروخت کیا اور اس سے حاصل کردہ ساری رقم اہل اسلام کے لئے خرچ کر دی۔

آپ ایک منصف مزاج انسان تھے۔ خیبر میں یہودیوں کی ان زمینوں میں کئی کمزور ایمان مسلمان جاتے اور چارہ وغیرہ کاٹ لاتے اور سبزیاں بھی لے آتے اس امر سے اہل یہود بڑے گرم ہوئے اور دوڑ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور بارگاہ رسالت ﷺ میں ان کی شکائت کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ کو حکم دیا کہ مسلمانوں کو اکٹھا کرو!۔

تمام مسلمان اکٹھے ہو گئے۔ بے لاگ عدل وانصاف کے علمبردار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور پہلے اللہ جل شانہ کی حمد وثناء بیان کی اور پھر مسلمانوں سے خطاب فرمایا!

Marfat.com

''یہود نے یہ شکایت کی ہے کہ تم ان کے کھیتوں میں جاتے ہو وہاں سے سبزیاں اور چارہ وغیرہ لے لیتے ہو۔حالانکہ ہم نے ان کے ساتھ یہ وعدہ کیا ہے کہ تمہاری جانیں اور تمہارے مال واموال، جو تمہارے قبضے میں ہے۔ان کی ہم حفاظت کریں گے۔سنو! جن لوگوں کے ساتھ معاہدہ طے پاتا ہے ان کے اموال پر دست درازی جائز نہیں ہوتی۔''

فکان المسلمون لا یاخذون من بقولھم شیئا الا بثمنھا

اس کے بعد مسلمان جو ترکاری ان سے لیتے تھے اس کی قیمت ادا کرتے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ بڑے نفیس تھے آپؓ خود بھی صاف رہتے اور صاف ستھرے مکان میں رہنا پسند کرتے تھے۔امیر ترین آدمی ہونے کے باوجود سادہ زندگی گزارتے تھے۔مگر ایک دن میں کئی کئی غلام خرید کر آزاد کر دیتے تھے۔ان کی سخاوت بے مثال تھی۔آپؓ نے اپنی زمین کا ایک ٹکڑا حضرت عثمانؓ کو فروخت کر کے تمام رقم مساکین میں تقسیم کر دی۔آپؓ نے بدری صحابہ کے لئے بہت کچھ چھوڑا۔ازواج مطہرات کے لئے آپؓ نے ایک باغ چھوڑا۔آپؓ نے اللہ کی راہ میں ایک ہزار اونٹ تقسیم کر دیئے۔ایک دن میں پچاس ہزار دینا غریبوں اور مساکین میں بانٹ دیئے۔جب آپؓ نے وفات پائی تو آپؓ نے جو سونا چھوڑا تھا اس کو کلہاڑیوں سے کاٹ کر تقسیم کیا گیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جب حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا گیا تو سب سے پہلے بیعت کی۔آپؓ فتوٰی دینے کے بڑے ماہر تھے۔۳۱ ہجری میں آپؓ کا انتقال ہوا بوقت وصال آپؓ کی عمر ۷۵ سال تھی۔آپؓ نے تیرہ

Marfat.com

شادیاں کیں۔آپؓ کے اکیس بیٹے اور سات بیٹیاں تھیں۔جب حضرت سعد بن وقاص نے آپؓ کا جنازہ اٹھایا تو کہا افسوس یہ سعادت کا پہاڑ بھی چل بسا۔حضرت عثمانؓ نے ان کا جنازہ پڑھایا۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۶۵ احادیث مروی ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔آپؓ بڑے خوبصورت اور وجیہہ صحابی تھے۔آپؓ کے بال گھنگھریالے تھے۔ آپؓ بڑے ذہین اور خوددار تھے۔جب آپؓ کو دومۃ الجندل کی طرف بھیجا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کے سر پر خود عمامہ باندھا۔

اسلامی لشکر غزوہ تبوک سے واپس آرہا تھا۔رسول اللہ ﷺ طہارت کے لئے کہیں دور چلے گئے۔ڈر تھا کہ صبح کی نماز قضاء ہو جائے گی۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصلی رسول پر کھڑے ہوئے اور مسلمانوں کی امامت کروائی اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی آگئے۔اور آپ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت میں نماز ادا کی۔یہ بہت بڑا اعزاز تھا کہ پیغمبر اسلام کسی صحابی کا مقتدی ہوا ہو۔یہ مقام حضرت ابو بکر صدیق کو بھی حاصل ہے جن کی امامت میں رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا کی۔حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ نے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت میں ہنسی خوشی جائیں گے۔(کمانڈر آف مسلم آرمی ص ۱۰۵ سے ۱۱۰)

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت اس وقت ہوئی جب یہودیوں نے کہا تھا کہ مسلمانوں کے ہاں ان کے جادو کی وجہ سے کوئی اولاد نہیں ہوگی۔ مگر اللہ کے کرم سے جب مسلمان مدینہ ہجرت کر کے آئے تو مسلمانوں کے ہاں جو پہلی اولاد پیدا ہوئی وہ آپؓ ہی تھے۔ آپؓ کے والد کا نام حضرت زبیر تھا جو آپ ﷺ کی پھوپھی کے بیٹے تھے آپؓ کی والدہ حضرت اسماء تھیں۔ وہ سابقون الاوّلون میں سے تھے۔ ان کا شمار عشرہ مبشرہ میں میں ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے بہادر تھے کئی جنگوں میں انہوں نے حصہ لیا۔ جنگ جمل میں آپؓ نے اپنی خالہ حضرت عائشہ کا ساتھ دیا۔ امیر معاویہ کے عہد میں انہوں نے بہت سے معرکوں میں حصہ لیا اور کامیابی حاصل کی۔ جب معاویہؓ نے اپنے بیٹے کے حق میں بیعت لینا چاہی تو آپؓ نے اس کو ناپسند کیا۔ آپؓ نے کہا کہ تم بھی حضرت عمر فاروقؓ کی طرح ایک کمیٹی بناؤ اور اس کا فیصلہ امت پر چھوڑ دو یہ امت کا معاملہ ہے جسے چاہیں اپنا خلیفہ بنالیں۔ مگر معاویہ نے یہ ناپسند کیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناخوش ہو گئے۔

۶۴ ہجری میں جب معاویہؓ کی وفات ہوگئی اور یزید حاکم بن گیا تو اس نے مدینہ منورہ کے حاکم کو حکم دیا کہ وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت لے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ چھوڑ کر مکہ مکرم چلے آئے۔ اسی

Marfat.com

سال سانحہ کربلا واقع ہوا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس ظلم کے خلاف آواز اٹھائی جس سے یزید بہت برہم ہوا۔ اور یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے منکر ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ نے اسی وقت خلافت کا اعلان کر دیا اہل مدینہ نے آپ کا ساتھ دیا۔ یزید نے مسلم بن عتبہ کو مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ خوب لڑائی ہوئے اور مدینہ کا لشکر ہار گیا۔ یزید کے سپاہیوں نے بڑی مار دھاڑ کی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ مدینہ سے کعبہ میں چلے گئے۔ مسلم بن عتبہ آپؓ کے پیچھے ادھر پہنچا مگر فوت ہو گیا اس کی جگہ دوسرا سالار آیا اس نے کعبہ پر پتھر برسوائے۔ جب یزید کی وفات ہو گئی تو سالار جس کا نام حصین بن نمیر تھا نے مکہ کی جنگ روک دی۔

یزید کی وفات کے بعد عبدالملک خلیفہ بنا اس نے بھی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ کو اپنی بیعت کا کہا مگر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ نے یہ موقع بھی جانے دیا۔ اور مکہ سے عراق کی طرف نکل گئے۔ عراق حجاز اور مصر کے باشندوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ کو اپنا خلیفہ تسلیم کر لیا۔ اب مختلف گروہ میدان میں آ گئے ملک میں خانہ جنگی کی سی کیفیت تھی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ کی فوجوں کے ساتھ عبدالملک کی فوجوں کی لڑائی ہوئی اور اہل عراق نے عبدالملک کا ساتھ دیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ سے عراق چھین لیا۔ اب حجاج بن یوسف کو عبدالملک نے مکہ پر حملہ کا حکم دیا۔ مکہ میں کئی گروہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ حجاج بن یوسف سے بہادری سے لڑے مگر شکست کھائی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ نے شامیوں کے ساتھ لڑتے لڑتے جان دے دی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی

Marfat.com

عنہ کی لاش کو حجاج بن یوسف نے سولی پر چڑھا دیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۶۴ ھ سے ۷۳ھ تک خلافت کی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۳۵ احادیث مروی ہیں آپؓ نے حاجیوں کے لئے بیت اللہ کی تعمیر کا کام کیا اور کعبہ کے صحن کو کھول دیا جس سے کعبہ میں وسعت ہوگئی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کم وبیش ۷۳ سال عمر پائی مگر آپؓ نے ہمیشہ حق کے ساتھ آواز بلند کی۔ ناحق کرنے والوں کو کھلے لفظوں میں آگاہ کیا کہ تم لوگ غلط کر رہے ہو۔ اسی وجہ سے معاویہ، یزید، عبدالملک اور حجاج بن یوسف آپؓ کے خلاف تھے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔ ایک دفعہ آپؓ نماز ادا کر رہے تھے کہ ان کا بیٹا ہاشم پاس ہی لیٹا ہوا تھا چھت سے سانپ گرا اور بچے سے لپٹ گیا۔ گھر میں شور مچا سب دوڑ کر آئے اور اس سانپ کو مار دیا۔ نماز مکمل کرنے کے بعد آپؓ نے زوجہ سے پوچھا کہ کیسا شور تھا۔ اس نے کہا کہ بچے کی جان پر بنی ہوئی تھی۔ تو فرمانے لگے اگر میں نماز میں اپنی توجہ دوسری طرف کرتا تو میری نماز کہاں رہ جاتی۔ (ہدایہ)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی آیا اور وہ اپنے باپ کے بارے مین قرض اور حج کے مسائل پوچھنے لگا۔ اس نے پوچھا کہ کیا میں اپنے باپ کا قرض ادا کر سکتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کہ کیا تو اس کا بڑا بیٹا ہے تو اس نے کہا جی ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو اس کا قرض ادا کرے گا تو ہو جائے گا۔ پھر اس نے حج کا کہا تو آپ ﷺ نے کہا کہ اگر تو اس کے نام پر کرلے گا تو ہو جائے گا۔ (نسائی)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار ان کی مشرکہ نانی ان کے گھر آگئی۔ اوہ اپنی بیٹی کے لئے کئی تحائف لے کر آئی۔ مگر حضرت

Marfat.com

اسماءؓ نے اس کو نہ تو گھر میں آنے دیا اور نہ ہی اس کے تحفے لئے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے معاملہ کا کہا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان کے تحائف بھی قبول کرلو اور ان کو گھر میں بھی آنے دو، ان کی خدمت کرا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ (کنز الایمان)۔

Marfat.com

حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ

حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عظیم اور باحوصلہ صحابی ہیں۔ آپؓ کا تعلق بنو تمیم سے تھا۔ آپؓ کو اپنے خاندان میں ایک ممتاز مقام پر فائز تھے آپ کو جہاد کا بڑا شوق تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ہر جنگ میں بڑی بہادری سے لڑے۔ آپؓ نے اور آپؓ کے خاندان نے ۹ ھ میں اسلام قبول کیا اس لئے عہد محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں ضرب وحرب کا کوئی خاص کارنامہ نہ دکھا سکے۔

حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سب سے پہلے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بنی کالب کے سردار علقمہ کی سرکوبی کے لئے ایک دستہ کا سالار بنا کر ارسال کیا۔ علقمہ محاصرہ طائف کے دوران مرتد ہو کر شام بھاگ گیا تھا۔ جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر سنی تو واپس آ گیا۔ حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر اچانک حملہ کیا اور اس کو گرفتار کر لیا اس نے ارتداد سے توبہ کر لی اور مسلمان ہو گیا۔ خلیفہ نے حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہمراہ طلیحہ بن خویلد اسدی کی سرکوبی کے لئے بھیجا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر نے طلیحہ کو شکست دی وہ اپنی بیوی کے ہمراہ فرار ہو گیا۔

جب خلیفہ نے حضرت خالدؓ کی سرکردگی میں ایک لشکر عراق عرب بھیجا۔ وہاں حضرت مثنیٰؓ ایرانیوں سے نبرد آزما تھے۔ حضرت خالدؓ نے کمک کا کہا تو حضرت ابوبکر

Marfat.com

صدیق نے حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ کو ان کی مدد کے لئے بھیجا۔ لوگوں کی آنکھیں یہ دیکھ کر حیران ہوئیں کہ وہ اکیلے ایرانیوں کے خلاف حضرت خالد بن ولیدؓ کی مدد کرنے نکلے۔ خلیفہ اول نے فرمایا!

"کہ اس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں جس فوج میں حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ شامل ہوں اس فوج کو کبھی شکست نہیں ہوا کرتی اسے اللہ فتح سے سرفراز کیا کرتا ہے"

جب حضرت خالدؓ نے حیرہ کو فتح کر لیا تو حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ کو اپنی علاقوں کی سرحدوں کی حفاظت کے لئے چھوڑ دیا۔ آپؓ نے کامیابی سے دجلہ تک کے علاقے کی حفاظت کی باوجود اس کے کہ آپؓ کے پاس چند سپاہی تھے۔ حضرت خالد جب دومۃ الجندل کی لڑائی سے واپس آئے تو انہوں نے حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ کو دوزبہ اور زرمہر کے مقابلے کے لئے بھیجا۔ حضرت خالد بن ولید بھی دوسرے راستے سے ادھر آنکا۔ آگے چل کر حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ کی فوج سے زرمہر اور روزبہ کی فوج کی لڑائی ہوئی حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ بڑی بہادری سے لڑے اور اپنی تلوار سے زرمہر کو قتل کیا اور حضرت عصمہ نے روزبہ کو قتل کر دیا۔

قادسیہ کی جنگ میں حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک ہزار مجاہدین کی قیادت کی۔ آپؓ مقدمۃ الجیش میں تھے۔ انہوں نے اپنے لشکر کے دس دستے بنائے۔ حضرت سعدؓ سپہ سالار تھے۔ جنگ کا آغاز حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ کی مبارزت طلبی سے ہوا تو ایران کا مشہور پہلوان بہمن نکلا۔ جس کو حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ نے چشم زدن میں تہہ تیغ کر دیا۔ اس کے بعد ایرانی سردار بزرجمر آیا اس کو بھی حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ کی تلوار نے قتل کر دیا۔

Marfat.com

اگلے دن ایرانی اپنی فوج میں ہاتھی لے آئے۔انہوں نے تباہی مچانی شروع کر دی تو حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ نے بغیر اجازت کے دشمن پر حملہ کر دیا کیونکہ یہ ایک اچھا موقع تھا۔انہوں نے بہادری کے ساتھ ہاتھیوں کا مقابلہ کیا۔ سالار سعدؓ اللہ سے دعا کر رہا تھا اے اللہ قعقاع کی مدد کر اس کی کوتاہی کو معاف کر۔یہ الفاظ سن کو دوسرے سالار بھی ٹوٹ پڑے۔حضرت قیس نے رستم کے حفاظتی دستے کو ہلاک کر دیا۔اور مسلمان رستم کے قریب پہنچ گئے۔مگر رستم نے دریا میں چھلانگ لگا دی۔ حضرت ہلالؓ بن علقمہ نے اس کے پیچھے چھلانگ لگا کر اس کو دریا میں کاٹ دیا۔اس طرح ایرانی فوج بھاگ رہی تھی ۔حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ ان کا تعاقب کر رہے تھے۔

حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک مقام پر حملہ کر کے ایک ایسے تھیلے کو قبضہ میں لیا جس میں شاہی خاندان کے زر و جواہر رکھے ہوئے تھے۔سالار اعلیٰ حضرت سعدؓ نے اس کارروائی سے خوش ہو کر ہرقل کی تلوار حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ کو بطور انعام میں دی۔ جنگ جلولا میں حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ کیا جب آپؓ کے دستے کی دھار سے ایک لاکھ ایرانی کٹے۔ یہاں ایرانی سردار مہران حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ کی تلوار آبدار سے موت کے گھاٹ اترا۔آپؓ نے آگے بڑھ کر حلوان تک کا علاقہ محفوظ کر لیا۔

حضرت فاروقؓ کے زمانے میں ایرانیوں نے نہاوند کے مقام پر اپنی فوج جمع کرنا شروع کی تو تمام مسلمان سالار بھی وہاں آ گئے ۔حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ حکم ملا کہ وہ ایرانیوں کو قلعوں سے باہر نکالے۔اس مشن کے لئے حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے دستے سے ایرانی قلعے پر حملہ کر دیا۔ جب ایرانیوں نے ایک دستہ کی نفری حملہ آور دیکھی تو وہ لڑائی کے لئے میدان میں نکل آئے

Marfat.com

حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج بہادری کے جوہر دکھانے لگی اتنے میں دوسری فوج ادھر آگئی اور ایرانیوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔ اس کے بعد حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ میں آگئے اور وہاں رہنا شروع کر دیا۔

حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس لڑائی میں شرکت کی اس لڑائی میں اللہ نے اسلام کو فتح عطا فرمائی۔ حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ کی خاص عطا تھی کہ وہ ہر حملے میں ایک ایرانی سپہ سالار کو قتل کرانے کے لئے اس کے پاس لاتا تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ جنگ قادسیہ کی کامیابی پر بڑے خوش ہوئے اور سالار اعظم حضرت سعد بن وقاصؓ سے پوچھا کہ اس کامیابی میں اللہ کی نصرت کے بعد کس کا ہاتھ ہے تو انہوں کہا بے شک حضرت القعقاع بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ آپؓ ایک بڑے جری اور بہادر سپاہی تھے۔

Marfat.com

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق بنو ثقیف سے تھا۔آپؓ کے والد کا نام شعبہ تھا۔والدہ کا نام امامہ تھا۔آپؓ نے ۵ ھ میں اسلام قبول کیا۔آپؓ بڑے دیندار اور مذہبی امور کے ماہر تھے ۔آپؓ کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

صلح حدیبیہ پر عروہ نے حضور اقدس ﷺ کی ریش مبارک پر ہاتھ رکھ کر بات شروع کر دی تو مغیرہ بن شعبہؓ نے ایک ہی جھٹکے سے عروہ کا ہاتھ حضور اقدس ﷺ کے چہرہ مبارک سے ہٹا دیا اور فرمایا کہ مشرک کا ناپاک ہاتھ نبی دو عالم ﷺ کے پاک چہرہ پر نہیں لگ سکتا۔عروہ نے جب نہایت ہی سنجیدگی سے سرکار دو عالم ﷺ کے فداکاروں کا جائزہ لیا تو اس کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ دنیا کی کوئی طاقت محمد ﷺ اور آپ کے جان نثاروں کی راہ نہیں روک سکتی اس کے دل میں اسلام کا خوف بیٹھ گیا کہ یہ دین برحق ہے اور اس کے شیدائی سچے ہیں۔اور وہ اپنا سامنہ لے کر مکہ روانہ ہو گیا اور مکہ پہنچ کر کہا کہ لڑائی کا کوئی فائدہ نہیں ان سے صلح ہی میں فائدہ ہے کیونکہ جو نقشے میں دیکھ آیا ہوں ان کی بنیاد پر میں کہہ سکتا ہوں کہ محمد ﷺ اور ان کے جانثار صحابہ کو دنیا کی کوئی طاقت نہ مغلوب کر سکتی ہے اور نہ مرعوب کر سکتی ہے۔

آپؓ سچ بولنے کے عادی تھے فتح مکہ کے بعد تمام عرب میں صرف طائف رہ گیا تھا جس نے گردن تسلیم خم نہیں کی تھی ۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا

Marfat.com

محاصرہ کیا۔لیکن پندرہ بیس روز کے بعد محاصرہ اٹھالینا پڑا۔طائف کا رئیس صخرا تھا وہ مسلمان ہو چکا تھا جب اس کو یہ حال معلوم ہوا تو اس نے خود جا کر طائف کی حصار بندی کی اور اہل شہر کو اس قدر دبایا کہ بالآخر وہ مصالحت پر راضی ہو گئے۔صخرا نے بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اطلاع دی گئی۔اس وقت حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ طائف میں چلے گئے تھے صخرا نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ کی پھوپھی کو قبضہ میں لے لیا۔حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ کو اس بات کا بڑا دکھ ہوا۔آپؓ دوڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صخرا کی شکایت لگائی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صخرا کو بلا بھیجا اور حکم دیا کہ مغیرہ کی پھوپھی کو ان کے گھر پہنچا دو۔

جنگ قادسیہ کے موقع پر سپہ سالار نے بہادر اور عقل مند سرداروں کا ایک وفد یزگرد سے ملاقات کے لئے بھیجا۔اس وفد میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ بھی شامل تھے۔یزگرد اسلامی وفد سے باتیں بڑے غرور وتکبر سے کر رہا تھا۔حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ یزگرد سے مخاطب ہوئے اور کہا! اے یزگرد یہ وفد والے سب معززین ہیں بے شک ہم فاقہ مست ہیں۔تم چاہو تو اسلام قبول کرلو نہیں تو جزیہ دو۔اگر ایسا نہیں کر سکتے تو لڑائی کے لئے میدان میں آجاؤ۔یہ بات سن کر یزگرد طیش میں آگیا اور کہا کہ جاؤ تمہارے لئے میرے پاس کچھ نہیں۔اگر قاصدوں کا قتل جائز ہوتا تو میں تمہاری گردنیں اڑا دیتا۔

یزگرد نے رستم کو ایک بڑا لشکر دے کر اسلام کے متوالوں سے لڑائی کا حکم دیا۔ رستم کے پاس ہاتھی بھی تھے۔اس نے قادسیہ میں جا کر حضرت سعد بن وقاصؓ کے پاس پیغام بھیجا کہ میرے ساتھ بات چیت کرنے کے لئے آدمی بھیجو! حضرت سعدؓ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ کو بھیجا۔آپ نے دشمن سے بے تکلفی میں باتیں کیں اور رستم کے تخت پر بیٹھ گئے۔آپؓ نے اسلام کے سنہری اصولوں پر روشنی ڈالی اور دوٹوک

Marfat.com

کہا اسلام قبول کرلو یا جزیہ دو یا پھر تلوار آزماؤ۔ رستم نے مہلت طلب کی جو دے دی گئی۔ تخت پر بیٹھنا۔ رستم کے حواریوں کو برا لگا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ان سے کہا کہ ہم سب انسان ہیں اور سب انسان برابر ہیں۔ ہم میں بڑائی کا پیمانہ تقویٰ ہے۔ جنگ قادسیہ میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ بڑی بہادری سے لڑے اور اسلام کو فتح ملی۔

اس لڑائی کے بعد حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ کو بصریٰ کا گورنر بنا دیا گیا مگر کچھ عرصہ کے بعد ان کو برطرف کر دیا گیا۔ ان پر زنا کی تہمت لگائی گئی جو کہ ثابت نہ ہو سکی۔ اس طرح حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ کو باعزت بری کر دیا گیا گواہوں میں ابوبکرہ نافع اور شبل کو قذف کی سزا دی گئی۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ سعدؓ بن عبادہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا اگر میں اپنی زوجہ کو کسی غیر محرم کے ساتھ دیکھتا تو میں اس کو قتل کر دیتا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے انصار کو فرمایا کہ "تم لوگ سعدؓ کی غیرت پر تعجب کرتے ہو گے۔ خدا کی قسم مجھ کو اس سے بڑھ کر غیرت ہے اور اللہ کو مجھ سے بڑھ کے غیرت ہے۔"

جب مسلمانوں نے تستر کو فتح کر لیا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ہرمزان کو خلیفہ اسلام حضرت عمرؓ کے کلام کا اس کی زبان میں ترجمہ کیا ہرمزان کی زبان کا ترجمہ عربی میں کیا۔ معرکہ نہاوند سے پہلے اسلامی فوج کی نمائندگی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کی تھی۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ نے دشمن کے کمانڈر فیروزان سے بات چیت کی۔ فیروزان بڑا مغرور تھا۔ وہ کہتا تھا کہ میرے پاس بہت زیادہ فوج ہے میں مسلمانوں کا بھرکس نکال دوں گا۔ مگر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ سے بڑھ کر کوئی خوددار نہیں ہو سکتا انہوں نے فیروزان کے دربار میں بغیر کسی خوف کے اس کے سامنے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسلام کی دعوت دی اور بصورت دیگر جنگ کی پیش کش کی۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ

Marfat.com

معرکہ نہاوند میں بہادری سے لڑے اور فیروزان کی فوج کے بخیئے ادھیڑ دیئے۔ اللہ نے مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار فرمایا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ ایک عرصہ کوفہ کا گورنر بھی رہے۔ خلیفہ دوم کی شہادت کے بعد آپؓ نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کی مگر حضرت عثمان نے آپؓ کو برطرف کر دیا۔ ۴۱ھ میں ایک مرتبہ پھر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ کو کوفہ کا گورنر بنا دیا گیا۔ ۵۰ھ میں کوفہ میں طاعون آیا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ بھی اس طاعون کا شکار ہو گئے۔ آپؓ نے ستر سال عمر پائی۔ آپؓ سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری امت کا ایک گروہ برابر اللہ کے حکم پر عمل کرتا رہیگا۔ کوئی ان کو جھٹلائے یا ان کی مخالفت کرے تو ان کا کسی قسم کا نقصان نہیں کر سکے گا۔ یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے۔ یعنی قیامت برپا ہو جائے۔ مگر وہ اللہ کے حکم پر سختی سے کاربند ہونگے۔ (بخاری شریف۔ ج۳)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اذان کے احترام کے بارے میں فرمایا کہ جو آدمی آذان سنے تو اس اذان کا جواب دے۔ جو موذن کہتا ہے اسی کو دہرائے اور مسجد میں کھنچا چلا جائے تو اللہ اس کی مغفرت کا حکم فرما دیں گے۔ (بہار شریعت ج۔۱)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی نے ماؤں کی نافرمانی تم پر حرام کی اور بیٹیوں کا زندہ گاڑنا۔ خود تو کسی کو نہ دینا اور دوسروں سے مانگنا۔ فضول بکواس کرنا، بہت سوال کرنا، اور مال برباد کرنا (بہار شریعت۔ ج۔۲)

Marfat.com

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زندگی میں بہت سی شادیاں کیں ۔ بوقت وفات آپ کے تین بیٹے تھے ۔ اور بہت سے شاگرد ۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر بڑا اور بال بھورے تھے ۔ آپؓ بڑے دانشمند انسان تھے اس لئے آپؓ کو مغیرۃ الرائے کا خطاب دیا گیا ۔ (جرنیل صحابہ ۔ نواز رومانی ۔ ص ۴۳۳)

Marfat.com

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن کے مشہور قبیلہ اشعر کے چشم و چراغ تھے۔ ان کا پیدائشی نام عبداللہ تھا۔ والد کا نام قیس اور والدہ کا نام طیبہ بنت وہب تھا۔ آپؓ یمن کے روساء میں سے تھے۔ آپؓ یمن میں بڑے بااثر حیثیت کے مالک تھے۔ آپؓ نے اسلام قبول کر کے یمن میں اسلام کی تبلیغ کا کام شروع کر دیا تھا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ مکرمہ میں ایک نئے مذہب کا چرچا سنا ان تک رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہونے اور آپ ﷺ کے اعلان نبوت کی خبریں پہنچیں تو ان کے دل میں بھی اسلام حاصل کرنے کی تڑپ پیدا ہوئی۔ آپؓ مکہ جا کر محمد ﷺ سے ملے اور ایمان لے آئے۔ ایمان حاصل کر کے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس اپنے وطن آ گئے اور تبلیغ کا کام کرنا شروع کر دیا اس طرح ان کی والدہ ماجدہ بھی مسلمان ہو گئیں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کشتی تیار کی آپؓ جلد از جلد آپ ﷺ سے ملنا چاہتے تھے۔ مگر کشتی راستہ بھول کر حبشہ کے ساحل آ گئی یہاں پہلے ہی مسلمانوں کا ایک گروہ آ چکا تھا۔ اس طرح آپؓ کی ملاقات حضرت جعفرؓ سے ہو گئی۔ وہ سب ان کے ساتھ رہنے لگے اور مکہ جانے کا مناسب موقع کا انتظار کرنے لگے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی تو ۶ ہجری میں ایک قافلے کے ہمراہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ تشریف لے آئے اس وقت خیبر فتح ہو چکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کی آمد کی بڑی خوشی ہوئی۔

Marfat.com

غزوہ خیبر کے بعد حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ مدینہ آئے۔ آپؓ غزوہ حنین اور محاصرہ طائف میں آپ ﷺ کے ہمرکاب رہے۔ ۹ھ میں حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ نے غزوہ تبوک میں حصہ لیا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ اور معاذ بن جبلؓ کو مختلف علاقوں کا حاکم بنا کر بھیجا۔ خوش قسمتی سے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ یمن کے حاکم بن کر آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو نصیحت فرمائی کہ لوگوں پر نرمی سے برتاؤ کرو۔ ان کو مشکل میں نہ ڈالو نفرت میں نہ مبتلا کرنا بلکہ ان کو پیار محبت سے پیش آنا۔ حج الوداع آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ادا کیا۔

جب آپ ﷺ کے وصال شریف کی گھڑی نزدیک آئی تو اسود عنسی نامی ایک آدمی نے جھوٹے نبی ہونے کا فتنہ کھڑا کر دیا۔ اس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو مل گئی۔ حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ اسود عنسی کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے ... موت نکل آئے۔ اس طرح کسی مجاہد نے اسود کو قتل کر دیا۔ خلیفہ اول نے روز اول سے ہی فتنوں کو کچلنے کا حکم دے دیا۔ اسود کی موت کے بعد حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ مآرب آ گئے اور اپنے معمول کے کام کرنے لگے۔ خلیفہ کی وفات کے بعد آپؓ جہاد میں حصہ لینے کے لئے یمن سے آ گئے اور جہاں بھی کوئی کارروائی کی جاتی آپؓ وہاں پہنچ جاتے۔

ولید بن عتبہؓ کوفہ کا والی مقرر تھا انہوں نے احتساب میں پہلو تہی کی اور بادہ نوشی کی تو ان کو بھی معزول کر دیا گیا اور تحقیق کے بعد ان پر شرعی حد لاگو کر دی گئی۔ ان کی جگہ ابوموسیٰ اشعری کو کوفہ کا والی مقرر کیا گیا جب انہوں نے امیرانہ زندگی اختیار کی تو ان کو بھی علیحدہ کر دیا گیا۔ اور جب کچھ لوگوں کو حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کی اپنی زندگی سے متعلق ذاتی شکایت ہوئیں تو آپؓ نے فرمایا!

”میں ایک بشر ہوں کبھی خوش اور کبھی ناخوش ہونا بشری فطرت ہے۔“

Marfat.com

﴿منتخب کنز العمال جلد ۵۔ص ۲۷﴾

حضرت علی شیر خدا کا جب دور آیا تو ابتدا میں آپؓ حضرت علی کا ساتھ دینے کا ارادہ کیا۔ جب آپؓ کوفہ کی ایک مسجد میں تقریر کر رہے تھے تو حضرت حسنؓ نے ان کو ایسا کرنے سے منع کیا اور مسجد سے نکل جانے کا حکم دیا۔ تو حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ مسجد سے نکل گئے وہ مسلمانوں کی خون ریزی کو ناپسند کرتے تھے۔ آپ نے جنگ جمل میں حصہ نہیں لیا۔

جنگ صفین میں حضرت علیؓ اور معاویہؓ کے مابین معاہدہ تحکیم کے لئے آپؓ کو بلایا گیا۔ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت عمرو بن العاصؓ دونوں نے مل کر اصلاح حال کا فیصلہ کرنا تھا۔ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت علی کو معذول کر دیا۔ مگر عمرو بن العاص نے معاویہ کو برقرار رکھا جس سے شورش کا ایک اور نیا دور شروع ہو گیا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ کے فیصلے کے بعد حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ نے گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ تادم حیات منظر عام سے دور ہی رہے۔ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ نے ۱۳۶۰ احادیث مروی کیں۔ آپؓ سادہ طبیعت آدمی تھے۔ آپؓ کے چار بیٹے تھے۔

آپؓ سے چند احادیث بھی مروی ہیں جن میں چند اس طرح ہیں:۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خواب کا ذکر اس طرح فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے ایک تلوار اٹھائی اور اس کو ہلایا کہ تو وہ تلوار درمیان سے ٹوٹ گئی۔ لوگوں نے آپ ﷺ سے اس خواب کی تعبیر پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک مصیبت تھی جو مسلمانوں پر احد کے میدان میں ٹوٹی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب میں نے اس تلوار کو دوبارہ اٹھایا تو

Marfat.com

وہ پہلے سے بھی زیادہ مضبوط بن کر ابھری۔اس سے مراد وہ بشارت تھی کہ جس میں اللہ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔(بخاری شریف)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک خواب کا ذکر اس طرح فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے اس زمین کو ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجور کے درخت ہیں۔میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ یمامہ یا ہجر ہے۔لیکن وہ مدینہ کی زمین ہے جس کا نام یثرب ہے اور میں نے وہاں گائے ذبح شدہ دیکھی۔اللہ کی خیر ہے۔یہ وہ مسلمان ہیں جو جنگ احد میں شہید ہوئے اور خیر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت عطا فرمایا اور صدق کا بدلہ جو اللہ نے جنگ بدر کے بعد عنایت فرمایا۔(بخاری شریف)

آپؓ نے ۶۱ سال کی عمر میں ۴۴ھ میں انتقال کیا۔(بہار شریعت)

Marfat.com

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ کا تعلق قبیلہ خزرج کی شاخ ادی بن سعد سے تھا۔آپؓ کا تعلق انصاری مسلمانوں سے تھا۔آپؓ نے اٹھارہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ غزوہ بدر سے لے کر غزوہ تبوک تک تمام غزوات میں شامل ہوئے۔رسول اللہ ﷺ نے جب غزوہ حنین کا رخ کیا تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ کو مکہ کا گورنر بنایا۔

غزوہ تبوک سے واپس آنے کے بعد یمن کے حمیر خاندان کا ایک وفد مدینہ منورہ آیا۔اس وفد نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں ایک استاد عطا فرمادیں تا کہ وہ ہماری تعلیم و تربیت کا کام کر سکے۔آپؐ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ کو اس نیک کام کے لئے مقرر کیا۔

جب یمن فتح ہوا تو اہل یمن نے گذارش کی کہ ہمیں وہ گورنر دیا جائے جو خود تبلیغ کرے لہذا رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ کا انتخاب کیا اور اہل یمن کو خط لکھا کہ میں آپ کی طرف اپنی ملت کا سب سے اچھا آدمی بھیج رہا ہوں بوقت روانگی رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ کو پند و نصائح سے مالا مال کر کے بھیجا۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کو فن عدل بھی بتائے۔آپؐ نے یمن کے لوگوں میں

Marfat.com

اس طرح کا بے لاگ عدل قائم کر دیا کہ کسی کو شکوہ کا موقع نہ ملا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کارکردگی کو دیکھتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یمن کا حاکم حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی برقرار رکھا آپؓ نے اپنا فرض ایمانداری اور عادلانی طریقے سے نبھایا اور جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور آتا ہے تو بھی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی یمن کا حکمران برقرار رکھا گیا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیر قیادت یمن کی رعایا اس قدر امیر ہوگئی کہ وہاں کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ تھا۔ جب پہلے سال حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس زکوٰۃ کا ایک ثلث مال بھیجا تو حاکم اسلامؓ نے حکم دیا کہ یہ دولت وہاں کے غرباء، ضعفاء میں تقسیم کر دو، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا...... سیدناؓ اگر مجھے یہاں اس رقم کے لینے والے ملتے تو میں کبھی آپؓ کی خدمت میں یہ رقم ارسال نہ کرتا۔

اگلے سال حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یمن کی زکوٰۃ کا نصف حصہ اسلامی دارالحکومت میں ارسال فرمایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ اس رقم کو یمن کے مستحق لوگوں میں تقسیم کر دیا کرو!۔ اگلے سال حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یمن کی ساری زکوٰۃ اور سارا عشر اسلامی دارالحکومت کی طرف ارسال فرمایا تو پھر وہی اعتراض لگا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا عالی جاہ! مجھے یہاں کوئی ایسا فرد نہیں ملا کہ جو اس مال کو قبول کرتا۔ یہ مسلمان حاکم کا عدل تھا کہ جس نے لوگوں کو غنی کر دیا مسلمان حاکم زکوٰۃ کا مال لے کر منادی کیا کرتے تھے کہ کوئی لے لے مگر وہاں کوئی غریب نہ ہوتا اور زکوٰۃ کا سارا مال اسی طرح رہ جاتا۔ ﴿کتاب الاموال۔ ص ۵۹۶﴾

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرض نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں ادا کر کے اپنے گھر چلے جاتے تھے۔ اور وہاں جا کر اپنی قوم کی امامت کرواتے تھے

Marfat.com

ایک بار انہوں نے سورۃ بقرہ شروع کر دی۔ ایک آدمی نے مختصر نماز ادا کی اور چلا گیا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آدمی کے بارے میں کہا کہ وہ منافق ہے۔ جب اس آدمی نے یہ سنا تو اس نے جھٹ عدالت محمد ﷺ میں مقدمہ دائر کر دیا کہ وہ سارا دن محنت کرتا ہے جب اس نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک لمبی سورۃ پڑھتے دیکھا تو اس نے اپنی مختصر سی نماز ادا کی اس پر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے منافق قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا تو فساد کرانا چاہتا ہے تو مختصر سورتیں، الشمس اور الضحیٰ وغیرہ پڑھا کر۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا بھی دکھ نہیں ہوگا بجز اس گھڑی کے جو اللہ کے ذکر کے بغیر گذر گئی۔ (طبرانی، بیہقی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو آدمی اس حال میں مرے کہ وہ لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پر پکے دل سے شہادت دیتا ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کو ضرور جنت عطا فرمائیں گے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک دوسری روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو آدمی صدقہ دیتا ہے۔ وہ صدقہ دکھاوے کے لئے نہیں دیتا تو اس کا یہ صدقہ اس کی خطاؤں کو ایسے ختم کر دے گا جیسے پانی آگ کو ختم کر دیتا ہے۔ (ترمذی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنا جنت کی کنجیوں میں سے ایک کنجی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

Marfat.com

فرمایا کہ تمام کمائیوں میں زیادہ پاکیزہ ان تاجروں کی کمائی ہے جب وہ بات کریں، جھوٹ نہ بولیں اور جب ان کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت نہ کریں اور جب وعدہ کریں تو اس کی وعدہ خلافی نہ کریں۔ اور جب کسی شے کو خریدیں تو اس کی برائی بڑھا کر بیان نہ کریں اور جب اپنی شے بیچیں تو زمین و آسمان کی خوبیاں اس میں نہ ڈال دیں اور لین دین میں اعتدال برتیں جب کسی سے لینا ہو تو اصول نہ اپنالیں اور جب دینا ہو تو بھول نہ جائیں۔ (بیہقی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں شعبان کی پندرہویں رات میں اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کی طرف تجلی فرماتا ہے اور سب کو بخش دیتا ہے۔ سوائے کافر اور عداوت والے کے (طبرانی، ابن حبان) (یہ روایت ضعیف ہے)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونٹ پر سوار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا ''معاذ''

میں نے عرض کیا! لبیک و سعدیك۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار پکارا اور میں تینوں بار یہی جواب دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ معاذ تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ یہ حق ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پوجیں اور اس کے سوا کسی کو نہ پوجیں پھر تھوڑی دیر چلنے کے بعد فرمایا:۔ معاذ! میں نے عرض کیا! لبیك و سعدیك۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو جانتا ہے بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے جب وہ شرک نہ کرتے ہوں۔ یہ حق ہے کہ ان کو دائمی عذاب نہ ہو۔ (طبرانی، بیہقی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹنی پر سوار تھے اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس اونٹنی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے پیچھے سوار تھے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت قریب تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا اے معاذ! حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ آقا ﷺ غلام حاضر ہے۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے سکوت اختیار کیا۔ پھر کچھ دیر بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا معاذ! پھر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آقا ﷺ غلام حاضر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر سکوت فرمایا۔ تھوڑی دور جانے کے بعد پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا معاذ! غلام نے کہا آقا ﷺ خادم حاضر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ معاذ تم جانتے ہو کہ اللہ کے حقوق بندوں پر کیا ہیں؟۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ اور اس کا رسول ﷺ جانتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اللہ کی بندگی کریں۔ اور اس بندگی میں کسی غیر کو شریک نہ کریں۔ یہ فرما کر رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے اور سفر جاری رکھا۔ تھوڑی دور جا کر رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا۔ اے معاذ! کیا تم جانتے ہو؟ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ حکم فرمائیں آقا کیا بات ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کی بندگی کرنے والوں کے اللہ پر کیا حقوق ہیں۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول اللہ ﷺ بہتر جانتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندوں کے اللہ پر یہ حقوق ہیں کہ وہ ان کو عذاب سے دور رکھے۔ (بخاری و مسلم شریف)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاں بھی حاکم بن کر گئے آپؓ نے عدل کا دامن نہیں چھوڑا۔ آپؓ کو ایک مرتبہ انگلی میں پھوڑا نکل آیا جس نے آپؓ کو بڑی تکلیف میں مبتلا کیا۔ جب آپؓ کی وفات ہو رہی تھی تو نزع کی گھڑی میں آپؓ تڑپ رہے تھے۔ آپؓ نے فرمایا میں مرنے سے نہیں ڈر رہا بلکہ مجھے فکر ہے کہ موت کے بعد میرا کیا بنے گا۔ آپؓ نے ۳۶ سال عمر پائی۔ آپؓ کی وفات سے پہلے آپؓ کا بیٹا فوت ہو چکا تھا۔ اس طرح آپؓ کی نسل ختم ہو گئی۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۱۵۷ احادیث مروی ہیں۔

Marfat.com

حضرت زید رضی اللہ عنہ بن سعنہ

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سعنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے یہودی تھے۔ زید بن سعنہ اپنے وقت کے یہودی مسلک کے عالم تھے۔ آپ نے اپنی الہامی کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پڑھ رکھا تھا اس لئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کر رہا تھا کہ کس وقت اللہ کے اس رسول سے ملاقات ہو اور اس کی بیعت کی جائے۔ جونہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں جلوہ افروز ہوئے۔ ہر طرف اہل ایمان کا میلہ تھا اس میلے میں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سعنہ بھی شامل ہو گئے۔ آپ کا انصار کے سابقین اسلام میں شمار ہوتا ہے۔

دوسری کتب سیر بالخصوص مستدرک میں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سعنہ کے اسلام لانے کا واقعہ کچھ اس طرح درج ہے۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سعنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جملہ خصوصیات کا علم پہلے ہی تورات زبور اور انجیل سے مل چکا تھا مگر چند باتوں کا تجربہ کرنا تھا۔ تورایت میں گواہی تھی کہ ان کا حلم ان کے غصے پر قابو رکھے گا۔ اور وہ جاہل لوگوں کی گستاخانہ حرکات کا جواب نہایت ہی اچھے انداز اور صبر سے دیں گے۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سعنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنا جلنا شروع کر دیا۔

ایک مرتبہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سعنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں تشریف فرما تھے کہ ایک بدو آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

Marfat.com

وسلم کو سلام کہا اور کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اپنے قبیلے کو اسلام کی دعوت دی اور کہا تھا کہ اگر تم اسلام قبول کرلو گے تو اللہ تم سے تنگی دور کر دے گا اور رزق میں فراخی کر دے گا۔ مگر اس سال بارش نہیں ہوئی اب ہمیں پھر تنگی کا سامنا ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ لوگ اسلام سے منکر نہ ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے حضرت علی سے کچھ بات کی تو انہوں نے کہا کہ نہیں اس میں کچھ نہیں ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ فلاں باغ کی کھجوریں مجھے دیدیں تو میں مدد کر دیتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ میں باغ کو مخصوص نہیں کرتا ہاں ایک مقدار تم کو اس وعدہ پر دے سکتا ہوں۔

حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ بن سعنہ نے اپنی سونے والا بٹوہ کھولا اور ایک مقدار سونا دے دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ سونا اس بدو کے حوالے کیا۔ پھر ایک دن رسول اللہ ﷺ ایک جنازے سے فارغ ہوئے تو میں نے رسول اللہ ﷺ کا دامن پکڑ کر سختی سے کہا کہ خدا کی قسم عبدالمطلب کی اولاد ہمیشہ سے نادہندہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گستاخی کا یہ منظر دیکھا تو تلملا گئے اور تلوار سونت کر کہا کہ اے گستاخ رسول تم گستاخی کر رہے ہو اور کھڑا ہو گیا۔ مجھے ڈر تھا کہ اب میری گردن کٹ جائے گی۔ مگر رسول اللہ ﷺ عمر کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور کہا کہ عمر نرمی کیا کرو اور جاؤ اس کو اس کی کھجوریں دو اور فالتو بھی دو۔ حضرت عمرؓ مجھے کھجوریں دے چکے تو میں نے ان سے کہا کہ اے عمر تم نے مجھے پہچانا۔ عمر نے کہا کہ نہیں تو میں نے کہا میرا نام زید بن سعنہ ہے۔ تو عمر یہ سن کو چونک گئے اور کہا زید جو عالم فاضل کے نام سے مشہور ہے۔ تمہیں تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسی حرکت نہیں کرنی چاہئے تھی۔

یہ سن کر حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ بن سعنہ نے کہا کہ نبوت کی تمام علامات تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس پر ہیں مگر میں دو باتون کا تجزیہ کرنا چاہتا تھا سو وہ میں نے کرلیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق اور کردار سے

Marfat.com

ان دونوں باتوں کی تصدیق ہوگئی ہے ۔ اسی وقت اس نے اسلام قبول کرلیا ۔ (مستدرک ۔امام حاکم)

حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ بن سعنہ نے جونہی اسلام قبول کیا اس نے اپنا آدھا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کردیا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ بن سعنہ نے اس کے بعد تمام غزوات میں حصہ لیا۔ غزوہ تبوک میں آپؓ نے بڑی جرات اور بہادری سے کام لیا ۔ یہ حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ بن سعنہ کا آخری غزوہ تھا ۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم س لڑائی سے واپس آرہے تھے اسلام کا یہ بطل جلیل راستے میں ہی شہید ہوگیا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ بن سعنہ بڑے بہادر اور عقل مند انسان تھے ۔ انہوں نے اپنی تمام زندگی مذاہب کے علم میں صرف کردی ۔ آپ اپنے علاقے کے لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگی اطلاعات دیا کرتے تھے ۔

Marfat.com

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ

سردی کا موسم ہے۔ جاڑا بڑھ رہا ہے۔ ٹھنڈای ہوا چل رہی ہے۔ مگر کفرو اسلام کی فوجیں برسر پیکار ہیں۔ ایک طرف ساز و سامان اور اسلحہ کی ریل پیل اور دوسری طرف اللہ کی رحمت اور اس پر بھروسہ۔ ایک طرف لات منات کے پیروکار اور دوسری طرف اللہ واحد کے نام لیوا۔ اہل لات، منات اور ہبل نے اہل خدا کے شہر کا محاصرہ کر رکھا ہے وہ اللہ کے نام لیواؤں کو کچلنا چاہتے ہیں مگر ان کے ساتھ اللہ مدد کے لئے کھڑا ہے۔ ادھر کفار کا محاصرہ طویل ہو گیا رات کا موسم ہے، طوفان اور آندھی کی شدت ہے۔ اس وقت آنحضرت ﷺ نے ایک شیر دل مجاہد کا نام لیا کہ جاؤ اور دشمن اسلام کی جاسوسی کرو۔ ااور فرمایا کہ بغیر کوئی کارروائی کے صرف حالات معلوم کر کے واپس آ جانا۔ چنانچہ وہ مجاہد اللہ کا نام لیکر کھڑا ہوا، قدم قدم پر موت ناچ رہی ہے۔ معمولی سی آہٹ اس شیر کے لئے موت کا پیغام بن سکتی ہے۔ مگر یہ شیر ایسے محسوس کر رہا ہے جیسے وہ مدینہ کی گلیوں میں چہل قدمی کر رہا ہو، اور بڑی دلیری سے اس مجمع میں پہنچ گیا جہاں سرداران قریش کانفرنس کر رہے ہیں اور ان کی محفل میں یہ اللہ کا شیر گھس گیا اور بیٹھ گیا اندھیرا اتنا ہے کہ کسی کا چہرہ سدھائی نہیں دیتا کوئی کسی کو پہچان نہیں سکتا۔ ابوسفیان نے کہا کہ اپنے آس پاس دیکھ لیں کہ کہیں ہم میں کوئی محمد ﷺ کا جاسوس تو نہیں۔

مگر اللہ کا یہ شیر نے ایک زبردست چال چلی اور دائیں طرف ہاتھ مار کہا کہ تم کون ہو؟ ادھر سے آواز آئی میں معاویہ بن سفیان ہوں اور پھر آپؓ نے دوسری

Marfat.com

طرف ہاتھ مارا اور کہا کہ تم کون ہو؟ جواب ملا کہ میں عمرو بن العاص ہوں۔ اس طرح اللہ کے شیر کی اس بہادری اور پہل پن سے دشمن کا یہ حملہ ناکام ہوا آپؓ نے لوگوں سے پہلے اس لئے پوچھا کہ کوئی ان سے نہ پہلے پوچھ لے۔ اس کے بعد سالار لشکر ابوسفیان نے کانفرنس سے خطاب کیا اور باہمی دلچسپی کے امور پر بحث ہوئی۔ ساری معلومات حاصل کر کے وہ اللہ کا شہر اپنی کچھار کی طرف پلٹ آیا۔ انہوں نے واپس آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ دشمن واپس جانے کا اعلان کر چکا ہے۔ اس موقع پر ابوسفیان فوج کو کہہ رہا تھا اخراجات ختم ہو گئے ہیں۔ موسم کا یہ حال ہے۔ یہود نے ساتھ چھوڑ دیا اب محاصرہ بے کار ہے۔ یہ کہہ کر طبل رحیل بجانے کا حکم دیا۔ غطفان بھی اس کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ بنو قریظہ بھی محاصرہ چھوڑ کر اپنے قلعوں میں چلے گئے۔ مسلمانوں کے لیے جاسوسی کرنے والا یہ شیر دل حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ تھا۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ کے والد کا نام حیل بن جابر تھا۔ یمن سے ہونے کی وجہ سے آپؓ کا نام یمان پڑ گیا۔ آپؓ کا تعلق بنو غطفان کے قبیلہ عبس سے تھا۔ آپؓ کی ماں کا نام رباب بنت کعب تھا۔ آپؓ کے تین بھائی تھے۔ جونہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان کیا آپؓ کے والد اور آپؓ نے اسلام قبول کر لیا جب حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ کو معلوم ہوا کہ جنگ بدر لڑی جا رہی ہے تو آپؓ اپنے خاندان کے لوگوں کے ہمراہ جنگ کے لئے آئے مگر سرِ راہ آپؓ لوگوں کا ٹاکرا کفار کے لشکر سے ہو گیا۔ انہوں نے اس شرط پر آپؓ کو واپس جانے دیا کہ وہ لڑائی میں حصہ نہ لیں۔ یہ معاہدہ کر کے آپؓ واپس مدینہ آ گئے۔ جب آپؓ نے کفار کے عہد کا ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنگ میں حصہ لینے سے منع فرمایا۔ اس کے بعد تمام جنگوں میں آپؓ نے حصہ لیا۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ کے خاندان میں سے صرف والد محترم اور ایک بھائی کو ایمان کی دولت نصیب ہوئی تھی۔ جب اسلام کا سورج عرب

Marfat.com

کے تمام کونوں میں چمکنے لگا تو حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قوم کے چند افراد کے ہمراہ مکہ آئے اور رسول اللہ ﷺ سے مل کر مسلمان ہو گئے۔ آپؓ کو رسول اللہ ﷺ نے اختیار دیا تھا کہ آپؓ انصار میں سے ہو جائیں یا پھر مہاجرین میں سے۔ رسول اللہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہجرت اور نصرت میں اختیار دیا تو آپؓ نے نصرت کو قبول کر کے مدینہ کو رخ کیا۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ کو آئے تو حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گرم جوشی سے استقبال کیا۔ مواخات مدینہ میں اللہ کی قدرت سے آپ کا بھائی عمار بن یاسر ٹھہرا۔ ان میں اور آپؓ میں بڑی باتیں یک جا تھیں۔ دونوں صحابی بہت سی صفات میں ایک تھے دونوں نے ایک مسلم گھرانے میں آنکھ کھولی۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ احد میں شامل تھے۔ اس لڑائی میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد مکرم بھی شامل تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کے والد اور ایک معمر مجاہد کو عورتوں اور بچوں کی حفاظت پر مامور فرما دیا۔ مگر جب ان مجاہدوں نے دیکھا کی گھمسان کی لڑائی جاری ہے تو وہ بھی میدان جنگ میں کود گئے اور بہادری سے لڑے۔ ان معمر مجاہدوں میں حضرت رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے ایک کافر کی تلوار سے شہید ہو گئے جبکہ دوسرا مجاہد جس کا نام حضرت حیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا پر ایک مجاہد نے حملہ کر دیا اس کا خیال تھا کہ وہ مشرک ہیں۔ جب حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ ان کے والد پر حملہ کیا جا رہا ہے تو چیخ کر بولے کہ رک جاؤ یہ میرے والد ہیں یہ مسلمان ہیں مگر تلوار اس وقت اپنا کام کر چکی تھی۔ اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد گرامی شہید ہو چکے تھے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم تھا کہ والد گرامی کی شہادت اپنے مسلمان کی تلوار سے ہوئی ہے تو آپؓ دوڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گئے اور عرض کیا کہ میرے والد اپنے مسلمان بھائی کی تلوار سے شہید ہوئے ہیں ان کو رسول اللہ ﷺ نے حوصلہ دیا اور فرمایا کہ شہادت بھول کی وجہ سے ہوئی ہے لہذا وہ شہید ہیں۔ اور

Marfat.com

آپ ﷺ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ کو دیت کی رقم دی مگر آپؓ اس کو معاف کر چکے تھے۔

جہاں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ تلوار کے ساتھ جری تھے وہاں زبان کے بھی صاف گو تھے۔ آپؓ کی زبان مبارک سے معرفت کے سچے گوہر منقول ہیں جو دنیا کو بھلائی کی راہ پر گامزن کرتے ہیں۔ ان کی حکمت اس قدر تھی کہ آپؓ نے فرمایا کہ دلوں کی چہار اقسام ہیں۔ ایک تو وہ ہے جس پر پردے پڑے ہوئے ہیں یہ کافر کا دل ہے، ایک وہ دل ہے جو بالکل خالی ہے یہ دل منافق کا ہے۔ ایک وہ دل ہے جو بہت روشن ہے جیسا کہ چراغ وہ مومن کا مبارک دل ہے اور ایک دل وہ ہے جس مین ایمان اور نفاق دونوں بھرے ہوئے ہیں۔ پس ایمان ایک ایسی شے ہے جس سے انسان کا دل ایک پر بہار بودے کی مانند رہتا ہے اور نفاق ایک ایسی بیماری ہے جس سے انسان کا دل ایک گندے پھوڑے کی مانند ہو جاتا ہے جس سے سدا بد بو ہی آتی ہے۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد مدینہ چھوڑ دیا۔ اور عراق چلے گئے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے وصال کا بہت زیادہ ملال تھا۔ وہاں جا کر حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ نے جزیرہ نصیبین میں شادی کی اور وہاں سے مدائن منتقل ہو گئے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ ایک پارسا آدمی تھے آپؓ نے اپنی نیک زندگی سکون سے گزارنا شروع کر دی۔ حضرت ابو بکرؓ کے دور میں آپؓ نے کوئی کام نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ نے خلیفہ بنتے ہی حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ کو نواح دجلہ کا حاکم بنا دیا۔ آپؓ نے وہاں بڑی محنت اور دیانتداری سے اپنا کام کیا۔

خلیفہ دوم حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ کے بڑے قدردان تھے وہ آپؓ کی پارسائی کو جانتے تھے۔ اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ سے

Marfat.com

فائدہ اٹھانا چاہتے تھے لہذا آپؓ کو ایک اسلامی دستے کی قیادت سونپ دی۔ قادسیہ کی جنگ کے بعد نہاوند کی جنگ سب سے زیادہ سخت تھی کیونکہ مقابلے میں ایک بہت بڑی اور شاندار فوج تھی مگر آپؓ کی ولوہ انگیز قیادت نے رومیوں کے منہ پھیر دیئے۔

خلیفہ دوم نے حضرت نعمان بن مقرنؓ کی شہادت پر حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلامی لشکر کا سالار اعظم بنا دیا۔ ایرانی لشکر نے رات کے اندھیرے میں بھاگنے کی کوشش کی اور بہت سے سپاہی ایک خندق میں گر کر ہلاک ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہر میں داخل ہو گئے۔ کسریٰ نے ایک آتش کدے کے پاس دو صندوق زر و جواہر سے بھر کر حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیے۔ آپؓ نے وہ مال حضرت فاروق اعظمؓ کی خدمت میں بھیج دیا جس کو خلیفہ نے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ یہ مجاہدوں میں تقسیم کر دیئے جائیں۔

حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدستور مدائن کے حاکم رہے۔ ۳۰ ہجری میں خراسان پر حملہ کرنے والے لشکر میں شامل ہو گئے۔ آپؓ کو خلیفہ نے تین بار سپہ سالار بنا کو بھیجا۔ ۳۴ھ میں جب آپؓ واپس آئے تو خلیفہ سوم نے پھر آپؓ کو مدائن کا گورنر بنا دیا۔ جب خلیفہ سوم کی شہادت کی خبر ان تک آئی تو ان کو بہت رنج ہوا آپ نے یہ رنج دل سے لگا لیا اور اس دنیا کو الوداع کہا۔ آپؓ کا وصال خلیفہ سوم کی شہادت کے چالیس روز بعد ہوا تھا۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چار بیٹے تھے۔ آپؓ نے ۱۰۰ سے زائد احادیث مروی کیں۔ آپؓ ایک پرہیز گار مسلمان تھے۔ آپؓ کو دنیاوی جاہ و جال کی بالکل ضرورت نہ تھی۔ لوگ آپؓ سے فتنہ اٹھانے والے سوالات کرتے تھے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ محرم راز رسول اللہ ﷺ کے نام سے عام تھے اس کی وجہ سے آپؓ کا لقب صاحب السر پڑ گیا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ انہیں منافقین

Marfat.com

اور فتنوں کے بارے میں بتاتے تھے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ شق القمر کے عینی شاہد تھے۔ رسول اللہ ﷺ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ کو قیامت تک ہونے والے فتنوں سے متعلق آگاہی دی۔ اور فتنے اٹھانے والوں کے نام بھی بتا دیئے۔ ان تمام فتنوں کے پیدا کرنے والوں کی تعداد تین چار سو افراد سے زائد نہ تھی۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا کہ کیا کوئی برائی آنے والی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! برائی آنے والی ہے کیا اس برائی کے بعد بھلائی آئے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں برائی کے بعد بھلائی کا آنا لازمی امر ہے۔ ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد ایسے لوگ پیدا ہونگے جو لوگوں کو گمراہ کر کے جہنم کی طرف لے جائیں گے۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ نے سوال کیا کہ اگر میں اس زمانے کو پاؤں تو کیا کروں؟۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی مسلمانوں کی متحدہ جماعت کا بادشاہ ہو تو اس کے ساتھ رہ جانا ورنہ سب کو چھوڑ کر کنارہ کش ہو جانا یا کسی درخت کے نیچے بیٹھ کر موت کا انتظار کرنا۔

اسی وجہ سے حضرت فاروق اعظمؓ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ سے دریافت کیا کہ کیا میرے حکام میں کوئی منافق ہے تو آپؓ نے جواب دیا کہ ہاں ہے مگر میں اس کا نام ابھی نہیں بتا سکتا۔ حضرت عمرؓ نے اپنی دانش مندی سے اسے جان لیا اور اس کو برطرف کر دیا۔

حضرت عمرؓ کا یہ دستور تھا کہ جب کبھی بھی آپؓ کسی جنازے مین جاتے تو یہ دریافت فرما لیتے تھے کہ کیا اس جنازے میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ شرکت کریں گے اگر حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ اس جنازے میں جاتے تو آپ بھی چلے جاتے تھے۔

Marfat.com

جب حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ جان کنی کے عالم میں تھے تو رو رہے تھے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے آپؓ کیوں رو رہے ہیں؟۔ آپؓ نے فرمایا کہ موت سے ڈر کر نہیں رو رہا بلکہ میں تو اس بات سے رو رہا ہوں کہ کیا میں اللہ کی خوشنودی پر جا رہا ہوں یا ناراضگی پر اور اسی وجہ سے میں رو رہا ہوں۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ قرآن اور حدیث کے پڑھنے والو تم قرآن اور حدیث پر ڈٹے رہوں گے تو اللہ تم کو بہت آگے تک لے جائے گا۔ اور اگر تم قرآن اور حدیث پر نہ ڈٹو گے تو اس طرح تم گمراہ ہو جاؤ گے اور گمراہی میں بہت آگے نکل جاؤ گے۔ (بخاری شریف)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایمانداری لوگوں کے دلوں میں تہہ تک اتر جاتی ہے اور قرآن اور حدیث کا دورہ اس کو مضبوط کرتا ہے۔ جب ایک آدمی سوتا ہے تو اس کے سوتے ہوئے ایمانداراس کے سر سے اٹھ جاتی ہے اور بے ایمانی کا ہلکا سا نشان پڑھ جاتا ہے اور جب وہ دوبارہ سو جاتا ہے تو بے ایمانی کا یہ نشان پختہ ہا جاتا ہے اس طرح اس کے بار بار سونے سے صبح کو ایک آدمی بھی ایسا نہ ہوگا کہ اس سے ایمانداری جھلک رہی ہو۔ امانت میں خیانت کرنا اس کا شیوہ ہوگا۔ پھر کوئی بھی آدمی ایماندار نہ ہوگا۔ پھر لوگ کافروں کی دانش مندی کے گیت گائیں گے کہ کتنا عقل مند اور خوش مزاج آدمی ہے۔ حالانکہ وہ محض بے ایمان ہوگا اس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔ (بخاری شریف)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدائن شہر میں تھا جو کہ دجلہ کے کنارے بغداد سے ایک فاصلے پر تھا۔ مجھے پیاس محسوس ہو رہی تھی میں نے ساتھ ہی کام کرتے ایک کسان سے پانی مانگا اس نے مجھے چاندی کے کٹورے میں پانی دیا۔ میں نے اس چاندی کے کٹورے کو پھینک دیا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سونے چاندی کے برتن میں کھانے پینے سے منع فرمایا تھا۔ سونے چاندی کے برتن کفار

Marfat.com

کے لئے دنیا میں ہیں اور اہل ایمان کے لئے آخرت میں ان کا اہتمام کیا گیا ہے۔ (بخاری شریف)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دجال کے ہمراہ پانی اور آگ ہوگی۔ حقیقت میں اس کی آگ ٹھنڈا پانی اور اس کا ٹھنڈا پانی حقیقت میں آگ ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دجال کے زمانے میں جب مسلمان نماز کے لئے کھڑا ہوگا تو ان کے سامنے حضرت عیسیٰؑ بن مریم ہونگے اور مسلمانوں کو نماز پڑھائیں گے۔ اور سلام پھیرنے کے بعد فرمائیں گے کہ میرے اور ان دشمن خدا کے درمیان سے ہٹ جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ خدا پرستوں کو دجال پر حاوی کردے گا۔ وہ اسے بہت ماریں گے۔ اس طرح اللہ کے حکم سے دجال اور اس کے حواری ختم ہوجائیں گے۔ مسلمان غالب ہوں گے اور صلیب توڑ دیں گے۔ خنزیر کو قتل کردیں گے اور جزیہ ساقط فرمادیں گے۔ (بخاری شریف)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نفاق تو رسول اللہ ﷺ کے زمانے تک تھا۔ جس کو واضح کرنے کے لئے آپ ﷺ کو نازل کیا گیا تھا لیکن آج کے زمانے میں ایک آدمی یا تو مومن ہے اور یا پھر کافر۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

حضرت مخریق رضی اللہ عنہ

حضرت مخریق رضی اللہ تعالی عنہ ایک یہودی عالم تھے۔ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کی آمد کی اطلاع اہل یہود کو دی۔ اہل یہود پہلے تو رسول اللہ ﷺ کی آمد کا سن کر بہت خوش ہوئے اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کا دل سے تہیہ کرنے لگے مگر جونہی رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں قدم رکھا تو وہ اپنے وعدے سے مکر گئے اور سرکشی اختیار کی۔ ان کی سرکشی روایتی تھی۔ یہودی مال و دولت کے لالچی ٹھہرے ہیں۔ فطری طور پر مال کا لالچ اہل یہود کے دل میں زیادہ ہے۔ دوسرا ان کو یہ ڈر تھا کہ اگر ہم لوگوں نے اسلام قبول کرلیا تو ہماری چودھراہٹ جاتی رہے گی کیونکہ محمد ﷺ اس عالم کے رسول اور امام ہیں ان کے ہوتے ہوئے ہم اس علاقے کے سردار نہیں بن سکیں گے لہذا وہ رسول اللہ ﷺ کو رسول مانتے ہوئے بھی سرکش ہی رہے۔ (ابن سعد)

اس لالچی قوم میں حضرت مخریق رضی اللہ تعالی عنہ جیسے دانا انسان بھی موجود تھے جونہی رسول اللہ ﷺ مدینہ میں جلوہ افروز ہوئے انہوں نے فوری اسلام قبول کرلیا۔ جب اللہ کا رسول ﷺ اہل کفر سے احد کی لڑائی کے لئے گھر سے نکلے تو یہ دانا صحابی اپنی قوم کے پاس گئے اور ان کو کہا کہ ہمارے نبی کی نبوت ختم ہو چکی ہے اب محمد ﷺ کی نبوت کا زمانہ ہے آؤ ان کی مدد کرو۔ اس کے قبیلے نے کہا کہ آج ہفتے کا دن ہے ہم اپنے گھروں سے کیوں نکلیں۔ حضرت مخریق رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ ان دنوں میں کچھ نہیں رکھا بس محمد ﷺ کی اطاعت میں سب کچھ ہے مگر وہ نہ مانے۔ حضرت مخریق رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر گئے اور ہتھیار سجا کر اس قبیلے کے سامنے سے رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں اہل کفر سے لڑنے کے لئے نکل گئے۔

احد کا میدان گرم ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کے لشکر کا ایک مجاہد اللہ اکبر کی صدا بلند کر کے کفر کے لشکر میں گھس گیا وہ جدھر جاتا دشمن کائی کی مانند پھٹ جاتا۔ حضرت مخریق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمنان اسلام کے خلاف اتنا لڑے کہ زخموں سے چور چور ہو کر گر پڑے۔ صحابہ اس مجروح مجاہد کو اُٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے۔ انہوں نے کہا کہ اگر میں میں شہید ہو جاؤں تو میرے تمام مال کے مالک محمد ﷺ ہوں گے۔ اس کے بعد حضرت مخریق رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت مخریق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل یہود میں سے سبقت لے گئے۔ حضرت مخریق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شہید ہوئے تو آپؓ کے سات وسیع و عریض باغ تھے۔ لاکھوں دینار ان کی آمدن تھی رسول اللہ ﷺ نے وہ ساری آمدن غریبوں اور یتیموں میں بانٹ دی۔ (الاصابہ لابن حجر عسقلانی)

Marfat.com

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آباؤ اجداد کا تعلق یمن کے شاہی خاندان سے تھا۔ آپؓ قبیلہ نذار کی ایک شاخ بنو بجیلہ کے سردار تھے۔ آپ کی کنیت ابو عمرو تھی۔ آپؓ کے والد کا نام عبداللہ بجلی اور والدہ کا نام بجیلہ بنت صعب تھا۔

دس ہجری کی بات ہے جب ایک انتہائی حسین و جمیل آدمی جس کے چہرے سے رعونت ٹپک رہی تھی معلوم ہوتا تھا کہ کسی مملکت کا بادشاہ ہے۔ گھوڑا اس قدر چاک و تنومند ہے کہ مکھی بھی پھسل جائے۔ مدینہ کے دروازے پر آ کر رکا۔ اس نے اپنی سواری کو روکا اور کپڑوں کے تھیلے سے اپنا شاہی لباس نکالا اور زیب تن کیا۔ اور پھر بن ٹھن کر مملکت مدینہ کے حاکم کے محل کی طرف رخ کیا۔ مملکت مدینہ کا محل کیا تھا۔ بس ایسا محل جس میں اللہ کی رحمت دن رات برستی تھی۔ ایسا محل جس جیسا کوئی محل نہیں ہو سکتا۔ اس محل کو اللہ کا گھر ہی کہا جا سکتا ہے یہاں ایک اللہ کی حکمرانی کا دعویٰ کرنے والے اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ آدمی اس محل میں آ گیا۔ دروازے پر کھڑا ہو کر اسلام علیکم کہا۔ جونہی اس محفل میں موجود صحابہ کرام نے اس کی طرف دیکھا تو وہ بادشاہ خاموشی سے اس بابرکت محفل میں بیٹھ گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرما رہے ہیں۔ اس آدمی نے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک آدمی سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ذکر کرتے ہیں آگے سے صحابی نے فرمایا کہ ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ کا ذکر خیر کرتے ہیں۔ اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس کھڑکی سے تمہارے پاس یمن کا ایک بہترین آدمی

Marfat.com

آئے گا۔اس کے چہرے پر بادشاہی کی علامت ہوگی۔جب اس نے یہ سنا تو وہ اللہ کے حضور شکر ادا کرنے لگا۔وہ آدمی جس کا ذکر رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک پر تھا اس کا نام حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالی عنہ تھا۔یہ آدمی رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے آخری سال اسلام کی کرن سے فیض یاب ہوا تھا۔

ایک مبارک دِن ہے رسول اللہ ﷺ کی محفل جمی ہوئی ہے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالی عنہ محفل میں آتا ہے رسول اللہ ﷺ کے لب مبارک جنبش میں آتے ہیں۔اور فرماتے ہیں کہ بتاؤ کس لئے آئے ہو۔عرض کیا کہ اسلام لانے کے لئے سرورکونین ﷺ نے اس مکرم صحابی کے لئے اپنی چادر مبارک پھیلادی۔یہ چادر ہر کسی کے لئے سایہ رحمت تھی۔اس کے بعد آپ ﷺ کی زبان سے اللہ کی حمد نکلی اور فرمایا کہ جب تمہارے پاس کسی قوم کا سردار آیا کرے تو تم اس کی عزت کیا کرو۔اس کے بعد اس نے اسلام کی غلامی کا کرتہ اپنے گلے میں ڈال لیا۔رسول اللہ ﷺ نے اس کو ارشاد فرمایا کہ ہرانسان کی خیر خواہی کرنا،جوانسانوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تبارک تعالی اس پر رحم نہیں فرماتا۔صرف ایک اللہ کی عبادت کرنا،فرض نمازوں کی پابندی کرنا،زکوٰۃ کی ادائیگی کا خیال رکھنا۔اسی کے حوالے سے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ان باتوں پر بیعت کی کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے محمد ﷺ اس کا رسول ہے۔میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو واحد ہے۔نماز درستی کے ساتھ ادا کرتا رہوں گا،زکوٰۃ ادا کروں گا،اور حاکم اسلام کا حکم مانوں گا،اور ہر مسلمان کا خیر خواہ رہوں گا۔(بخاری شریف)

اس مکرم صحابی کی بارگاہ رسالت میں بڑی عزت تھی۔اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالی عنہ اپنے وطن یمن چلے گئے۔جب حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالی عنہ یمن گئے تو آپؓ کو اطلاع ملی کہ یہاں ایک تیروں پر فال نکالنے والا آدمی فال میں لگا ہوا ہے تو آپؓ اس کے پاس گئے اور اس کو کہا کہ تم

Marfat.com

فال کے تمام تیر توڑ ڈالو اور ایک اللہ کا کلمہ کہو۔ ورنہ میں تمہاری گردن کاٹ دوں گا۔ اس جوتشی نے تمام تیر توڑ ڈالے اور مسلمان ہو گیا۔ (بخاری شریف)

جب وہ در رسالت پر آتے تو رسول اللہ ﷺ ضرور ان سے ملتے تھے۔ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مسکرا اٹھتا تھا۔ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہائی حسین و جمیل تھے۔ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ آپؓ امت مسلمہ کے یوسف ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ اپنی زندگی کا آخری حج فرما رہے تھے تو حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ اس مبارک موقع پر آپ ﷺ نے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں کو خاموش کرنے پر متعین فرمایا تھا۔

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بڑا خوش قسمت انسان ہوں کی جب بھی میں بارگاہ رسالت ﷺ میں آیا۔ مجھے رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی در اقدس کو عبور کرنے سے نہیں روکا۔ اور جب بھی مجھے دیکھا مسکرا کر دیکھا۔ (بخاری شریف)

فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف ایک بت خانے کو مسمار کرنے کے لئے بھیجا۔ اس میں قبیلہ خشعم کے بت رکھے ہوئے تھے۔ اس بت خانے کا نام ذی الخلصہ تھا۔ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے حکم لے کر اس بت خانے کو گرانے کے لئے ایک لشکر لے کر روانہ ہوئے۔ جب حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مہم پر جانے لگے تو آپؓ نے رسول اللہ ﷺ سے گذارش کی میں کچا سوار ہوں گھوڑے پر ڈٹ کر نہیں بیٹھ سکتا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس کے سینے کو ٹٹولتے ہوئے فرمایا! یا اللہ اس کو مضبوط سوار بنا دے اور اس کو راہ پایا ہوا بنا دے۔ چنانچہ ایسا

Marfat.com

ہی ہوا۔ آپؓ ایک بہت پکے سوار بن گئے۔اس دعا کے صدقے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالی عنہ بہت جلدی اس بت کدے تک پہنچ گئے۔ اور اس بت کدے کو آگ لگا دی۔ یہ کام کر کے آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنی کامیابی کی اطلاع بھیجی۔ یہ اطلاع وصول کر کے رسول اللہ ﷺ بہت خوش ہوئے اور سارے لشکر کے لئے خیر کی دعا فرمائی۔

ایک دن حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث یمن کے لوگوں کو سنا رہے تھے۔ آپؓ کو وصال رسول اللہ ﷺ کا علم نہیں تھا۔ جب آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کا نام لیا تو ایک آدمی نے کہا جس کا نام تم لے رہے ہو وہ تین دن پہلے اس دنیا سے رخصت ہو چکا ہے۔ یہ خبر سن کر آپؓ کو بہت صدمہ ہوا۔ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دست مبارک پر بیعت کی۔

عہد صدیقی میں شام کے خلاف آپؓ نے حضرت خالد بن سعیدؓ کی قیادت میں بہادری کے نئے نئے باب رقم کئے۔ اس کے بعد آپؓ خلیفہ وقت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قبیلہ بجیلہ کو متحد کرنے کی گذارش کی جو رد کر دی گئی اور خلیفہ نے فرمایا کہ میں آج کل ایران اور شام کے ساتھ جنگ لڑ رہا ہوں آپؓ فوراً حضرت خالدؓ بن ولید کے لشکر میں شامل ہو کر اسلام کی خدمت کریں۔ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالی عنہ فوراً حضرت خالد بن ولید کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے لشکر میں شامل ہو گئے۔

دور فاروقی میں حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالی عنہ خلیفہ سے ملے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا تھا کہ بنو بجیلہ کے قبائل کو یکجا کر دیں۔ خلیفہ نے فوراً اپنے عامل کو لکھا کہ بنو بجیلہ کو فوراً اکٹھا کر دو۔ جب یہ کام ہو گیا تو حضرت عمرؓ نے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ اب تم مثنیٰ بن حارثہؓ کے پاس

Marfat.com

چلے جاؤ۔ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی کہ میرے اجداد شام کے رہنے والے ہیں مجھے شام جانے کی اجازت دی جائے۔ تو خلیفہ نے کہا کہ شام میں ہماری فوج بہت زیادہ ہے۔ لہٰذا تم عراق چلے جاؤ۔ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالی عنہ عراق چلے گئے۔ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھ کر آپؓ کے قبائل بجیلہ بھی عراق چلے گئے۔ جب سالار لشکر کو اس قبیلہ کی فوج کو علم ہوا تو کمانڈرؓ نے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالی عنہ کو اطلاع دی کہ اب ہم مشکل میں ہیں آپؓ آئیں گے تو ہم اس سے عہدہ برآں ہو سکتے ہیں لہذا آپؓ مجھے بویب میں ملیں۔

یہ اطلاع دے کر حضرت مثنیؓ بویب چلے گئے اور مہران کے مخالف دریا کے دوسرے کنارے پر ڈٹ گئے۔ مہران کے خلاف حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالی عنہ کو میمنہ کے دستے کا ایک افسر بنایا گیا۔ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے دستے کو للکار کر کہا کہ اے دستے والوں آج مہران پر حملے میں پہل کرو اور اس کو تباہ کر دو۔ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالی عنہ کی لکار سن کر آپؓ کا دستہ میدان جنگ میں کود گیا اور مہران کو موت کے گھاٹ اتارنے میں اہم کردار ادا کیا۔ جونہی مہران مرا، اس کی فوج بکھر گئی اور مسلمان قابض ہو گئے۔ اس جنگ میں حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالی عنہ نے نمایاں کردار ادا کیا۔

یرموک کی لڑائی لڑی جا رہی ہے۔ رستم کی فوج بڑی دلیری کے ساتھ اسلام کے طوفان کو روکنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ اتنے میں رستم کی جنگی چال کامیاب ہوئی اور مسلمان فوج عنقریب پسپا ہونے والی تھی کہ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالی عنہ نے سالار لشکر کو ایک مشورہ دیا۔ فوری طور پر حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالی عنہ کے مشورے پر عمل کیا گیا۔ اس طرح رستم کو اسلامی فوج کے سپاہیوں نے کاٹ ڈالا۔ رستم کی موت کے ساتھ ہی رستم کی فوج بھاگ گئی۔ اس جنگ میں حضرت

Marfat.com

جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جنگی چال نے اہم کردار ادا کیا۔

جلولا کے مقام پر آپؓ نے ساٹھ ہزار فوج کی مدد سے دشمن کی ایک بہت بڑی فوج پر حملہ کر دیا اور بغیر کسی خون خرابے کے حلوان پر قبضہ کر لیا۔ تستر کی لڑائی میں حضرت ابو موسیٰ اشعری نبرد آزما تھے لیکن خلیفہ نے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ لگایا۔ آپؓ نے جلولا میں حضرت عروہؓ کو اپنا جانشین چھوڑا اور خود تستر چلے گئے اور ایک ایرانی کی مدد سے تستر کے قلعے کو فتح کیا۔

عہد عثمانیؓ میں آپؓ ہمدان کے گورنر تھے۔ شہادت عثمانؓ کے بعد آپؓ نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت علیؓ نے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک خط دے حضرت معاویہ کی خدمت میں بھیجا کہ وہ بیعت کر لے۔ لیکن جواب میں معاویہؓ نے کہا کہ وہ اس وقت تک بیعت نہیں کرے گا جب تک کہ قتل عثمانؓ کا قصاص ادا نہیں ہو جاتا۔ اس موقع پر ایک آدمی مالک اشتر نے ان پر طرف داری کا الزام لگایا اور مالک اشتر امیر معاویہؓ کے پاس گیا اور اس کا ساتھی بن گیا مالک کی اس بات سے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت دکھ ہوا۔ آپؓ اس وقت بہت دلبرداشتہ ہوئے۔ پھر گھر آئے اپنے تمام خاندان کو تیار کیا اور کوفہ سے نکل گئے۔ آپؓ فوری طور پر دنیا سے کنارہ کش ہو گئے اور اللہ کی عبادت میں مصروف ہو گئے۔ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۵۴ھ میں انتقال کیا آپؓ کا مزار قرقیسیا میں ہے۔ آپؓ سے سو احادیث مروی ہیں آپؓ کے پانچ فرزند تھے۔

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی قوم یا جماعت میں کوئی آدمی کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور وہ قوم و جماعت باوجود قدرت کے اس آدمی کو اس گناہ سے دور نہیں کرتی تو ان پر موت سے پہلے اللہ کا عذاب ضرور آئے گا۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

Marfat.com

ﷺ فرماتے ہیں کہ جو آدمی اللہ کی مخلوق پر رحم نہیں کرتا اللہ جل شانہ اس پر بھی رحم نہیں کرتا۔ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالی عنہ بڑے بہادر، نڈر، جنگی چالوں کے ماہر، نیک دل، خوبصورت وخوب سیرت صحابی تھے۔

Marfat.com

حضرت جبر رومی رضی اللہ عنہ

حضرت جبر رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام سے قبل یہودی تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت کیا تو وہ غلامی کی زندگی گذار رہے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کرنا شروع کی تو حضرت جبر رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات و ارشادات سے محظوظ ہوتے رہتے تھے۔ ایک دن حضرت جبر رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ الیوسف کی تلاوت کی۔ یہ تلاوت سن کر حضرت جبر رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دل سے یہودیت کا جادو ختم ہو گیا۔ کیونکہ اللہ نے ان کو بڑی عقل و فہم سے نواز رکھا تھا۔ آپؓ وہاں بیٹھے ہوئے ہی اسلام لے آئے جب ان کے اسلام کا کفار کو علم ہوا تو انہوں نے اس پر سختی کرنا شروع کر دی تو انہوں نے اپنے اسلام کو چھپا لیا۔ لیکن دل میں اسلام کی شمع روشن ہی رہی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج مکہ میں فاتحانہ انداز سے داخل ہوئی تو حضرت جبر رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے اوپر تمام ہونے والی زیادتیوں کا ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا۔ اس کے بعد حضرت جبر رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقے میں آ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہنے لگے۔ حضرت جبر رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار اور برتنوں پر قلعی کرنے کے ماہر تھے انہوں نے اس فن میں اپنا رزق تلاش کیا اللہ نے ان کے رزق میں برکت

Marfat.com

ڈال دی۔

مشرکین مکہ یہ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پڑھ ہیں اور حضرت جبر رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو پڑھاتے ہیں۔ اللہ نے فوراً اپنا حکم سنایا:۔

''ہمیں معلوم ہے کہ یہ لوگ تمہارے متعلق کہتے ہیں کہ اس آدمی کو ایک آدمی سکھاتا اور پڑھاتا ہے حالانکہ جس آدمی کی طرف وہ اشارہ کر رہے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ قرآن خالص عربی میں ہے'' (النحل۔۱۰۳)

حضرت جبر رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق تھے۔ آپؓ نے اپنی زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو سمجھنے میں صرف کر دی۔

Marfat.com

حضرت دیلم حمیری رضی اللہ عنہ

حضرت دیلم حمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق یمن سے تھا اور آپؓ کا خاندان حمیر تھا۔ آپؓ کا نام فیروز تھا اور دیلم آپؓ کا لقب تھا۔ حضرت دیلم حمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے آدمی تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وفد بن کر آئے تھے۔ آپؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا عشق تھا۔ آپؓ کے ہمراہ رہتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفلوں میں جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کو سنتے اور ان پر عمل کرتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال شریف ہوا تو آپؓ کو بہت رنج ہوا۔ وصال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب فتنوں نے سر اٹھایا تو حضرت دیلم حمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور اسود عنسی کے قتل میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ مردود آپؓ کی تلوار آبدار کا لقمہ بنا۔

جب حضرت فاروق اعظمؓ نے مصر کی طرف فوج بھیجی تو اس وقت حضرت دیلم حمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس فاتح مصر فوج میں شامل تھے۔ اس لڑائی میں آپ نے بڑی جرات سے لڑائی کی اور دشمن اسلام کے تابوت مین آخری کیل ٹھونسنے میں اہم کردار ادا کیا۔ حضرت دیلم حمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت سی احادیث مروی ہیں حضرت دیلم حمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے بہادر اور تیز انسان تھے۔ آپؓ نے اسلام کی بہت خدمت کی۔ صحابہ اکرام میں آپؓ کو ایک اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ (ابن اثیر۔ سنن ابی داؤد)

Marfat.com

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام ابو جہل تھا۔ آپ کی والدہ کا نام مجالد تھا۔ آغاز اسلام میں انہوں نے اہل اسلام پر بڑے ظلم ڈھائے۔ ان کے ظلم وستم سے تنگ آکر اللہ کے حکم سے مسلمانوں نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ مسلمان مدینہ میں سکون سے رہ رہے ہیں تو انہوں نے مسلمانوں کا مدینہ میں بھی پیچھا کیا وہ ایک بڑا لشکر لے کر مسلمانوں سے لڑائی کے لئے مدینہ آئے۔ اس پہلی لڑائی میں عکرمہ بھی شامل تھا۔ جب حضرت معاذؓ نے ابو جہل پر حملہ کیا تو عکرمہ نے ان پر جوابی حملہ کیا اور معاذ کا ایک بازو شہید کر دیا۔ اُحد کی لڑائی میں بھی اس نے بڑے زور شور سے حصہ لیا۔ اس لڑائی میں عکرمہ کی بیوی نے بھی شمولیت اختیار کی۔

فتح مکہ کے وقت لشکر اسلام ۲۰ رمضان المبارک ۸ ھ کو گروہوں کی شکل میں شہر کے تمام راستوں سے داخل ہوا۔ سوائے جنوب کے راستے کے اور کہیں مزاحمت نہ ہوئی عکرمہ بن ابی جہل اور اس کے کچھ ساتھیوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ کے دستے کو روکنے کی کوشش کی۔ اس موقع پر جب اللہ نے اسلام کو کلی طور پر فتح سے نوازا تو عکرمہ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کے دستے پر تیر اندازی کی اور تین مسلمانوں کو شہید کر دیا جواب میں حضرت خالد بن ولید نے ان کے تیرہ ساتھیوں کو جہنم کی راہ دکھائی۔ اس وقت عکرمہ آنکھ بچا کر مکہ سے فرار ہو گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے عام معافی کا اعلان

Marfat.com

کیا تو عکرمہ کی زوجہ حضرت ام حکیم بنت حارثؓ نے اسلام قبول کرلیا۔ام حکیمؓ نے اپنے شوہر کی معافی کی درخواست کی تو رسول اللہ ﷺ نے چار مرد اور دو عورتوں کے خون کو جائز قرار دے دیا ان میں عکرمہ کا نام بھی شامل تھا۔

جب عکرمہ فرار ہوکر ایک کشتی میں یمن جا رہا تھا تو کشتی نے ڈولنا شروع کر دیا عکرمہ نے اپنے بتوں کو پکارنا شروع کر دیا۔مگر کشتی اسی طرح ڈولتی رہی۔ پھر تنگ آ کر اس نے اللہ کی طرف رجوع کیا کہ وہ اسلام قبول کر لے گا یہ کہنا تھا کہ اللہ نے اپنی لہروں کو حکم دیا وہ تھم گئیں اس طرح عکرمہ کے دل میں اسلام کا جذبہ پھوٹا۔ وہ دوڑ کر اپنے گھر آیا بیوی نے اسے مژدہ سنایا کہ اس کو امان مل چکی ہے تو اس کی جان میں جان آئی ۔ دونوں میاں بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرلیا۔حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالی عنہ شروع اسلام سے ہی بڑے سخی اور دیندار بن گئے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت ابو بکر کے ہاتھ پر بیعت کی۔انہی دنوں میں مسیلمہ کذاب نے فتنہ کھڑا کر دیا تو خلیفہ نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالی عنہ کو ایک لشکر کا سالار بنا کر بھیجا۔حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالی عنہ کی مدد کے لئے خلیفہ نے حضرت شرجیلؓ کو بھیجا۔

ابتدا میں حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالی عنہ نے مسیلمہ کے لشکر سے جنگ کی مگر اسلامی لشکر کو پسپا ہونا پڑا،اتنے میں حضرت شرجیلؓ بھی آ گئے ۔دونوں نے مل کر حملہ کیا مگر اسلامی لشکر کو کامیابی نہ ملی ۔ اتنے میں حضرت خالد بن ولیدؓ آ گئے ۔اب تینوں سالاروں نے مل کر جنگی حکمت عملی ترتیب دی اور مسیلمہ کو شکست دی۔ مسیلمہ کو حضرت وحشیؓ نے قتل کیا۔یہ وہی وحشی ہے جس نے حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا۔

جنگ یمامہ کے بعد حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالی عنہ مہرہ کی بغاوت بھی فرو کی۔ میدان جنگ سے کچھ فرصت ملی تو حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالی عنہ نے نعمان بن الجون

Marfat.com

کی بیٹی سے نکاح کرلیا۔ کئی صحابہ اس شادی کے حق میں نہ تھے۔ حضرت عمرؓ سخت رنجیدہ تھے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام المومنین سے شادی کرلی ہے کیونکہ اس لڑکی کا باپ اپنی بیٹی کی شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرنا چاہتا تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا تھا اس لئے یہ شادی نہیں ہو سکی۔ خلیفہ نے اس شادی کو جائز قرار دیا۔

عمان میں فتنہ کی بنیاد دولتاج لقیط بن مالک نے رکھی۔ اس فتنے کو ختم کرنے کے لئے خلیفہ نے حضرت حذیفہؓ اور حضرت عزفجہؓ کو بھیجا اور ان کی مدد کے لئے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روانہ ہونے کا حکم دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق نے اسلامی فوج کو روم کی طرف قدم اٹھانے کا حکم دیا حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً اس آواز پر لبیک کہا، اپنی زوجہ کو ساتھ لیا اور مدینہ آ گئے۔ مدینہ میں مسلمانوں کی ایک مختصر سی جماعت تھی، حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لشکر کو مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر جمع کیا تھا۔ جب کمانڈروں نے اس بات کی اطلاع دی کہ لشکر جانے کے لئے تیار ہیں تو خلیفہ خود چل کر ان کے معائنے کے لئے گئے تاکہ اگر کسی کو کوئی مسئلہ ہو تو اس کا ازالہ کیا جا سکے۔ اچانک خلیفہ کی نظر ایک بہت بڑے خیمے پر پڑی جس کے چاروں طرف آٹھ مجاہد سینہ تانے کھڑے تھے۔ اس کے علاوہ وہاں بہت سے مجاہد موجود ہیں۔ خلیفہ نے مالک خیمہ کا پوچھا تو جواب ملا یہ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خیمہ ہے۔ خلیفہ خیمہ میں گئے تو حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر سلام کیا، خلیفہ نے کہا کہ کسی قسم کا کوئی مسئلہ تو نہیں حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میرے پاس دو ہزار دینار ہیں۔ یا امیر المومنین آپ کسی اور کی مدد کریں میرے لئے یہ کافی ہیں۔ یہ سن کر خلیفہ نے دعا دی۔ اس کے بعد یہ لشکر یرموک میں خیمہ زن ہوا اور یرموک کی لڑائی میں رومیوں کے پہلوانوں کے ٹھاٹھے مارتے ہوئے سمندر سے ٹکرا گیا اور رومیوں کو بھاگنے کی طرف راہ دکھائی۔ اس لڑائی میں حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہم کردار ادا کیا۔

Marfat.com

یرموک میں رومیوں کا لشکر ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ تھا اور مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی۔ ایک رات کو حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف لڑائی میں ساری زندگی گزار دی ہے اور آج میں رومیوں سے نہیں بھاگوں گا۔ اس نے لوگوں سے کہا کہ ہے کوئی جو موت پر بیعت کرے۔ آپ کا ساتھ دینے کے لئے ۴۰۰ جوان تیار ہو گئے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رات کو دشمن پر حملہ کر دیا اور ساری رات لڑتے لڑتے ایک ایک کر کے تمام شہید ہو گئے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کا بیٹا زخمی حالت میں حضرت خالد بن ولیدؓ کی خدمت میں لائے گئے آپؓ نے ان کا سر اپنے زانوں پر رکھا۔ چہرہ مبارک سے مٹی اور لہو صاف کیا۔ ان کے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا کہ جس پر کوئی زخم نہ ہو۔ اس طرح اسلام کا یہ فرزند جنگ یرموک میں اپنے بیٹے کے ہمراہ شہید ہو گیا۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد اُم حکیمؓ نے حضرت خالد بن سعید سے نکاح کر لیا اور رخصتی کے لئے بعد کا وقت مقرر کیا۔ حضرت خالد بن ولید نے ایسا نہیں کرنے دیا انہیں حضرت خالد کی شہادت کا یقین ہو چلا تھا۔ لہذا ایک الگ خیمہ لگایا گیا اور حضرت خالدؓ کی رخصتی کر دی گئی۔ جب ولیمہ کا بندوبست ہو رہا تھا تو رومی فوج نے حملہ کر دیا جس میں حضرت خالد بن سعیدؓ شہید ہو گئے۔ اُم حکیم نے خیمے کا کھونٹا نکال لیا اور سات رومیوں کو اس کھونٹے سے قتل کر دیا۔ اس طرح اس نے اپنے شوہر کا بدلہ سات رومیوں کے خون سے لیا۔ (اسد الغابہ)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنتی ہونے کی خوشخبری دی تھی۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اسلام لانے سے قبل حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک انصاری کو شہید کیا تھا۔ اس کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ مسکرا دئے۔ آپ ﷺ کی مسکراہٹ کو دیکھ کر ایک انصاری نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ اس لیے مسکرا رہے ہیں کہ آپ ﷺ کی قوم کے ایک آدمی نے ہماری قوم کے ایک آدمی کو

Marfat.com

شہید کردیا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا! نہیں میں اس لئے نہیں مسکرا رہا بلکہ میں اس لئے مسکرا رہا ہوں کہ ایک جنتی دوسرے جنتی کے لئے جنت کا ٹکٹ کٹوا رہا ہے۔(اس روایت کی سند کا علم نہیں ہوسکا) گویا یہاں آکر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالی عنہ ضرور اسلام قبول کریں گے اور شہید ہو جائیں گے۔آپ ﷺ کی پیش کردہ خوشخبری حرف بہ حرف درست ہوئی اور حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالی عنہ رومیوں کے ہاتھوں اپنے بیٹے کے ہمراہ شہید ہوئے۔یہ بڑے اعزاز کی بات ہے۔

جب حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالی عنہ شہید ہوئے تو ان کے ذہنوں میں حضرت ام سلمہؓ کی روایت زندہ ہوگئی۔حضرت امہ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اپنے ایک خواب میں دیکھتا ہوں کہ ابوجہل کا ایک خوشہ جنت میں ہے اور جب آپؓ نے دامن اسلام میں پناہ لی تو ہادی برحق نے اپنی زوجہ اطہر ام سلمہ سے ارشاد فرمایا تھا کہ اے ام سلمہؓ! یہی اس خواب کی تعبیر ہے۔اور آج ابوجہل کا خوشہ شہادت کا لباس زیب تن کیے جنت کی سیر کررہا ہے۔

Marfat.com

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن عبید

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبید کا تعلق قبیلہ اوس سے تھا۔ آپؓ کا نام سعد تھا۔ آپؓ انصاری صحابہ مین سے پہلے اسلام لانے والوں میں سے ہیں۔ آپؓ ایک خوش قسمت اور بدری صحابی ہیں ۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبید ان مخصوص صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبید کی اس خوبی کی وجہ سے اہل اوس ان پر فخر کیا کرتے تھے کہ وہ سعادت مند ہمارے قبیلے سے ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبید کو قرآن حکیم سے بڑا لگاؤ تھا۔ اللہ نے آپؓ کو بڑی اچھی آواز سے نوازا تھا۔ آپؓ اپنے زمانے کے سب سے بڑے قاری کے نام سے جانے جاتے تھے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبید کو رسول اللہ ﷺ کے وصال کا بڑا دکھ تھا۔ جونہی حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی خلافت کا حلف اٹھایا تو آپؓ نے بڑھ کر ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ جب فتنوں نے سر اٹھایا تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبید نے ان کی سرکوبی کے لئے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

حضرت فارق اعظمؓ کے زمانے میں ایرانیوں کے خلاف جنگ قادسیہ میں حصہ لیا۔ آپؓ نے لڑائی سے پہلے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کل کی لڑائی میں میں شہید ہو جاؤں گا اور مجھے انہی خون آلود کپڑوں میں دفن کرنا۔ چنانچہ اگلا سورج طلوع ہوا تو وہ سورج حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبید کے لئے سعادتوں کا پیغام لے کر آیا۔

Marfat.com

لڑائی کا ڈنکا بجا، سورۃ جہاد کی تلاوت کی گئی اس تلاوت نے مسلمانوں کے دلوں میں جذبہ جہاد کوٹ کوٹ کر بھر دیا۔ مسلمان اپنی زندگیوں سے بیگانہ ہو کر لڑے اور اللہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبید کی پیشین گوئی قبول فرمائی اور ان کو شہادت کا تاج مل گیا۔ صحابہ کرام نے آپؓ کو ان کی وصیت کے مطابق دفن کیا۔ وقت شہادت آپؓ کی عمر ۶۴ سال تھی۔ آپؓ کے بیٹے کا نام حضرت عمیرؓ ہے جو شام کے والی بھی رہے ان کو صحابیت کا اعزاز حاصل ہے۔

Marfat.com

حضرت ابو عیاش رضی اللہ عنہ زُرقی

حضرت ابو عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ زُرقی کی کنیت ابو عیاش تھی۔ ان کا نام زید بن صامت کہا جاتا ہے۔ آپؓ کی والدہ کا نام خولہ تھا۔ حضرت ابو عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ زُرقی نے ابتدائی دنوں میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ آپؓ نے تمام غزوات میں حصہ لیا۔ اور اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔

حضرت ابو عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ زُرقی کو رسول اللہ ﷺ سے بڑی محبت تھی ایک مرتبہ آپؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء میں اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں کو ذکر کیا جن کو سماعت فرما کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے صفاتی ناموں سے پکارنا اس کو اچھا لگتا ہے۔ اور اس وقت جو دعا کی جائے وہ اسے قبول فرماتا ہے۔ (حضرت انسؓ سے مروی حدیث)

حضرت ابو عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ زُرقی بڑے بہادر صحابی تھے۔ آپؓ نے میدان جہاد میں بڑی بہادری دکھائی اور جرات سے دشمنان اسلام کا مقابلہ کیا حضرت ابو عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ زُرقی بڑے خوش نصیب صحابی ہیں کہ انہیں رسول اللہ کا ساتھ نصیب ہوا۔

Marfat.com

حضرت ابوخزیمہ رضی اللہ عنہ بن اوس

حضرت ابوخزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اوس کا تعلق قبیلہ خزرج کی ایک شاخ بنونجار سے تھا۔ بنونجار کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ آمد پر خوشی منائی اور ترانے گائے۔ یہ بنونجار کی بچیاں تھیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال چھتوں پر چڑھ کر کیا۔ حضرت ابوخزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اوس نے ابتداء میں ہی اسلام حاصل کیا۔ آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تمام غزوات میں حصہ لیا۔ آپؓ کو قرآن کی تلاوت سے عشق تھا۔ جب اہل اسلام نے قرآن کو جمع کیا تو آپ کے گھر سے سورۃ التوبہ کا آخری حصہ ملا تھا۔

حضرت ابوخزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اوس نے فتنہ ارتداد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ حضرت مسعود بن اوسؓ آپؓ کے بھائی تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانے میں آپؓ نے اسلام کی بہت خدمت کی۔ خلیفہ دوم کے زمانے میں فتح مصر میں آپؓ شامل تھے۔ اس کے بعد آپ کسی مقام پر فوت ہو گئے۔

Marfat.com

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ

بدر سے جب کفار کا شکست خوردہ لشکر واپس لوٹا تو ابوسفیان نے قسم کھائی کہ جب تک میں مدینہ منورہ پر حملہ نہ کروں اس وقت تک غسل جنابت نہ کروں گا۔اس لئے اس نے اپنی قسم پوری کرنے کے واسطے ذی الحجہ میں ۲۰۰ سور ماؤوں کو ہمراہ لے کر مدینہ پر حملہ کی غرض سے روانہ ہوا۔کفار کا لشکر مدینہ منورہ سے تین میل دور عریض کے مقام پر ایک کھجور کے باغ میں جا گھسے وہاں دو مسلمان کھیتی باڑی کے کام میں مشغول تھے۔ان دونوں کو قتل کیا گیا۔کچھ درخت کاٹ کر جلا ڈالے،اور سمجھا اب ہماری قسم پوری ہو گئے ہے اور وہ وہاں سے چوروں کی طرح مسلمانوں کے ڈر سے واپس بھاگے۔

عرب میں صرف ایک شخص کا قتل لڑائی کا ایک طویل سلسلہ چھیڑ دیتا تھا۔جو سینکڑوں برس ختم ہونے میں نہیں آتا تھا۔لیکن بدر میں تو کفار کے ستر آدمی تہ تیغ ہوئے تھے۔ان میں ان کے چوبیس نامی گرامی سردار بھی شامل تھے۔کفار مکہ یہ کیسے برداشت کر سکتے تھے۔ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں نے خانہ کعبہ میں جا کر قسم کھائی کہ وہ مسلمانوں سے انتقام لیے بغیر چین سے نہیں بیٹھیں گے۔چنانچہ تین ہزار کا مسلح لشکر تیار ہوا۔جوانوں کا لہو گرم رکھنے کے لیے شعراء کی خدمات بھی حاصل کر لی گئیں۔کچھ عورتیں بھی شریک ہوئیں کہ وہ مردوں کو غیرت دلا کر مسلمانوں پر حملے کرنے کیلئے آمادہ کریں گی۔یہ لشکر احد کے دامن میں آ کر ڈٹ گیا اور یہاں کفر اور اسلام کے مابین

Marfat.com

ایک بڑا معرکہ ہوا جس میں لوگوں نے یہ افواہ پھیلا دی کہ رسول اللہ ﷺ شہید ہو گئے ہیں آپ ﷺ کی شہادت کی افواہ کفار تک پہنچی تھی۔ اس خبر سے اہل کفر کے دل پھول کر کپا ہو گئے اور اس خبر کی تصدیق کیلئے ابوسفیان نے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر آواز دی۔ کیا محمد ﷺ زندہ ہیں حضور ﷺ نے مسلمانوں کو جواب دینے سے روک دیا۔ پھر اس نے ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کا نام لیا۔ جب کوئی جواب نہ آیا تو مسرت سے نعرہ مارا ،......ہا......ہا......ہا۔ سب مارے گئے۔

ابوسفیان نے کہا اعلیٰ ھبل (بت کا نام) تو اونچا رہ۔ صحابہؓ نے آنحضور ﷺ کے حکم سے جواب دیا۔ اللہ اعلیٰ واجل (خدا ہی اونچا اور بڑا۔ اور ابوسفیان نے اونچی آواز میں کہا کہ آج کا دن بدر کے دن کا جواب ہے اور پھر واپس چلا گیا۔ اس کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ نے باوجود زخمی ہونے کے، صحابہ کرام کو از سر نو منظم کیا اور چند میل تک دشمن کا تعاقب کیا اور ایک مقام جو حمراء الاسد کے نام سے عام تھا، ادھر آ کر رکے ادھر قبیلہ خزاعہ کا ایک سردار معبد خزاعی اُحد کی معمولی سی تنزلی کی خبر سے بغرض تعزیت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے واسطے مدینہ کی طرف آ رہا تھا، آپ ﷺ سے اس کی ملاقات ہوئی۔ اور اس نے آپ ﷺ سے شہید، زخمی اصحاب کرامؓ کی تعزیت کی جو اُحد کی لڑائی لڑے تھے ۔معبد آپ ﷺ سے رخصت ہو کر ابوسفیان سے ملا اور ابوسفیان نے دوبارہ مدینہ پر حملہ کا اظہار کیا تو معبد نے اسے کہا کہ محمد ﷺ ایک بڑا عظیم لشکر لے کر تمہاری طرف آ رہا ہے۔ اب وہ ﷺ تمہارا ابھر کس نکال دیں گے۔ اس طرح ابوسفیان اس کلام کو سن کر مکہ کی طرف دوڑا۔ آپ ﷺ وہاں تین روز قیام کر کے مدینہ منورہ واپس لوٹ آئے۔ جب یقین ہو گیا کہ اب اس میں دم خم نہیں رہا تو واپس لوٹے۔ اس معرکہ میں ستر مسلمان شہید ہوئے۔ قریش مکہ اگرچہ فتح کے شادیانے بجاتے ہوئے واپس ہوئے تھے مگر ان کو یہ یقین تھا کہ مسلمانوں کی طاقت مکمل طور پر ختم نہیں ہوئی۔ اس لئے انہوں نے واپس چلے جانے میں عافیت سمجھی۔ قریش کی خواتین نے بدر کے مقتولوں کے جوش انتقام میں میدان احد میں

Marfat.com

شہید ہونے والے مسلمانوں کی لاشوں کا مثلہ کیا۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے حضرت حمزہؓ کی لاش کی سخت بے حرمتی کی۔ آپؓ کی ناک، کان اور ہونٹ کاٹ کر اس نے گلے کا ہار بنایا اور ان کے سینہ کو چاک کر کے جگر کو چبا گئی لیکن نگل نہ سکی اور اگل دیا (بخاری)۔

جب آپ ﷺ نے قیصر روم کو اسلام کا دعوت نامہ لکھا اس دعوت نامے کا قاصد حضرت دحیہ کلبی تھے۔ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کا خط اس کو دیا تو اس نے مکہ کے کسی آدمی کو بلانے کا حکم دیا۔ قیصر کے آدمی ابوسفیان کو پکڑ کر لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک کافر کی زبان سے محمد ﷺ کی تعریف کروائی۔ قیصر کو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی۔ وہ اسلام لانا چاہتا تھا مگر اپنے درباریوں کے ڈر سے اسلام سے دور ہی رہا۔

خندق کی لڑائی میں بھی ابوسفیان پیش پیش تھا وہ ہی کفر کے لشکر کا سالار تھا۔ خندق کی لڑائی میں جب ان کو کوئی خاص قسم کی کامیابی نہ ہوئی تو ابوسفیان نے اپنے گروہ کفار کے سامنے کھڑے ہو کر تقریر کرتے ہوئے کہا:۔ اے گروہ قریش! خدا کی قسم ہمارے اونٹ اور دوسرے جانور ہلاک ہو گئے، آندھی کی وجہ سے نہ تو چولہے پر ہانڈیاں ٹھہرتی ہیں اور نہ ہی خیمے رکتے ہیں، اس لئے بہتر ہے کہ یہاں سے کوچ کر جاؤ اور میں تو چلنے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ وہ یہ کہہ کر اپنے اونٹ پر بیٹھتا ہے اور چل دیتا ہے۔ اللہ نے اسی وقت فرمایا۔

جب تم پر کئی لشکر چڑھ آئے پھر ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور وہ لشکر بھیجے جنہیں تم نے نہیں دیکھا اور جو تم کر رہے تھے اللہ دیکھ رہا تھا''۔ (پ۲۱ ع۱۸)

قریش کی واپسی کی اطلاع سن کر آپ ﷺ فرماتے ہیں:۔ اب ہم ان پر حملہ آور ہوں گے اور یہ کافر ہم پر حملہ نہ کر سکیں گے ہم ہی ان پر حملہ کے لئے جائیں گے۔

مقامِ حدیبیہ میں قیام کے دوران بعض ذرائع سے معلوم ہوا کہ قریشِ مکہ کسی

Marfat.com

بھی صورت میں مسلمانوں کو مکہ مکرمہ داخل نہیں ہونے دیں گے۔اس لئے سرکارِ دوعالم ﷺ نے اپنے سفیر کے طور پر حضرت عثمان غنیؓ کو مکہ بھیجا تاکہ وہ قریش مکہ کو اس بات پر آمادہ کرسکیں کہ وہ مسلمان صرف عمرہ کرنے کی نیت سے آئے ہیں۔ حضرت عثمان غنیؓ اپنے ایک عزیز ابان بن سعید کی پناہ میں مکہ مکرمہ داخل ہو گئے اور ابوسفیان جو کہ قریش کا سردار تھا اس کو یقین دلایا کہ نبی کریم ﷺ کا عمرہ کے علاوہ کوئی اور ارادہ نہیں ہے۔

ابوسفیان نے کہا کہ ''اے عثمانؓ! اگر آپ اکیلے طواف کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو اجازت ہے''۔ حضرت عثمان غنیؓ نے جواب دیا کہ میں محمد ﷺ کے بغیر طواف نہیں کرسکتا۔اس جواب پر ابوسفیان نے آپؓ کو قید کر دیا۔اس پر کسی نے غلط خبر مشہور کردی کہ حضرت عثمان غنیؓ کو مکہ مکرمہ میں شہید کر دیا گیا ہے۔سرکارِ دوعالم ﷺ نہایت مغموم ہوئے اور آپ ﷺ نے قتلِ عثمان کا بدلہ لینے کے لئے پندرہ سو صحابہ سے موت کی بیعت لی اسی کا نام بیعت رضوان ہے۔

اس کے بعد ابوسفیان نے مکہ میں مسلمانوں کے خلاف اپنا کام کرنے لگا۔بنو خزاعہ مسلمانوں کا حلیف تھا قریش نے مل کر ان پر ظلم کیا اور ان کے بہت سے مرد شہید کردئے گئے ۔جبکہ پہلے معاہدہ ہو چکا تھا کہ کوئی کسی کے معاہد کو تنگ نہیں کرے گا۔مگر قریش نے پہل کی اور مسلمانوں کے معاہد پر ظلم کیا۔رسول اللہ ﷺ نے قریش مکہ کے پاس اپنا سفیر بھیجا کہ بنوخزاعہ کا خون بہادیا جائے،بنونفاشہ سے معاہدہ ختم کرلیا جائے یا پھر حدیبیہ کے معاہدے کو ختم کرنے کا اعلان کردو۔قریش نے مسلمان سفیر کو معاہدے کے خاتمے کا کہا۔مسلمان سفیر مدینہ کی طرف آ گیا تو ان کو احساس ہوا کہ انہوں نے ظلم کیا ہے اب رسول اللہ ﷺ ان پر حملہ آور ہونگے اور ان کی صفیں مٹادیں گے۔لہٰذا انہوں نے ابو سفیان کو تجدید معاہدہ کے لئے بھیجا۔

ابوسفیان مدینہ میں آیا رات اس نے حضرت علیؓ کے گھر بسر کی۔صبح اٹھ کر اپنی بیٹی ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ کے ہاں گیا کہ شائد وہ میرا مسئلہ حل کروادے۔ابوسفیان

Marfat.com

اپنی بیٹی کے گھر گیا تو اس نے باپ کو محمد ﷺ کے بستر مبارک پر نہ بیٹھنے دیا اور ٹکہ سا جواب بھی سنا دیا کہ مشرک رسول اللہ ﷺ کے بستر مبارک پر نہیں بیٹھ سکتا۔

بیٹی کے گھر سے اٹھ کر ابو سفیان رسول اللہ ﷺ کی محفل میں گیا تو صحابہؓ نے کہا کہ ابو سفیان آ رہا ہے تو رسول اللہ نے کہا کہ آنے دو۔ صحابہؓ نے اس کو دور ہی روکنے کی کوشش کی تو ابو سفیان نے کہا کہ تم مجھے اپنے برادر زادے سے کیوں نہیں ملنے دیتے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو آنے دو۔ ابو سفیان نے آتے ہی تجدید معاہدہ کا ذکر کیا مگر رسول اللہ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا وہ مایوس ہو کر اوچھے ہتھکنڈے اپنانے لگا مگر اس کو کامیابی نہ ہوئی۔ آخر تھک ہار کر واپس مکہ چلا گیا

ادھر سے رسول اللہ ﷺ مجاہدین کے ہمراہ بنو خزاعہ کی مدد کے لئے اٹھے اور مکہ کے قریب جا کر کیمپ لگا تو ابو سفیان رات کے وقت تحقیق حال کیلئے نکلا۔ لشکر اسلام کے چند سپاہیوں نے اسے گرفتار کر لیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ مسلمان اس کو قتل کرنا چاہتے تھے مگر آپ ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کی سفارش پر اسے معاف کر دیا۔ اس حسن سلوک کا یہ اثر ہوا کہ ابو سفیان فوراً مسلمان ہو گیا۔ اگلے روز وہ جانا چاہتا تھا مگر اس کو جانے نہیں دیا گیا بلکہ اسلامی فوج کا مارچ پاسٹ دکھایا گیا تاکہ وہ اہل مکہ کو اسلام کی طاقت کا بتا سکے۔ اگلے روز اسلامی فوج مکہ کی جانب روانہ ہوئی۔ لشکر اسلام کے سفر اور جوش و ولولہ کا منظر دیدنی تھا۔ مسلمانوں کے ہر قبیلہ کی فوج اپنا جھنڈا تھامے بڑی شان سے آگے بڑھ رہی تھی۔ سب سے آخر میں انصار مدینہ کے دستہ کے ساتھ آپ ﷺ تشریف لے جا رہے تھے۔

ادھر سے حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوڑ کر مکہ گیا تاکہ وہ اسلام کی امن و سلامتی کے بارے میں بتا سکے اور ان کو خونریزی سے روک سکے۔ حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ میں جا کر کہا کہ اے قریش جو میرے گھر میں آ جائے گا اس کو امان ملے گی۔ یہ سن کر ابو جہل کے بیٹے نے کہا کہ تو برباد ہو جائے تو اس لئے گیا تھا۔

Marfat.com

حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ جا جا تو اپنا کام کر۔ محمد ﷺ جو لشکر لے کر آ رہا ہے اس کے سامنے کسی میں ڈٹنے کا دم نہیں ہے۔ عکرمہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالی عنہ کو برا بھلا کہتا ہوا چلا گیا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالی عنہ نے اعلان کیا کہ جو اپنا دروازہ بند کر لے گا اس کو بھی امان ہے۔ جو کعبہ میں چلا جائے گا اس کو بھی امان ہے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ جو ہتھیار پھینک دے گا اس کو بھی امان ہے جو حکیم حزام کے گھر جائے گا اس کو بھی امان ہے۔ جب ہندہ نے شور سنا تو کہنے لگی کہ اس بڈھے کو کیا ہو گیا ہے۔ اے لوگو! اس بڈھے کی گردن کاٹ دو یہ اپنے دین سے پھر گیا ہے۔ مگر حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالی عنہ کہہ رہا تھا کہ اے آل غالب اسلام لے آؤ اسی میں کامیابی ہے۔

اب ارشاد خداوندی کی تکمیل کا وقت آ چکا تھا۔ وہی محمد ﷺ جو اپنے مٹھی بھر ساتھیوں کے ہمراہ رات کی تاریکی میں اپنی جان بچا کر مکہ سے نکلے تھے اب اس شان سے مکہ میں داخل ہوئے ہیں کہ ان کے ساتھ دس ہزار جانثار موجود ہیں۔ مکہ میں داخل ہوتے وقت آپ ﷺ نے اعلان کرا دیا کہ جو شخص ہتھیار ڈال دے گا یا حرم پاک میں پناہ لے گا یا حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالی عنہ اور حکیم بن حزام کے گھر پناہ لے گا یا اپنے گھر کے دروازے بند رکھے گا اسے امان دی جائے گی۔ یہاں پر محمد ﷺ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالی عنہ کو بہت بڑے احترام کا مقام عطا فرمایا۔

اس کے بعد حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالی عنہ نے دل کھول کر اسلام کی خدمت کی۔

Marfat.com

حضرت حر رضی اللہ عنہ بن قیس فرازی

رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس آئے تو بنو فزارہ کا ایک گروہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت حر رضی اللہ تعالی عنہ بن قیس فرازی اس وفد میں شامل تھے۔ اس وقت آپؓ بچے تھے۔ اس وفد نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال فرمایا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے علاقے میں ایک عرصہ سے بارش نہیں ہوئی ہمارے مویشی مر رہے ہیں، کھیت برباد ہو گئے ہیں، آپ ﷺ اللہ سے بارش کی دعا فرمائیں تاکہ ہماری خوشحالی لوٹ آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی وقت دعا فرمائی اللہ نے اپنی رحمت کی بارش عطا فرمائی۔ اس مبارک بارش سے جل تھل ہو گیا اور ان کا قحط ختم ہو گیا۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت حر رضی اللہ تعالی عنہ بن قیس فرازی ایک باسعادت صحابی تھے انہیں قرآن پاک زبانی یاد تھا۔ رسول اللہ ﷺ آپؓ کو بہت چاہتے تھے اسی وجہ سے دوسرے صحابہ بھی آپؓ کے قدردان تھے۔ ایک بار آپؓ کے چچا نے کہا بیٹے خلیفہ تمہارا ہمنشین ہے میں اس سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں اور حضرت حر رضی اللہ تعالی عنہ بن قیس فرازی اپنے چچا کو لے کر خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مگر اس نے بڑی سخت لہجے میں حضرت عمرؓ سے کہا کہ اے ابن خطاب تم ہمیں مال نہیں دیتے اور مال کی تقسیم میں ہمارے ساتھ انصاف نہیں کرتے۔

Marfat.com

حضرت حر رضی اللہ تعالی عنہ بن قیس فرازی کے چچا کی یہ شکایت بالکل ناروا تھی خلیفہ کو سخت غصہ آیا وہ اس کو سزا دینا چاہتے تھے مگر حضرت حر رضی اللہ تعالی عنہ بن قیس فرازی نے مداخلت کی اور سورۃ الاعراف کی ایک آیت سنائی جس میں اللہ تعالی درگزر کرنے کا حکم دیتے ہیں یہ سن کر خلیفہ نے اسے برداشت کیا اور اس کو مال سے نوازا۔ (اسد الغابہ)

Marfat.com

حضرت ابومویہبہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابومویہبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپؓ بنومزینہ کے چشم وچراغ تھے۔ اسلام لاکر آپ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب ہوئے غزوہ بنومصطلق میں آپؓ رسول اللہ ﷺ کے ہمدم تھے۔ اگرچہ آپ آزاد تھے مگر پھر بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہنا آپؓ نے پسند فرمایا۔

حضرت ابومویہبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آرام فرما ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو طلب فرمایا اور کہا اے مویہبہ مجھے اللہ کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ جنت البقیع میں مدفون لوگون کے لئے مغفرت کی دعا کروں۔ حضرت ابومویہبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ چل کھڑے ہوئے جنت البقیع کے قبرستان میں پہنچ کر رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند فرمائے اور اس جگہ مدفون لوگوں کے لئے دعائے مغفرت کی۔

پھر یہاں پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابومویہبہ مجھے اللہ نے دنیا اوور آخرت کے تمام خزانوں کی کنجیاں دی ہیں اور مجھے اختیار دیا ہے کہ کہ میں آخرت اور دنیا میں سے کسی ایک کو قبول فرمالوں۔

حضرت ابومویہبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپؓ دین اور دنیا کی نعمتیں پسند فرمالیتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اللہ کے دیدار اور جنت کو ترجیح دی ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ واپس آگئے اور اگلے دن آپ ﷺ کی بیماری کی ابتداء ہوگئی۔ اور اسی بیماری میں آپ ﷺ کا وصال ہوا۔

Marfat.com

حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ کے خاندان بنو امیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد کا نام حضرت ابوسفیانؓ تھا۔ اس کی والدہ کا نام ہندہ تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک پڑھے لکھے نوجوان تھے۔ آپؓ ابتداء میں اسلام کے سخت دشمن تھے۔ اسلام کے خلاف ہر لڑائی میں انہوں نے حصہ لیا۔ وہ دین اسلام کو قبول کرنے والوں کے خون کے پیاسے تھے۔

فتح مکہ کے موقع پر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان نے اسلام قبول کیا۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان کے خاندان کی ہر غلطی کوتاہی اور لغزش کو معاف کر دیا۔ ان کے گھر کو دارالامان قرار دیا۔ جس شدت سے بنو امیہ نے اسلام کی مخالفت کی تھی اسی شدت سے انہوں نے اسلام کی خدمت کرنا شروع کر دی۔

حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے ان کو متعدد معرکوں میں سالار بنا کر بھیجا۔ حضرت علی کے دور میں امت مسلمہ انتشار کا شکار ہوگئی اور آپس میں لڑائی جھگڑا شروع ہو گیا جس سے اسلام کو بہت زیادہ نقصان ہوا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بھی اعزاز حاصل تھا کہ آپؓ نے خلیفہ سوم کے زمانے میں اسلامی بحری بیڑا بنایا جس نے اسلام کی سرحدوں کو طول دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شمالی افریقہ اور سوڈان تک

Marfat.com

اسلامی حکومت کو وسعت دی۔اس کے علاوہ سوسیہ جلولا کو فتح کیا۔حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے بحری بیڑے کی مدد سے عیسائیوں کو سمندر میں شکست دی۔حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک نیا شہر قیروان آباد کیا تا کہ وہاں باغی سر نہ اٹھا سکیں۔ انہوں نے بحری اور بری راستوں سے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا۔انہوں نے ہندوستان پر حملے کئے اوران کے فوجی درہ خیبر کے راستے سے سندھ پر حملہ آور ہوئے۔اس دوران قندھار بھی فتح کیا۔اس کے بعد ترکستان فتح ہوا۔ بخارا اور سمرقند کا محاصرہ کیا اور سات لاکھ سالانہ پر صلح کی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کو بنی امیہ کی پوری حمایت حاصل تھی۔ قاتلین عثمان کا دعویٰ کرنے والے سب ان کے حامی تھے۔زیاد بن ابی سفیانؓ جو علی کا چاہنے والا تھا فارس کا گورنر تھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کا سوتیلا بھائی تھا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اسے ۴۵ ھ میں بصرہ کا گورنر بنایا۔زیاد نے حضرت مغیرہؓ کے کہنے پر معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔۵۰ ھ میں مغیرہؓ کی وفات کے بعد زیاد بن سفیان کو کوفہ کا گورنر بنادیا گیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی عمر میں اپنے بیٹے یزید بن معاویہ کو اپنا ولی عہد بنانا چاہا۔کوفہ میں حضرت مغیرہؓ کے اثر سے اہل کوفہ نے یزید کے ہاتھ جانشینی کے لئے بیعت کی۔یزید ایک لا ابالی قسم کا انسان تھا۔حجاز کا گورنر مروان بن حکم تھا۔اس نے مدینہ کے لوگوں سے بیعت لینا چاہی مگر وہاں پر کئی بزرگ صحابہ زندہ تھے ان کے ہوتے ہوئے یزید کسی طرح کی خلافت کا حق دار نہیں تھا۔معاویہؓ اپنے بیٹے کے حق میں عراق و شام سے بیعت لینے میں کامیاب ہوگئے۔مدینہ کے لوگ مشتعل ہوگئے۔ مروان بن حکم نے لوگوں کا ردعمل حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ تک پہنچایا تو وہ ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ مدینہ پہنچا۔اس وقت یہاں پانچ مکرم صحابہ کرام موجود تھے جب انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی آمد کا ذکر سنا تو وہ مکہ سے چلے گئے۔

Marfat.com

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ ان کے پیچھے مکہ چلے گئے۔ ان مکرم صحابہ کرام نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ کو معاویہ سے بات کرنے کے لئے منتخب کیا۔

حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالی عنہ سلام کے بہت بڑے سالار تھے مگر ان کے زمانے میں اسلام کو بہت سا نقصان پہنچا۔ خانوادہ رسالت ﷺ کو نقصان پہنچا۔ اس دور میں قصاص عثمانؓ کا نعرہ لگا کر خارجیوں نے اسلام کے جسم اطہر پر ایسا وار کیا کہ قیامت تک اس کا گھاؤ نہیں بھرا جا سکتا۔ دوسری طرف حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالی عنہ نے اسلامی بحری بیڑے کی بنیاد بھی رکھی اور اسلام کی سرحدوں کو طویل کرنے میں آپؓ کا کردار بڑا اہم تھا۔ آپؓ نے اپنے زمانے میں طویل حکومت کی۔ چاہے انسان جتنی بھی حکومت کر لے اس کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالی عنہ بیمار پڑ گئے اور ان کی بیماری شدید سے شدید تر ہوتی گئی۔ جب انہیں زندگی کی امید نہ دکھائی دی تو انہوں نے اپنے بیٹے یزید کو ولی بنانے کا حکم دیا۔ حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالی عنہ کو خدشہ تھا کہ کہیں اُمت مسلمہ کا شیرازہ پھر بکھر نہ جائے اس لیے انہوں نے متعدد صحابہ اور صاحب رائے لوگوں سے مشورہ کر کے اپنے بیٹے یزید کو خلافت کے لیے نامزد کر دیا۔ جب آپؓ کے وصال کا وقت آیا تو یزید دارالخلافہ سے دور تھا۔ حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا اپنے تیمارداروں کو کہا کہ مجھے غسل دو، سرمہ لگاؤ اور مجھے اونچا کر کے بٹھا دو تا کہ ملنے والوں کو یہ تاثر ملے کہ میں ٹھیک ٹھاک ہوں۔ اس طرح لوگ خلیفہ کو ملنے آنے لگے انہوں نے جب خلیفہ کی حالت دیکھی تو کہنے لگے کہ وہ تو ٹھیک ہے۔ مگر کسی کو خلیفہ کے پاس بیٹھنے کی اجازت نہ دی گئی۔

اسی دوران ایک قریش کی جماعت عیادت کے لئے آئی۔ امیر معاویہ نے اس کے سامنے دنیا کی بے ثباتی کا نقشہ کھینچا۔ لوگ آپؓ کی باتوں سے متاثر ہوئے۔ اسی بیماری کے دوران حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی زندگی کا

Marfat.com

آخری خطبہ دیا۔ ''اے لوگوں میں اس کھیتی کی بالی ہوں جو کٹ چکی ہے۔ مجھے تم پر حکومت ملی تھی میرے بعد جتنے حاکم آئیں گے وہ مجھ سے برے ہوں گے۔ ٹھیک اسی طرح جیسے گلے مجھ سے بہتر تھے۔'' (احیاء۔ جلد۔۴)

حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی آخرت کی طرف بڑھ رہے تھے۔ جب وقت آخرت ہوا دل میں تنگی سے پیدا ہوئی تو کہا کہ مجھے بٹھا دو۔ بٹھا دیا گیا دیر تک ذکر الٰہی میں مصروف رہنے کے بعد رونے لگے اور دعا کرنے لگے اے اللہ اس بوڑھے پر اپنا رحم کر اس کی ٹھوکریں معاف کر، اپنے رحم کو اس کا شامل حال بنا دے۔ جس نے تجھ پر اپنی امید باندھی اس نے تجھ پر ہی یقین کیا۔

حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ولی عہد کو بلایا۔ یزید کے آتے ہی اس سے کہا جان پدر! ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محو سفر تھا جب رسول اللہ ﷺ ضروریات زندگی سے فارغ ہوتے یا وضو کرتے تو میں ان کے دست مبارک پر پانی ڈالا کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے طرف دیکھا تو میرا کرتہ پھٹا ہوا تھا یہ دیکھ کر فرمانے لگے کہ معاویہ تم کو کرتہ پہنا دوں!

میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی سرکار ضرور ......ضرور...... رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک کرتہ عطا فرمایا میں نے اس کرتے کو ایک بار سے زیادہ نہیں پہنا وہ میرے پاس موجود ہے۔ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے حجام سے اپنے بال کٹوائے اور ناخن ترشوائے تو میں نے بال اور ناخن جمع کر لئے۔ وہ میرے پاس موجود ہیں۔ دیکھنا جب میں فوت ہو جاؤ تو وہ تمام تبرکات میری قبر میں میرے کفن میں رکھ دینا۔ اگر مجھے کسی شے سے نفع پہنچ سکتا ہے تو وہ یہی ہے۔

کچھ دیر بعد وہ خلیفہ جس نے اسلام کے لئے بحری بیڑا بنایا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے ایک برگزیدہ صحابی تھے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

Marfat.com

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چالیس سال حکومت کی۔ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کی عمر ۷۸ برس تھی۔ ان کی نماز جنازہ حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۶۳ احادیث لکھیں۔ انہوں نے ایک یمنی عالم سے یمن کی تاریخ لکھوائی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاتب وحی ہیں نے خلافت کو بادشاہت میں بدل دیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلامی تاریخ کی پہلی کتاب لکھوائی۔ وہ ایک بڑے عالم بھی تھے انہیں حبر الامت کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ

حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی روداد اس طرح سناتے ہیں کہ جب جنگ شروع ہوئی تو پہلے دو بدو لڑائی جاری ہوئی، میں ایک پتھر کے پیچھے چھپ کر بیٹھا ہوں۔ مجھے کوئی نہیں دیکھ رہا۔ حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ دشمنان اسلام کی صفیں اُدھیڑ رہے ہیں۔ مجھے ہندہ کی باتیں یاد آ رہی ہیں کہ حمزہ محمد ﷺ کا چچا ہے بدر کی لڑائی میں محمد ﷺ کے مجاہدوں نے تمھارے مالک کے چچا کو قتل کیا تھا۔ اگر تم آزادی چاہتے ہو تو محمد ﷺ کے چچا کو قتل کر دو۔ اس طرح ہمارا بدلہ اتر جائے گا اور تم آزاد ہو جاؤ گے۔ یہ باتیں میرے کانوں میں گونج رہی ہیں۔

حضرت حمزہؓ جو کہ عرب کے نامی گرامی پہلوان تھے۔ جدھر جاتے دشمن ادھر سے دوڑ جاتے۔ ان کے کارنامے دیکھ کر میرا دل کانپ جاتا کہ اس طرح کے بہادر پر وار کرنا بہت مشکل ہے۔ اس نے طلحہ جیسے سالار کو ایک لمحے میں مٹی میں ملا دیا اور مجھے تو یہ ایک وار میں کاٹ دے گا۔ میں اور زیادہ سہم کر بیٹھ گیا۔ میں نے اپنے ایک ہتھیار کی خوب مشق کر رکھی تھی اور میرا وار کبھی بھی خطا نہیں جاتا تھا۔ لیکن محمد ﷺ کے شیر کی دھاک مجھے اٹھنے نہیں دے رہی تھی۔ ادھر آزادی کا مسئلہ تھا۔ لہٰذا میں اس داؤ میں بیٹھ گیا کہ جب اس اللہ کے شیر کی کمر میری طرف ہوگی میں تب حملہ کروں گا۔ میں اپنے داؤ کے انتظار میں تھا۔

حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت ابودجانہؓ دشمن کی صفوں کے اندر دور تک

Marfat.com

چلے گئے۔ حضور ﷺ نے اپنی تلوار ابودجانہؓ کو مرحمت فرمائی تھی اور وہ اس کا حق ادا کر رہے تھے۔ حضرت حمزہؓ برابر تلوار چلاتے جاتے تھے۔ کسی کو ان کے سامنے آنے کی جرات نہ تھی کہ اچانک اسی وقت سباع نامی پہلوان میرے آگے سے حضرت حمزہؓ کی طرف بڑھا اور حضرت حمزہؓ نے اسے کہا کے مقطعہ البظر کے بیٹے ادھر آ، پھر حضرت حمزہؓ نے سباع پر تلوار کا ایک وار کیا لیکن وار خالی گیا کیونکہ اللہ کے شیر کا پاؤں پھسل گیا تھا۔ زرہ ناف کے پاس سے تھوڑی اوپر کی طرف کو سرک گئی۔ مجھے اپنا ٹارگٹ نظر آ گیا۔ اللہ کا شیر زمین پر سنبھلنے کی کوشش میں کھڑا ہو رہا ہے۔ ادھر میں نے اپنا حربہ یعنی چھوٹا نیزہ ہوا میں لہرایا اور وہ نیزہ سیدھا اللہ کے شیر کی ناف کو کاٹ کر پار نکل گیا۔ اللہ کا شیر میری طرف لپکا اس سے پہلے کہ وہ مجھے قتل کرتا اس کا کام ہو چکا تھا وہ نیچے گر گیا۔ میں نے اپنا حرب اٹھایا۔ اور سیدھا ہندہ کے پاس گیا۔ اور اسے یہ خوش خبری سنائی۔ وہ یہ خبر سن کو خوش ہو گئی اور میری آزادی کا حکم دیا کہ تم مکہ جا کر آزاد ہو جاؤ گے۔ اور مکہ میں جا کر میں آزاد ہو گیا۔ پھر ہندہ نے مجھے کہا کہ مجھے حمزہؓ کی لاش دکھاؤ۔ کیونکہ میدان خون سے اٹا پڑا تھا۔ میں ہندہ کو لے کر اس کونے میں گیا جہاں اللہ کا شیر حمزہؓ محوآرام تھا۔

ہندہ حمزہ کو پہچان کر مسکرائی۔ اس نے ایک قہقہہ لگایا اور اپنی چھری لے کر حمزہؓ کے گرد چکر لگانے لگی اس نے حمزہؓ کے کان کاٹے، ناک کاٹی، پھر جسم کے کچھ حصے کاٹے، آنکھیں نکالیں۔ مگر اس کو پھر بھی صبر نہ آیا۔ وہ لوٹی اور اللہ کے اس شیر کا پیٹ چاک کیا۔ دل گردے نکالے۔ شہید اعظمؓ کا جگر نکالا۔ اور نہیں معلوم کیا کیا نکالا۔ اس نے شہید اعظمؓ کی لاش کی بے حرمتی کر کے تمام جسم کے ٹکڑے ایک رکابی میں رکھے۔ اس کے بعد ان اعضاء کا ہار بنایا اور اپنے گلے میں ڈالا۔ ناک پر جسم کا ایک ٹکڑا سجایا، کان میں بھی کچھ ڈالا۔ اس کو اس پر بھی صبر نہ آیا۔ اس نے جگر کا ٹکڑا چبایا، مگر وہ یہ ٹکڑا ہضم نہ کر سکی اور اس کو قے آئی۔ اس طرح اس کی حالت خراب ہو گئی۔

جونہی جنگ ختم ہوئی۔ لشکر کفار مکہ گیا۔ مجھے آزادی کا پروانہ مل گیا اور میں

Marfat.com

ایک آزاد انسان کی زندگی گزارنے لگا۔ یہ کارگزاری تھی۔ وحشی کی جس نے رسول اللہ ﷺ کے چچا کو شہید کیا تھا بلکہ اس نے نہ صرف شہید کیا اس کے ہر اعضاء کو شہید کیا۔ حضرت حمزہؓ کے ہر اعضاء کو اللہ تعالیٰ نے شہید کا اعزاز عطا فرمایا۔ اس وجہ سے آپ کو سید الشہداء کہا جاتا ہے۔

حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ آدمی ہیں جس نے اللہ اور اس کے رسول کے شیر اور رسول اللہ ﷺ کے چچا کو میدان احد میں چھپ کر حملہ کر کے شہید کر دیا تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے وحشی کا خون مباح کر دیا۔ جس روز مکہ فتح ہوا تو یہ طائف بھاگ گیا وہ کہتا ہے میں طائف میں تھا کہ لشکر اسلام نے طائف کا محاصرہ کر لیا اور اہل طائف کا وفد مسلمانوں کو اپنا شہر حوالہ کرنے کے لئے وہاں سے روانہ ہوا۔ وحشی کہتا ہے کہ میں یہ سوچ رہا تھا کہ میں شام یا یمن چلا جاؤں یا کسی اور ملک میں پناہ لے لوں میں ابھی یہ سوچ ہی رہا تھ کہ ایک آدمی نے مجھے کہا۔ اے وحشی! جو شخص حضور ﷺ پر ایمان لاتا ہے اور اسلام قبول کر لیتا ہے وہ کتنا ہی مجرم کیوں نہ ہو، حضور ﷺ اس کو قتل نہیں کرتے۔ میرے دل میں بھی اُمید کی کرن چمکی۔ میں چھپتا چھپاتا رسول اللہ ﷺ کی محفل میں پہنچا، کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے دیوانوں کا ایک لشکر رسول اللہ ﷺ کے ارد گرد اپنی نظروں کو اللہ کی رحمت سے سیراب کرنے میں مشغول ہے۔ ہمت کر کے میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں اچانک حاضر ہوا۔ میں نے فوراً کھڑے ہو کر کلمہ شہادت پڑھا مجھے ڈر تھا کہ کہ اگر میں نے ایسا کرنے میں دیر کی تو کوئی مجھے قتل نہ کر دے اور مجھے یہ بھی معلوم تھا جو رسول اللہ ﷺ کے سامنے کلمہ پڑھ لیتا ہے اس کو امان مل جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے میری طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا تو فرمایا تم وحشی ہو؟۔ عرض کی ہاں...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ اور مجھے وہ واقعہ سناؤ جب تم نے حمزہؓ کو شہید کیا تھا۔ میں نے وہ تمام واقعہ سنایا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا اپنا چہرہ مجھ سے چھپا لو۔ میرے سامنے نہ آیا کرو! میں رسول اللہ ﷺ سے بیعت کر کے مدینہ سے دور ہو گیا۔

Marfat.com

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا زمانہ ہے ہر طرف جھوٹے داعیان نبوت نے شور برپا کر رکھا ہے۔ انہوں نے ملک کا امن برباد کیا ہوا ہے۔ خلیفہ اولؓ نے امن و امان بحال کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اس امن و امان کی بحالی کے لئے جھوٹے نبیوں کے خلاف جنگ بھی کرنا پڑی۔ ایسی ہی ایک جنگ مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی سچی نبوت کے مقابلہ میں سب سے پہلے جھوٹی نبوت کا سوانگ رچانے والا مسیلمہ کذاب تھا۔ سرکار دو عالم ﷺ کی ہمیشہ خواہش رہی کہ کوئی مرد مومن اس جھوٹی نبوت کے دعوے دار کو کیفر کردار تک پہنچا کر ابدی جنت حاصل کرے۔ قربان جاؤں اس تقدیر کے فیصلہ کرنے والے غفور رحیم کی ذات اقدس پر کہ جس نے یہ عظیم کارنامہ سرانجام دینے کے لئے جس شخص کو چنا وہ وہی وحشی تھا جس نے سیدنا امیر حمزہؓ کو شہید کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قلب رسالت کو مغموم کیا تھا۔

اللہ کی قدرت کا مظاہرہ دیکھیں کہ اسی وحشی نے اسی خنجر سے نبوت کے جھوٹے دعوے دار مسیلمہ کذاب کو قتل کر کے فی النار والسقر کر دیا اور یوں وہ جھوٹے نبی کو قتل کر کے سچے نبی ﷺ کے دل میں جگہ پا گیا۔ جنگ زوروں پر ہے۔ حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس جنگ میں شریک تھا۔ حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں وہ نیزہ تھا جس سے انہوں شیر اسلامؓ کو شہید کیا تھا۔ اس کی خواہش تھی کہ کسی طرح مسیلمہ اس کے سامنے آجائے مگر اس کو اس کے کئی قریبی حواریوں نے گھیر رکھا تھا کئی مسلمان مجاہد ایک دم اس پر شاہین کی مانند جھپٹے ان میں حضرت وحشیؓ بھی تھا بس اس کی خواہش تھی کہ اللہ مجھے ایک پل اس کافر کو دکھا دے پھر میں اپنا کام کر دوں گا۔ اللہ نے اس کی دعا قبول فرمائی اور مسیلمہ کے گرد سے اس کے حواریوں کا غول ٹوٹا۔ جونہی مسیلمہ مجاہد اسلام وحشی کے سامنے آیا۔ اس نے اللہ اکبر کی صدا لگائی اور بسم اللہ پڑھ کر نیزہ ہوا میں لہرایا۔ نیزہ میں ہوا میں تیرا اور سیدھا مسیلمہ کے جسم میں پیوست ہو گیا۔ حضرت وحشی کو یقین ہو گیا کہ اس مردود کو دوسرے وار کی ضرورت نہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ کافر خاک چاٹنے لگا اور چند پل میں مر گیا۔ اور اللہ نے مجھ سے وہ کام کروا لیا جو میں

Marfat.com

کرنا چاہتا تھا۔ اگر محمد ﷺ زندہ ہوتے تو میں ان کی خدمت میں عرض کرتا یا حبیب ﷺ کیا میری خطا مجھ سے محو ہوگئی ہے۔

وحشی کہتا تھا کہ میں نے اگر اسلام کے ایک سردار کو شہید کیا تو دوسری طرف میں نے اسی خنجر سے اسلام کے سب سے بڑے دشمن مسیلمہ کذاب کو بھی جہنم کا ٹکٹ دلایا تھا تو اللہ اس کے بدلے میں میرا گناہ معاف کردے گا۔ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے بے شک۔

Marfat.com

حضرت ابو ہند حجام بیاضی رضی اللہ عنہ

حضرت ابو ہند حجام بیاضی رضی اللہ تعالی عنہ کا نام عبداللہ تھا جبکہ آپؓ کی کنیت ابو ہند تھی۔ آپؓ ایک جلیل القدر صحابی حضرت فروہ بن عمرو بیاضیؓ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ حضرت ابو ہند حجام بیاضی رضی اللہ تعالی عنہ پیشہ کے اعتبار سے حجام تھے۔ حضرت ابو ہند حجام بیاضی رضی اللہ تعالی عنہ نے بدر کے علاوہ تمام غزوات میں شرکت فرمائی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کو اس صحابی سے بہت زیادہ پیار تھا آپ ﷺ نے ایک دن بنو بیاضہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے بنو بیاضہ ابو ہند تمھارے میں سے ہیں اور ان کے نکاح کا بندوبست کرو!۔ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد سے فوراً حضرت ابو ہند حجام بیاضی رضی اللہ تعالی عنہ کی شادی ایک انصاری خاندان میں ہوگئی اس بات سے حضرت ابو ہند حجام بیاضی رضی اللہ تعالی عنہ کی عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

حضرت ابو ہند حجام بیاضی رضی اللہ تعالی عنہ فصد لینے کے ماہر تھے۔ جس کسی کو بھی رگ میں درد ہوتا وہ حضرت ابو ہند حجام بیاضی رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس آتا تو آپؓ اس کی اس درد والی رگ کا فصد لیتے تھے۔ ایک بار رسول اللہ ﷺ کی درد والی رگ کا آپؓ نے فصد لیا تھا جس سے رسول اللہ ﷺ کی درد فوراً رفع ہوگئی۔ حضرت ابو ہند حجام بیاضی رضی اللہ تعالی عنہ ایک بہادر مجاہد اسلام بھی تھے۔ آپؓ نے اسلام کی تبلیغ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

Marfat.com

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

ایک خوبصورت آدمی جس کا رنگ سرخی مائل، میانہ قد، چوڑے سینہ والا، کشادہ کندھوں والا، بھرے ہوئے قدم سر کے بال ہمیشہ سنورے ہوئے ہوتے تھے، جب کسی سے بات کرتے تو مسکراہٹ اس کے چہرے پر پھیل جاتی اور بڑی دلیل اور رعب سے بات کرتے۔ یہ مردمومن بصری کے بازاروں میں تجارت کے سلسلے میں گھوم رہا ہے۔ اس نے دیکھا کہ ایک راہب لوگوں کو کہہ رہا تھا کہ ان حاجیوں سے سوال کرو کہ تم میں سے کوئی مکہ کا باسی ہے۔ اس خوش شکل آدمی نے کہا کہ میں ہوں۔ اس راہب نے کہا کہ اچھا چلو یہ بتاؤ کہ مکہ میں کوئی احمد نامی آدمی موجود ہے جس نے نبوت کا دعوی کیا ہے؟۔ اس نے تعجب سے کہا کہ کون احمد؟۔ راہب نے کہا۔ عبداللہ کا بیٹا، مطلب کا پوتا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ مکہ اس کے ظاہر ہونے کی جگہ ہے اور وہ آخری نبی ہوگا۔ اس کا مقام ہجرت کھجوروں کی وادی ہوگی۔

اس وجیہہ مرد کو اس راہب کی بات بہت اچھی لگی بلکہ اس کے دل میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام رچ بس گیا۔ وہ آدمی جلدی سے اپنا کام سمیٹ کر مکہ آیا اور لوگوں سے پوچھا کہ کیا کوئی نیا کام ہوا ہے۔ اس کے دوستوں نے کہا کہ ہاں محمد بن عبداللہ نے اپنی نبوت کا اعلان کیا ہے۔ اور ابن قحافہ نے اس کی تصدیق کردی ہے۔ وہ وجیہہ شکل آدمی یہ بات سن کر دوڑ کر ابن قحافہ کے گھر گیا اور اس سے ملا۔ اور اس سے محمد بن عبداللہ کی نبوت کے بارے میں سوال کیا۔ تو اس نے کہا کہ ہاں تو بھی اس کے پاس جا اور اس کی

Marfat.com

تصدیق کر۔ ابن قحافہ اس مردحق کو لیکر رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا اور کہا کہ یہ ہے وہ اللہ کا رسول جس کی بشارت تم کو بصری کے بازار میں ایک راہب نے دی تھی۔ کیا شان تھی اس مردمومن کی اس کو تاریخ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالی عنہ کا نام دیا ہے۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالی عنہ نے جونہی اپنے اسلام کا ذکر کیا تو شیر قریش نوفل نے ان کو رسی سے باندھ کر اذیت دی۔ اس طرح اسلام قبول کرنے کے پہلے ہی دن حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالی عنہ کو تکالیف برداشت کرنا پڑیں۔ آپ ان تمام تکالیف اور مصائب میں اللہ کا شکر اور صبر فرماتے رہے اور وہاں سے موقع پا کر شام کی طرف نکل گئے۔ جب اللہ پاک کی طرف سے ہجرت کا حکم ملا تو آپ ﷺ جب مدینہ آ گئے تو یہ بھی اللہ کے حکم سے مدینہ آ چکے تھے۔ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو شام کے کپڑے پہنائے اور مکہ جا کر اپنی تمام ضروریات کو پورا کیا اور وہاں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے تمام اہل خانہ کو لے کر مدینہ آ گئے۔

جب اسلام کو لہو کی ضرورت پڑی تو حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنا نام ان لوگوں کی فہرست میں لکھوانا چاہا مگر کفر و اسلام کی پہلی جھڑپ میں وہ حصہ نہ لے سکے۔ بلکہ اس لڑائی میں کفار کے لشکر سے متعلق اطلاعات حاصل کرنے کا مشکل کام بڑی محنت اور خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ لڑائی میں براہ راست حصہ نہ لینے کا آپؓ کو بہت قلق تھا۔ آپؓ نے اپنے دل کی حسرت غزوہ احد میں پوری کی جب آپؓ نے دشمن اسلام پر بڑھ چڑھ کر حملہ کیا اور دل کھول کر قتال کیا۔ احد کا وہ عظیم دن تھا جب کفر و اسلام میں فرق واضح ہونا تھا۔ اس دن تمام مسلمانوں نے بڑھ چڑھ کر اس لڑائی میں حصہ لیا۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جنگ احد میں جب اہل اسلام پر آزمائش آئی تو رسول اللہ ﷺ کے گرد اہل اسلام کا حصار کم پڑ گیا۔ اہل کفر کا ایک ریلا اللہ کے

Marfat.com

رسول ﷺ کی طرف بڑھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

ہے کوئی جو اس ریلے کو ہٹائے اور جنت میں اپنا مقام بنائے؟

یہ سن کر انصار میں سے ایک آدمی آگے بڑھا اور کفر کے پہاڑ سے ٹکرا گیا اور شہید ہو گیا۔ اس کے بعد پھر دوسرا آیا اور وہ بھی شہید ہو گیا اس طرح سات مجاہد آئے اور شہید ہو گئے۔ یہ سارے انصاری تھے۔

تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے قریشی بھائیوں کو دیکھ کر کہا کہ ہم قریشیوں نے اپنے انصاری بھائیوں سے انصاف نہیں کیا۔ اس وقت آپ ﷺ کی حفاظت پر حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ رہ گئے اور آپؓ دونوں نے خوب محنت سے اپنی جان پر دکھ جھیل کر رسول اللہ ﷺ کا کامیاب دفاع کیا۔ آپؓ نے نہ صرف کفار کے حملے کو روکا بلکہ ان پر دھواں دھار تیر اندازی کی اور ان کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

اس دن حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زبردست بہادری کا کام کیا۔ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کے آگے اپنے جسم کی باڑ بنا دی اور جو بھی تیر آتا وہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم میں پیوست ہو جاتا۔ اس جنگ میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہت زخم آئے اس کے باوجود مضبوطی سے ڈٹے رہے۔ آپؓ کی دو بیٹیاں آپؓ کے زخموں کے بارے میں بتاتی ہیں کہ اس غزوہ میں ہمارے والد کو چوبیس زخم آئے۔ آپؓ کی رگ نساں کٹ گئی جس کی وجہ سے آپؓ کی انگلی شل ہو گئی۔ ان زخموں کی وجہ سے آپؓ پر غشی طاری ہو گئی اور تین بار تلوار آپؓ کے ہاتھ سے گری۔ جب رسول اللہ ﷺ پر ایک مردود نے پتھر سے حملہ کیا تو آپ ﷺ پر غشی طاری ہو گئی تو حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کو اٹھایا اور کسی محفوظ جگہ کی طرف لے چلے۔ جب کوئی دشمن راستے میں آتا تو آپؓ رسول اللہ ﷺ کو بٹھا دیتے اور کافر کا صفایا کرتے اس کے بعد آپ ﷺ کو اٹھا کر ایک ایسے مقام

Marfat.com

پر لے گئے جو کہ محفوظ تھا۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مسلمان پسپا ہو گئے تو ایک بنو عامر کا جوان اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور کہہ رہا تھا ہے کوئی آدمی جو مجھے محمد ﷺ کا پتا بتائے۔ میں ابن ذات الوداع ہوں مجھے محمد ﷺ کے بارے میں بتاؤ۔ میں اس کے گھوڑے کی ایڑیاں کاٹ دوں۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے ہوئے اور اس کا نیزہ چھین کر اس کو مارا۔ اس کی آنکھ میں تیر مارا جو کہ اپنے نشانے پر لگا اور وہ بیل کی طرح ڈکارنے لگا۔ وہ گھوڑے سے گرا میں نے اس کے منہ پر پاؤں رکھا تو وہ مر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی چاہے کہ ایسے شہید کو دیکھے جو اپنے پاؤں پر چلتا ہو تو وہ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھے۔ اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنے نذر پوری کی۔ (سید اعلاء النبلاء۔ ج ۱، ص ۲۵)

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ احد میں بڑی بہادری دکھائی تھی۔ جب کفار نے آپ ﷺ پر یلغار کی تو حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے۔ آپؓ کی کنیت ابو محمد ہے والد کا نام عبیداللہ تھا۔ ابتدائی زمانے میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اسلام کی تمام جنگوں میں شرکت فرمائی۔ غزوہ بدر میں آپؓ نے براہ راست حصہ نہ لیا کیونکہ آپؓ کو رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعید بن زیدؓ کے ہمراہ قافلہ کفار کی خبریں معلوم کرنے کے لئے بھیج دیا تھا۔ (سیرت ابن ہشام)

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ خندق میں شریک ہوئے اور آپؓ بہادروں کی طرح لڑے۔ بیعت رضوان میں بھی آپ پیش پیش تھے۔ غزوہ تبوک میں آپ نے بہت سا مال دیا اور اپنی جان و مال سے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی کی خلافت کے بیعت کے

Marfat.com

معاملے میں پیش پیش رہے اور لوگوں کو حضرت علیؓ کی خلافت کے بارے میں ترغیب دیتے رہے۔اس کے بعد قصاص عثمان کے سلسلے میں حضرت علیؓ کے خلاف تلوار سونت کر آگئے۔ جنگ جمل میں حضرت زبیرؓ کی دستبرداری دیکھ کر آپؓ بھی جنگ سے الگ ہوگئے۔ مروان بن حکم نے حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست بردار ہونے سے جنگی حالت کمزور ہوجائے گی اور دوسرے لوگ بھی منہ موڑلیں گے تو چپکے سے ایک تیر امارا جس سے آپ شہید ہوگئے آپؓ نے ۳۶ھ میں شہادت پائی آپؓ کو بصری میں دفن کیا گیا۔آپؓ نے بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔(مختصر تاریخ دمشق)

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش کے بڑے بردبار اور نیک آدمی تھے۔آپؓ کی زبان مبارک سے ہمیشہ سچ ہی ادا ہوا۔حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے سخی تھے۔آپؓ نے اسلام کے لئے بارہا بڑی بڑی خدمتیں کی۔ایک مرتبہ ان کے پاس کہیں سے تقریباً سات لاکھ دینار آئے تو تو پوری رات نیند نہ آئی اور صبح ہونے سے پہلے ہی سارا مال اللہ کی راہ میں تقسیم کردیا۔اس رقم سے آپؓ نے بیواؤں کے نکاح کروائے ان کے قرض ادا کروائے۔یتیموں کی مدد کی اور اتنی مدد کی کہ ان کو دوبارہ طلب نہ ہوئی۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عثمانؓ ،حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہؓ،حضرت عبدالرحمٰن بن عوف،حضرت عمار بن یاسر اور ان سب حضرات کی مائیں ایمان لاکر مسلمان ہوگئیں۔ان سب نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تعلیم پر اسلام قبول کیا اور خلیفہ اول کے ہاتھ پر بیعت کی۔حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق ان چھ اصحاب میں سے ہے جن سے رسول اللہ ﷺ بوقت وصال خوش تھے۔اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان آٹھ اصحاب میں سے ایک تھے جنہوں نے سب سے پہلے اسلام کی حقانیت کو تسلیم فرمایا۔حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دس خوش نصیبوں میں سے بھی تھے جنہیں رسول اللہ

Marfat.com

ﷺ نے جنت کا ٹکٹ ان کی زندگی میں ہی تھما دیا تھا۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق ان اصحاب میں سے تھا جنہوں نے دنیا کی تمام راحتوں کو چھور کر اللہ کا نام لیا، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہیں جنہوں نے ختم اور فنا ہونے والی میٹھی دنیا سے منہ موڑ کر بڑھنے اور فائدہ والی دنیا کے لئے اپنا انتخاب کیا۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہیں جنہوں نے اپنے والدیں کے بتوں کی پوجا پاٹ چھوڑ کر ایک اللہ کی عبادت کے لئے سب عزیز وا قارب کو چھوڑ دیا۔ اللہ آپؓ سے راضی ہو گیا اور آپؓ کے لئے اللہ نے یقیناً جنت میں اعلیٰ مقام مقرر فرما رکھا ہے۔ (مختصر تاریخ دمشق۔ ج ۱۱، ص ۱۹۱)

Marfat.com

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ

شام ڈھلنے کو تھی کہ مکہ کے قریب کی آبادی کے نواح میں ایک آدمی بڑے دکھ بھرے شعر کہہ رہا تھا۔ اس کی دعا کا انداز بڑا نرالا تھا وہ کہہ رہا تھا کہ میں کسی لات و مناۃ پر ایمان نہیں رکھتا۔ وہ اس طرح کے شعر وقفے وقفے سے دہرا رہا تھا۔ اس کے اشعار میں اللہ کی حمد نمایاں تھی مگر وہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوا تھا۔ وہ اللہ کی تعریف میں کہہ رہا تھا کہ اللہ تو وہ ہے جس نے آسمان کو بغیر ستون کے قائم کیا اللہ تو وہ ہے جس نے زمین کی چادر پھیلائی۔ یہ آدمی کعب بن لوی خاندان کا ایک نیک سعید آدمی تھا اس کا نام سعید بن زید تھا۔ یہ حضرت عمر فاروق کے چچازاد بھائی تھے۔ جونہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق کا اعلان کیا تو سعید نے اس اعلان کو سنتے ہیں اسلام قبول کرلیا۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب حلقہء اسلام میں صرف چند لوگ ہی شامل ہوئے تھے۔

حق کے نام لیواؤں کے لئے یہ سخت ابتلا کا دور تھا۔ مشرکین قریش اہل حق پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے میں شرافت اور انسانیت کی حدیں پھلانگ رہے تھے۔ جو مسلمان بھی ان کو ملتا وہ اس مومن کو مار مار کر ادھ موا کر دیتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دارارقم میں اہل اسلام کو اسلام کی تبلیغ دیا کرتے تھے۔

ادھر عرش والے کے کرم سے اسلام کو عزت عطاء فرمانے کے لیے اس وقت ایک بڑے سردار کی ضرورت تھی۔ حضرت علیؓ بھی کلمہء حق پڑھ چکے تھے، چند عورتیں کلمہ پڑھ چکی تھیں، مگر ابھی تک اسلام کو وہ قوت و دبدبہ وضیاء وحشمت نہیں ملی تھی جس کی

Marfat.com

ضرورت تھی۔ مسلمانوں کو ابھی کعبہ میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں تھی ،تو میرے محبوب ﷺ نے دعاء کی ! کہ اے اللہ ! انتخاب تیرے ذمہ۔ جواب ملا ......ہاں۔ او رمانگنا میرے ذمہ۔ میرے مولا ! مجھے دو عمروں میں سے ایک عمر عطا فرما۔ اللہ نے فرمایا آپ کی دعاء عرش چیر کر پہنچ گئی۔ اب میں انتخاب کروں گا۔

میں نے ابو جہل کے دل کو دیکھا وہ مردہ، افسردہ، وہ زندیق، بے دین، بدترین، لعین ہے، وہ تیرا دشمن ہے، میں ابو جہل کو کتے کی موت مرواؤں گا، لڑکے سے قتل کراؤں گا، اس کو قلیب بدر میں ڈلواؤں گا، اس کو پتھروں سے مرواؤں گا، اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھواؤں گا، اس کی قبر کا نام و نشان مٹاؤں گا، ابو جہل کو تیرا دشمن بناؤں گا، اس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈلواؤں گا۔ محمد ﷺ تیری دعاء پر میں عمر فاروق کو تیرے دروازے پر لاؤں گا، استقبال کراؤں گا، نعرہ تکبیر لگواؤں گا، فاروق سے کلمہ پڑھواؤں گا، اس کی بیٹی ! تیرے گھر بساؤں گا۔ اس کو ساتھ بھیج کر کعبہ کا در کھلواؤں گا، اسے فاروق بناؤں گا، اسے تیرا خلیفہ بناؤں گا، محمد ﷺ تیرے بعد اس کے ہاتھ سے دین کا جھنڈا لہراؤں گا، دیکھ لینا قیامت تک قبر میں تیرے ساتھ سلواؤں گا اور تیرے ساتھ اُٹھا کر قیامت کے دن جنت میں لے جاؤں گا۔

ادھر اللہ کا رسول ﷺ عمر کے لئے دعا کر رہا ہے ادھر اللہ سبب بنا رہا ہے کہ عمر کو اسلام کی گود میں ڈال دے۔ عمر ایک دن ابو جہل سے ملے ابو جہل نے ان کو بھڑکایا۔ ابو جہل کی باتیں سن کر عمر کے تیور بگڑ گئے اس نے اپنی شمشیر اٹھائی اور کردار ارقم کی طرف بڑھے تا کہ محمد رسول ﷺ کو ختم کر دیں۔ ہاتھ میں ننگی تلوار ہے، ارادہ خطرناک ہے، انداز بدلے ہوئے ہیں، راستے میں حضور ﷺ کے صحابی حضرت نعیم بن عبد اللہؓ مل گئے دیکھا کہ عمر کے تیور بدلے ہوئے ہیں۔ پوچھا عمر کہاں جا رہے ہو؟ فرمایا حضور ﷺ کا خاتمہ کرنے جا رہا ہوں (نعوذ باللہ) صحابیؓ سے رہا نہ گیا۔ فرمایا عمر......! پہلے گھر کو تو سنبھالو ! عمر کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ کہا کیا مطلب؟ فرمایا وہ جو تیرے بہن اور بہنوئی

Marfat.com

ہیں وہ محمد ﷺ کی دعوت پر لبیک کہتے ہیں اور دل میں یہ جذبہ اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ جب تک جسم میں جان ہے محمد ﷺ کی نیند پر قربان ہے۔

اب طوفان کا رخ بدلا، سیدھے بہن کے گھر پہنچے، تو اندر سے قرآن پڑھنے کی آواز آرہی تھی۔ بہنوئی اور بہن کو زدوکوب کیا۔ بہنوئی اور بہن نے کہا......اے عمر! تو جتنا چاہے مار لے۔ جب تک منہ میں زبان ہے، دل میں اللہ کا قرآن ہے، مصطفیٰ ﷺ کی محبت ہمارا ایمان ہے۔

مجروح بہنوئی اور بہن کی زبان سے یہ کلمات سن کر حضرت عمر کا دل نرم ہوا، جب قرآن پڑھا تو عمر، عمر نہ رہا......غلام تھا، امام بن گیا......، چرواہا تھا......خلیفہ وقت بن گیا، مفلوک الحال تھا......خوشحال بن گیا، خون مصطفیٰ ﷺ کا پیاسا تھا غلام محبوب ذوالجلال بن گیا۔

یہ کس کا گھر تھا جس نے عمر کے طوفان کو بدلہ؟

یہ کون تھا جو عمر کی مار کھا کر بھی ایمان پر ڈٹا رہا؟

یہ کون تھا جس نے عمر کو بھی راہ راست پر ڈال دیا؟

یہ ہمارے پیارے رسول ﷺ کا ایک دیوانہ تھا۔ یہ سابقون الاوّلون میں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو جنت میں جانے کی زندگی میں ہی خوشخبری دے دی تھی۔ یہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنہوں نے عمر کو اسلام دشمنی سے ہٹا کر اسلام کا محافظ بنا دیا۔ یہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنہوں نے ایک وحشی کو اسلام کا ایک عادل حاکم بنا دیا۔ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے سب سے زیادہ خوشی جس کو ہوئی وہ تھے حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کی خاطر بہت زیادہ مشکلات کا سامنا کیا تھا۔ بڑی مار کھائی۔ اپنا مال لٹوایا۔ جب اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو

Marfat.com

ہجرت کا حکم دیا تو آپؓ نے بھی ہجرت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کی مواخات حضرت ابی بن کعبؓ کے درمیان کی تھی۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کی خاطر ہر طرح کی قربانی دی تھی۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کی خاطر تمام جنگوں میں حصہ لیا، غزوہ بدر میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتال نہ کیا بلکہ رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کو اور حضرت طلحہؓ کو لشکر قریش کی اطلاعات لانے کے لئے بھیجا تھا۔ حقیقت میں یہ بھی بڑی خدمت تھی۔ ان اطلاعات پر ہی کسی بھی لشکر کی کامیابی انحصار کرتی ہے۔ باوجود اس کے حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت طلحہ نے غزوہ بدر میں قتال نہیں کیا مگر آپؓ حضرات کا نام بدرین میں شامل ہے۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنو قریظہ کے خلاف بڑا شاندار کارنامہ انجام دیا اور بنو قریظہ کے خلاف محاصرے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا یہ محاصرہ ۲۵ دن تک جاری رہا۔ اس کے بعد جب بنو قریظہ اپنے منطقی انجام کو پہنچ گئے اور ان کے ساتھ قرآن کے اصولوں کے مطابق انصاف کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا تمام مال غنیمت خمس نکال کر تقسیم کر دیا۔ اور اس کے بعد تمام قیدیوں کو حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کر دیا کہ آپؓ ان کو نجد لے جا کر فروخت کر دیں۔ اور وہاں سے گھوڑے اور ہتھیار وغیرہ خرید لائیں۔ تاکہ مسلمانوں کی حرب قوت میں اضافہ ہو سکے۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق کام کیا اور قیدیوں کو فروخت کر کے اسلحہ خرید لیا۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستجاب الدعوات تھے۔ آپؓ کے خلاف ایک عورت نے مقدمہ دائر کیا کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری زمین چھین لی ہے۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عدالت میں فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ کہ جس نے کسی کی زمین کا ایک ٹکڑا بھی کسی کا

Marfat.com

ناجائز دبایا ہوگا قیامت کے دن اس کے گلے میں ساتوں زمینوں کے طوق بنا کر ڈال دیئے جائیں گے۔

مروان جج تھے اور انہوں کہا کہ اب میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالی عنہ سے گواہ طلب نہیں کروں گا۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالی عنہ زمین کے اس ٹکڑے سے دست بردار ہو گئے حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالی عنہ نے اس عورت کے لئے بددعا کی کہ اے اللہ اگر یہ جھوٹی ہے تو اسے اندھا کر دے اور اسی زمین میں اسے موت دے۔ لہذا اللہ کا کرم ایسا ہی ہوا اور وہ عورت چند دنوں کے بعد اندھی ہو گئی اور اسی زمین میں جارہی تھی کہ ٹھوکر لگی اور مر گئی۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالی عنہ بھی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ آپ کی کنیت ابو اعور ہے آپؓ حضرت عمر کے بہنوئی تھے۔ آپؓ کی زوجہ محترمہ کا نام فاطمہ تھا۔ آپؓ حضرت عمرؓ سے پہلے اسلام لے آئے تھے۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالی عنہ نے اس وقت اسلام قبول کیا جب اسلام دار ارقم تک بھی جلوہ افروز نہیں ہوا تھا۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالی عنہ ہر مشکل وقت پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔ آپؓ غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے کیونکہ آپ کفار کا ایک قافلہ دیکھنے گئے ہوئے تھے۔ اس وجہ سے آپؓ کو مال غنیمت میں برابر کا حصہ ملا تھا۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالی عنہ بڑے بہادر تھے۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالی عنہ نے احادیث بھی روایت کی ہیں۔ آپؓ کا انتقال ۵۱ ھ میں مدینہ سے باہر ہوا تھا مگر آپؓ کو مدینہ میں لا کر جنت البقیع میں دفن کیا گیا تھا۔

Marfat.com

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ

''بلالؓ''

چمک اُٹھا جو ستارہ ترے مقدر کا
حبش سے تجھ کو اُٹھا کر حجاز میں لایا
ہوئی اس سے تیرے غم کدے کی آبادی
تری غلامی کے صدقے ہزار آزادی
وہ آستاں نہ چھٹا تجھ سے ایک دم کے لیے
کسی کے شوق میں تو نے مزے ستم کے لیے

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزا ہی نہیں

نظر تھی صورت سلمانؓ ادا شناس تری
شراب دید سے بڑھتی تھی اور پیاس تری
تجھے نظارے کا مثل کلیم سودا تھا

Marfat.com

اویس طاقتِ دیدار کو ترستا تھا
مدینہ تیری نگاہوں کا نور تھا گویا
ترے لیے تو یہ صحرا ہی طور تھا گویا
تری نظر کو رہی دید میں بھی حسرت دید
خنک دے کہ تپیدو دے نیا سائید
گری وہ برق تری جانِ ناشکیبا پر
کہ خندہ زن تری ظلمت تھی دست موسیٰ پر

تپش ز شعلہ گرفتند و بر دِل توزوند
چہ برق جلوہ بخاشاکِ حاصل تو زوند

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری
اذاں ازل سے ترے عشق کا ترانہ بنی
نماز اس کے نظارے کا اک بہانہ بنی

خوشا وہ وقت کہ یثرب مقام تھا اس کا
خوشا وہ دور کہ دیدارِ عام تھا اس کا!

حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موذن رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ مکہ میں سب سے پہلے با اعلان اسلام قبول کرنے والے آپؓ ہیں۔ جس کی وجہ سے حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

Marfat.com

مالک نے آپؓ کو بے حساب دکھ اور تکالیف دیں۔ مگر آپؓ ایک پہاڑ کی طرح اسلام پر قائم رہے۔ امیہ بن خلف آپؓ کا مالک تھا وہ آپؓ کو چٹائی میں لپیٹ کر ناک میں دھواں دیتا۔ وہ مردود آپؓ کو جلتی ہوئی ریت پر لٹا دیتا اور سینے پر پتھر رکھ دیتا تھا اور کہتا تھا کہ اسلام کو چھوڑ دو...... تم کو ہر طرح کا آرام ملے گا۔ مگر آپؓ ہیں کہ اسلام کے لئے ایک کیا ہزار زندگیاں بھی مل جائیں قربان ہیں۔ وہ خبیث آپؓ کے جسم مبارک کو کوئلوں کی آگ سے جلاتا تھا۔

حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کل تقریر تین حروف پر مشتمل تھی، احد، احد، احد جس سے آپؓ کے مالک کو چڑ تھی۔ مگر جتنا وہ ظلم کرتا حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنی شان سے اپنی تقریر کرتے۔ تقریر کیا تھی اس تقریر میں تمام کائنات کی طولانیاں سمٹ کر رہ گئیں۔ اس تقریر میں ایک جہان کے پیدا کرنے والے کی حمد بیان کی جاتی تھی۔ یہ تقریر کیا تھی اہل کفر پر ایک تنقید تھی کہ دیکھو ظالمو! تمھارا خدا ہبل ہے اور میرا مالک وہ اللہ ہے جس کے نام سے تم لوگوں کو چڑ ہے۔ ایک دن آپؓ پر ظلم و ستم دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپؓ کو خرید کر آزاد کر دیا۔

آزادی حاصل کر کے حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدھے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے۔ اور آقا کو سلام کہا۔ آقا بھی اپنے غلام کو دیکھ کر خوش ہوئے اور دعا دی۔

حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان اللہ تعالیٰ نے بہت بلند کر دی۔ آپؓ کو حضرت عمرؓ بھی سردار کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے ایک آواز کے بارے میں پوچھا کہ یہ کیسی آواز ہے تو جواب ملا یہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں کی چاپ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں اپنی ایک بڑی کرامت کا اظہار کیا کہ وہ ظالم آقا جو حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ظلم ڈھایا کرتا تھا اس کو اللہ نے حضرت

Marfat.com

سید نا بلال حبشی رضی اللہ تعالی عنہ کے سامنے کر دیا۔ وہ حضرت سید نا بلال حبشی رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھ کر کانپ گیا۔ اس کو اپنے ظلم یاد آنے لگے اسے پھر یہ خیال آیا کہ میں بھی اس پر رحم نہیں کھاتا تھا تو یہ بھی مجھ پر رحم نہیں کھائے گا۔ لہذا حضرت سید نا بلال حبشی رضی اللہ تعالی عنہ اپنے تلوار لے کر آگے بڑھے اور اپنے ظالم آقا کے ساتھ نبرد آزمائی کی۔ حضرت سید نا بلال حبشی رضی اللہ تعالی عنہ نے تلوار کا ایک ایسا وار کیا کہ امیہ بن خلف کی گردن دور جا کر گری۔

حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالی عنہ ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہے آپؓ نے تمام غزوات میں حصہ لیا۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ آپؓ نے کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اللہ کا حکم بلند کیا۔ یہ اللہ کا کرم تھا۔ آپؓ نے وصال نبی ﷺ کا سن کر مدینہ چھوڑ دیا اور اذان دینا بند کر دی۔ اور اس کے بعد دوبار آذان نہ دی۔

ایک بار حضرت حسینؓ کی فرمائش پر جب حضرت سید نا بلال حبشی رضی اللہ تعالی عنہ اذان کے لئے کھڑے اور اللہ اکبر کی صدا لگائی تو تمام لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کا زمانہ یاد آ گیا ہر کوئی مسجد نبوی کی طرف کھنچا چلا آیا۔ ہر کسی کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ جوں ہی حضرت سید نا بلال حبشی رضی اللہ تعالی عنہ نے حیَّ علی الصلاح حیَّ علی لفلاح کہا تو غشی طاری ہوگئی کیونکہ جب آپ یہ کلمات ادا کرتے تھے تو ایک طرف اللہ کا رسول ﷺ نظر آتے تھے آج وہ نظر نہیں آئے اور دوسری مرتبہ حضرت عمرؓ کی فرمائش پر اذان دی۔

حضرت سید نا بلال حبشی رضی اللہ تعالی عنہ کا رنگ سیاہ تھا۔ آپؓ کا انتقال ۲۰ھ میں ہوا۔ اس وقت آپؓ کی عمر ۶۳ سال تھی۔ آپؓ کی کوئی اولاد نہ تھی۔

Marfat.com

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ

ام نمار خزاعیہ ایک روز مکے میں واقع بردہ فروشوں کے بازار میں پہنچی۔ وہ ایک غلام خریدنا چاہتی تھی تا کہ اس سے خدمت لے اور اس کی کمائی سے فائدہ حاصل کرے۔ وہ فروخت کے لئے آئے ہوئے ایک ایک غلام کے چہرے کو غور سے دیکھتی اور آگے کو ہو جاتی تھی۔ آخر اس کی نگاہ انتخاب ایک لڑکے پر جا کر اچانک ٹک گئی جو ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچا تھا۔ اس لڑکے کی جسمانی صحت اور اس کا چہرہ مہرہ اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ یہ لڑکا بہت ذہین فطین اور مقدر والا ہے۔۔ اس کی ذہانت اور شریفانہ وجاہت نے ام نمار کو اس بات پر قائل کر دیا کہ وہ اس غلام کو خرید لے۔ ام نمار نے اس کے مالک سے اس کی قیمت پوچھی تو مالک نے بہت زیادہ قیمت بتائی اور کہا کہ یہ لڑکا بڑا شریف زادہ ہے اور اس کو خدمت کرنے کا بڑا اچھا ڈھنگ آتا ہے۔ آخر اونے پونے کر کے ام نمار نے اس لڑکے کو خرید لیا۔ دام چکا کر ام نمار اس لڑکے کے ہمراہ اپنے گھر کو لوٹی لڑکا کیا تھا۔ چمکتا چاند تھا۔ اس کی خوبصورت آنکھیں اس کی خوبصورتی کو اور زیادہ روشن کر رہی تھیں۔

ام نمار نے پوچھا کہ بیٹا تمہارا نام کیا۔ اس لڑکے نے جب بیٹا کا نام سنا تو بڑے ادب اور پیار سے بولا میرا نام خباب ہے اور تمہارے باپ کا نام ہے۔ میرے باپ کا نام ارت ہے۔ ارت یہ تو بہت اچھا نام ہے۔ تمہارا باپ کہاں کا رہنے والا ہے ۔ میرا باپ نجد میں رہتا ہے۔ بہت خوب اس کا مطلب ہوا کہ تم عربی النسل ہو۔ اور

Marfat.com

بیٹا میرا تعلق بنو تمیم سے ہے۔

ام نمار نے بڑے پیار بھرے لہجے سے اس لڑکے سے پوچھا کہ تم ان بردہ فروشوں کے ہاتھ کیسے لگ گئے۔

لڑکے نے کہا ایک بستی کے لوگوں نے ہماری بستی پر حملہ کیا۔ان ظالموں نے ہمارے مویشی، ہمارا مال اور تمام سامان لوٹ لیا۔ ہمارے کئی آدمی مار ڈالے۔ ہماری عورتوں کو بھی انہوں نے گرفتار کرلیا۔ بوڑھوں کو قتل کر دیا اور نوجوانوں کو یہاں بیچنے کے لئے لے آئے۔ مجھے کئی لوگوں کے ہاتھوں فروخت کیا گیا اور اب میں یہاں تمھارے ہاتھوں میں ہوں۔

ام نمار اپنے نئے خادم کے ہمراہ مکہ میں داخل ہوئی تو وہ بہت خوش تھی کہ اس نے بہت اچھا سودا کیا ہے آج اس کو ایک بڑا کام کا لڑکا مل گیا۔اس کی شرافت اس کے چہرے سے ٹپک رہی تھی۔ام نمار نے اس لڑکے کو ایک لوہار کی خدمت میں چھوڑ دیا تاکہ وہ لڑکا اس لوہار سے لوہے کا فن سیکھ لے۔خباب نے تھوڑے عرصے میں اسلحہ سازی میں مہارت حاصل کر لی کیونکہ وہ ایک بڑا ذہین اور فطین لڑکا تھا۔ادھر قدرت نے اس کے جسم کو بہت مضبوط بنا دیا۔ام نمار نے اپنے اس خادم کے ہاتھ میں لوگوں سے پرانے اسلحے خرید کر مرمت کروا کر اور نئے اسلحہ جات بنوا کر خوب دولت کمائی۔ام نمار کے خادم کی دھوم چاروں طرف پھیل گئی۔اس کی تلواریں بڑی خوبصورت اور تیز مانی جانے لگیں۔مکہ تو کیا دوسرے ممالک میں بھی اس کی تلواریں برآمد ہونے لگی۔ کیونکہ خباب ایک صادق اور ایماندار لڑکا تھا اس وجہ سے اللہ نے اس کے ہاتھ میں برکت ڈال دی تھی۔

خباب دور حاضر کے جوانوں کے برعکس حسین وجمیل ہونے کے ساتھ ساتھ بڑا زیرک اور بہادر بنتا جارہا تھا۔اس کی مہارت کے ڈنکے ہر طرف سنائی دینے لگے۔

Marfat.com

اسی دوران اللہ نے فاراں میں اپنے ماہتاب کو طلوع کر دیا تھا۔ چونکہ علم و ہدایت کا خباب متلاشی تو تھا ہی مگر جب اس نے یہ بات سنی کہ مکہ میں محمد ﷺ نامی ایک جوان نے ایک اللہ کا اعلان کیا ہے تو اس کے دل میں رسول اللہ ﷺ سے ملنے کی تڑپ روشن ہو گئی۔ چونکہ خباب ایماندار تھا اس لئے اس کی مالکہ اس کو آزاد ہی پھرنے دیا کرتی تھی۔ خباب کو جونہی محمد ﷺ کے اعلان کی خبر ملی تو آپ سیدھے محمد ﷺ کی خدمت میں آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھٹے نمبر پر اسلام لائے۔ انہوں نے اس وقت اسلام قبول کیا جب کوئی اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہی نہ تھا۔

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اسلام کو کسی سے چھپانے کی کوشش نہ کی اور کھلے عام وہ اسلام کو اظہار کرنے لگے۔ جونہی ام نماز کو حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام کی خبر اٹھی تو اس کے سینے میں انتقام کی آگ بھڑک اٹھی کہ غلام میرا اور کلمہ پڑھے اللہ واحد کا یہ ہو نہیں سکتا۔

ام نمار نے اس بات کا اظہار اپنے بھائی اور اہل کنبہ سے کیا تو وہ تمام حضرات خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اُمڈ کر آئے۔ جب یہ تمام لوگ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے تو حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کام میں مگن تھے۔ ام نمار کے بھائی نے کڑک کر کہا! اے خباب تمہارے متعلق ہمیں ایک خبر ملی ہے جو ہمارے نزدیک قابل سماعت نہیں۔

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نگاہ اوپر اٹھا کر کہا کہ کونسی خبر جو تم کو ملی۔ ہے جس کو تم آسانی سے سن نہیں سکتے۔

ام نمار کے بھائی نے کڑک کر کہا یہ بات ہر طرف عام ہو چکی ہے کہ تم بے دین ہو گئے ہو تم نے ہمارے دین کو چھوڑ دیا ہے۔

Marfat.com

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ میں بے دین نہیں بلکہ تم اپنے دین پر نہیں ہو۔میرا تو وہ اللہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔بس میں نے تمھارے بتوں کی پوجا ترک کر دی ہے،اور اس بات کی گواہی دی ہے کہ اللہ ایک ہے وہی عبادت کے لائق ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری رسول ہیں۔جونہی ام نمار کے اہل خانہ نے حق کی یہ صدا سنی تو انہوں نے حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالی عنہ پر حملہ کر دیا اور ان کو خوب مارا۔ بے ہوش ہو کر گر پڑے ان کے جسم مبارک سے خون بہنے لگا۔

جونہی حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالی عنہ پر یہ ظلم وتشدد ہوا اس کی خبر پورے مکہ میں پھیل گئی۔ یہ راہ حق میں حق کے راہی کا پہلا انعام تھا۔تمام لوگ یہ سن کے دنگ رہ گئے کہ کسی آدمی نے ابھی تک اتنے دھڑلے سے اس بات کا اقرار نہیں کیا کہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے۔اگر کسی نے اسلام قبول بھی کیا ہے تو اس نے اس کو عام نہیں کیا مگر حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے اسلام کو ایک پل بھی نہیں چھپایا۔لوگ اس بات کو سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ایک آدمی جس کا نہ کوئی گھر بار ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ٹھکانہ۔اس کے خاندان کے کسی فرد کے بارے میں کسی کو کوئی علم نہیں۔اس کی نہ تو کوئی بیمار پرسی کرنے والا ہے اور نہ ہی کوئی اس کا غم خوار اس حالت میں اس نے اپنے مالک کے بتوں کی توہین کر ڈالی۔مگر راہ حق میں تو ایسا ہوتا آیا ہے۔جتنا لطف حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالی عنہ کو ام نمار کے اہل خانہ سے مار کھانے میں آیا اتنا کسی اور کام میں ان کو مزہ نہیں آیا تھا۔

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالی عنہ کے اس دلیرانہ قدم سے مکہ کے غریب غلاموں نے بھی اسلام کو قبول کرنے کا تہیہ کرلیا اور انہوں نے بھی آہستہ آہستہ اسلام پر عمل کرنا شروع کر دیا۔گویا کہ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالی عنہ کا اسلام اہل مکہ میں اسلام کا ایک سنگ بنیاد بن گیا۔اس سے پہلے جن پانچ خوش

Marfat.com

نصیبوں نے اسلام قبول کیا تھا وہ رسول اللہ ﷺ کے قریبی ساتھی تھے مگر حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالی عنہ آپ ﷺ کے قریبی ساتھی نہ تھے بلکہ آپؓ نے تو محمد ﷺ کو دیکھا بھی بہت کم تھا۔

ایک دن ابو سفیان، ولید بن مغیرہ اور ابو جہل حرم میں بیٹھے تھے اور وہ تمام محمد ﷺ کے اعلان نبوت پر بات کر رہے تھے ان کے لئے یہ بات بڑی حیران کن تھی کہ محمد ﷺ کے ساتھیوں میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طاقت کو کم کرنے کے لئے منصوبہ بندی یہ بنائی کہ ان کو جو اسلام قبول کریں سخت سے سخت سزا دی جائے تا کہ وہ سزا سے تنگ آ کر اسلام سے دور رہیں۔ جب یہ منصوبہ حتمی شکل اختیار کر گیا تو حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالی عنہ کے صبر کو آزمانے کے لئے سباع بن عبد العزیٰ کو مقرر کیا گیا۔ چنانچہ عشق کا امتحان شروع ہو گیا۔ جونہی دوپہر ہوتی حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالی عنہ کو میدان میں لایا جاتا، حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالی عنہ کے جسم مبارک کو ننگا کیا جاتا اور اوپر سے لوہے کی زرہ پہنا دی جاتی اور ان پر پانی کو بند کر دیا گیا۔ اس طرح ان کی مشکلات کی انتہا ہو گئی سباع نے تکالیف کا پہاڑ توڑ کر ایک عاشق سے پوچھا کہ بتاؤ اب محمد ﷺ کے بارے میں تم کیا جانتے ہو۔ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالی عنہ نے بڑے جوش میں آ کر فرمایا کہ وہ اللہ کے ایک نیک بندے اور اس کے رسول ہیں اللہ نے ان کو دین حق دے کر زمین پر بھیجا ہے۔ جونہی یہ جواب حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالی عنہ کی زبان مبارک پر آتا تو دائیں بائیں سے لاتوں گھونسوں اور پتھروں کی برسات ہو جاتی تھی۔

پھر جب حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالی عنہ کو خوب مار لیا جاتا تو ان سے دریافت کیا جاتا کہ لات اور عزیٰ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے وہ بت ہیں وہ تم کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتے۔

Marfat.com

یہ سن کر وہ ظالم پتھر اٹھا کر لاتے اور حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالی عنہ کے جسم مبارک کو ان گرم پتھروں پر لٹا کر دباتے اس گرمی سے ان کے جسم کی چربی پگھل کر بہ جاتی مگر زبان پر اللہ ہو کی صدا جاری رہتی۔

ام نمار سباع سے کم نہ تھی ایک دن اس نے عاشق اور معشوق کو باتیں کرتے دیکھ لیا تو وہ غصے سے پاگل ہوگئی اور اس نے بھٹی سے گرم لوہا نکال کر حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالی عنہ کے سر پر رکھا۔ اس ظلم سے حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالی عنہ بے ہوش ہو گئے مگر یہ عاشق اپنے محبوب ﷺ کا نام لینے سے نہ ٹلتا تھا۔

جب مسلمانوں کو اللہ نے ہجرت کا حکم دیا تو حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی ہجرت کا رادہ کیا مگر اس کو ام نمار نے روکے رکھا اور اس وقت تک حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالی عنہ نے ہجرت نہ کی جب تک ام نمار کو اللہ نے اس کے ظلم کی سزا نہ دی۔ اللہ نے ام نمار کے سر میں ایک درد اٹھایا اور وہ درد پھیلتا گیا حتی کہ وہ کتے کی مانند بھونکنے لگی۔ اس کے بیٹے ام نمار کو لے کر حکیموں کے پاس جاتے۔ اطباء نے اس کا علاج اس طرح کیا کہ اس کے سر میں گرم گرم لوہا لگایا جائے۔ اس لوہے سے اس کے سر میں اتنی تکلیف ہوتی کہ وہ سر کے درد کو بھول جاتی کیونکہ وہ ایک اللہ کے دیوانے کے سر پر گرم لوہا لگایا کرتی تھی۔

پھر اللہ کے حکم سے حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالی عنہ مدینہ تشریف لے آئے جب معرکہ بدر ہوا تو حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالی عنہ بھی اس میں شامل تھے۔ جب حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالی عنہ نے میدان میں عباع بن عبدالعزی کو شیر خدا کے ہاتھوں ذلیل اور جہنم واصل ہوتے دیکھا تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالی عنہ ساری عمر رسول اللہ ﷺ کے علم کے سائے میں رہے۔ اللہ نے آپؓ کو بڑی طویل عمر سے نوازا۔ آپ کی آنکھوں نے

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صداقت بھی دیکھی اور فاروقؓ کی عدالت بھی، حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان غنیؓ کی شرافت بھی دیکھی تو شیر خداؓ کی بہادری بھی، آپؓ کی آنکھوں نے مسلمانوں کو جنگ جمل میں باہم پیکار بھی دیکھا۔

آپؓ کی ابتدائی زندگی تکالیف اور عسرت میں گزری لیکن بعد میں اللہ جل شانہ نے اپنا کرم کر کے حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک مالدار آدمی بنا دیا۔ آپؓ ایک سخی دل انسان تھے۔ آپؓ نے ایک طویل عمر پائی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخری سالوں میں آپؓ کا وصال ہوا۔

Marfat.com

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ کا اصل نام مابہ تھا۔ والد کا نام بوزخشان تھا جو اپنے علاقے کا بہت بڑا جاگیردار تھا۔ اس جاگیر کی وجہ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ کا خاندان بڑا خوشحال تھا۔ اس خوشحالی کی وجہ سے آپؓ کے والدین نے آپؓ کو تعلیم کے لئے فارغ کر دیا اور آپ نے فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ فارسی کا علم حاصل کر لینے کے بعد آپؓ اس قابل ہو چکے تھے کہ الہامی کتب اور رسالوں کا مطالعہ کر سکیں اس مطالعہ سے زندگی کے رموز اللہ تعالی نے کھول دیئے۔ آپؓ کو اپنے آبائی مذہب مجوسیت سے نفرت پیدا ہونے لگی کیونکہ آپؓ کا آبائی مذہب مجوسی تھا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ کے مطالعے نے آپؓ کو اپنے مذہب سے اکتا دیا۔ کیونکہ مجوسیت میں آگ کی پوجا کی جاتی ہے۔ مذہبی لگاؤ کی وجہ سے بہت سی زبانوں کے ماہر ہو گئے۔ اور اس مہارت نے آپؓ کو اس کائنات کے مالک سے کے بارے میں سوچنے پر مجبور کر دیا۔ چونکہ آپؓ اپنے مذہب پر مطمئن نہ تھے اس لئے دوسرے مذاہب میں دلچسپی لینے لگے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ اس وقت کے مذہب عیسائیت میں کچھ زیادہ دلچسپی کا مظاہرہ کرنے لگے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ اس وجہ

Marfat.com

سے ان مذہبی رہنماؤں سے ملے جو توحید پرستی کی طرف قائل تھے۔ پادریوں نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عیسائی مذہب کی تعلیم دی۔ایک عرصہ کے لئے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عیسائی بن گئے۔آپؓ ایک طویل عرصہ عیسائی علماء کی صحبت میں رہے۔ بڑی سخت ریاضت کی عیسائی مذہب سے متعلق مجاہدہ کیا۔مگر پھر بھی آپؓ کو ذہنی و جسمانی سکون میسر نہ آیا۔حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یونہی کھوئے کھوئے سے رہنے لگے۔ایک دن آپؓ کی زبان پر وہ لفظ اللہ نے جاری فرمادیئے جن کی وجہ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پریشان اور کھوئے کھوئے رہتے تھے۔آپؓ نے اپنے روحانی امام سے جو کہ ایک پادری تھا اپنے دل کی بات کہہ دی کہ میں حق کی تلاش کرنا چاہتا ہوں عیسائیت مجھے اصل اور کامل دین نہیں مل رہا یہ دین مکمل نہیں ہے۔اس پادری نے آپؓ کو بتایا کہ ہاں ایسا ہی ہے کہ کیونکہ ایک نبی حضرت عیسیٰؑ کے بعد آئے گا مجھے اس کا اصل حال معلوم نہیں ہے بلکہ ایک میرا استاد ہے وہ اس کے بارے میں جانتا ہے۔تم اس کے پاس چلے جاؤ وہ تمھاری اصل معنوں میں راہنمائی کرے گا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے استاد سے شام کے پادریوں کا حال معلوم کر کے ان کی طرف رخت سفر باندھا۔حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام آگئے اور مزید عیسائیت کی تعلیم میں مجاہدہ کرنے لگے۔آخرانہوں نے نہ چاہتے ہوئے بھی عیسائی مذہب قبول کر ہی لیا۔ کچھ عرصہ اس شہر میں گذارنے کے بعد آپؓ ایک دوسرے شہر میں آگئے وہاں آپؓ کی ملاقات ایک بوڑھے اور دانا عیسائی راہب سے ہوگئی۔حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو اپنے دل کا حال کہہ سنایا تو اس نے آپؓ کو تسلی دی۔آپؓ اس پادری کی باتوں سے مطمئن ہو گئے اور اس کی خدمت

Marfat.com

کرنے لگے۔ جب اس پادری کی موت کا لمحہ حاضر ہوا تو اس نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میں تم کو ایک کام کی بات بتانے والا ہوں اس بات کو ذرا کان کھول کر سن لو اور زندگی بھر اسے یاد رکھنا۔ اس پادری نے آپؓ کو بتایا کہ عرب میں ایک پیغمبر آئے گا۔ اس کے نزول کا وقت قریب آ چکا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ پیغمبر دنیا میں آ چکا ہو اور اپنے دین کا مطالعہ کرنے میں مگن ہو۔ یہ بات سن کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رونگھٹے کھڑے ہو گئے۔ پادری نے اس پر مزید وضاحت کی کہ اس رسول کا دین بھی وہی ہو گا جو حضرت ابرہیمؑ کا تھا اس کا دین سچا اور آخری ہو گا۔ اس نے آپؓ کو رسول اللہ ﷺ کی مزید نشانیاں بتائیں۔

۱۔ ان کی کمر مبارک پر مہر نبوت ہو گی۔

۲۔ آپ ﷺ صدقہ نہیں کھائیں۔

۳۔ آپ ﷺ ہدیہ قبول فرمائیں گے اور کھائیں گے۔

اس پادری نے مزید کہا کہ اگر ممکن ہو سکے تو عرب میں چلے جاؤں اس طرح تم ایک رسول سے مل کر حقیقی راہنمائی حاصل کر لو۔ اس وصیت کے بعد اس پادری کا وصال ہو گیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے استاد کی تجہیز اور تکفین جلدی سے کی اور عرب میں جانے کا ارادہ کرنے لگے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا رخت سفر باندھا اور سوئے مدینہ چلنے لگے۔ آپؓ کو مدینہ کا راستہ معلوم نہیں تھا اس لئے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک یہودی کے قافلے کے ہمراہ چلنے لگے، راستے میں اس یہودی نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے غداری کی اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک دوسرے یہودی کے ہاتھ

Marfat.com

فروخت کر دیا۔ اب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک آزاد آدمی کی بجائے غلام بن گئے۔ آپؓ نے اپنے آقا کی خدمت میں دیانت داری دکھائی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دیانت داری اور نیک عادتوں کی وجہ سے اس مالک کے بھائی نے آپؓ کو خرید لیا۔ یہ یہودی بڑا نیک آدمی دکھائی دیتا تھا۔ اصل میں اس یہودی کا شہر مدینہ تھا۔ وہ کچھ عرصہ وہاں رہ کر اپنے آبائی گاؤں مدینہ آ گیا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آقا کی خدمت اسی محنت اور لگن سے کی۔ تھوڑے عرصہ کے بعد رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے آئے۔ یہاں آ کر رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے تو مابہ نے تمام نشانیوں کو پرکھا تو وہ تمام نشانیاں صحیح ثابت ہوئیں تو مابہ نے دل سے اسلام قبول کر لیا۔ جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس بات کا علم ہوا کہ وہ نبی مدینہ آ گئے ہیں تو آپؓ کے دل میں محمد ﷺ سے ملنے کی تڑپ سخت انداز میں پیدا ہو گئی۔ یہ تڑپ پیدا کیوں نہ ہوتی۔ اس مقصد کے لئے آپؓ کو آزاد زندگی سے غلامی ملی بہت سے دکھ جھیلے۔ ماں باپ بہن بھائیوں سے دوری ہوئی۔ وطن چھن گیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے ملنے لگے۔ یہودیوں کو رسول اللہ ﷺ کی حقانیت کا علم تھا مگر وہ اپنے مال و دولت اور جاہ و حشمت کو قربان نہیں کرنا چاہتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ اگر وہ محمد ﷺ کو اپنا آقا تصور کرتے ہیں تو ان کی عزت کم ہو جائے گی، محمد ﷺ ان کے آقا بن جائیں گے اور ان کی پہلی سی معاشی حالت بھی کم ہو جائے گی۔ پہلے پہل حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقا ﷺ سے چھپ کر ملتے رہے۔ آخر ایک دن آپؓ کو وہاں محفل محمدی ﷺ میں کسی نے دیکھ لیا تو آپؓ پر سختی بن گئی۔ مگر اس سختی کو آپؓ نے بڑی پامردی سے برداشت کیا۔ کچھ عرصہ بعد

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو یہودی آقا سے آزاد کروا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داخل کر دیا۔ پہلے آپؓ کا نام مابہ تھا اب آپؓ کا اسلامی نام حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رکھ دیا گیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کرام کے ساتھ رہنے لگے اس طرح آپؓ کی نئی زندگی کا آغاز ہوا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دل کھول کر اسلام کی تبلیغ میں حصہ لیا۔ سفر ہو یا حضر آپؓ ہر ممکن طور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے۔

۵ ہجری کا زمانہ ہے۔ کفار مکہ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی طاقت سے خائف ہیں انہوں نے پہلے بھی کئی مرتبہ مسلمانوں پر اپنے حملے کیے تھے مگر ان کو منہ کی کھانی پڑی تھی اس سال وہ اپنا تمام غصہ ٹھنڈا کرنا چاہتے تھے اور اسلام کو مٹانا چاہتے تھے۔ کفار کی تعداد چوبیس ہزار کے لگ بھگ تھی جبکہ مسلمانوں کی تعداد کچھ کم ہی تھی۔ مسلمان عددی طور پر کفار کے مقابلے کی پوزیشن میں نہ تھے۔ تمام مسلمان اکٹھے ہوئے تاکہ کوئی نئی حکمت عملی بنائی جائے تاکہ اہل کفر کے ساتھ مقابلہ آرائی کے مناسب اور اچھے نتائج برآمد ہوسکیں۔ ہر کوئی اپنی اپنی بات کہے جا رہا تھا۔ ایک بزرگ اس محفل میں کھڑا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں، اس نے کہا دوستوں میری ایک رائے ہے کہ اس بار ہم مدینہ میں رہ کر لڑائی کریں۔ اور اس کا بہتر حل یہی ہے کہ ہم اپنے شہر کے اردگرد ایک کھائی کھودیں جس کو اہل کفر عبور نہ کرسکیں۔ تمام نے اس رائے کو مناسب رائے خیال کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ رائے پسند آئی۔ لہذا اکثرت رائے کی بنا پر شہر مدینہ کے ایک طرف جس طرف پہاڑ نہیں ہے وہاں خندق کھودے جانے کا پروگرام بنا تاکہ دشمن اس کو عبور نہ کرسکے اور مدینہ پر حملہ نہ کرسکے۔

Marfat.com

چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے سے مکہ کے ایک طرف تین میل لمبی خندق کھودی گئی۔ تمام صحابہ کرام نے بڑی محنت اور جانفشانی سے خندق کی کھدائی میں حصہ لیا۔ اس کی کھدائی کے دوران رسول اللہ ﷺ کے کئی معجزے سامنے آئے۔ اس خندق میں ہی رسول اللہ ﷺ نے روم و ایران کی فتح کا مژدہ بھی سنایا تھا۔

اتنی دیر میں کافر بھی مدینہ آگئے جب وہ مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے آگے ہوئے تو خندق دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ اس جنگ میں کفار کی کمر ٹوٹ گئی۔ اور وہ اس کے بعد مسلمانوں پر حملہ کرنے کے قابل نہ رہے۔ اس کے بعد مسلمان ہی مکہ کی حکومت پر حملہ آور ہوئے۔

جب مسلمانوں نے طائف کا محاصرہ کر رکھا تھا تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مشورہ دیا۔ جب اس مشورے پر کام کیا گیا تو ایک بڑی شاندار مشین بن گئی۔ اس مشین کو آج کے ترقی یافتہ دور میں مارٹر کہا جاتا ہے اس مارٹر کے موجد کا نام بھی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ یہ ایک بہترین ہتھیار ہے۔ یہ محاصرہ توڑنے کے لئے سب سے کامیاب ہتھیار ہے۔ پہلے پہل اس میں پتھر رکھ کر قلعوں کے اندر پھینکے جاتے تھے۔ اس تباہی کو دیکھ کر اہل قلعہ اپنا دروازہ کھول کر میدان میں نکل آتے تھے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے سادہ طبیعت انسان تھے۔ آپؓ ایک سادہ زندگی گزارنے کے عادی تھے۔ جب خلیفہ نے آپؓ کو مدائن کا گورنر بنایا تو آپؓ کی سادگی میں بالکل فرق نہ پڑا۔ آپؓ کسی قسم کی ٹھاٹھ باٹھ کے روادار نہ تھے۔ بلکہ بالکل سادگی سے گلیوں میں گھوم پھر کر لوگوں کے احوال معلوم کیا کرتے تھے۔ بارہا

Marfat.com

ایسا ہوا کہ جب آپؓ گشت کرتے تھے تو لوگ آپؓ کو سادہ لوح سمجھ کر اپنا کام کرنے کو کہتے۔ آپؓ بڑی محنت سے اس کا کام کرتے تھے۔ اور اس کو احساس تک نہ ہونے دیتے۔ جب ان کو یہ معلوم ہوتا کہ یہ آدمی تو مدائین کا بادشاہ ہے تو وہ پریشان ہوتے اور آپؓ سے معذرت کرتے جبکہ آپؓ فرماتے کہ میرا فرض یہ ہے کہ میں عوام کی خدمت کروں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بڑے دیندار اور سمجھدار صحابی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک جری بہادر بھی تھے۔ کئی بار آپؓ کی تلوار نامدار نے دشمنوں کے چھکے چھڑائے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب بھی کسی علاقے کا حاکم بنایا گیا۔ تو آپؓ نے وہاں کی عوام کا دل عدل قائم کر کے جیتا۔ مساوات اور برابری آپؓ کا شیوہ تھا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخی دل انسان بھی تھے جب بھی آپؓ کے در پر کوئی فقیر صدا لگاتا تو وہ کبھی خالی ہاتھ واپس نہیں جاتا تھا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ ﷺ سے بڑا لگاؤ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو بھی آپؓ سے بہت اُنس تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے اہل بیت میں سے ہیں۔ آپؓ کی عمر مبارک ۱۵۰ سال کے قریب تھی۔ آپؓ سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔ آپؓ نے ۳۵ ھ میں انتقال فرمایا۔

Marfat.com

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کے لئے یہ بات قابل صد افتخار ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے گھر میں محو آرام ہوئے۔ اور آپؓ کے گھر کو یہ بھی اعزاز ہے کہ اللہ نے اس گھر کو ایک طویل عرصہ پہلے رسول اللہ ﷺ کے لئے مخصوص فرما دیا تھا حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کا نام خالد ہے۔ والد کا نام زید انصاری ہے۔ آپؓ میزبان رسول ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ شریف لائے تو ہر صحابی کی خواہش تھی کہ آپ ﷺ ان کے مہمان بنیں۔ مگر اللہ کے حکم سے آپ ﷺ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کے مہمان بنے۔

حضرت ابوایوب انصاری کے مکان کے سامنے ایک خالی جگہ تھی جس کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کو یہ خیال آیا کہ مسلمانوں کے نماز پڑھنے کے لئے ایک مسجد کی ضرورت ہے کیونکہ اللہ کے حکم سے مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا تھا۔ اس لئے اللہ کے رسول ﷺ نے مدینہ میں فوراً قدم رکھتے ہی مسجد کی تعمیر پر دھیان دیا۔ یہاں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی قبا سے آکر بیٹھ گئی تھی۔ یہ زمین دو یتیم بچوں کی تھی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے وہ زمین خرید کر مسجد کے لئے وقف فرما دی۔ اس زمین کے مالک یہ زمین مفت میں دینے کے لئے رضامند تھے مگر رسول اللہ ﷺ نے یہ زمین مول لے کر ہی مسجد

Marfat.com

کی بات پکی کی۔ یہاں پر چند قبریں تھیں جن کو حکم نبی ﷺ سے برابر کر دیا گیا اور جو کھجور کے درخت تھے ان سے مسجد کی چھت کا کام لیا گیا۔ مسجد نبوی کی تعمیر میں رسول اللہ ﷺ نے خود بھی حصہ لیا۔ اور یہ مسجد اللہ کے حکم سے جلد ہی تعمیر ہوگئی۔ مسجد نبوی ایک شاندار مسجد بنی۔ حضرت بلالؓ اس مسجد کے موذن مقرر ہوئے۔

جونہی رسول اللہ ﷺ مدینہ میں آئے تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کا گھر اسلام کی تبلیغ کا پہلا مرکز بنا وہ گھر جو آپؓ کو وراثت میں ملا تھا۔ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ضرورت کی بنا پر ایک کمرہ اپنے لئے پسند فرمایا۔ اور بالائی منزل میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کے اہل خانہ رہنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ کے دیوانے کو یہ کہاں پسند تھا کہ اللہ کا رسول ﷺ نیچے رہے اور وہ خود اس گھر کے بالائی حصے میں رہے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ بالائی منزل والا گھر لے لیں۔ اس طرح آپ ﷺ کی بے ادبی ہوتی ہے کہ ہم اوپر رہیں اور آپؐ نیچے رہیں مگر رسول اللہ ﷺ نے یہ کہہ کر ان کو ٹال دیا کہ میرے پاس مہمان آتے ہیں ان کو بالائی منزل میں تکلیف ہوگی۔ لہذا آپ مجھے یہاں ہی رہنے دیں یہ میرے لئے بہت زیادہ مناسب ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے سات ماہ آپؓ کے گھر میں قیام فرمایا۔ جب آپ ﷺ کا حرم بن گیا تو آپ ﷺ اس گھر میں تشریف لے گئے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی زندگی رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ گزاری۔ بیشتر لڑائیوں میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ نے شرکت کی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور تک تمام محاربات میں شامل رہے۔

Marfat.com

قسطنطنیہ میں جو لشکر بھیجا گیا تھا اس میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ بھی شریک تھے۔اس جنگ میں آپؓ کی طبیعت خراب ہوگئی۔آپؓ نے لوگوں کو وصیت کی تھی کہ اگر میں جنگ سے پہلے مرجاؤں تو میری لاش کو بھی اپنی صف بندی کے سامنے رکھنا اور اپنے قدموں میں دفن کرنا،لہذا آپؓ کی وصیت مکمل کی گئی۔اور آپؓ کو قسطنطنیہ کے قلعہ کی دیوار کے نیچے دفن کیا گیا۔آپؓ نے ۵۱ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جو کہ ہذیل قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبداللہ تھا۔ والد گرامی کا نام ابوعبدالرحمان تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمرؓ سے کچھ پہلے اسلام قبول فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس رکھ لیا تھا۔ آپؓ رسول اللہ ﷺ کے خدام خاص تھے۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کر رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ ﷺ کے ہمراہ ہیں جب آپ ﷺ غار سے نکلے تو آپ ﷺ کے سامنے ایک ریوڑ آیا۔ اس ریوڑ کو عبداللہ بن مسعود چرا رہا تھا وہ اس وقت ایک نوخیز لڑکا تھا۔ آپ ﷺ نے اس لڑکے کو کہا کہ تم ہمیں دودھ پلاؤ گے اس نے کہا کہ میں امین ہوں اور امانت میں خیانت نہیں کروں گا، آپ ﷺ نے کہا کوئی ایسی بکری ہے جو دودھ نہیں دیتی۔ حضرت ابوبکر نے ایک بکری کا بچہ پکڑا اس کے تھن چھوٹے تھے۔ آپ ﷺ نے اس کے تھنوں کو ہاتھ لگایا وہ دودھ سے بھر گئے۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ ایک گہرا پتھر لے آئے اس پتھر میں دودھ دوہا گیا اور آپ ﷺ نے دودھ دوہنے کے بعد اللہ سے دعا کی تو اس کے تھن سکڑ گئے۔ اس بات سے متاثر ہو کر حضرت عبداللہ بن مسعود نے اسلام قبول کرنے کا تہیہ کر لیا اور اس نے آپ ﷺ سے کئی سورتیں سماعت کیں اس نے ان سورتوں کو یاد بھی کیا۔

Marfat.com

قرش مکہ کو اپنے مال و متاع پر غرور تھا۔ وہ دل ہی دل میں اسلام کے پودے کی نشو ونما سے خائف تھے اور اس نوخیز پودے کو کچلنا چاہتے تھے۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے ایک بڑا لشکر ترتیب دیا اور مدینہ کی اسلامی حکومت پر حملہ کرنے کی غرض سے چڑھ دوڑے۔ اس لشکر جرار کی قیادت قریش مکہ کا سردار ابوجہل کر رہا تھا وہ ویسے تو رسول اللہ ﷺ کا چچا تھا مگر اسلام کی ترقی اور محمد ﷺ کی حکومت سے جلا بھنا بیٹھا تھا۔ قریش مکہ کا یہ لشکر مدینہ کے نواح میں بدر کی وادی میں آن وارد ہوا اور ایک اچھی زمین پر قابض ہو گیا۔ اس لشکر نے آتے ہی تباہی مچانا شروع کر دی تا کہ مسلمانوں کے ساتھ ٹکراؤ کا جواز بنایا جا سکے۔

رسول اللہ ﷺ کو اللہ رب العزت نے ساری صورتحال سے آگاہ فرما دیا تھا۔ آپ ﷺ بھی اپنے لشکر کو لے کر مدینہ سے باہر نکلے ایک طرف لات، مناۃ اور ہبل کے رکھوالے دوسری طرف اللہ اکبر کی پکار پر گردن کٹانے والے مجاہد، ایک طرف مال و دولت کی ریل پیل تو دوسری طرف ہر طرح کی آسائش سے پاک چند برہنہ بدن مجاہدوں کا جتھہ۔ رسول اللہ ﷺ نے سالاران لشکر داعیان اللہ واحد کی کانفرنس طلب فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے دو صحابہ کرام کو دشمن خدا کے لشکر کی اطلاعات معلوم کرنے کے لئے بھیجا۔ ایک تھے حضرت عمارؓ اور دوسرے تھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم ملا کہ حضرت عمارؓ سے دوسرے زاویے پر رہ کر دشمن کے کیمپ کی اطلاعات ہمیں دیں تا کہ حتمی فیصلہ ہو سکے کہ کارروائی کی نوعیت کیا ہو گی اور کس طرح ہو گی۔ مدینہ سے ایک میل دور بیئر ابی عتبہ کے مقام پر اسلامی لشکر کی حضرت طلحہؓ اور حضرت زیدؓ سے ملاقات ہوئی جو کفار کی جاسوسی کی خاطر سوئے مکہ گئے تھے۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زیدؓ نے مکہ کے لشکر کے نکل جانے کی اطلاع دی۔ اسلامی لشکر آپ ﷺ کی قیادت میں بیت السیف آ کر رکا جہاں پر لشکر کا

Marfat.com

جائزہ لیا گیا۔اور حتمی پالیسی مرتب کی گئی۔

یہاں عہد و پیمان کر کے آپکے یہ جانثار صحابہؓ اپنے آقا کے ہمراہ میدان بدر میں فروکش ہوئے۔ مشیران سید الکونین ﷺ یوں سوال کرتے تھے کہ حضور ﷺ یہاں ٹھہرنے کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یا اچھے مقام کا انتخاب کرنے کی بھی اجازت ہے۔باہمی مشورہ سے بدر کے ذخائر آب کو قبضہ میں لیا گیا اور اپنے لشکر کے لئے پانی کا حوض بنایا گیا تاکہ کسی بھی ہنگامی ضرورت کے پیش نظر فراہمی آب بغیر کسی دقت کے میسر ہو۔میدان جنگ کا منظر یہ تھا کہ آیت قرآنیہ کے ساتھ ساتھ باران رحمت کا بھی نزول ہو رہا تھا۔حضور ﷺ ساری رات جاگ کر اپنے پروردگار سے فتح و نصرت کی نیاز مندانہ التجا کرتے رہے جس سے مسلمانوں کے دلوں پر سکون طاری ہو گیا:۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے سارے رازوں کا علم تھا۔دوران سفر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کا بستر، وضو کا پانی، نعلین مبارک اور مسواک لیے رکھتے تھے۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عشرہ مبشرہ میں نہیں مگر رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی تھی۔رسول اللہ نے اپنی پسند، ناپسند کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ منسلک کر دیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ شب معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری براق تھی۔یہ ایک چارپایہ جانور ہے۔جس پر آپ ﷺ سے قبل بھی انبیاء سوار ہوا کرتے تھے۔یہ جانور اپنا ایک قدم اتنے فاصلے پر رکھتا تھا جتنی دور تک اس کی نظر جاتی تھی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر سوار ہو کر بیت المقدس گئے۔یہاں پر آپ ﷺ نے مظاہر قدرت کا مطالعہ کیا اور تمام رسولوں کی امامت کروائی۔اس کے بعد آپ ﷺ عرش کی طرف لے جائے گئے۔وہاں جنت اور بہشت کا نظارہ کروایا گیا۔اللہ جل شانہ سے ملاقات کا شرف ملا۔اس کے بعد پھر

Marfat.com

آپ ﷺ کو واپس اپنے کمرے میں لا کر چھوڑ دیا گیا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حسد سوائے دو چیزوں میں جائز نہیں ایک وہ شخص جسے اللہ نے مال و دولت عطا کی ہو اور وہ اسے اللہ کی راہ میں مسلسل خرچ کرتا رہے اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ جل شانہ نے علم و حکمت عطا فرمائی اور وہ اسے لوگوں کو سکھانے اور ان کے درمیان عدل کرنے میں مشغول ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قد پستہ تھا۔ حضرت عثمانؓ کے دور میں بیت المال کی ذمہ داری آپؓ کی تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتہائی ایمانداری اور لگن سے ڈیوٹی سرانجام دی۔ آپؓ نے اسلامی حکومت کے ایک ٹکے کو بھی ضائع نہ ہونے دیا۔ آپؓ کا وصال ۳۲ھ میں ہوا تھا۔

Marfat.com

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاعر رسول ﷺ ہیں۔ آپؓ اسلام سے پہلے بھی اعلیٰ پائے کے شاعر تھے۔ مگر اسلام کے بعد آپؓ نعت رسول ﷺ کے شاعر ہو گئے۔ زمانہ جہالت میں آپ کی زندگی بھی عام عربوں کی طرح بسر ہوئی مگر جب اللہ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں اسلام کی شمع روشن کر دی تو رسول اللہ ﷺ کے حلقہ احباب میں فوراً شامل ہو کر صحابی ہونے کے ساتھ ساتھ شاعر رسول کا اعزاز حاصل کیا۔ آپؓ کے اشعار میں بڑی رعنائی، جرات اور بہادری کے رموز پنہاں ہیں۔ آپؓ کے شعر میدان جنگ میں صحابہ کرام کے دلوں کو ایک نئی روح سے آشنا کر دیا کرتے تھے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کے شعرا میں حضرت کعب بن مالکؓ، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل تھے دعوت اسلامی میں ان شعراء کرام کا بہت بڑا حصہ ہے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے محبوب شاعر تھے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی مرتبہ اشعار کہے جن کو رسول اللہ ﷺ نے پسند فرمایا۔ جب مسلمانوں نے بنو قریظہ کی بدعہدی پر ان سے معرکہ آرائی کی تو آپؓ نے وہاں اس طرح اشعار کہے:۔

لقد لقیت قریظة ماسا ھا

Marfat.com

وما وجدت لذل من نصیر

جن چیزوں کے ارتکاب نے بنوقریظہ کو مذموم بنا دیا تھا ان کا نتیجہ انہوں نے دیکھ لیا ہے ان کی مکروہ فطرت کے باعث ان کو اللہ نے ہر کسی مددگار سے دور کر دیا۔

دوسرے مقام پر آپؓ نے اس طرح اشعار کہے:۔

اصابهم بلاء كان فيه

سوىٰ ما قد اصاب بني النضير

غداة اتاهم بهوى اليهم

رسول الله ﷺ كالقمرا المنير

له خيل صبحنبة تعاوىٰ

بفرسان عليها كا لعقور

بنوقریظہ کو جن مصائب کا سامنا کرنا پڑا وہ بنونضیر کو آنے والے واقعہ سے مختلف تھی۔ بنوقریظہ کی طرف رسول اللہ ﷺ بڑھے چلے آ رہے تھے اور ساتھ ساتھ وہ گھوڑے بھی تھے جو شاہین صفت دواروں کو اپنے اوپر بٹھائے تیزی سے آ رہے تھے۔ (ابن اسحٰق)

جب چند افراد نے حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگائی تو اللہ نے اپنی جناب سے حضرت عائشہؓ کی پاکدامنی کی گواہی دی تو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اشعار میں لوگوں کے دلوں کو یوں گرمایا۔ جس کا ترجمہ یوں ہے۔''
اور جب حضرت عائشہؓ کے بارے میں علم ہوا کہ وہ عفیفہ ہیں، بڑی شان والی ہیں ان پر کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی صبح اس طرح ہوتی ہے کہ بے خبر عورتوں کی غیبت سے بالکل پاک ہوتیں ہیں وہ اس قبیلہ لوئی بن غالب کی ایک عاقلہ خاتون ہیں جو مجد و شرف کے حصول کے لئے کوششیں کرتے رہتے ہیں اور ان کی عزت و شرف کو زوال نہیں۔ وہ

Marfat.com

ایک ایسی تہذیب یافتہ خاتون ہیں جن کی فطرت ہی اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ بنائی ہے اور ہر شر سے انہیں پاک رکھا ہے۔'' دوسری جگہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی شاعری کے جوہر کچھ یوں دکھائے ''پس اگر میرے منہ سے نکل گیا کہ جس کا تم لوگ تذکرہ کرتے ہوتو اس سے خوب سمجھ لو کہ اس سے میرا مطلب یہ نہ تھا کہ اپنا ہی کوڑا لے کر اسے مارلوں یعنی اُم المومنین کی شان میں حرف تک نہیں پہنچ سکتا۔''

جب غزوہ موتہ میں مسلمانوں کے کئی سالار جام شہادت نوش فرما گئے ان تمام کی شہادت کا رسول اللہ ﷺ کو بہت غم تھا مگر حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا غم رسول اللہ ﷺ کو بہت زیادہ تھا ان کے بارے میں شاعر رسولؐ نے اپنے خیالات کا یوں اظہار فرمایا:۔

ترجمہ:۔ دنیا میں حضور ﷺ کے پیارے جعفرؓ کی شہادت مجھ پر گراں گزری ہے اس لئے میں رو پڑا۔ اے جعفرؓ جس وقت تمہاری شہادت کی خبر ہمیں دی گئی میں نے چیخ کر کہا جس وقت تلواروں کو ان کے نیاموں سے مارنے کے لئے نکالا جائے گا اور جس وقت نیزے متواتر اپنی پیاس بجھائیں گے اس وقت ان تلواروں اور نیزوں کو لے کر کون کون ہے جو حضور اکرم ﷺ کے پرچم عقاب نامی اور اس کے سائے کے نیچے آ کر حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد دشمنوں کا مقابلہ کرے گا۔ وہ جعفرؓ جو فاطمہ بن اسد بن ہاشم کے مبارک بیٹے اور ساری دنیا میں بہتر انسان ہیں۔ (ابن ہشام)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ساری عمر رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں بسر کی۔ رسول اللہ ﷺ سے دعائیں حاصل کیں۔ رسول اللہ ﷺ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شعروں کو بہت پسند فرمایا کرتے تھے۔

رسول اللہ صحبت میں زیادہ وقت گزارنے کی وجہ سے حضرت عمرؓ، حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عائشہ نے آپؓ سے بعض احادیث روایت کی ہیں۔ آپؓ سے منقولہ احادیث ہر طرح سے مضبوط اور صحت مند ہیں۔ حضرت حسان بن ثابت رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ اول کے زمانے میں بھی شاعری کی۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روشن آنکھوں نے عدل فاروقیؓ کی تابنا کی بھی دیکھی۔ آپؓ نے عثمانیؓ سخاوت اور علیؓ کی بہادری کے جوہر بھی دیکھے اور جب اسلام کی تلواریں آپس میں ٹکرائیں تو بھی شاعر رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحیات تھے۔ آپؓ کا وصال ۴۰ ہجری میں ہوا۔

Marfat.com

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

اللہ کی دھرتی پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی حکومت ہے ہر طرف عدل کی صدائیں گونج رہی ہیں۔ کسی میں اتنی سکت نہیں کہ کسی کا مال کھا جائیں۔ شیر میں اتنی جان نہیں کہ وہ بکری پر حملہ کرے، اور نہ ہی شاہین میں اتنی جرات کہ وہ فاختہ کو لقمہ بنائے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی محفل عدل ہمیشہ اپنے سکریٹریٹ میں ہر روز لگتی تھی۔ سیکٹریریٹ کیا ہے بس اللہ کا گھر...... یہی حاکم وقت کا ایوان صدر ہے اور یہاں ہی جب نماز کا وقت ہو جاتا ہے صفیں سیدھی کر کے اللہ کے حضور حاضری مکمل کر لی جاتی ہے۔ معمول کی طرح آج بھی لوگ جمع ہیں۔ ہر کوئی اللہ کا شکر ادا کر رہا ہے کہ اس کی دھرتی پر عدل ہوتا ہے۔

ارے...... یہ کیا؟ دو لڑکوں نے ایک اجنبی کو پکڑ رکھا ہے مگر اجنبی بغیر کسی تامل کے کے ان کے ساتھ چلا جا رہا ہے۔ کسی کو معلوم نہیں تھا کہ کیا معاملہ ہے؟ کسی کو قضیے کا علم نہیں۔ ان دو جوانوں میں سے ایک بولا۔ عالیجاہ! اس نے ہمارا باپ قتل کیا ہے۔ یہ اسلامی حکومت کا مجرم ہے اس سے ہمارا حق لیجئے۔ دوسرے نے روتے ہوئے کہا۔ اس نے ہمارے بوڑھے باپ کو قتل کیا ہے۔ جسے مجرم کہا جا رہا تھا وہ خاموشی سے کھڑا ہے۔ تمام آدمی اس کو دیکھ رہے ہیں۔

Marfat.com

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے اس مجرم کی طرف دیکھا اور بڑے نرم لہجے میں دریافت کیا۔آپ ان دونوں بھائیوں کا بیان سن چکے ہو۔اب تم اپنے اوپر لگے الزام کا جواب دو۔اپنی صفائی پیش کرو۔اپنے حق میں گواہ پیش کرو۔

ملزم بڑے اعتماد سے گویا ہوا۔امیر المومنینؓ بس اس کے والد نے کوئی ایسی بات کہی تھی جس سے میں پاگل ہوگیا اور میں نے پتھر مارا اور ان کا باپ اس پتھر کے لگنے سے مرگیا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا اس کا مطلب ہے کہ تم نے خود ہی جرم کا اقرار کرلیا۔اور تم اب قاتل ہو۔تم پر قصاص لازم ہے۔اب تمہیں عدل کا سامنا کرنا پڑے گا۔اس قاتل نوجوان نے کہا۔حضور مجھے دین اسلام کے قانون اور خلیفہ اسلام کے حکم سے ہرگز انکار نہیں۔لیکن اب میں ایک اعانت چاہتا ہوں۔اسے آپ اعانت کہہ لیں یا مہلت۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا! قاتل مہلت اور اعانت کا مستحق نہیں ہوسکتا۔تاہم تم کہو......ہم دیکھتے ہیں کہ کیا کیا جائے۔

نوجوان قاتل نے کہا کہ اے خلیفہ میرا ایک چھوٹا بھائی ہے جو ابھی تک چھوٹا ہے۔والد ہمارا فوت ہو چکا ہے،اس کی کفالت میرے ذمے ہے۔میرے والد نے تھوڑا سا سونا وراثت میں ہمارے لئے چھوڑا ہے۔اور چوری کے ڈر سے وہ سونا میں نے زمین میں دبایا ہے۔جہاں سونا دبایا گیا ہے اس کا صرف مجھے ہی علم ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ پھر تم کو کیا کرنا ہے۔

Marfat.com

نوجوان نے کہا کہ اگر وہ سونا میرے بھائی تک نہ پہنچا تو قیامت کے دن اللہ مجھ سے پوچھے گا کہ تو نے بے ایمانی کی ہے۔ اس وقت میں اللہ کے حضور کسی قسم کا جواب دینے سے قاصر ہونگا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تو سچ ہے قیامت کے دن ہر کسی سے اپنی جوابداری کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اب تم کیا چاہتے ہو۔ نوجوان نے کہا کہ میں چاہتا ہوں مجھے تین دن کی مہلت دی جائے تاکہ میں اپنے اس فرض منصبی سے عہدہ برآں ہوسکوں۔ اس عرصے میں میں اپنے بھائی کا مال اس کو دے آؤں گا اور اس کو کسی کے سپرد کر آؤں گا۔

یہ بات سن کر حضرت عمرؓ کی گردن جھک گئی۔ وہ سوچنے لگے کہ کیا جائے۔ تمام حاضرین بھی اس گتھی کو سلجھانے کے بارے میں سوچنے لگے۔ خلیفہ کی سمجھ میں اس کا حل آگیا تو اس نے کہا۔ برخوردار تم کو اجازت دی جاسکتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ تم کوئی اپنا ضامن پیش کرو۔ عالی جاہ میں ضامن کہاں سے پیش کروں۔ میں تو اس علاقے میں اجنبی ہوں۔ اس جوان نے اپنے دل میں سوال کیا۔

یہ سن کر نوجوں نے حاضرین کی طرف دیکھا۔ تمام حاضرین خاموش تھے۔ ہو کا عالم تھا۔ اس جوان کی نظر ایک خوبصورت اور روشن چہرے پر آکر رک گئی۔ وہ جوان خلیفہ سے گویا ہوا۔ حضور یہ بزرگ میری ضمانت دے گا۔ خلیفہ نے کہا کہ اگر یہ ضمانت دیتا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اس روشن چہرے والے بزرگ نے کہا کہ میں اس جوان کی ضمانت دیتا ہوں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے جوان تم کو تین دن

Marfat.com

کی مہلت دی جاتی ہے۔ تمہیں اس دربار میں چوتھے دن سورج کے غروب ہونے سے پہلے آنا ہوگا۔ اب تم جاسکتے ہو۔ جوان نے کہا کہ انشاء اللہ...... میں وعدہ پورا کروں گا۔

خلیفہ وقت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کر کے وہ جوان چلا گیا۔ اس جوان کو گئے ہوئے آج چار دن ہو گئے ہیں۔ لوگوں کی تشویش میں اضافہ ہو رہا ہے۔ وہ روشن چہرہ بزرگ اسی طرح ہشاش بشاش ہے۔ لوگ افسوس کر رہے ہیں کہ آج ہمارے اس باعتماد بزرگ کی گردن کٹ جائے گی۔ مگر اس بزرگ کو کسی قسم کا کوئی فکر نہیں ہے۔ چہ مگوئیاں ہو رہی ہیں۔

لوگ کبھی اس حسین و جمیل جوان کے بارے میں سوچتے ہیں اور پھر اس بزرگ کی طرف دیکھتے ہیں۔ لوگ کہہ رہے ہیں کہ اس بزرگ نے دوراندیشی سے کام نہیں لیا۔ ایک قاتل کی ضمانت دے دی اور اس کی جس کو کوئی بھی نہیں جانتا۔ لوگوں نے پوچھا۔ سیدنا! آپ اس جوان سے واقف تھے۔ فرمایا، نہیں میں نے پہلی مرتبہ اس کو دیکھا تھا۔

ابھی تک مجرم نہیں آیا تھا۔ وہ جان بچا کر بھاگ گیا ہوگا۔ پھر لوگ اس بزرگ کے پاس آئے اور کہا کہ ابھی چند ساعت تمہاری زندگی ہے۔ بس سورج کے غروب ہوتے ہی تمہاری گردن کاٹ دی جائے گی۔ تم نے یونہی اپنی موت کو دعوت دی بزرگ نے کہا کہ۔ واللہ میں اس کو جانتا تک نہیں، مگر جب میں نے اس کے روشن چہرے کو دیکھا تو میں نے یہ خیال کیا کہ ایسا چہرہ جھوٹ نہیں بولا کرتا۔ میں اس جوان کے اعتماد کو ٹھکرانا نہیں چاہتا تھا۔ لوگوں نے اس ضمانت کو عجیب کہا۔

جوں جوں وقت گزرتا جارہا تھا۔ لوگوں کی تشویش میں مزید اضافہ ہو رہا تھا۔

Marfat.com

مقتول بوڑھے کے دونوں بیٹے بڑے سخت لہجے میں اس بزرگ سے گویا ہوئے لاؤ ہمارا مجرم کہاں ہے۔اس بزرگ نے کہا کہ ابھی وقت باقی ہے اگر وہ نہ آیا تو میں حاضر ہوں تمہیں انصاف دوں گا۔

خلیفہ وقت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اگر وہ مجرم نہ آیا تو تمھارے جسم کے ساتھ بھی وہی کارروائی کی جائے گی جو ہم نے اس کے ساتھ کرنا تھی۔یہ بات سن کر لوگوں میں پریشانی کی لہر دوڑ گئی۔خلیفہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

مقتول بوڑھے کے بیٹے اس بزرگ سے تقاضا کر رہے ہیں۔لاؤ ہمارا مجرم۔ اس بزرگ نے کہا کہ تم خون بہا لے لو ثواب کا کام ہے۔ایک لڑکے نے کہا کہ ہم تو اپنے باپ کا خون معاف نہیں کریں گے۔ہم اپنے باپ کے خون کا بدلہ لیں گے۔

لوگوں کو اس بزرگ صحابی پر افسوس ہو رہا ہے کہ مفت میں جان جائے گی۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ بھی دیکھا۔خلیفہ اول کے زمانے میں بھی اس نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔

اب سورج نے اپنی شکل تبدیل کر لی ہے۔وہ اب سورج نہیں تانبے کی ایک تھال کا روپ دھار چکا ہے۔بس چند لمحوں کی بات ہے کہ اس وقت ایک ناحق بزرگ کی جان جائے گی۔لوگ اس راستے کی طرف دیکھ رہے ہیں جدھر وہ جوان گیا تھا۔لوگوں کو دور گرد و غبار اڑتا ہوا دکھائی دیا۔سب لوگوں کی نظریں اس خاک کی طرف اٹھ گئیں خاک کچھ کم ہوئی تو معلوم ہوا کہ ایک آدمی دوڑتا ہوا آ رہا ہے۔اس کی سانس پھولی ہوئی ہے مگر وہ ایک لگن کے ساتھ دوڑا جا رہا ہے۔سب کی آنکھیں اس جوان کی طرف لگ گئیں سب نے اس جوان کو پہچان کر کہا کہ یہ تو وہی جوان ہے جس کی ضمانت دی گئی

Marfat.com

تھی۔

تشویش اور پریشانی کی فضا میں کمی آئی۔لوگوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ لوگوں نے بزرگ کی جان بچ جانے پر اسے مبارک باد دی۔خلیفہ اس جوان کے ساتھ ہم کلام ہوئے اور کہا کہ تم اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے ہو۔جوان نے کہا کہ میں اب اپنے بھائی کی طرف سے مطمئن ہوں۔میں اپنے بھائی کا ولی اپنے ماموں کو بنا آیا ہوں وہ اس کی کفالت کرے گا۔سونے کی جگہ بھی اس کو بتا آیا ہوں۔اس بات کو سن کر تمام حاضرین رونے لگے۔ان لڑکوں کا دل پسیج گیا اللہ نے ان کے دل میں رحم ڈال دیا۔ اور انہوں نے کہا کہ ہم اپنے باپ کا خون معاف کرتے ہیں۔

تمام حاضرین اس واقعے سے بڑے خوش ہوئے۔خلیفہ وقت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس جوان سے فرمایا! تم نے نیک نیتی سے اپنا وعدہ پورا کیا تم انعام کے مستحق ہو۔یہ انعام تمہیں اللہ کی عدالت سے ملے گا۔بہر حال میں تمہارے مقتول کا خون بہا بیت المال سے ادا کروں گا۔یہاں یہ سوال ابھرتا ہے کہ یہ روشن چہرہ بزرگ کون تھا؟ یہ اسلام کے ایک بہت بہادر اور نیک صحابی تھے جن کا نام حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔آپؓ نے ہمیشہ سچ کی مدد کی۔سچ آپ کی گھٹی میں بسا ہوا تھا۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام جنادہ ہے۔آپؓ نے اول اسلام لانے والے خوش قسمت صحابہ کرام کے ساتھ ایمان لائے۔آپؓ پانچویں نمبر پر اسلام لائے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لانے کے بعد مکہ میں رسول

Marfat.com

اللہ ﷺ کی خدمت میں رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ کی تعلیم و تربیت کا کام کیا۔ قرآن پاک رسول اللہ ﷺ کی زبان سے سنا اور سیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ تم مکہ میں اپنے اسلام کی بات نہ کرنا کیونکہ یہ لوگ تم کو شہید نہ کر دیں یہاں تک کہ مسلمانوں کی حالت محکم ہو جائے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ نے جب رسول اللہ ﷺ کا یہ حکم سنا تو آپؓ نے عرض کیا کہ قسم ہے اس رب کعبہ کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں مکہ معظمہ سے روانہ ہونے سے پہلے حرم شریف میں جاؤں گا اور قریش کے بھری محفل میں کھڑے ہو کر پوری قوت کے ساتھ حق کے کلمے کا نعرہ لگاؤں گا۔ یہ سن کر رسول اللہ خاموش رہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ مسجد حرام میں گئے وہاں قریش کی بہت بڑی جمعیت محو گفتگو تھی۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ ان کے درمیان میں جا کر کھڑے ہو گئے اور اپنی پوری قوت صرف کر کے کلمہ حق کا اعلان فرمایا۔ اور کہا کہ اے اہل قریش اس بات کے گواہ رہنا کہ میں نے اللہ کو واحد مان لیا ہے اور اب میں محمد ﷺ کے اللہ کی عبادت کرتا ہوں اور محمد ﷺ کو اللہ کا رسول مانتا ہوں۔ جونہی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ کے کلمے کی آواز کفار مکہ کے کانوں سے ٹکرائی وہ دیوانہ وار اپنی سیٹوں سے اٹھے اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ پر ٹوٹ پڑے انہوں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ کو اتنا مارا کہ موت کے آثار نمایاں ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس بھی کہیں سے وہاں آ گئے جب

Marfat.com

انہوں نے دیکھا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ زمین بوس ہیں اور کفار مکہ ان پر اپنا ظلم وستم تمام کر رہے ہیں تو انہوں نے کفار سے کہا کہ ظالموں! خدا تمھارا خانہ خراب کرے تم قبیلہ غفار کے ایک فرد کو قتل کر رہے ہو۔ حالانکہ تمھارے قافلے ان کے پاس سے ہو کر گزرتے ہیں اگر وہ چاہئیں تو تم کو بھوکوں مرنے پر مجبور کر دیں اور تمھارے تمام تجارتی قافلے لوٹ لیں۔ اگر تم معاشی کفالت کو قائم رکھنا چاہتے ہو تو اس کو چھوڑ دو ورنہ تمھاری خیر نہیں۔ جب لوگوں نے حضرت عباس کی آواز سنی تو ان کی عقل نے کام کیا اور انہوں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ کو چھوڑ دیا۔ پھر وہاں سے چند مومنین اللہ کے اس بندے کو رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں لے آئے۔ جب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ کو ہوش آئی تو انہوں نے خود کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پایا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ میں نے تم کو کلمہ حق کے اظہار سے منع کیا تھا اور تم نے میری بات نہیں مانی اب اپنے کلمے کا مزہ چکھ لیا۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ نے ادب سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ میرے دل میں ایک جذبہ تھا کہ میں اس جذبے کے ہاتھوں مجبور تھا اس لئے میں سچ کو چھپا نہ سکا اب میرا دل ٹھنڈا ہے اور مجھے سکون ہے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا کہ اب تم اپنی قوم کے پاس جاؤ اور ان کو ہر وہ بات بتاؤ جو تم نے سنی دیکھی اور کہی ہے اور ان کو اسلام کی دعوت بھی دو۔ اس طرح اللہ تعالی تمھاری وجہ سے ان کے سینے کھول دے گا اور تم کو بھی فائدہ ملے گا۔ اور جب تمھیں ہمارے غلبے کی اطلاع ملے تو تم ہمارے پاس

Marfat.com

چلے آنا۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ ﷺ کے قدموں سے اٹھ کر ہزاروں دعاؤں کے ہمراہ اپنی قوم کی طرف چل دیئے اور اللہ کے فضل سے وہ اپنی منزل پر پہنچ گئے۔ سر راہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ کی ملاقات ان کے بھائی سے ہوئی۔ انہوں سے بدلی ہوئی حالت دیکھ کر کہا کہ کیا معاملہ ہے؟۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ میں ایمان لے آیا ہوں اور نبی کریم ﷺ کی تصدیق کرتا ہوں۔ کچھ ہی دنوں میں اللہ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ کے بھائی کو بھی اسلام کے لئے پسند فرمایا لیا۔ بھائی کو مسلمان دیکھ کر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ والدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو سلام کا کہا تو انہوں نے بھی بخوشی اسلام قبول کر لیا۔ بس اس کے ساتھ ہی اس خانوادے نے بنو غفار کے ہر فرد کے سامنے اسلام کا کلمہ رکھا جو اللہ کے فضل سے آہستہ آہستہ قبول کر لیا گیا یہاں اللہ کی عبادت کا باقاعدہ اہتمام ہونے لگا۔ نماز کی جماعت بھی کھڑی ہونے لگی۔ چند لوگوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے آئیں گے تو ہم تب اسلام قبول کریں گے اس وقت تک ہم اپنے آبائی مذہب پر رہیں گے مگر انہوں نے اہل اسلام کو بالکل تنگ نہ کیا۔ اور ان کی ہر طرح سے مدد کی۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ اپنے جنگل میں ہی قیام پذیر رہے یہاں تک کہ بدر، احد اور خندق کے معرکے لڑے گئے اس کے بعد حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ایک عرض کی کہ مجھے تمام زندگی رسول اللہ

Marfat.com

ﷺ کی خدمت میں گزارنے کی اجازت دی جائے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دیوانے کے اشتیاق کو دیکھ کر یہ اجازت دے دی۔اس طرح حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ تعالی عنہ نے ساری زندگی رسول اللہ ﷺ کی خدمت کے لیے گزاردی۔

جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوگیا تو حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ تعالی عنہ نے مدینہ کو خدا حافظ کہا اور شام کو کوچ فرما گئے پھر وہاں سے عثمانی دور میں دمشق تشریف لے آئے۔

ایک دن ایک آدمی حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے کہا کہ یا شیخ آپ کے استعمال کا سامان کہاں ہے۔حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ ہمارا گھر اُدھر ہے جو ہمارے پاس اچھا سامان ہوتا ہے ہم ادھر بھیج دیتے ہیں۔اس آدمی نے حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ تعالی عنہ کے معنی خیز جواب کو سمجھ لیا اور کہا کہ جناب جب تک آپ اس عارضی گھر میں ہیں تو کچھ سامان کی تو ضرورت ہوسکتی ہے۔حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ مجھے اس گھر کا مالک یہاں رہنے نہیں دے رہا۔

امیر شام نے حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں تین سو درہم ارسال کیا اور ساتھ ہی بتایا کہ ان کو آپ اپنے ذاتی مصرف میں لگائیں حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ تعالی عنہ نے وہ درہم امیر شام کو لوٹا دیئے اور کہا کہ کیا امیر شام کو مجھ سے زیادہ کوئی غریب انسان نہیں ملا۔آپؓ کو تعیشات زمانہ سے بالکل لگاؤ نہ تھا۔ آپؓ کو عبادت میں بڑا لطف آتا تھا۔آپؓ نے شریعت کی حد تک دنیا کو ترک کیا۔آپؓ اکثر مال لوگوں پر اسلام کے لئے دل کھول کر نہ خرچ کرنے پر تنقید کیا کرتے تھے۔

Marfat.com

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دربار میں بھی بڑے باعزت صحابی تھے فاروق اعظمؓ آپؓ کی بڑی قدر کیا کرتے تھے۔ آپؓ کا انتقال ۳۲ھ میں ہوا۔ بہت سے صحابہ کرام اور تابعین کرام نے آپؓ سے احادیث رقم کی ہیں۔

Marfat.com

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ کا اسلام سے پہلے کا نام عبدالشمس یا عبد عمرو تھا۔ اسلام لانے کے بعد آپؓ کا نام عبدالرحمٰن یا عبداللہ تھا۔ آپؓ اپنے ساتھ ایک چھوٹی بلی رکھا کرتے تھے۔ عربی میں اسے ہریرہ کہتے ہیں اسی نسبت سے آپؓ مشہور ہوئے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ غزوہ خیبر کے سال اسلام قبول کیا۔ اور لڑائی میں شامل ہوئے۔ اس کے بعد آپؓ مسلسل رسول اللہ ﷺ سے فیض حاصل کرتے رہے۔ آپؓ کو علم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔ ایک مرتبہ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ میرا حافظہ کمزور ہے میں آپ ﷺ کی فرمائی ہوئی باتیں یاد رکھنا چاہتا ہوں مگر بھول جاتا ہوں۔ رسول اللہ نے حکم فرمایا کہ آپ اپنی چادر پھیلائیں جب چادر پھیلائی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے بہت سی احادیث ارشاد فرمائیں۔ پھر چادر اکٹھی کر کے کہا کہ اس کو اپنے سینے سے لگا لو حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ نے جونہی یہ عمل کیا اس کو وہ تمام احادیث زبانی یاد ہوگئیں جو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائیں تھیں اس کے بعد حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ کا حافظہ تمام صحابہ سے زیادہ قوی ہوگیا۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے حافظے کی بنا پر سب سے زیادہ احادیث رقم کی ہیں۔ جن میں سے چند اس طرح ہیں:۔

Marfat.com

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بار ارشاد فرمایا کہ میں ﷺ سورہا تھا کہ میں نے اپنے آپ ﷺ کو ایک کنویں پر دیکھا جس پر ڈول پڑا ہوا تھا میں نے اس ڈول سے جس قدر اللہ نے چاہا۔ پانی کھینچا۔ پھر ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ڈول لیا اور کنویں میں سے ایک یا دو ڈول پانی کھینچا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پانی نکالنے میں سستی اور کاہلی پائی جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس سستی کو معاف فرمائے۔ یونہی کچھ دیر کے بعد یہ ڈول بڑا ہو گیا۔ اس ڈول کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لیا اور میں ﷺ نے کسی جوان مرد کو اتنا چست نہ پایا جس طرح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیزی سے اس ڈول سے پانی کو نکالا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتنا پانی نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو بھی اس پانی کو پلایا اس کے بعد پانی اتنا فالتو ہو گیا کہ ہم نے اس پانی سے اونٹوں کے بیٹھنے کے لئے جگہ بنائی۔ (بخاری شریف)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں ﷺ جوامع الکلم کے ساتھ بھیجا گیا ہوں رُعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے اور ایک بار میں سویا ہوا تھا تو زمین کے خزانوں کی چابیاں مجھے دی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں (بخاری شریف)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آرام فرماتے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں ایک بار سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو جنت میں موجود پایا میں نے دیکھا کہ ایک عورت ایک محل کے پاس وضو کر رہی ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کس کا محل ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محل ہے۔ مجھے عمر کی غیرت یاد آئی اور میں پیٹھ پھیر کر واپس چلا آیا۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت عمر

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور پھر فرمانے لگے یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں کیا میں آپ ﷺ پر غیرت کروں گا۔(بخاری شریف)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک خواب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں ایک بار محو آرام تھا کہ مجھے اللہ کی طرف سے زمین کے خزانے عطا فرمادئے گئے۔ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن رکھے گئے۔ جو مجھے بہت تکلیف دہ گزرے ان کا مجھے بہت رنج ہوا۔ مجھے اللہ نے وحی فرمائی اور حکم دیا کہ ان پر پھونک مارو۔ میں نے ان پر پھونک ماری تو دونوں کنگن ہوا میں اُڑ گئے۔ صحابہؓ نے آپ ﷺ سے اس خواب کی تعبیر پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو جھوٹے نبی ہوں گے اور میں ان دونوں کے درمیان ہوں گا۔ ایک صنعاء میں ہوگا اور دوسرا یمامہ میں ہوگا۔ اللہ نے رسول اللہ ﷺ کے اس خواب کو پورا کیا اور دو جھوٹے نبی پیدا ہوئے۔ جن کو اہل حق نے دبادیا۔(بخاری شریف)

امام بخاری نے کہا کہ آپؓ نے تمام لوگوں سے زیادہ احادیث مروی کی ہیں۔ آپؓ کا انتقال ۵۸ھ میں ہوا۔

Marfat.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص ہیں۔ آپؓ کی کنیت ابوحمزہ ہے آپؓ کی والدہ ماجدہ کا نام ام سلیم تھا۔ آپ کی ولادت ہجرت نبوی سے دس سال قبل ہوئی۔ آپؓ کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج سے تھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فاروق اعظمؓ کے زمانے میں بصرہ تشریف لے گئے تاکہ لوگوں کو اسلام کی تعلیم دیں۔ اللہ نے آپؓ کو کثیر اولاد سے نوازا تھا آپؓ کے ۸۷ لڑکے اور اور دو لڑکیاں تھیں۔ آپؓ سے بہت سی احادیث مروی ہیں جن میں سے چند اس طرح ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح فرماتے ہیں کہ میں صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو خواب میں دیکھا کہ گویا میں اور میرے اصحابہ عقبہ بن رافع کے گھر تشریف فرما ہیں۔ پھر میرے سامنے تازہ کھجوریں لائی گئیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ دنیا میں ہمارے لئے رفعت وعظمت ہے اور آخرت میں بھلائی اور یہ کہ ہمارا دین اسلام ایک اچھا دین ہے۔ (مسلم شریف)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا میں اُمّ حرام بنت ملحان کے پاس جو عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں کے گھر تشریف لے جایا کرتا تھا تو ایک دن انہوں نے مجھے کھانا کھلایا اور میرا سر سہلایا۔ جس سے نیند آ گئی۔ پھر آپ بیدار ہوئے تو آپ ﷺ مسکرا رہے تھے ام حرامؓ نے دریافت فرمایا تو آپ ﷺ نے اپنے خواب کا ذکر اس طرح فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے تھے وہ سمندر کے بیچوں بیچ تختوں پر بڑے اچھے انداز میں آرام سے بیٹھے تھے۔ ام حرام نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میرے لئے بھی اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ اس کے بعد آپ ﷺ پھر سو گئے۔ جب اللہ کا رسول ﷺ بیدار ہوا تو آپ ﷺ مسکرا رہے تھے۔ تو ام حرامؓ نے مسکراہٹ کی وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے سامنے میری امت کے چند لوگ پیش کئے گئے کہ جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے تھے۔ اُم حرامؓ نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی کہ رسول اللہ ﷺ میرے لئے بھی دعا کریں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو پہلے والے لوگوں میں سے ہے۔ چنانچہ اللہ کے حکم سے معاویہؓ کے زمانے میں ام حرامؓ ایک بحری جنگ میں شامل ہوئی اور سواری سے گر کر شہید ہو گئی۔ (بخاری شریف)

حمید الطویل سے مروی ہے کہ کسی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے کبھی خضاب لگایا؟ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اللہ نے محمد ﷺ کو بڑھاپے کی بدزیبی سے محفوظ رکھا۔ آپ ﷺ کی شخصیت میں بڑھاپے کا کوئی شائبہ تک نہ تھا۔ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کے اگلے حصے میں چند بال مبارک سفید تھے۔ اللہ نے آپ ﷺ کے بڑھاپے کو بیس سال تک نہیں پہنچایا تھا۔ بہت سی احادیث ہیں جن میں یہ بات واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک میں اتنے بال سفید تھے جن کو آسانی سے گنا جا سکتا تھا۔

Marfat.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر کے سامنے تشریف فرما تھے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی زوجہ محترمہؓ کے حجرے سے باہر تشریف لائے۔ اس وقت آپ ﷺ اپنی داڑھی مبارک کو پونچھتے، دیکھتے اور اٹھاتے آ رہے تھے۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ ان دونوں اصحاب کے پاس آئے اور سلام کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نرم دل تھے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت دل تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں آپ ﷺ پر بڑھاپا تیزی سے آ رہا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی داڑھی کو اٹھایا اور اس کا معائنہ فرمایا۔ اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں مجھے سورہ ہود اور اس کی بہنوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ بہنیں کون کون سی ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ بہنیں الواقعہ، قارعہ، ساءل سائل، شمس، الحاقۃ ہیں۔ (ابن سعد)

آپؓ نے صحابہ کرام میں سب سے آخر میں انتقال فرمایا۔ آپؓ کی عمر مبارک ایک سو ایک سال ہوئی۔ اور آپؓ کا انتقال ۹۱ھ میں ہوا۔

Marfat.com

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ یمن کے نوح میں علاقہ قرن میں پیدا ہوئے اسی وجہ سے آپؒ کو قرنی کہا جاتا ہے۔قرن ایک چھوٹا سا قصبہ تھا۔اس قصبے میں مراد نامی ایک قبیلہ رہتا تھا۔اس قبیلے کو قرن بھی کہا جاتا تھا۔خاندان قرن یعرب بن قحطان تک جا کر ملتا ہے۔قحطانی النسل عربوں کو خالص عرب کہا جاتا تھا۔حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہ مبارک لاغر بدن، گندمی مگر خوبصورت رنگ میانہ قد، گھنی داڑھی، سینہ کھلا، آنکھیں خوبصورت اور نیلی اور چہرے سے اللہ کی کرامت کی ہیبت ٹپکتی تھی۔اس مذہب نے اپنا مذہب ترک کر دیا تھا اور دین سلیمانی کے پیروکار ہو گئے تھے۔حضرت سلیمانؑ بھی دین اسلام کے پیروکار تھے۔اس لحاظ سے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مسلمان خاندان میں آنکھ کھولی تھی۔جونہی رسول اللہ ﷺ کی دعوت کا پیغام جب حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو ملا تو آپؒ نے فوراً ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔تاریخ آپؒ کے اسلام کے بارے میں خاموش ہے کہ آپؒ نے کب اور کیسے اسلام قبول کیا۔بس یہ معلوم ہے کہ آپ مسلمان تھے۔آپؒ ایک سچے عاشق رسول تھے آپؒ کا عشق انتہا کی بلندیوں تک تھا۔حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ کسی اور ولی نے رسول اللہ ﷺ سے شائد عشق نہ کیا ہو۔

رسول اللہ ﷺ بحیات تھے مگر حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے کیونکہ آپؒ کے والدین بہت زیادہ بوڑھے ہو چکے۔ان کی

Marfat.com

خدمت بھی لازم تھی اس مجبوری کی وجہ سے آپؒ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے۔ ایک بار آپؒ رسول اللہ ﷺ کا دیدار کرنے کے لئے مدینہ آئے مگر رسول اللہ ﷺ مدینہ میں موجود نہ تھے اس لئے آپؒ کا دیدار نصیب نہ ہو سکا۔ جب حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ حج کے لئے مکہ تشریف لائے تو اس وقت رسول اللہ ﷺ کا وصال شریف ہو چکا تھا۔ آپؒ کو صحابہ کرام کے دیدار کا شرف حاصل ہے۔

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ اس طرح ایک تابعی تھے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان بڑی عجیب تھی۔ شان استغناء کی معراج آپؒ کا خاصا تھا آپؒ ایک سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ آپؒ کا لباس بڑا دیدہ زیب اور سادہ تھا آپؒ ایک خوددار مسلمان تھے، غریبی کے باوجود آپؒ اپنا معاش خود کمایا کرتے تھے۔ آپؒ کا ذریعہ معاش محنت مزدوری تھا۔

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ساری عمر نمود و نمائش سے الگ رہ کر گذار دی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا تھا کہ اے عمر! یمن کی طرف سے ایک آدمی آئے گا۔ جس کا نام اویس ہو گا اس کے جسم مبارک پر برص کے داغ ہونگے وہ اپنے والدین کے خدمت گار ہو گا۔ اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ اللہ کی قسم کھاتا ہے تو اس کی قسم ہر صورت میں پوری ہوتی ہے۔ اس اے عمر! اگر اس سے ملو تو اس سے اپنے لئے دعائے مغفرت چاہو تو ضرور ایسا کرنا۔ (بیہقی۔ ابو نعیمؒ)

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت عمر فاروقؓ سے ہوئی۔ یہ آپؓ کی زندگی کا عظیم دن تھا جب آپؓ ایک عظیم انسان کے سامنے تھے۔ حضرت عمرؓ کو رسول اللہ ﷺ نے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی نشانیاں بتا دیں تھیں۔ اس کے بعد جب بھی یمن کا ذکر آتا تو خلیفہ اس مرد مومن و مجاہد کی جستجو میں نکل پڑتے۔ ایک بار یمن سے مجاہدین کی ایک جماعت آئی تا کہ وہ خلیفہ سے نصیحتیں لے کر معروف جہاد ہو جائیں

Marfat.com

اس وقت ملت اسلامیہ عراق، عجم، ایران اور شام میں مصروف جہاد تھی۔ جب خلیفہ کو یمنی مجاہدین کی اطلاع ملی تو آپؓ اس گروہ کے پاس خود چل کر گئے اور ان سے پوچھا کہ تم میں سے کوئی اویس بن عامر ہے ان میں سے ایک آدمی نے کہا کہ ہاں میرا نام اویس بن عامر ہے۔ خلیفہ نے وہ تمام نشانیاں اس مرد مومن میں موجود پائیں۔ حضرت عمر نے اس سے دریافت کیا کہ آپؓ کی ماں زندہ ہے تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں میری ماں زندہ ہے اور میں اس کی خدمت کرتا ہوں۔ پھر حضرت عمرؓ نے ان سے دعا کا کہا جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔ اس کے بعد خلیفہ نے دریافت کیا کہ کدھر کا ارادہ ہے تو انہوں نے فرمایا کہ کوفہ کا ارادہ ہے۔

یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر اجازت ہو تو میں کوفہ کے گورنر کو بتا دوں کہ وہ آپؓ کی شان کے شایان سلوک کرے۔ مگر حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہیں مجھے عام آدمی ہی رہنے دے۔ میں آدمیوں میں رہنا پسند کرتا ہوں۔

کوفہ کا ایک آدمی حج کے لئے آیا اس کی ملاقات حضرت عمرؓ سے ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے ان سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کیسا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ وہ ایک بوسیدہ سے مکان میں رہتا ہے اور اس کی حالت بہت نازک ہے۔ آپؓ سے اس حاجی سے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی شان کا تذکرہ فرمایا کہ وہ ایک عظیم مسلمان ہے۔ وہ آدمی سیدھا حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کا کہا۔ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ حج کر کے آئے ہیں۔ اس؛ ئے دعا میرے لئے آپؓ کریں۔ پھر حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ کیا تمہاری ملاقات حضرت عمرؓ سے ہوئی تھی اس حاجی نے کہا کہ ہاں میری ملاقات خلیفہ سے ہوئی تھی تب حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے حق میں دعا فرمائی۔

Marfat.com

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بارے میں کچھ علم نہیں ایک روایت یہ ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ جمل میں حضرت علی سے ملے اور جنگ میں شرکت کی اجازت طلب فرمائی۔ اور حضرت علیؓ کی قیادت میں جنگ میں بہادری کے جوہر دکھائے اور شہید ہو گئے۔ مگر ایک اور روایت میں ہے کہ آپؒ معرکہ آذربائیجان میں شہید ہوئے۔

Marfat.com

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ جب گھر سے نکلے تو ابوجہل اپنے چند سواروں کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر آ گیا۔ اور آواز دی تو حضرت اسماءؓ گھر سے باہر آئیں اس نے پوچھا کہ تمہارا باپ کہاں ہے؟ اس نے کہا! مجھے کیا معلوم کہ وہ کہاں ہے؟۔ اس خبیث نے ابوجہل نے اس کے رخسار پر ایسا تھپڑ مارا کہ بیچاری کا گوشوارہ بھی کان سے نکل کر گر گیا۔ مگر اس نے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا حال نہ بتایا۔

حضرت اسماء حضرت ابوبکرؓ کی بڑی صاجزادی تھی ۔ وہ ابوجہل کا تھپڑ کھا کر اللہ کا نام لے کر رہ گئی۔ دوران ہجرت اس نے بڑی بہادری سے کام لیا اور رسول اللہ کو کھانا پہنچانے کا بندوبست بڑی رازداری سے کیا۔ حضرت اسماءؓ کھانا برتن میں رکھ رہی ہے۔ برتن کو بند کرنے کے لئے کوئی کپڑا نہیں ہے۔ اس مقصد کے لئے اس نے اپنے دوپٹے کو پھاڑ لیا۔ ایک حصے سے اس نے اپنا سر ڈھانپا اور دوسرے حصے سے اس نے برتن کو باندھا۔ اس کام کی وجہ سے اس کو ''ذات النطاقین'' کا خطاب مل گیا۔

سیدہ اسماءؓ نے جلدی سے ناشتہ بنایا، برتن تیار کیا، منہ باندھنے کے لئے اپنا

Marfat.com

پٹکا پھاڑا اس سے توشہ دان کا منہ باندھا کیونکہ یہ آخر بیٹی بھی ابو بکرؓ کی تھیں۔ اُدھر نبی ﷺ نے جاتے جاتے سیدہ اسماءؓ کو تمغہ دے دیا: ''ذات النطاقین''۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ کو ابو ہریرہؓ کہا تو انہوں نے عمر بھر اس لقب کو اپنائے رکھا...... ابو محذورہؓ کے بال پکڑے تو انہوں نے عمر بھر بالوں کو سنبھالے رکھا...... علیؓ کو ابو تراب کہا تو انہوں نے اس محبت بھرے لقب کو سینہ سے لگائے رکھا اور سیدہ اسماء بنت صدیقؓ کو ذات النطاقین فرمایا تو انہوں نے تمام عمر بھر اس لقب کو حرز جان بنائے رکھا۔ آخر کیا مقام ہے؟ کہ باپ صدیق بیٹی اسماء بنت صدیق...... باپ ثانی اثنین اور بیٹی ذات النطاقین۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی امیہ کے برسر اقتدار خلفاء نے جب شہنشاہیت کا رنگ اختیار کر لیا اور جبر تشدد عام کر دیا تو اہل مکہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور ان کو اپنا امیر مقرر کر لیا۔ اس واقعہ کی خبر جب خلیفہ عبدالملک کو پہنچی تو اس نے حجاج بن یوسف کو جو کہ اس وقت عراق کا گورنر تھا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مقابلے کے لئے بھیجا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے حجاج ایک زبردست لشکر کے ساتھ مکہ وارد ہوا اس نے سب سے پہلے مکہ کا محاصرہ کر لیا۔ یہ معاملہ دیکھ کر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ماںؓ کی مزاج پرسی کے لئے گئے اور ان سے عرض کی۔ ماں جی اگر میں ہتھیار ڈال دوں تو ہو سکتا ہے مجھے اور میرے ساتھیوں کو امان مل جائے۔ ماںؓ نے فرمایا! اے میرے فرزند اگر تم حق پر ہو تو مردوں کی طرح لڑ کر رتبہ شہادت حاصل کرو اور ذلت سے بچ جاؤ اور اگر تمہارا جنگ کرنا دنیا کی خاطر ہے تو تم سے برا

Marfat.com

کوئی نہیں۔ پھر تو نے عاقبت خراب کر لی ہے اور دوسروں کو ہلاکت میں ڈالا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اماں جان میں حق کی خاطر لڑ رہا ہوں۔ اماں نے فرمایا بیٹا اگر تو حق پر ہے تو پھر ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ دشمنوں کے خوف سے دب جانا دینداروں کا شیوہ نہیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اماںؓ میں موت سے نہیں ڈرتا صرف تمھارا خیال ہے کہ دشمن میرے لاش کا مثلہ نہ کریں صلیب پر نہ لٹکا دیں جس سے آپ کو دکھ ہوگا۔

ماں نے کہا جب بکری ذبح ہو جاتی ہے تو اس کے خواہ ٹکڑے ٹکڑے ہی کیوں نہ کر دیئے پھر کس شے کا ڈر۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اپنا کام کرو موت کے خوف سے غلامی کی ذلت کبھی قبول نہ کرنا۔ ماںؓ کی حوصلہ افزا باتیں سن کر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حوصلہ ہوا عقیدت سے والدہ کا سر چوما اور عرض کیا راہ خدا میں جا کر مردانہ وار لڑ کر جان دے دوں گا۔ میں نے تمہیں ثابت قدم پایا۔ آپ کی باتوں نے میرا ایمان تازہ کر دیا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ صبر سے کام لیں گی۔ اپنی اماں سے باتیں کرنے کے بعد آسمان کی طرف نگاہ بلند کی اور عرض کیا یا الٰہی! میں نے تمام باتیں فخریہ نہیں کیں بلکہ اپنی والدہ کی حوصلہ افزائی کی خاطر کی ہیں۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیٹے کے لئے دعا کی۔ اپنے بیٹے کو گلے سے لگایا منہ چوما، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زرہ پہن رکھی تھی۔ اماں نے پوچھا یہ تیرے جسم پر کیا ہے عرض کیا کہ زرہ ہے۔ اماں نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں شہید ہونے کا ارادہ ہو تو عارضی چیزوں کا سہارا کیسا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ماں سے یہ شاندار جرات کے الفاظ سن کر لو ہے کا عارضی

Marfat.com

سہارا اتار دیا۔ اور ہاتھ میں تلوار سونت کر شامی فوج میں گھس گئے۔ آپؓ بڑے جوش اور ولولہ کے ساتھ جہاد کی وادی میں کود گئے۔ آپؓ کی بہادری سے میدان کانپ اُٹھا۔ کافی دیر تک داد شجاعت دیتے رہے۔ آخر زخموں کی تاب نہ لا کر حضرت صدیق اکبرؓ کا نواسہ اور حضرت عائشہؓ کا بھانجا، زبیر بن عوام کا نور نظر، حضرت صفیہؓ کا پوتا اور حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شیر جرات اور بہادری سے لڑتا ہوا شہید ہو گیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

سفاک حجاج نے حکم دیا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہؓ کی لاش کو مقام حجون میں سولی پر لٹکا دیا جائے۔ حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو علم ہوا کہ میرا شیر شہید ہو گیا ہے اور اس کی لاش سولی پر ہے تو اس نے حجاج کو پیغام بھیجا کہ خدا تجھے غرق کرے تو نے میرے لخت جگر کی لاش کو سولی پر چڑھا دیا ہے۔ حجاج نے جواب دیا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انجام سے عبرت دلانا چاہتا ہوں۔ حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آرزو تھی کہ بیٹے کی لاش حاصل کر کے اپنے ہاتھوں سے غسل کفن کا بندوبست کریں لیکن سنگ دل حجاج کے سینے میں دل کی بجائے پتھر تھا، صاف انکار کر دیا۔

جب ابن زبیر کی شہادت کی خبر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو ملی اور ان کا آپؓ کی لاش کے پاس سے گزر ہوا تو سخت صدمہ ہوا۔ اور فرمایا! اے حبیب السلام علیکم میں تم کو اس سیاست میں پڑنے سے منع کیا تھا۔ تم نمازیں پڑھنے والے تھے، روزے رکھتے تھے اور صلہ رحمی کرنے والوں میں سے تھے۔ شہادت کے تیسرے دن بہادر ماں کا گزر ہوا وہاں حجاج بھی تھا۔ حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حجاج کی موجودگی میں اطلاع دی تو انہوں نے فرمایا ابھی شہسوار کے اترنے کا وقت نہیں آیا۔ حجاج نے کہا

Marfat.com

اس کی یہی سزا تھی۔اے بڑھیا! دیکھ میں نے تیرے بیٹے کو کیسی سزا دی۔حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہا نے بڑی دلیری سے کہا میرے بیٹے نے تجھے کتنا نقصان دیا تھا۔حجاج نے کہا تیرا بیٹا میرا کیا بگاڑ سکتا تھا۔حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہا نے جواب دیا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ کی تو نے دنیا خراب کر دی اور ابن زبیر نے تیری آخرت خراب کی ہے۔

حجاج کو یہ بات اچھی نہ لگی جھنجھلا کر بولا اے بڑھیا یہاں سے چلی جا، تیری عقل ماری گئی ہے۔حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہا نے بڑی بے باکی سے جواب دیا، میری عقل نہیں سٹیا گئی خدا کی قسم میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ بنو ثقیف میں ایک کذاب اور ایک ظالم سفاک پیدا ہوگا۔سو کذاب مختار بن ابو عبید ثقفی کو تو ہم نے دیکھ لیا اور ظالم سفاک تو ہے۔

حجاج حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہا کا یہ جواب سن کر سکتے میں آ گیا۔اور کان لپیٹ کر چلا گیا۔حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہا کو جب حجاج کی طرف سے مایوسی ہوگئی کہ میرے بیٹے کی لاش واپس نہیں کرے گا۔تو دمشق میں پوشیدہ طور پر عروہ بن زبیر کو عبدالملک کے پاس بھیجا۔حضرت عروہ بن زبیرؓ نے اس طرح درخواست کی کہ حجاج نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ کی لاش کو سولی دے رکھی ہے اور وہ ہمیں لاش نہیں دے رہا۔لہذا ہمیں لاش دی جائے۔خلیفہ نے لاش کے حوالے کرنے کا حکم دیا۔عبدالملک نے حجاج کے نام خط لکھا جس میں اس کی حرکت پر سخت ناپسندیدہ کہا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ کی لاش حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہا کے حوالے کرنے کا حکم دیا۔

خلیفہ کا خط ملنے کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ کی لاش ماں

Marfat.com

کے حوالے کی گئی۔ غسل کے بعد حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہا نے بیٹے کے لئے دعا کی یا اللہ تیرا شکر کس منہ سے ادا کر سکتی ہوں کہ تیرا بندہ تیرے کام آیا۔ اس کی شہادت قبول فرما، جنازے کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ کو مقام حجون میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ اس واقعہ کے چند دن کے بعد یہ دلیر خاتون حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہا اس جہاں سے کوچ کر گئیں۔ اور دنیا کی تمام ماؤں کو بہادری کا سبق دے گئیں کہ اگر حق کے راستے میں اپنا بیٹا بھی قربان کرنا پڑے، نظروں کے سامنے سولی پر بھی لٹکا دیا جائے تو صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دینا اور دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دینا۔ حق کا علم سرنگوں نہ ہونے دینا، چاہے اس میں اپنے بیٹے کی قربانی دینی پڑے۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہا نے اپنی طویل زندگی میں زمانے کے بے شمار نشیب و فراز دیکھے اور تاریخ اسلام کی ان چند ہستیوں میں ہیں جنہوں نے زمانہ جاہلیت بھی دیکھا اور پورا دور رسالت ﷺ اور خلفائے راشدین کا مکمل دور بھی دیکھا۔ اپنے فرزند کا عروج بھی دیکھا اور المناک شہادت بھی دیکھی۔ اس سفر میں مصیبتوں کے کئی پہاڑ ٹوٹے لیکن ہر بار اس عظیم صحابیہ نے عزم واستقلال اور جرات ایمانی کا مظاہرہ کیا۔ آپ اسلامی تاریخ کی ایسی شخصیت ہیں کہ ان کا درخشندہ و تابندہ کردار مسلمانوں کے لئے تا ابد مشعل راہ بنا رہے گا۔

Marfat.com

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

خلفائے راشدین کے بعد جس مسلمان فرمانروا کا نام تاریخ اسلام کے افق پر آفتاب کی مانند تابناک ہے اس کا نام حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپ بنوامیہ کے آٹھویں خلیفہ تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی محنت نے خلفائے راشدین کا سنہری دور لوٹا دیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ قریش کی معزز شاخ بنوامیہ کے چشم و چراغ تھے، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ماں کا نام ام عاصم تھا جو سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کی پوتی تھی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی نانی ایک بڑی دیندار بیٹی تھی ان کی شادی کا قصہ بھی بڑا عجیب تھا کہ ایک رات خلفیہ دوم رات کو گشت کرنے کے لئے نکلے تو انہوں نے ایک ماں بیٹی کا مقالمہ سنا ماں بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ دودھ میں پانی ملا دو۔ مگر بیٹی حجت کر رہی تھی اگر خلیفہ نہیں دیکھ رہا اللہ تو دیکھ رہا ہے اس لئے میں دودھ میں پانی نہیں ملاؤں گی۔ اس وقت خلیفہ کے ہمراہ ان کا غلام بھی تھا۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ اس گھر کو یاد رکھنا۔ صبح آپؓ اس لڑکی کے گھر گئے تو معلوم ہوا کہ اس عورت کا کوئی سہارا نہیں ہے۔ آپؓ نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ کون ہے جو اس ایماندار بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہے مجھے شادی کی ضرورت نہیں۔ حضرت عمرؓ کے چھوٹے صاجزادے حضرت عاصم نے باپ کے ایما پر اس سے شادی

Marfat.com

کی اور اس لڑکی کی اولاد میں اللہ نے اسلام کو ایک بڑا حاکم عطا فرمایا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ یزید بن معاویہ کے دور حکومت میں ۶۱ یا ۶۳ ہجری میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے والدین بہت امیر تھے۔ آپؒ کی پرورش انتہائی اچھے انداز میں ہوئی۔ آپؒ بڑے بانکے جوان تھے جو کپڑا ایک بار پہن لیتے دوبارہ نہ جسم پر لگاتے تھے اور نہ ہی استعمال کرتے۔ آپؒ جہاں سے گزرتے وہ گلی خوشبوؤں میں رچ بس جاتی اسی طرح آپ نے اسلام کی سنہری تاریخ کو اپنے روشن کردار سے سنہری باب بنا ڈالا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ایسے چند حکمرانوں میں ہوتا جنہوں نے اسلام کی روشنی کو ملک کے کونے کونے میں پھیلا دیا۔ آپؒ کو خلیفہ پنجم بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت علی کے بعد بہت بڑے بڑے حکمران گزرے جنہوں نے اسلام میں خرافات بد کو جگہ دے کر اسلام کے نام ساتھ اچھی تاریخ رقم نہیں کی مگر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اسلام کے نام کو رونق بخشی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ اس ملت کے باعث رحمت تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے حکمرانی کے لئے پیدا فرمایا۔ جب خلیفہ ولید نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو مدینہ کا گورنر بنایا تو آپ نے فرمایا کہ اس شرط پر مجھے گورنری قبول ہے کہ مجھے پہلے حاکموں کی طرح ظلم کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ خلیفہ نے کہا کہ آپؒ حق کی حکومت کریں خواہ حکومت وقت کو ایک پائی بھی نہ ملے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ۸۷ھ میں مدینہ کے گورنر بنے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جونہی مدینہ میں آئے تو انہوں نے وقت کے تمام علماء کرام کو جمع

Marfat.com

فرمایا اور فرمایا کہ اگر آپ لوگوں کو کہیں بھی ظلم نظر آ جائے تو تو خدا کی قسم مجھے اس کی خبر ضرور کریں، اس اعلان کے بعد جتنی دیر بھی آپ نے حکومت کی کسی فرد نے آپ کے خلاف کسی قسم کی شکایت نہیں کی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ہر فرد کے ساتھ عدل کیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ۹۳ھ تک مدینہ کے گورنر رہے۔ ۹۶ھ میں سلیمان مسلمانوں کا خلیفہ بنا اور ۹۹ھ میں آپؒ کو خلیفہ نامزد کیا گیا۔

جب خلیفہ سلیمان بیمار ہوئے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو شک گزرا کہ ان کو اسلامی حکومت کا حاکم نہ بنا دیا جائے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ یہ خیال کر کے بہت زیادہ گھبرا گئے اور رجا بن حیوۃ کے گھر گئے اور ان سے کہا کہ خلیفہ سلیمان نے میرے بارے میں وصیت نہ کر دی ہو مجھے بتاؤ تا کہ میں استعفیٰ دے کر فارغ ہو جاؤں اور وہ اپنی زندگی میں دوسرا شخص نامزد کر جائیں۔ رجاہ نے آپؒ کو ٹال دیا مگر اس کی وفات کے بعد جب وصیت نامہ سامنے آیا تو آپؒ کا شک درست ثابت ہوا۔ آپؒ نے یہ وصیت دیکھ کر عام مسلمانوں کو جمع فرمایا اور ان سے خطاب کیا کہ:۔ ”اے لوگو! میری خواہش اور تمہارے استصواب کے بغیر مجھے خلیفہ بنایا گیا ہے میں تمہیں اپنی بیعت سے آزاد کرتا ہوں تم جسے چاہو اپنا حاکم بنا لو تم کو میری طرف سے آزادی ہے۔“

اجتماع میں سے ایک آواز بلند ہوئی کہ اے امیر المومنین آپؒ ہمارے خلیفہ ہیں اس آواز کے بعد بہت سی آوازیں بلند ہوئی جن میں اس بات کا اقرار تھا کہ ہم آپؒ کو ہی اپنا خلیفہ مانتے ہیں اور بیعت کے لئے تیار ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس وقت تک جب تک میں اللہ کی اطاعت میں رہوں اور جب

Marfat.com

میں اللہ کی اطاعت سے باہر قدم رکھوں میں تمہارا حاکم نہیں رہوں گا۔

اس کے بعد آپؒ کی خدمت میں شاہی سواریاں پیش کی گئیں کہ آپؒ شاہی محل میں تشریف لے جائیں۔ ارشاد ہوا کہ اب شاہی سواریاں واپس لے جاؤ میری سواری کے لئے میرا ذاتی خچر کافی ہے۔ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ دارالخلافہ کی طرف روانہ ہونے لگے تو کوتوالی نے آپؒ کے آگے آگے نیزہ اٹھا کر چلنا شروع کردیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو وہیں روک دیا اور فرمایا کہ میں تو مسلمانوں کا ایک معمولی سا فرد ہوں۔ جب علماء نے ممبروں پر حسب روایات آپؒ کا نام لیا اور درود وسلام بھیجا تو آپؒ نے فرمایا میرے بجائے سب مسلمانوں کے لئے دعا کریں۔ اگر میں بھی مسلمان ہوں گا تو یہ دعا مجھے بھی مل جائے گی۔ جب آپؒ شاہی محل پہنچے تو وہاں خلیفہ سلیمان کے اہل خانہ موجود تھے۔ خلیفہ کا حکم ہوا کہ میرے لئے ایک خیمہ لگایا جائے۔ میں اس میں رہوں گا۔ آپؒ اس حالت میں گھر تشریف لائے کہ آپؒ کا رنگ فق ہے، حالت بگڑی ہوئی ہے آنکھیں اچاٹ ہوچکی ہیں تو یہ حالت دیکھ کر لونڈی نے کہا کہ آپؒ آج اس قدر پریشان کیوں ہیں؟۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آج مجھ پر یہ فرض عائد کردیا گیا ہے کہ آج امت مسلمہ کے ہر فرد کے حقوق کو بغیر ان کی آرزو کے پورا کروں آج میں ہر مسلمان بیوہ، یتیم بچوں اور مساکین کا جوابدہ ہوں پھر مجھ سے زیادہ قابل رحم اور کون ہوسکتا ہے۔

امیر معاویہ سے لے کر خلیفہ سلیمان تک جتنے بھی حکمران گزرے انہوں نے اچھی اچھی جائدادیں اپنے خاندانوں کے نام کرلیں تھیں۔ امت مسلمہ کی دوتہائی

Marfat.com

دولت انہیں اللوں تللوں میں خرچ ہو جاتی تھیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بنی امیہ والوں کو جمع فرمایا اور حکم دیا کہ یہ سب اموال جو تم کو حاکموں نے نوازے ہیں ان کو ان کے اصل مالکوں تک لوٹا دو۔ انہوں نے یہ جواب دیا کہ ایسا اس وقت ممکن ہوگا جب تم ہم سب کی گردنیں اتار دو گے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جب بنی امیہ کا یہ جواب سنا تو تمام مسلمانوں کو مسجد میں جمع ہونے کا حکم سنایا۔ جب تمام وہاں آ گئے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی تمام سندات اور شاہی عنایتوں کے پلندے اٹھا کر تشریف لے آئے۔ آپؒ نے ان تمام کاغذات کو کھول کھول کے پڑھا اور تمام جاگیریں ان کے اصل مالکوں کو لوٹا دیں۔ اپنے ذاتی مال و دولت کو بیت المال میں داخل کرا دیا اور پھر گھر تشریف لائے اور اپنی بیوی محترمہ سے کہا کہ تمہارے پاس جو ہار موجود ہے جو تمہارے باپ نے تم کو دیا تھا وہ بیت المال میں جمع کرا دو یا مجھ سے تعلق ختم کر لو۔ وفا شعار بیوی شوہر کے تیور سمجھ گئیں اور اپنا تمام زیور بیت المال میں بھجوا دیے۔ جب اپنا گھر مال و دولت سے پاک ہو گیا اور وحدانیت کی دولت سے سرشار ہو گیا تو آپ اپنے خاندان کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے تمام غصب شدہ جائیدادیں واپس کروائیں۔ لوگوں نے کہا اے امیر المومنین اپنے اہل خانہ کے لئے تو کچھ رکھ لو جواب ملا کہ میں ان کو اپنے اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

آل مروان نے کہا کہ آپؒ اپنی طرف سے سب کچھ کر لیں مگر پہلے خلفاء کی کارروائی کو کالعدم نہ کریں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ لوگ مجھے ایک سوال

Marfat.com

کا جواب سمجھا دیں کہ اگر ایک ہی معاملہ کے متعلق معاویہ اور خلیفہ عبدالملک کی سندات پیش کی جائیں تو فیصلہ کس کے مطابق دینا چاہیے۔لوگوں نے کہ معاویہ کی دستاویزات قدیم ہیں۔اس لئے اس کے مطابق فیصلہ دیں۔ یہ سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں بھی تو یہی کر رہا ہوں۔ میں خلیفوں کے فیصلوں کو چھوڑتا ہوں اور قرآن کے فیصلوں کو مانتا ہوں کیونکہ وہ قدیم ہے۔

جب دوسری بحث چھڑی تو آپؒ نے کہا کہ جب باپ کی وفات کے بعد بڑا بھائی تمام جائداد ہڑپ کر لے تو آپ کیا کریں گے۔۔لوگ کہنے لگے کہ ہم چھوٹے بھائیوں کو بھی جائیداد کا حق دیں گے۔حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خلفائے راشدین کے بعد جو بھی حاکم بنا اس نے امت مسلمہ کے غریبوں کا مال ہتھیا لیا اور میں اس مال کو واپس غریبوں کو دلوا رہا ہوں اسی طرح جس طرح تم کہہ رہے ہو کہ بڑے بھائی سے مال چھین کر چھوٹے بھائی کا حق اس کو لوٹایا جائے۔

ایک مرتبہ آل مروان کے لوگ جمع ہوئے اور انہوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے لڑکوں کے توسط سے آپؒ کو پیغام بھیجا کہ ہم آپؒ کے رشتہ دار ہیں آپؒ ہماری قرابت کا لحاظ کریں اور ہمیں اموال سے نوازیں۔آپ نے لوگوں کو بڑے اچھے طریقے سے سمجھایا،لوگوں نے جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے مدلل جواب سنے تو مایوس ہو کر چلے گئے۔حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر والوں کی بخشش بند کر دی۔ جب انہوں نے مال کا تقاضا کیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے پاس اپنا کوئی مال نہیں اور بیت المال پر آپ لوگوں کا اتنا ہی حق ہے جتنا کہ عام مسلمان کا ہے اور میں تم کو اس سے

Marfat.com

زیادہ ایک پائی بھی نہیں دوں گا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تمام ظالم اور جابر حکمرانوں کو الگ کر دیا جن کے دماغ حکومت کے نشے نے خراب کر دیئے تھے ان کی جگہ پر آپؒ نے نیک اور پابند صوم صلوۃ مومن لوگ متعین کر دیئے۔ عوام پر سے ہر قسم کا تشدد یک جنبش قلم ہٹا دیا۔ پولیس کے لئے حکم ہوا کہ لوگوں کو شبہ میں نہ پکڑیں اور نہ ان کو سزا دیں اس طرح وارداتیں خود بخود بند ہو جائیں گی۔

خراسان کے گورنر نے خط لکھا کہ یہاں کے لوگ سرکش ہیں ان کا مزاج تلوار اور کوڑا ہی درست کر سکتا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تمھاری تائید کرتا ہوں آپؒ حق اور عدل کی تلوار اور کوڑا استعمال کریں یہ لوگ خود بخود سیدھے ہو جائیں گے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب کوئی غیر مسلم اسلام لے آئے تو اس سے جزیہ نہ وصول کیا جائے یہ حکم سن کر لاکھوں لوگ اسلام میں داخل ہو گئے اور جزیہ ختم ہونا شروع ہو گیا۔ وزیر خزانہ نے کہا کہ آمدن کا ذریعہ ختم ہو گیا ہے مجھے لوگوں کی تنخواہ قرض لے کر ادا کرنا پڑ رہی ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حکم دیا کہ بہر حال جزیہ اور ٹیکس ختم کر دیں رسول اللہ ﷺ رحمت للعالمین ہیں جزیہ لینے والے بنا کر نازل نہیں کئے گئے۔

فارس کا ایک گورنر لوگوں سے باغ کم قیمت پر خرید لیتا تھا جب آپ کو اس ناانصافی کی اطلاع ملی تو آپؒ نے اس گورنر کو لکھا کہ اگر یہ سب کچھ تمھاری مرضی سے ہو رہا ہے تو میں تم کو مہلت دیتا ہوں خود کو درست کر لو۔ میں ایک ٹیم ارسال کر رہا ہوں اگر تم اس کی تحقیقات کی روشنی میں ملزم ٹھہرے تو تمام باغات مالکوں کو لوٹا دیئے جائیں

Marfat.com

گے اور تم کو سزا بھی ملے گی اور تم کو تاکید کی جارہی ہے کہ تم کمیٹی کے کاموں میں دخل نہ دینا اور ان کو اپنا کام کرنے دینا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے شاہی خاندان کے تمام اخراجات اور روزینے ختم کر دئے۔ سلطنت کے امور میں اعتدال پسندی کو جگہ دی گئی، کسی میں جرات نہ تھی کہ وہ ایک پائی بھی ضائع کر دے۔ شاہی سواریاں فروخت کر دیں گئی اور اس کا مال بیت المال میں جمع ہو گیا۔ مستحق لوگوں کے نام درج کیے گئے اور حکومت سے ان کو وظائف ملنے لگے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی صحت روز بروز گرنے لگی۔ مگر اسلامی حکومت میں کسی پر کوئی ظلم نہیں ہو رہا تھا۔ ہر بیوہ کی خبر گیری کی جارہی تھی۔ ہر یتیم بچہ خوش تھا کیونکہ اس کا حاکم ایک ایماندار اور صالح آدمی تھا۔ شاہی خاندان کے لوگ اپنی مراعات چھن جانے کی وجہ سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دشمن بن گئے تھے۔ آپ لوگوں کے حقوق کی جواب دہی کے بارے میں اللہ سے رورو کر دعائیں مانگتے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ رات کو اللہ کے حضور کھڑے ہوتے اور گر پڑتے تو اہلیہ محترمہ آپؒ کو دلاسہ دیتیں۔ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کو ڈھائی سال کا عرصہ بیت گیا اور شاہی طفیلیوں کی دال نہ گلی تو انہوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے خادم کو ایک ہزار اشرفی دی کہ وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے کھانے میں زہر ملا دے۔ وہ زہریلا کھانا آپؒ نے کھایا تو آپؒ کو سازش کا علم ہو گیا آپؒ نے اس خادم کو بلایا کہ تم نے کیوں ایسا کیا تو اس نے وہ اشرفیاں پیش کر دیں تو آپؒ نے وہ تمام مال لے کر بیت المال میں جمع کر دیا۔

Marfat.com

اور پھر اپنے قاتل کو کہا کہ جاؤ میں تم کو اللہ کے واسطے معاف کرتا ہوں۔

طبیبوں نے بہت کوشش کی کہ آپ آرام کریں تو آپؒ کے زہر کا کاٹ ہوسکتا ہے مگر آپؒ نے اپنی جان کی پروانہ کرتے ہوئے ملت اسلامیہ کی خدمت میں کوتاہی نہ کی۔ جب انہوں نے کہا کہ آپؒ کی صحت لازمی ہے تو آپؒ نے فرمایا کہ اگر میں یہ جان لوں کہ میری موت میری کان کی لو تک آ گئی ہے تو پھر بھی میں خلافت کا کام کرتا رہوں گا۔

شہادت کے وقت آپؒ نے وصیت فرمائی کہ قیامت کے دن اللہ مجھ سے عدل کرے گا اگر وہ مجھ سے راضی ہوا تو میں کامیاب ہو جاؤں گا وگرنہ جہنم میرا ٹھکانہ ہوگی۔

آپؒ نے اپنی اولاد کو جمع کر کے فرمایا کہ تمھارے والد کے ہاتھ میں دو باتوں میں سے ایک بات ہے کہ ایک یہ کہ تم کو دولت مند بنا ڈالوں اور تمھارا باپ دوزخ کی آگ میں جل جائے اور دوسرا یہ کہ میں تم کو حلال رزق دے کر محتاج کروں اور خود جنت میں چلا جاؤں۔ اولاد نے آخری بات پسند کر لی۔ ایک آدمی نے کہا کہ ہم آپؒ کو روضہ رسول ﷺ میں خالی جگہ میں دفن کریں گے تو آپؒ نے ان کو ایسا کرنے سے منع فرمایا اور ایک عیسائی سے قبر کی زمین خریدی اور اس میں دفن کرنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک ناخن اور مکرم بال ہیں ان کو میرے کفن کے اندر رکھ دینا ان باتوں کے ساتھ ہی حضرت عزرائیلؑ آئے اور اسلام کے خلیفہ پنجم کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

علامہ ابن قتیبہ دینور نے اپنی کتاب میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ

Marfat.com

علیہ کا ایک خواب نقل کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں میدان محشر میں ہوں مجھ سے حساب لیا جا رہا ہے۔ ایک ایک گٹھلی اور ایک ایک رسی کا سوال کیا گیا۔ مجھے ڈر ہوا کہ نجات مشکل ہے۔ لیکن فضل ایزدی سے میرے متعلق اعلان کیا گیا کہ تم خوش ہو جاؤ۔ تم راست پر تھے۔ میں چلنے لگا تو ایک ایسے آدمی کے قریب سے گذرا جس کی بدبو سے سب لوگ پریشان تھے میں نے سوال کیا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ یہ حجاج بن یوسف ہے۔ میں نے حجاج کو مخاطب کر کے پوچھا

''ما فعل اللّٰہ بك یا حجاج''

اے حجاج تمہارے ساتھ اللہ جل شانہ نے کیا معاملہ کیا؟

اس نے جواب دیا کہ ہر قتل کو عوض مجھے ایک بار قتل کیا گیا۔ لیکن سعید بن جبیر کے بدلے مجھے ستر بار قتل کیا گیا۔ پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا۔ پھر آخری کیا معاملہ ہوا؟ اس نے کہا کہ میں اس جگہ اسی امر کا منتظر ہوں جس کے منتظر کلمہ توحید اور ایمان بالرسول رکھنے والے ہیں۔ اس واقعے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عدل سے انحراف کرنے والے کی اُخروی زندگی بھی خراب ہو جاتی ہے۔

﴿البدایہ والنہایہ جلد ۹ ص ۱۲۷ الامامۃ والسیاسۃ جلد ۲ ص ۱۳﴾

خلفائے اسلام میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ آپ نے اسلام کے بگڑے ہوئے شیرازے کو ایک لڑی میں پرو دیا۔ آپ نے عدل کی خاطر عادل عامل مقرر کئے اور پھر ان مقرر کردہ عاملوں پر کڑی نظر بھی رکھی۔ ایک بار حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ایک آدمی کو اپنا عامل مقرر کرنے لگے تو آپ کو معلوم ہوا کہ وہ آدمی حجاج بن یوسف کا عامل رہ چکا ہے۔ تو آپ نے فوراً

Marfat.com

اس آدمی کو نظر انداز کر دیا۔ جب اس آدمی نے استفسار کیا تو آپ نے فرمایا کہ تو ایک ظالم حکمران کا عامل رہا ہے اور تو امت مسلمہ کے ساتھ عدل نہیں کر سکے گا اس لئے میں تم کو اسلامی حکومت کا عامل نہیں بنا سکتا۔ کیونکہ ظالمانہ صحبت کے اثر میں انسان کا رویہ بدل جاتا ہے اور اقتدار کا نشہ بہت برا ہے اور اچھا بھلا آدمی بہک جاتا ہے۔ اس طرح آہستہ آہستہ عدل سے انحراف ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

عدل و انصاف حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور کا خاصہ رہا تھا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عراق کے تمام حکام کو فرمایا تھا کہ لوگوں کے وظائف بیت المال سے جاری کروادو۔ تمام عاملوں نے اطلاع دی کہ بیت المال میں کافی مال ہے۔ پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حکم دیا کہ ان مقروضین کی ایک فہرست بناؤ جنہوں نے قرض اسراف اور فضول خرچی کے لئے نہ لیا ہو بلکہ اپنی اشد ضروریات کے لیے لیا ہو۔ اور اس طرح کے مقروضین کا قرض بیت المال سے ادا کر دو۔ جب یہ ہو گیا تو عاملوں نے اطلاع دی کہ ہمارے پاس ابھی تک بہت مال ہے پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حکم دیا کہ دیکھوں کوئی ایسا آدمی تو تمہاری عملداری میں تو نہیں جس نے رقم نہ ہونے کی وجہ سے شادی نہ کی ہو۔ اس طرح کے لوگوں کو مال دے دو دو تا کہ وہ اپنی شادیاں کر سکیں۔ لیکن عمال نے عرض کی کہ ان کے پاس ابھی تک کافی مال ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہر آدمی سے عدل کرو اسی میں برکت ہے۔ عدل سے قوموں کی حالت سنورتی ہے اور اسی کے انحراف سے قوموں کی حالت بگڑتی ہے۔ ﴿کتاب اموال۔ ص ۲۵۰﴾

ایک عامل نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک خط لکھا

Marfat.com

کہ اس کا شہر اجڑ رہا ہے۔ اس کی مرمت کے لئے کچھ امداد چاہئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اپنے شہر کو عدل کے ذریعہ مضبوط اور آباد کرو! اور اس کے راستے کو ظلم سے پاک کردو۔ شہر کی آبادی و مرمت اس عدل کے سبب ہوگی۔

ایک آدمی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور گذارش کی کہ آپ کے ایک عامل نے میری زمین پر ناجائز قبضہ کرلیا ہے۔ یہ گزارش سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے علاقے کے عامل عدی بن ارطاۃ کو بلایا اور کہا کہ اس آدمی کی زمین فوراً لوٹادو۔ اس عامل کو مجبوراً یہ رقم واپس کرنا پڑی۔ پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس فریادی سے دریافت کیا کہ آپ کا یہاں تک آنے میں کتنا خرچ ہوا ہے؟۔ اس نے کہا کہ آپ نے میری زمین واپس کروادی ہے یہ میرے لئے ایک لاکھ سے بہتر ہے۔ میں خرچ نہیں لوں گا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آپ کو عدل مہیا کرنا میرا فرض ہے۔ میں نے تم پر کوئی احسان نہیں کیا اور میں نے تو بس اپنا فرض پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ تم اپنا خرچ ضرور بتلاؤ؟۔ اس نے عرض کی جناب میرا اندازاً ساٹھ درہم خرچ ہوا ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے خزانچی کو حکم دیا کہ اس کو ساٹھ درہم قومی خزانے سے ادا کردو۔ جب وہ فریادی جانے لگا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اسے پھر بلایا اور کہا کہ یہ لو پانچ درہم ان کو راستے میں کھانے پینے پر خرچ کرنا۔ ﴿سیرت حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ص۔۱۰۲﴾

جب خلافت حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تک آئی تو آپ نے بیت

Marfat.com

المال کی توسیع کے لئے ایک عجیب کمال کیا کہ جب طرح طرح کی شاہی سواریاں جلوس کے لئے پیش کی گئیں جو ہر خلیفہ وقت کے ذاتی استعمال میں دی جاتی تھیں۔ تو آپ نے اپنے غلام مزاحم کو پکار کر فرمایا ''ان تمام کو بیت المال میں داخل کر دو'' اور خود خچر پر بیٹھ کر نکلے۔ پھر سواری سے اتر کر دیکھا کہ شاہی خیمے اور شاہانہ ٹھاٹ باٹ کے پردے لگے ہوئے ہیں اور بڑے شاندار کمرے بنے ہوئے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مزاحم کو فرمایا کہ ان کو بیت المال میں داخل کر دو۔

پھر جب چل کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ شاہی تخت پر آئے تو دیکھا کہ پر تکلف قالین لگے ہوئے ہیں اس کے علاوہ بڑا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اس پر نہ بیٹھے بلکہ اپنا کمبل بچھا کر بیٹھ گئے اور ان تمام اموال کو بیت المال میں داخل کر دیا۔ امراء نے کہا کہ یہ تو بادشاہ کی ملکیت ہوتے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ تو امت مسلمہ کی ملکیت ہیں لہذا ان کا حق ہے ان کو ملنے چاہئیں۔ پھر آپ جب گھر آئے تو مختلف اقسام کے جوڑے، لباس فاخرہ، عطریات، خوشبوئیں اور کافی اقسام کے اموال پیش کئے گئے۔ وہ بھی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور مزاحم کو کہا کہ ان کو بیت المال میں داخل کر دیں۔ لوگوں نے گذارش کی کہ یہ تو خلیفہ کی ملکیت ہوتے ہیں اور متوفی خلیفہ سلیمان کی ملکیت تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ مال نہ تو خلیفہ سلیمان کی ملکیت تھا اور نہ ہی میری ملکیت ہے۔ یہ سب بیت المال کی چیزیں ہیں اور ان کو بیت المال میں شامل کر دو۔ کیا اس طرح کی چیزیں دوسرے مسلمانوں کو بھی میسر ہیں۔ یہ تھا

Marfat.com

عدل جس میں اپنی تمام خواہشیں کچل کر رکھ دیں۔عام آدمی اور حکمران کی تمیز ختم کردی لیکن دور حاضر کے حکمران تو یہ چاہتے ہیں کہ جو چیز ہم استعمال کریں اس طرح کی چیز کوئی اور استعمال نہ کرے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت میں ایک مقدمہ درج کرایا گیا کہ ایک آدمی نے مدعی کی زمین کو غیر آباد سمجھ کر اس میں کاشت کاری شروع کردی۔وہ زمین بڑی کارآمد تھی۔جب اس زمین کے مالک کو اطلاع ملی کہ اس کی زمین کو کوئی اور کاشت کر رہا ہے تو وہ دوڑ کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا اور کہا کہ میری زمین پر قبضہ کرلیا گیا۔لہٰذا میری زمین پر قبضہ مجھے دلایا جائے۔دونوں آدمی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش کیے گئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مدعی کو فرمایا کہ تم جتنی اس آدمی نے محنت مزدوری کی اس کا معاوضہ ادا کردو اور زمین تمھاری ہے۔مدعی نے کہا کہ میرے پاس تو اتنی رقم نہیں کہ میں اس کو ادا کروں۔پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مدعی علیہ سے کہا کہ تو اس کی زمین کی قیمت اس کو ادا کردے اور زمین تیری ہو جائے گی۔لہذا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں کے درمیان عدل کردیا تاکہ کسی کو بھی نقصان نہ ہو اور اسلامی حکومت کی زمین بھی برباد نہ ہو۔

Marfat.com

حرف آخر

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ایسے حالات میں ہوا جب کہ پوری انسانیت تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت نے پورے کے پورے اجتماعی انسان کو اندر سے بدل ڈالا اور صبغۃ اللہ کا ایک ہی رنگ مسجد سے لے کر بازار تک، مدرسہ سے لیکر عدالت تک اور گھروں سے لے کر میدان جنگ تک چھا گیا ذہن بدل گئے۔ خیالات کی رو بدل گئی۔ نگاہ کا زاویہ بدل گیا، عادات واطوار بدل گئے، رسوم ورواج بدل گئے۔ حقوق وفرائض کی تقسیمیں بدل گئیں۔ خیر وشر کے معیارات اور حلال وحرام کے پیمانے بدل گئے، اخلاقی قدریں بدل گئیں، دستور وقانون بدل گئے، جنگ وصلح کے اسالیب بدل گئے، کسی گوشے میں شر نہیں تھا کسی کونے میں فساد نام کی کوئی شے نہیں تھی۔ کسی جانب بگاڑ نہیں۔ ہر طرف بناؤ ہی بناؤ تھا، تعمیر ہی تعمیر تھی اور ارتقاء ہی ارتقاء تھا۔

درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں انسانی زندگی کو نشاۃ ثانیہ حاصل ہوئی اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک نظام حق کی صبح درخشاں سے مطلع تہذیب کو روشن کر کے بین الاقوامی دور تاریخ کا افتتاح فرمایا۔

Marfat.com

پیغمبر حق حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی اعتقاد، کسی نظریے اور کسی نقشۂ فکر کے بغیر اصلاح و تعمیر کا کام یوں ہی شروع نہیں کیا۔ محض ایک مبہم جذبہ نہ تھا، کوئی جنون خام نہ تھا۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عظیم ترین سچائی کی مشعل لے کر اٹھے۔ انتہائی حساس قلب کے ساتھ برسوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندگی کے معمے پر کاوشیں کی تھیں۔ غار حرا کی خلوتوں میں مدتوں اپنے اندر کا بھی مطالعہ کیا تھا اور بیرونی عالم پر بھی غور کیا تھا۔ تمدن کے صلاح و فساد کے اصولوں کو سمجھنے میں دماغ کھپایا تھا۔ لیکن عملی اقدام اس وقت تک نہیں کیا جب تک علم الٰہی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب کو حقیقت سے منور نہیں کر دیا۔ اور سب سے بڑی سچائی پوری طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بے نقاب نہیں ہو گئی۔ سب سے بڑی سچائی یہ ہے کہ کائنات کا ایک خدا ہے اور انسان اس کا بندہ ہے۔ یہی کلمہ حق حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انقلاب کا بیج بنا تھا۔ اس بیج سے صالح زندگی اور صحت مند تمدن کا وہ شجر طیبہ نمودار ہوا تھا۔ جس کی شان یہ ہے کہ اس کی جڑیں گہری اترتی ہوئی ہیں اور اس کی شاخیں فضا کی بلندیوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار اور اخلاق نے اپنے گرد ایسے لوگوں کا حصار بنا لیا تھا جن کی جرات اور بہادری کی کسی جگہ مثال نہیں مل سکتی۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کردار لاثانی تھا۔ حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رنگ ملاحظہ فرمائیں حضرت لبینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی کنیزوں کی انقلابی شجاعت و عزیمت پر نگاہ ڈالیں۔ حضرت ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت غامدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر توجہ کیجئے۔ نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جرات سے سبق لیجئے۔ ایرانی سپہ سالار کے دربار میں میں۔ حضرت ربعی

Marfat.com

بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان استغنا سے روح اخذ کیجئے ......اور تاروں کے جھرمٹ میں سے کون ہے جس کا ایمان لمعہ افگن نہیں ہے۔

ان ہستیوں سے وہ معاشرہ بنا اور ایسے قائدین اور کارکنوں کے ہاتھوں وہ نظام حق چلا جس نے اگر بندش شراب کی منادی کی تو ہونٹوں سے لگے جام فوراً الگ ہو گئے۔اور بہترین شرابوں کے مٹکے گلیوں میں ترشح کے کام آئے۔جس نے اگر عورتوں کو سر و سینہ ڈھانپنے کا حکم دیا تو حکم ملتے ہی کسی تاخیر کے بغیر دوپٹے اور اوڑھنیاں بنا لی گئیں، جس نے اگر جہاد کے لئے پکارا تو نوعمر لڑکے ایڑیوں پر کھڑے ہو ہو کر یہ کوشش کرنے لگے کہ ہم جوان ہیں۔جس نے اگر چندہ طلب کیا تو جہاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے دولت مندوں نے سامان سے لدے اونٹوں کی قطاریں لا! لا! کر کھڑی کر دیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے فدائیوں نے گھر کی ساری متاع تحریک کے قدموں میں ڈال دی۔وہاں ایسے مزدور بھی تھے جنہوں نے دن بھر کی مزدوری سے حاصل شدہ کھجوریں جنگی فنڈ میں ڈال دیں اور دامن جھاڑ کو گھر کو چلے آئے۔جس نے اگر مہاجرین کی بحالی کے لئے انصار کو پکارا تو انہوں نے اپنے مکان، کھیت، باغ اور اپنی بیویاں آدھ آدھ بانٹ دیں اور اخوت کا ایک بے مثل سماں پیدا کر دیا۔جس نے اگر عہدوں کو خدمت کی روح سے بالاتر کر کے سول سروس کے لئے کارکن طلب کئے تو ایک درہم روز کے قلیل معاوضے پر گورنری کے فرائض انجام دینے والے حکام دنیا کے سامنے نمودار ہوئے، جس نے اگر مال غنیمت کو سپہ سالار کے پاس جمع کرانے کا حکم دیا تو اس شان سے تعمیل کی گئی کہ فوج ایک ایک سوئی اپنے افسر کو پیش کر دیتی تھی۔اور یہ واقعہ تاریخ میں درخشاں رہے گا کہ مدائن کے اموال کا ایک قیمتی حصہ عامر نامی سپاہی کے ہاتھ آتا ہے بغیر اس کے کہ کسی کو بھی اس خزانہ زر و جواہر کا علم ہو، وہ رات کی تاریکی میں چپکے سے

Marfat.com

اپنے سردار تک پہنچا دیتا ہے۔ یہ ہستیاں تھیں جنہوں نے نیکی کا ایسا ماحول تیار کیا کہ جس میں شاذ ونادر ہی جرائم ہوتے تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پورے دس سالہ دور میں گنتی کے مقدمات عدالتوں میں آئے۔ یہ نیکی کا ایسا ماحول تھا جس میں کوئی سی آئی ڈی نہیں رکھی گئی تھی بلکہ لوگوں کے ضمیروں کو ہی ان کا نگہبان بنا دیا گیا تھا۔

یہ تھی رسول اللہ ﷺ کے دیوانوں کی حالت اور آج ہم بھی رسول اللہ ﷺ کے دیوانے کہلوانے کے دعویدار ہیں مگر ہم اس طرح کا کوئی کام کرنے کے لئے تیار نہیں جن پر رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام عمل پیرا تھے۔ ان کے اخلاق و کردار میں عظمت کے راز پنہاں تھے مگر ہم نے اپنی عظمت کے راز دولت و نخوت میں چھپا لیے ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کے کردار اور سیرت پر عمل کریں ہاں یہ چاہتے ہیں کہ لوگ ہمیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سمجھ کر خلیفہ پنجم مان لیں مگر ہم وزیر اعظم بن کر گدڑی پہن کر گلیوں میں پھرنا تو درکنار اپنے وطن کا پانی پینا پسند نہیں کرتے اس سے ہماری صحت خراب ہو جائے گی۔ ہم ٹکہ خرچ کر کے جنت کو خریدنے کی ٹھیکے دار بننا چاہتے ہیں مگر اپنے ایمان کی قیمت ادا نہیں کرنا چاہتے، ہماری خواہش تو ہے کہ ہم جہاں کہیں جائیں ہماری عظمت کے ڈنکے بجیں ہماری زبان سے ادا کردہ ہر لفظ قانون بن جائے۔ تمام لوگ ہم کو سلام کریں۔ ہم ایسا سب کچھ چاہتے ہیں جو ہم دیکھتے ہیں مگر اپنے سانسوں کے ساتھ، اپنے عہدے کے ساتھ، اپنے فرائض کے ساتھ، اپنے ملک کے ساتھ، اپنے خاندان کے ساتھ، اپنی رعایا کے ساتھ اور سب سے بڑھ کر اپنے رب ذوالجلال کی طرف سے عطا کردہ زندگی کے ساتھ عدل نہیں کرنا چاہتے۔ کیونکہ اگر عدل کی حکومت قائم ہوگئی تو محمود و ایاز ایک صف میں آجائیں گے اور ہماری چودھراہٹ ختم ہو جائے گی اور سب سے پہلے پھانسی کا پھندا ہمارے آقاؤں کے گلے میں ڈالا جائے گا

Marfat.com

اور ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہمارے آقا پریشان ہوں کیونکہ وہ ہمیں نوازتے ہیں۔اگر وہ مر جائیں گے تو ہمیں کون نوازے گا۔

اے دنیائے اسلام میں بسنے والے مسلمانو! حکمرانو! وزیرو! مشیرو! لیڈرو! کمانڈرو! جاگیردارو! امیرو! بیوروکریٹو! چوھدریو! ناظمو! کونسلرو! کمیشنرو! مجسٹریٹو! ججو! سردارو! غریبو! ادیبو! خطیبو! شاعرو! منصفو! کسانو! تاجرو! طالب علمو! اگر دنیا میں عزت سے جینا چاہتے ہو؟، کامیابی چاہتے ہو؟ ،اپنے ارمانوں کی تعبیر چاہتے ہو؟، دنیا کو تباہی سے بچانا چاہتے ہو؟ ،ملکوں کو امن وامان کا گھوارہ بنانا چاہتے ہو؟ اپنے اقتدار کو طول دینا چاہتے ہو؟ عزت وشہرت حاصل کرنا چاہتے ہو؟ تو آؤ...... سب مل کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں آپ ﷺ کے صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے نقش قدم پر چل کر اپنا مقام بنایا ہے انہوں نے اپنی زندگی اور آخرت دونوں میں اعلیٰ مقام حاصل کیا ہے۔اللہ کے نبی ﷺ اور ان کے ساتھیوں کے نقش قدم میں ہی فلاح ہے اور اسی میں ہماری بقاء ہے یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ورنہ:۔

وہ دیکھو گھوم رہے ہیں خزاں کے ہرکارے
چمن بچاؤ غم آشیاں کا دور نہیں

(زکی کیفی)

Marfat.com

کتابیات

☆	قرآن مجید		
☆	زبور		
☆	تورات		
☆	انجیل		پاکستان بائبل سوسائٹی
☆	ضیاء النبی (پانچ جلدیں)	پیر کرم شاہ الازہری	ضیاء القرآن پبلیکیشنز
☆	سیرۃ خاتم النبیین	ڈاکٹر ماجد علی خاں	پروگریسو بکس، ۴۰ بی اردو بازار لاہور
☆	تفسیر کبیر	امام فخر الدین رازی	مطبع العامرہ مصر
☆	صحیح بخاری	ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری	
☆	صحیح مسلم	ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری	
☆	سبل الہدیٰ والرشاد	محمد بن یوسف الصالحی	قاہرہ مصر
☆	احمد زینی دحلان	السیرۃ النبویۃ	اللنشر مصر
☆	السیرۃ النبویہ	ابو الحسن علی ندوی	قاہرہ مصر
☆	السیرۃ النبویہ	عبد الملک بن ہشام،	قاہرہ 1955
☆	خاتم النبیین	امام محمد ابو زہرہ	دار الفکر العربی قاہرہ

Marfat.com

☆	مقالات سرسید احمد خان، الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ محمدؐ	سرسید احمد خان	لاہور، کراچی۔ 1887
☆	روح البیان	شیخ اسماعیل حقی	استنبول پریس ترکی
☆	طبقات ابن سعد، الطبقات الکبریٰ	محمد بن سعد	دارالبیروت 1965
☆	فتح الباری	علامہ ابن حجر	البیہہ پریس مصر
☆	بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب	سید محمود البغدادی	دارالکتب العلمیہ، بیروت
☆	تاریخ طبری، تاریخ الرسل الملوک	محمد بن جریر ابوجعفر الطبری	مصر 1965
☆	سبل الھدیٰ	محمد یوسف الشامی	الاہرام تجاریہ قاہرہ
☆	حیات محمدؐ	محمد حسین ہیکل	اردو بازار لاہور
☆	حکایات صحابہ	مولانا محمد زکریا کاندھلوی	دہلی
☆	تاریخ اسلام	مولانا عاشق الٰہی میرٹھی	دیوبند انڈیا
☆	اصح السیر	ابوالبرکات عبدالرؤف داناپوری	کراچی 1957
☆	تاریخ اسلام	اکبر شاہ خان نجیب آبادی	کراچی۔ 1970
☆	سیرۃ النبی	سید سلیمان ندوی	دارالمصنفین اعظم گڑھ۔ انڈیا 1955
☆	رحمت للعالمین	قاضی محمد سلیمان سلمان منصوری	اردو بازار لاہور 1953

Marfat.com

☆	شرح المراھب اللدنیہ	محمد بن عبدالباقی الزرقانی	مصر 1956
☆	تفسیر کبیر	امام فخر الدین رازی	مطبع العامرہ۔قاہرہ
☆	امتاع الاسماع	تقی الدین احمد بن علی مقریزی	
☆	تفسیر احسن البیان	حافظ صلاح الدین	دارالسلام،لاہور
☆	اکابرین اسلام	پروفیسر محمد فائق صدیقی قادری بدایونی۔	نہال پریس اکبر روڈ۔کراچی

Marfat.com

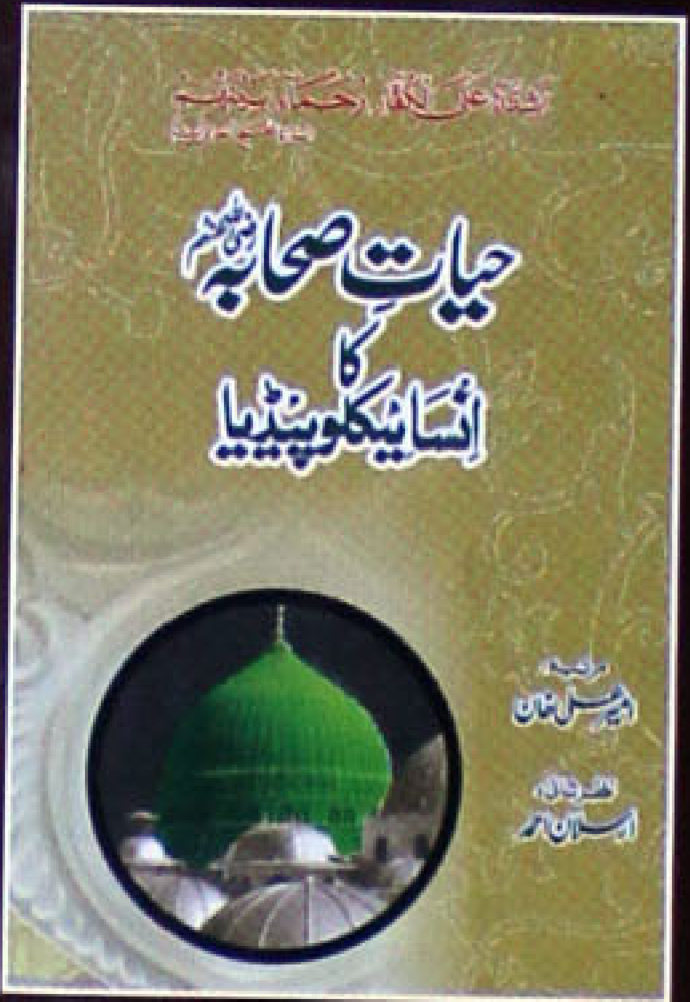

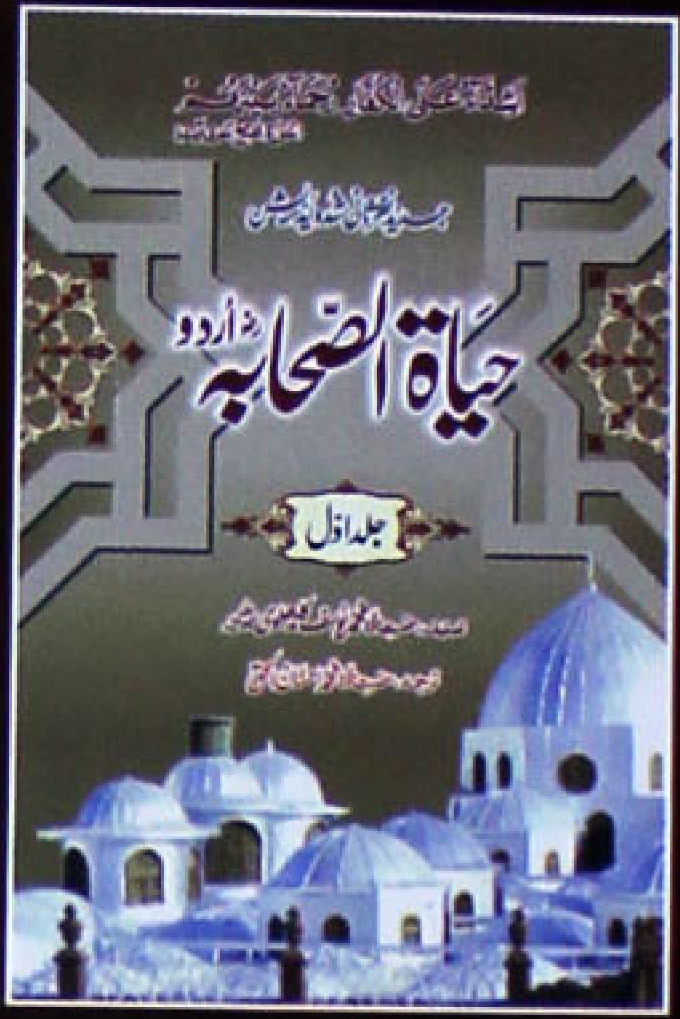

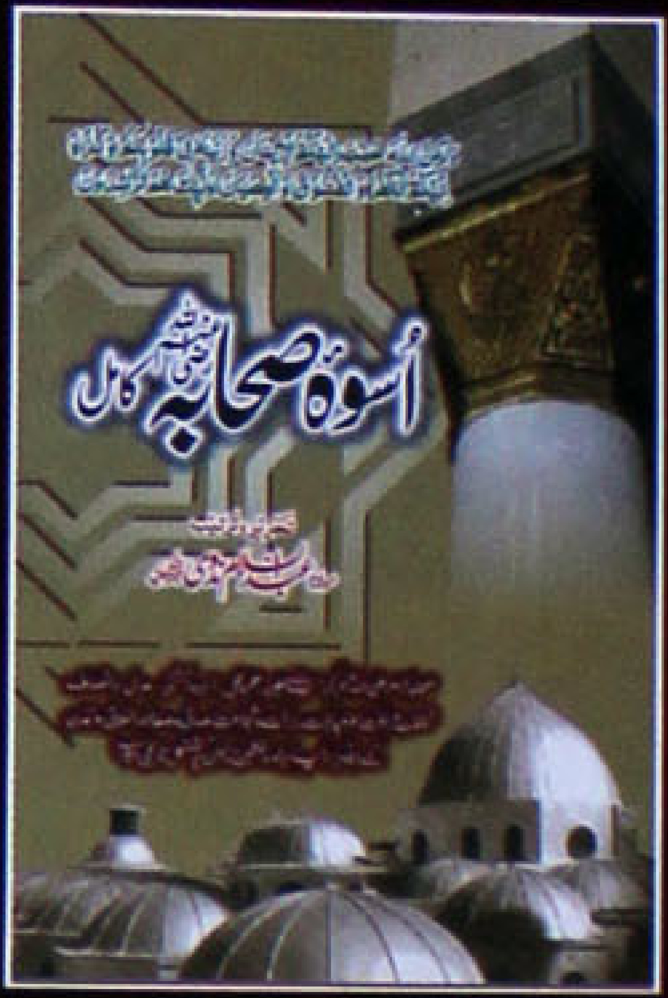

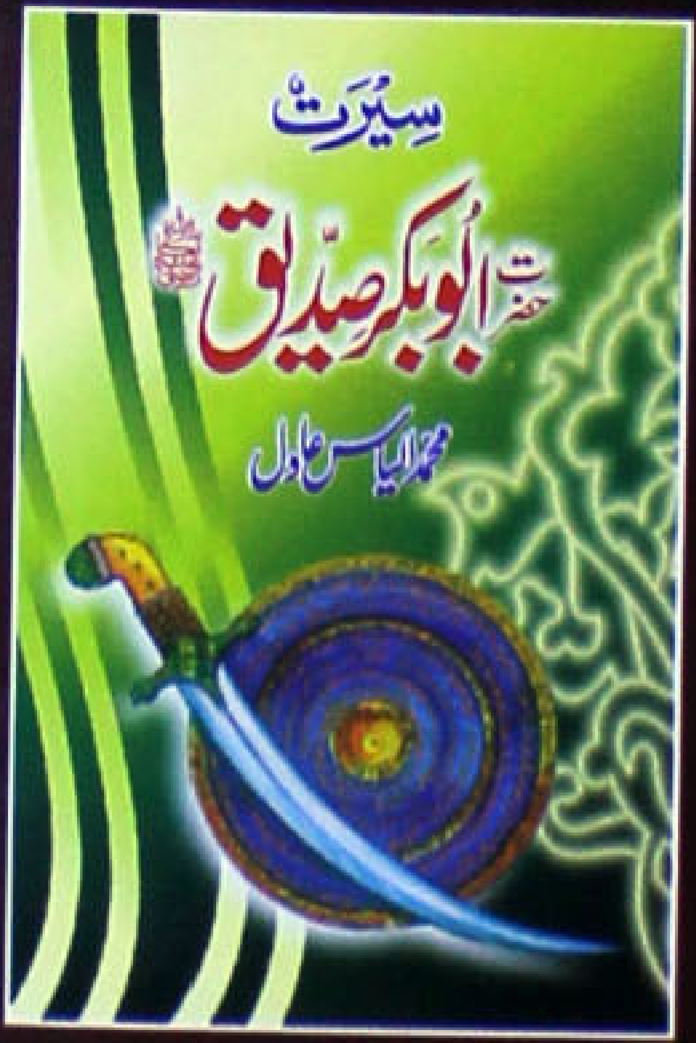

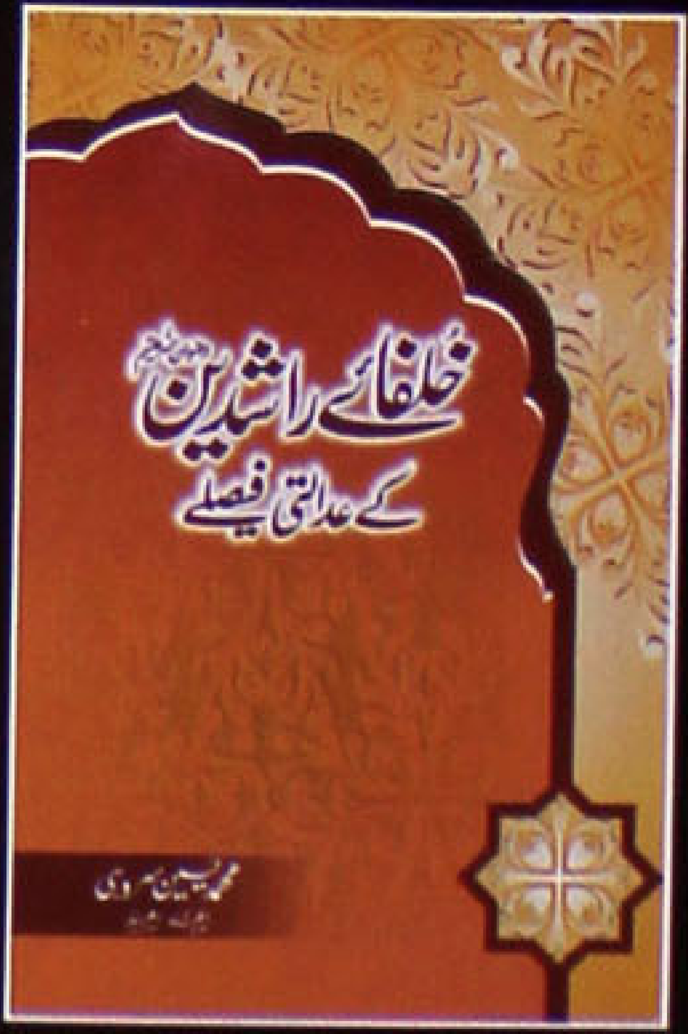

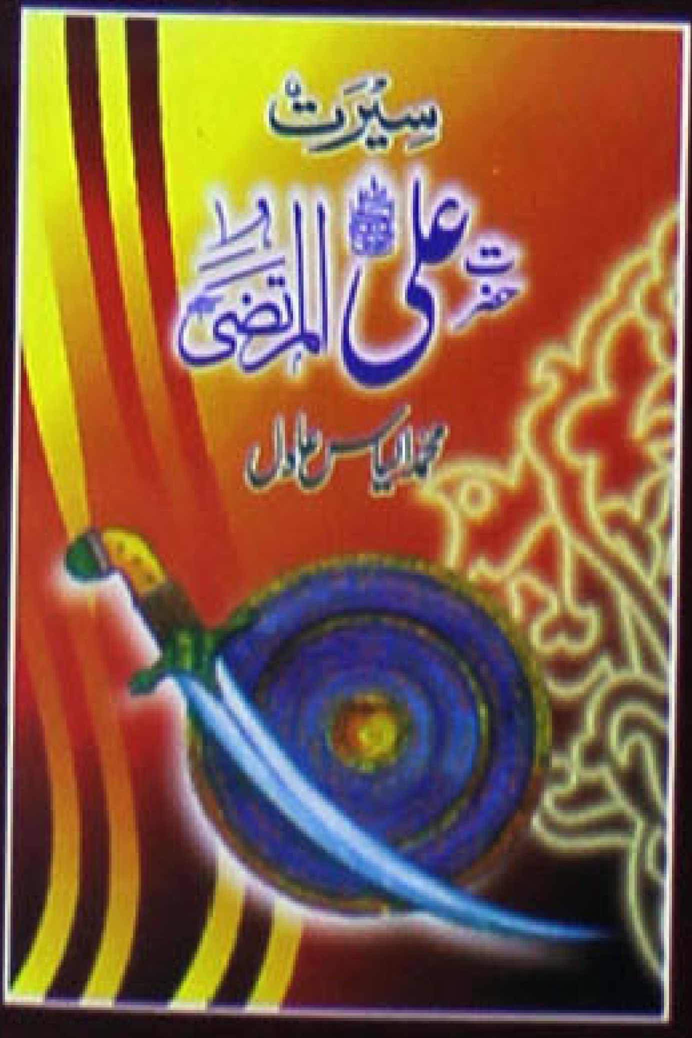

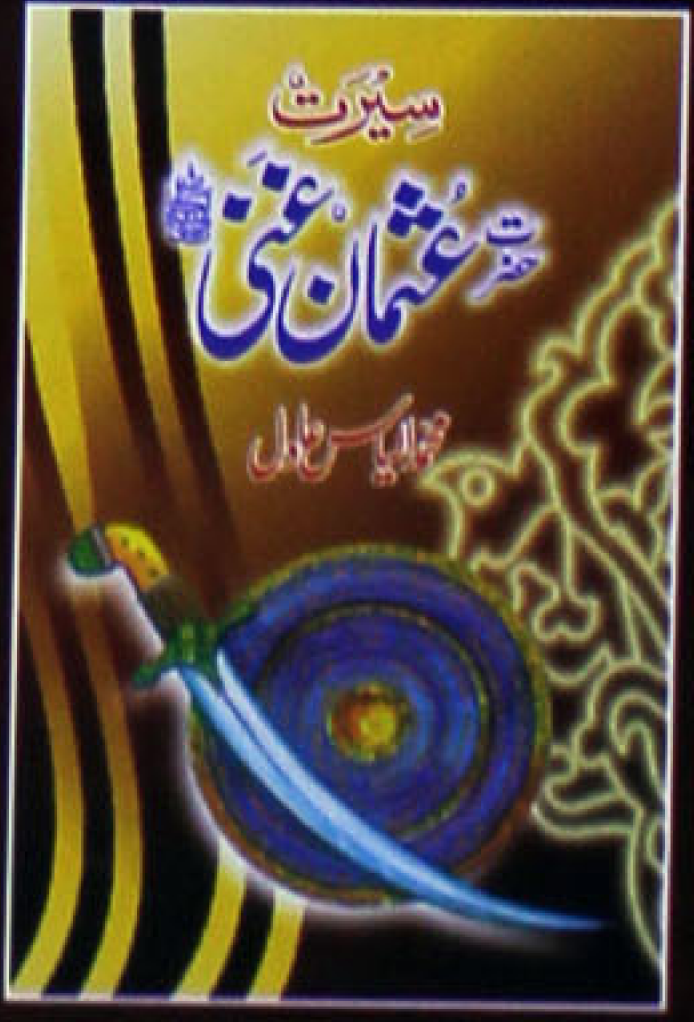

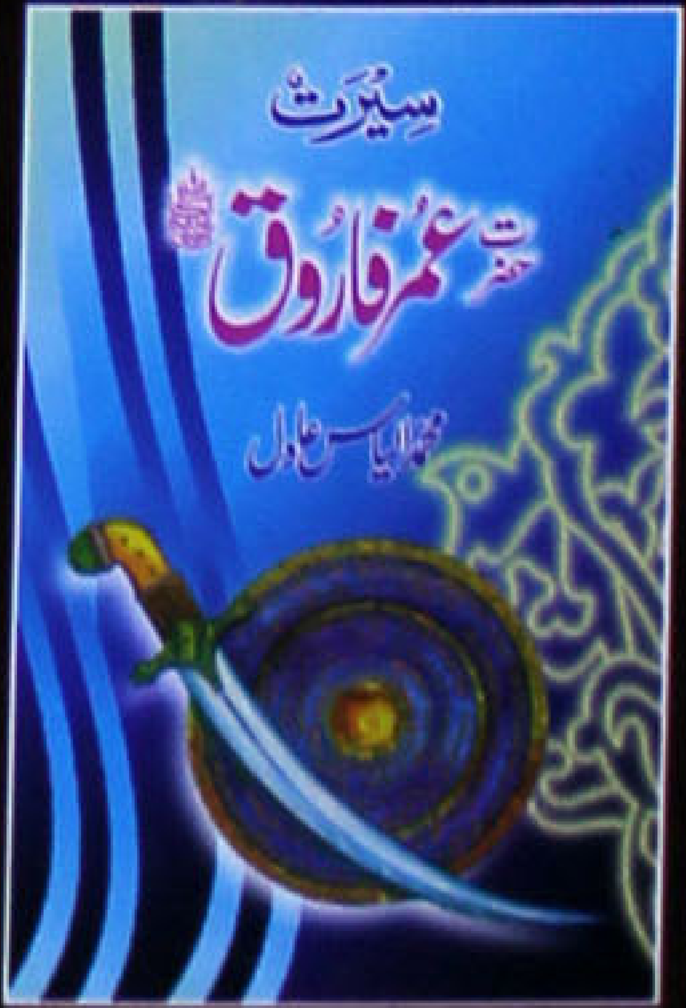

مشتاق بک کارنر
الکریم مارکیٹ۔ اردو بازار، لاہور

Marfat.com